باب ۲۱

# حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حکومت

ابوجعفر طبری فرماتے ہیں ''قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ نے جن اسباب کو قتل کا ذریعہ بنایا تھا ہم نے ان میں سے بعض کا تذکرہ کر دیا ہے اور اکثر روایات ہم نے نظر انداز کر دی ہیں ( کیونکہ وہ قابل اعتماد نہ تھیں )۔

اب ہم یہ بیان کریں گے کہ آپ کو کیسے شہید کیا گیا اور اس کا آغاز کیسے ہوا اور شہادت سے پہلے کس نے اس کی جرأت دلائی اور کس نے اس کام کا آغاز کیا۔

## حکم کی مخالفت:

مسور بن مخرمہ کی روایت ہے کہ صدقات کے کچھ اونٹ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' آپ نے انھیں خاندان حکم کے کسی فرد کو بخشش میں دینے کا حکم صادر کیا جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث کو بلوایا اور ان کے ذریعے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان اونٹوں کو دوسرے لوگوں میں تقسیم کرا دیا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں تھے۔

## لوگوں کی گستاخی:

عثمان بن شرید کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جبلہ عمرو ساعدی کے پاس سے گزرے۔ وہ شخص اپنے گھر کے صحن میں تھا انہیں دیکھ کر وہ کہنے لگا:

''اے بیوقوف بڈھے! بخدا میں تمہیں قتل کروں گا اور تمہیں ذلت کے ساتھ رسوا کرا کر تمہیں آگ میں ڈال دوں گا''۔

دوسری مرتبہ وہ آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر پر تھے اس نے آپ کو وہاں سے اتار دیا۔

## جبلہ کی بدکلامی:

عامر بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جس نے سب سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بدزبانی کی' وہ جبلہ بن عمرو ساعدی تھا۔ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سلام کیا لوگوں نے سلام کا جواب دیا۔ اس وقت جبلہ بولا ''تم اس شخص کے سلام کا جواب کیوں دیتے ہو جس نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں'' پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر بولا ''بخدا میں یہ رسی تمہاری گردن میں ڈال دوں گا ورنہ تم اپنے ان بھیدیوں کو چھوڑ دو'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' میرے کون سے بھیدی دوست ہیں؟ میں تو اچھے لوگوں کا انتخاب کرتا ہوں'' وہ بولا۔

## حکام پر اعتراض:

تم نے مروان کا انتخاب کیا' معاویہ رضی اللہ عنہ کو پسند کیا' عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ کو ترجیح دی اور عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا' ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جن کے خون بہانے کے لیے وحی نازل ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خون معاف

کیا تھا''۔ اس کے بعد لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گستاخیاں کرنے لگے اور دلیر ہو گئے۔

## عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا اعتراض:

موسیٰ بن عقبہ الوحیبہ کی روایت کے حوالے سے یہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن تقریر کی تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اے امیر المؤمنین! آپ نے کئی ناخوش گوار باتیں کی ہیں اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ مل کر اس کا ارتکاب کیا ہے' آپ توبہ کریں ہم بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے''۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی توبہ:

اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبلہ رو ہو کر (دعا کے لیے) ہاتھ اٹھائے اس پر اس دن بہت سے لوگ رونے لگے اس کے چند دنوں بعد جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو جھجاہ غفاری کھڑا ہو گیا اور چلا کر کہنے لگا:

## جھجاہ غفاری کی گستاخی:

''اے عثمان رضی اللہ عنہ! ہم یہ بوڑھا اونٹ لائے ہیں اس پر عبا پڑی ہوئی ہے آپ اتریں تو ہم آپ کو عبا پہنا کر اس اونٹ پر سوار کرائیں گے' اور پھر آپ کو جبل وغان میں پھینک دیں گے''۔

اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تجھے غارت کرے اور اس کو بھی جو تو لایا ہے''۔

اس نے یہ باتیں سب لوگوں کے سامنے کہی تھیں۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی اور بنو امیہ کے افراد آپ کو گھر لے گئے۔

## عصائے نبوی کو توڑنا:

عبدالرحمٰن بن حاطب بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس عصائے نبوی کے سہارے خطبہ دے رہے تھے جسے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی استعمال کرتے تھے اس وقت جھجاہ بولا ''اے بے وقوف! اس منبر سے اتر جاؤ'' اس کے بعد اس نے عصائے نبوی کو پکڑ کر اپنے دائیں گھٹنے سے توڑ ڈالا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اترے اور لوگ انہیں گھر لے گئے آپ نے حکم دیا کہ عصائے نبوی کو جوڑ دیا جائے اس واقعہ کے بعد آپ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ گھر سے باہر نکلے تھے کہ محاصرہ ہو گیا اس کے بعد آپ شہید ہو گئے۔

## غفاری کی بری حرکت:

نافع کی روایت ہے کہ جھجاہ غفاری نے اس عصاء کو جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا لے کر اپنے گھٹنے کے زور سے توڑ دیا' اسی وقت وہ آکلہ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔

## صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام خطوط:

محمد بن اسحاق (صاحب الفازی) اپنے چچا عبدالرحمٰن یسار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے یہ حالات دیکھے تو انہوں نے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام اس قسم کے خطوط لکھے۔

''تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے نکلے ہو اور محمد ﷺ کے دین مذہب کو غالب کرنا چاہتے ہو۔ مگر تمہارے پیچھے دین محمدی تباہ و متروک ہو گیا ہے تم آ کر محمد ﷺ کے دین کی اصلاح کرو''۔

چنانچہ لوگ ہر طرف سے آ گئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

## جعلی خط کا مضمون:

(یہ وہ جعلی خط ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا تھا) کہا جاتا ہے کہ جب مصر کے لوگ واپس جانے لگے اور یہ خیال کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے توبہ کر لی ہے' اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصر کے عامل عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کے نام ان لوگوں کے بارے میں جو مصر میں آپ کے سخت مخالف تھے' یہ خط لکھا:

''تم فلاں اور فلاں اشخاص کی جب وہ تمہارے پاس آئیں گردن ماردو اور فلاں وفلاں کو اس قسم کی سزا دو''۔

ان لوگوں میں کچھ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کچھ تابعین رحمہم اللہ میں سے تھے' اس خط کا قاصد ابوالاعور بن سفیان سلمی تھا جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ پر سوار کرایا تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے مصر پہنچ جائے۔

## قاصد سے پوچھ گچھ:

ابوالاعور راستے میں ان لوگوں سے مل گیا تھا۔ انھوں نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا ''میں مصر جا رہا ہوں'' اس کے ساتھ قبیلہ خوان کا ایک شامی شخص بھی تھا۔ جب ان (باغیوں نے اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر دیکھا تو اس سے پوچھا کیا تمہارے ساتھ کوئی خط ہے؟ اس نے کہا ''نہیں'' پھر پوچھا کس کام کے لیے بھیجے گئے ہو وہ بولا مجھے کوئی علم نہیں ہے' اس پر ان لوگوں نے کہا:

## قاصد کی تلاشی:

نہ تمہارے پاس کوئی خط ہے اور نہ تمہیں یہ معلوم ہے کہ تم کس مقصد کے لیے بھیجے گئے ہو' اس کی وجہ سے تمہارا معاملہ مشتبہ معلوم ہوتا ہے چنانچہ انہوں نے اس کی تلاشی لی اور ایک خشک زنبیل میں خط مل گیا۔ جب انہوں نے خط پڑھا تو اس خط میں بعض لوگوں کے قتل کرنے اور بعض کو جانی اور مالی سزا دینے کا حکم لکھا ہوا تھا۔ اس پر یہ سب لوگ مدینہ واپس آ گئے۔

## باغیوں کی واپسی:

جب ان لوگوں کے واپس آنے کی خبر مشہور ہوئی تو تمام علاقوں کے لوگ واپس آنے لگے اور اہل مدینہ میں ہلچل پیدا ہو گئی۔

## قتل کا حکم:

محمد بن سائب کلبی بیان کرتے ہیں کہ اہل مصر واپس اس لیے آئے کہ انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اونٹ کا ایک غلام ملا جو امیر مصر کے پاس یہ خط لے کر جا رہا تھا کہ بعض لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور کچھ لوگوں کو سولی دے دی جائے۔

## جعلی کارروائی:

جب یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا ''یہ آپ کا غلام ہے'' آپ نے فرمایا ''یہ غلام میرے علم کے بغیر چلا گیا تھا'' وہ بولے ''یہ آپ کا اونٹ ہے'' آپ نے فرمایا ''یہ اسے میرے علم کے بغیر میرے گھر سے لے گیا تھا'' وہ بولے: ''وہ

بولے یہ آپ کی مہر ہے'' آپ نے فرمایا'' کسی دوسرے نے اس کی مہر لگا دی ہوگی''۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ حالات دیکھے کہ لوگ ان کے برخلاف ہو گئے ہیں تو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو شام میں یہ خط لکھ کر بھیجا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم! حمد وثنا کے بعد واضح ہو کہ اہل مدینہ نافرمان ہو گئے اور انہوں نے فرمانبرداری چھوڑ دی ہے اور بیعت توڑ دی ہے اس لیے آپ اپنی طرف سے شام کے جنگجو سپاہی تیز رفتار سواریوں پر جلد بھیجیں''۔

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ خط پہنچا تو وہ حالات کا انتظار کرتے رہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مخالفت کے اعلانیہ اظہار کو پسند نہیں کرتے تھے' انہیں ان کے اجتماع کا علم ہو چکا تھا۔

## دیگر حکام کو خطوط:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد میں تاخیر محسوس کی تو انہوں نے یزید بن اسد بن کریز اور دیگر اہل شام کے نام خطوط تحریر کیے جن میں ان سے امداد طلب کی گئی تھی اور اپنے حقوق جتائے گئے تھے نیز یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اللہ بزرگ و برتر نے خلفاء کی اطاعت اور ان کے ساتھ خیر خواہی کرنے کا حکم دیا ہے''۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بھی تحریر کیا تھا:

''کہ سب لوگ ان کی مدد کے لیے نہ آئیں بلکہ کچھ دستے آ جائیں''۔

## فوری امداد کی ضرورت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اہل شام پر ان کے بڑے احسانات ہیں اور انہوں نے ان کی بڑی خدمت کی تھی۔ آخر میں یہ تحریر تھا:

''اگر تم کچھ امدادی فوج بھیج سکتے ہو تو بہت جلد بھیجی جائے کیونکہ یہ لوگ میرا جلد خاتمہ کر رہے ہیں''۔

## یزید بن اسد رضی اللہ عنہ کی فوج:

جب آپ کا یہ خط اہل شام کے سامنے پڑھا گیا تو یزید بن اسد بن کریز بجلی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حمد وثنا کے بعد انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا' ان کے عظیم حقوق کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو ان کی امداد پر آمادہ کیا اور حکم دیا کہ وہ ان کی امداد کے لیے روانہ ہو جائیں۔ چنانچہ بہت سے لوگ ان کی امداد کے لیے روانہ ہو گئے جب یہ لوگ وادی القریٰ میں پہنچے تو اس وقت انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو وہ واپس چلے گئے۔

## بصرہ کی امدادی فوج:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو بھی تحریر فرمایا کہ وہ اہل شام کے نام ان کے خط کی ایک نقل اہل بصرہ تک پہنچا دیں۔ چنانچہ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد بصرہ کے خطیب اشخاص کھڑے ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد پر لوگوں کو آمادہ کرتے رہے انہیں خطباء میں مجاشع بن مسعود سلمی بھی تھے جو ان دنوں بصرہ کے قبیلہ قیس کے سردار تھے اور سب سے پہلے انہوں نے تقریر کی تھی' ان کے علاوہ قیس بن ہیثم سلمی بھی تقریر

کے لیے کھڑے ہوئے اور لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد پر آمادہ کرتے رہے چنانچہ لوگ بہت جلد مدد کرنے کے لیے تیار ہو گئے اس لیے عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے مجاشع بن مسعود کو (اس امدادی فوج کا) سردار مقرر کیا اور انہیں لے کر روانہ ہوئے۔ جب یہ لوگ ربذہ پہنچے اور ان کا ہراول دستہ مدینہ کے قریب صرار کے مقام پر پہنچا تو انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر موصول ہوئی۔

## قاصد کا اخراج:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مصر (باغیوں) نے سقیا یا ذوخشب کے مقام سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک خط لکھا اور ان کا ایک آدمی اس خط کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا مگر انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ اسے گھر سے نکلوا دیا۔

## اہل مصر کا قافلہ:

اہل مصر جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے تھے' کل تعداد میں چھ سو تھے' وہ چار دستوں میں منقسم تھے۔ ان کے چار سردار تھے اور ہر سردار کے پاس ایک جداگانہ علم تھا' ان کی مشترکہ قیادت عمر بن بدیل بن ورقاء خزاعی کے سپرد تھی' جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے نیز عبدالرحمٰن بن عدیس تجلیبی بھی ان کے سپہ سالار اعلیٰ تھے۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جو خط لکھا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نام خط:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد و ثنا کے بعد واضع ہو کہ اللہ کسی قوم کی حالت میں اس وقت تک تبدیلی نہیں پیدا کرتا ہے جب تک کہ وہ خود اپنے اندر تبدیلی نہ پیدا کریں' اس لیے آپ اللہ کو یاد کریں اور اللہ سے ڈریں آپ کے پاس دنیا ہے اس کے ذریعہ آپ آخرت کی تکمیل کریں اور اپنے آخرت کے حصے کو مشکوک نہ بنائیں ورنہ دنیا بھی آپ کے لیے خوشگوار نہیں رہے گی۔

## دین کے لیے جنگ:

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم اللہ کی خاطر غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں اور اسی کے لیے ہم رضا مند ہوتے ہیں لہٰذا ہم اس وقت تک اپنے کندھوں سے تلواریں نیام میں نہیں کریں گے جب تک کہ ہمارے صاف اور واضع طریقہ سے توبہ نامہ نہیں آئے گا یا کھلم کھلا گمراہی کا علم نہیں ہوگا' ہم آپ سے صرف اتنا ہی کہنا چاہتے ہیں اور یہی معاملہ آپ کے سامنے ہے۔ اللہ ہماری معذرت قبول کرنے والا ہے۔ والسلام''

## توبہ کی دعوت:

اہل مدینہ نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں انہیں توبہ کرنے کی دعوت کی گئی تھی وہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہہ رہے تھے کہ وہ انہیں نہیں چھوڑیں گے تا آنکہ وہ انہیں قتل کر دیں گے یا وہ انہیں اللہ کا حق جو ان کے ذمہ ہے۔ عطا کریں۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی استمداد:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے اپنے خیر خواہوں اور گھر والوں سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا ''ان لوگوں نے وہ کیا جو تم دیکھ رہے ہو (اب اس مصیبت سے) نکلنے کا راستہ کیا ہے؟'' ان سب نے یہ مشورہ دیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو

بلوائیں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ انہیں لوٹا دیں اور جو وہ چاہتے وہ مطالبہ ان کا پورا کر دیں اس طرح مدت بڑھ جائے گی پھر امداد بھی آ جائے گی''۔

## ایفاء پر اصرار:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''یہ لوگ ٹال مٹول قبول نہیں کریں گے وہ مجھ سے معاہدہ کریں گے جب وہ پہلی دفعہ آئے تھے تو مجھ سے ایسی باتیں سرزد ہو گئی تھیں اس لیے میں اب جو وعدہ کروں گا اس کے ایفاء پر وہ اصرار کریں گے۔

## مروان کا مشورہ:

مروان نے کہا ''اے امیر المومنین! انہیں قریب رکھنا تاکہ آپ طاقتور ہو جائیں یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قریب رہ کر آپ کا مقابلہ کریں۔ آپ ان کا مطالبہ مان لیں اور جب تک وہ آپ کا مقابلہ کریں ان کے ساتھ ٹال مٹول کرتے رہیں۔ کیونکہ انہوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی ہے اس لیے ان کے معاہدہ کی (کوئی پابندی) نہیں ہے۔ آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجیں' چنانچہ انہیں آپ نے بلایا جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا:

## معاہدہ کی پابندی:

''اے ابوالحسن! آپ نے ان لوگوں کی باتیں دیکھ لیں اور میری باتیں بھی آپ کو معلوم ہیں۔ اب مجھے ان سے قتل کا اندیشہ ہے اس لیے آپ انہیں میرے پاس لوٹا دیں میں ان کی تمام شکایات دور کر دوں گا اور اپنی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے ان کے مطالبات پورے کروں گا خواہ اس میں میری جان کا اندیشہ کیوں نہ ہو''۔

## وعدہ شکنی کا الزام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''عوام اس بات کو ترجیح دیں گے کہ آپ ان کے ساتھ انصاف کریں بہ نسبت اس کے کہ وہ آپ کو قتل کریں۔ میرے خیال میں یہ لوگ اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مطالبات کو نہ مانیں۔ جب یہ لوگ پہلی دفعہ آئے تھے تو اس وقت میں نے ان سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ آپ ان تمام باتوں سے رجوع کریں گے جو انہیں ناپسند ہیں اور اس طرح میں نے انہیں آپ کے پاس سے لوٹا دیا تھا۔ مگر آپ نے ان میں سے کوئی بات پوری نہیں کی اس لیے آپ اس مرتبہ مجھے فریب میں مبتلا نہ کریں کیونکہ مجھے ان کا حق ادا کرنا ہے''۔

## ایفائے عہد کا عزم صمیم:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ انہیں اس بات کا یقین دلا دیں بخدا! میں ایفاء عہد کروں گا''۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس گئے اور فرمایا:

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطاب:

''اے لوگو! تم نے حقوق کا مطالبہ کیا تھا' وہ پورے کیے جاتے ہیں' کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اپنی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے تمہارے ساتھ انصاف کریں گے اور جو باتیں تمہیں ناپسند ہیں انہیں چھوڑ دیں گے''۔

## عملی اقدام کی ضرورت:

اس پر وہ لوگ ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے ہم نے یہ بات مان لی ہے مگر آپ ان سے پختہ وعدہ کرا کر لائیے کیونکہ عملی اقدام کے بغیر محض باتوں سے ہم خوش نہیں ہوں گے۔

## مہلت کی درخواست:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تمہاری بات منوا کرلاؤں گا''۔ چنانچہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں صورتِ حال سے آگاہ کیا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''آپ میرے اور ان کے درمیان ایک مدت مقرر کرلیں جس میں مجھے مہلت مل سکے' کیونکہ میں ایک دن کے اندر ان کی شکایات دور نہیں کر سکتا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جو لوگ مدینہ میں موجود ہیں ان کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں کی جا سکتی اور جو موجود نہیں ہیں ان کے لیے مدت اس وقت تک رہے جب کہ آپ کا حکم ان کے پاس پہنچ جائے''۔

## تین دن کی مہلت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ بات صحیح ہے تاہم مجھے مدینہ والوں کے لیے تین دن کی مہلت ملنی چاہیے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''بہت اچھا'' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور انہیں اطلاع دی اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک معاہدہ لکھوادیا گیا کہ وہ تین دن کے اندر ہر شکایت کو دور کر دیں گے اور جو حاکم ان لوگوں کو ناپسند ہیں انہیں معزول کر دیں گے''۔

پھر اس معاہدہ کے لکھوانے میں زیادہ سختی کی گئی اور سخت عہد و پیان لیے گئے اور اس پر معزز مہاجرین وانصار کو گواہ مقرر کیا گیا۔

(اس کی وجہ سے) مسلمان مقابلے سے باز آئے اور لوٹ گئے تاکہ وہ اپنے معاہدہ کو پورا کرسکیں۔

## جنگ کی تیاری:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور ہتھیار فراہم کرنے لگے انہوں نے خمس مال غنیمت کے غلاموں کی ایک بہت بڑی فوج تیار کرلی۔ جب تین دن گزر گئے تو وہی حالت برقرار تھی اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی ان لوگوں کی کوئی شکایت دور نہیں کی گئی اور نہ کسی حاکم کو معزول کیا گیا تھا اس پر لوگ بھڑک اٹھے اور عمرو بن حزم انصاری مصریوں کے پاس آیا جو ذوخشب کے مقام پر مقیم تھا اور اس کی اطلاع دی اور پھر وہ انہیں کے ساتھ مدینہ آیا۔ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھیجا۔

## خلاف ورزی کا الزام:

کیا ہمارے ساتھ آپ کا یہ معاملہ طے نہیں ہوا تھا کہ آپ اپنے تمام کاموں سے توبہ کریں گے اور ہماری شکایتوں کو دور کریں گے اور اس پر آپ نے پختہ عہد و پیان کیے تھے؟۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''ہاں! میں اس عہد پر قائم ہوں''۔

اس پر انہوں نے کہا:

## جعلی خط کا حوالہ:

پھر اس خط کا کیا مطلب ہے جو ہم نے آپ کے قاصد کے پاس سے حاصل کیا اور جسے آپ نے اپنے حاکم کے نام لکھا تھا۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نہ میں نے یہ خط لکھا اور نہ مجھے اس بات کا علم ہے'' وہ بولے آپ کا قاصد آپ کے اونٹ پر تھا اور آپ کے کاتب کا وہ خط تھا اور اس پر آپ کی مہر تھی۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انکار:

آپ نے فرمایا: ''وہ اونٹ چوری کا تھا۔ کتابت میں مشابہت ہوسکتی ہے اور مہر کسی دوسرے نے لگا دی ہوگی''۔

## حکام کی معزولی کا مطالبہ:

وہ بولے ''گو ہم آپ کو ملزم گردانتے ہیں تاہم عجلت میں کام نہیں کیا جائے گا۔ آپ اپنے برے حکام کو معزول کر دیں اور ہم پر وہ حکام مقرر کریں جو ہماری جان و مال کے درپے نہ ہوں نیز آپ ہماری شکایات دور کریں''۔

## مطالبہ ماننے سے انکار:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر میں تمہاری مرضی کے مطابق حکام کا تقرر کروں اور تمہارے مخالف حکام کو معزول کروں تو میری حیثیت باقی نہیں رہے گی اس وقت حکومت کے تمام اختیارات تمہیں حاصل ہوں گے''۔

## باغیوں کی دھمکی:

وہ بولے ''بخدا! آپ کو ضرور یہ کرنا ہوگا ورنہ آپ کو معزول کر دیا جائے گا یا قتل کر دیا جائے گا آپ اپنے معاملے پر اچھی طرح غور کرلیں''۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ان کے مطالبات ماننے سے) انکار کر دیا اور فرمایا: ''میں (خلافت کی) قمیص کو جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے نہیں اتاروں گا''۔

## گھر کا محاصرہ:

اس کے بعد ان لوگوں نے چالیس رات تک ان کا محاصرہ کیا اس عرصہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔

## اشتر کی طلبی:

وثاب جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور جن کی گردن پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت نیزے کے زخموں کے دو نشان تھے بیان کرتے ہیں مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اشتر کو بلانے کے لیے بھیجا۔ چنانچہ میں اشتر کو بلا لایا اس وقت ایک تکیہ امیر المومنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے لیے لایا گیا اور دوسرا تکیہ اشتر کے لیے لایا گیا۔

## باغیوں کے مطالبات:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے اشتر! لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟'' وہ بولے ''وہ تین چیزوں میں سے ایک کے طلب گار ہیں'' آپ نے فرمایا: ''وہ کیا ہیں؟'' وہ بولا: ''وہ لوگ چاہتے ہیں کہ یا تو آپ خلافت سے دستبردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ ''یہ تمہارا معاملہ ہے تم جس کو چاہو انتخاب کرلو یا خود آپ اپنا قصاص لیں۔ اگر آپ کو ان دو باتوں میں سے کسی ایک سے انکار ہے تو یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے''۔ آپ نے پھر پوچھا: ''کیا اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''اس کے

علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے''۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب:

اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جہاں تک خلافت سے دست برداری کا تعلق ہے تو میں اس قمیص کو نہیں اتار سکتا جو اللہ بزرگ و برتر نے مجھے پہنائی ہے پھر میں محمد ﷺ کی امت کو اس حالت میں چھوڑ دوں کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم و ستم کرتے رہیں خدا کی قسم! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں آگے بڑھوں تاکہ تم میری گردن ماردو بہ نسبت اس کے کہ میں وہ قمیض اتاروں جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے۔

جہاں تک اپنی ذات سے قصاص لینے کا تعلق ہے تو بخدا! مجھے اس بات کا علم ہے کہ میرے پیش رو دونوں ساتھی سزا دیتے تھے۔

## قتل کی خطرناک نتائج:

تیسری بات یہ ہے کہ تم مجھے قتل کرو گے۔ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو بخدا! میرے بعد تم میں اتحاد قائم نہیں ہوگا اور کبھی تم متحد اور مجتمع ہو کر نماز نہیں پڑھ سکو گے اور نہ میرے بعد پھر کبھی تم متحد ہو کر دشمن سے جنگ کر سکو گے اس کے بعد اشتر اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی آمد:

چند دنوں تک ہم (خاموشی کے ساتھ) بیٹھے رہے پھر بھیڑیئے کی طرح ایک مردود آیا اور دروازے میں سے جھانک کر چلا گیا۔ پھر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تیرہ افراد کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے اندر گھسے۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگا۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گستاخی:

معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا اب ابن عامر رضی اللہ عنہ کہاں چلا گیا' تمہارے خطوط کا کیا نتیجہ نکلا'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے میرے بھتیجے! تو میری داڑھی چھوڑ دے''۔

## آپ کی شہادت:

راوی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا تو وہ ایک بھالا لے کر گیا اور اس نے ان کا سر پھاڑ دیا۔

طبری کہتے ہیں کہ پھر یہ سب لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں قتل کر دیا۔

## باغیوں کے سردار:

واقدی نے بیان کیا ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں اپنے قبیلے کے ساتھ مصریوں کے پاس گیا اور ان کے یہ چار سردار تھے (۱) عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی (۲) سودان بن حمران مرادی (۳) عمرو بن الحق خزاعی اسے جبیس ابن الحق بھی کہا جاتا تھا (۴) ابن النباع میں ان کے خیمے میں داخل ہوا جس میں وہ چاروں تھے اور لوگ ان کے تابع تھے۔

## آئندہ کے خطرات:

میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حقوق کی اہمیت واضح کی کہ ان کی گردنوں پر ان کی بیعت (کی ذمہ داری) ہے میں نے انہیں

فتنہ فساد سے ڈرایا اور انہیں سمجھایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی وجہ سے بہت اختلاف پیدا ہو جائے گا اور بڑا ہنگامہ برپا ہوگا اس لیے تم سب فتنہ فساد کا دروازہ نہ کھولو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان باتوں کو دور کرنا چاہتے ہیں جو تمہیں ناگوار ہیں میں ان کا ذمہ دار ہوں'' ان لوگوں نے کہا ''اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (ان شکایات کو) دور نہیں کیا تو پھر کیا ہوگا''۔ میں نے کہا پھر تمہیں اختیار ہے اس پر یہ لوگ رضا مند ہو کر لوٹ گئے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا ''اے عثمانؓ! تم اللہ کو یاد کرو اور اپنی جان کی حفاظت کرو یہ لوگ تمہارا خون بہانے آئے تھے اب دیکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ بیٹھے ہیں بلکہ وہ آپ کے دشمنوں کو تقویت پہنچا رہے ہیں''۔

## آپ کی رضامندی:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میری بات مان لی اور مجھے جزائے خیر دی وہاں سے آنے کے بعد میں کچھ عرصہ تک خاموش بیٹھا رہا۔ اس اثناء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مصر کے واپس جانے کے بارے میں تقریر کی تھی اور یہ بیان کیا تھا کہ وہ ایک خبر سن کر آئے تھے مگر انہیں اس سے مختلف اطلاع ملی اس لیے وہ لوٹ گئے میں نے چاہا کہ میں آ کر انہیں اس بات پر ملامت کروں تاہم میں خاموش رہا۔ پھر کسی نے مجھ سے یہ کہا کہ اہل مصر پھر آ گئے ہیں اور وہ مقام سویداء کے قریب ہیں میں نے کہا: ''کیا تم سچ بات کہہ رہے ہو'' اس نے کہا ''ہاں!'' اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا تو پتہ چلا کہ انہیں بھی اس کی اطلاع ہوگئی ہے اور یہ باغی (افراد) اس وقت ذوخشب کے مقام پر پہنچ گئے تھے۔ آپ نے فرمایا:

## آپ کی گفتگو:

''اے ابوعبدالرحمٰن! یہ لوگ پھر آ گئے ہیں ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟'' میں نے کہا ''بخدا! مجھے کوئی علم نہیں ہے تاہم میرا خیال ہے کہ وہ کسی اچھے مقصد کے ساتھ واپس نہیں آئے ہیں'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم انہیں واپس کر دو'' میں نے کہا:

## محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا انکار:

''میں یہ نہیں کروں گا'' آپ نے فرمایا ''کیوں'' میں نے کہا ''اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ان کو اس بات کی ضمانت دی تھی کہ آپ ان کی شکایتوں کو دور کریں گے مگر آپ نے ان کے بارے میں ایک حرف بھی نہیں کہا'' اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اب اللہ ہی سے مدد حاصل کی جائے گی''۔ اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔

پھر یہ لوگ اسواف کے مقام پر اترے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔

## جعلی خط کا انکشاف:

میرے پاس عبدالرحمٰن بن عدیس، سودان بن حمران اور باقی دونوں ساتھیوں کے ساتھ آئے اور کہنے لگے ''اے عبدالرحمٰن کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے گفتگو کر کے ہمیں لوٹا دیا تھا تم نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ تمہارے ساتھی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) ہماری شکایت کو دور کریں گے؟'' میں نے کہا ''ہاں'' اس کے بعد انہوں نے ایک پرچہ نکال کر کہا۔

''ہم نے صدقات کے ایک اونٹ پر (حضرت) غلام کو دیکھا جب ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہم نے اس میں یہ خط پایا جس میں یہ لکھا ہوا تھا:

## جعلی خط کے احکام:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امابعد! جب تمہارے پاس عبدالرحمٰن بن عدلیس آئے تو اسے سو کوڑے مارو اور اس کے سر اور داڑھی کو منڈوا کر اسے طویل عرصہ تک قید رکھو تا آنکہ تمہارے پاس میرا دوسرا حکم آئے نیز عمرو بن الحمق' سودان بن حمران' اور عروہ بن نباع لیثی کے ساتھ بھی یہی سلوک کرو'۔

## خط کا ردعمل:

میں نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خود یہ خط لکھا ہے۔ انہوں نے کہا تو پھر مروان نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ (جعلی خط) لکھا ہوگا اور یہ بات اس سے بھی بدتر ہے اس صورت میں انہیں اس کام سے بریت کا اظہار کرنا چاہیے پھر انہوں نے کہا تم ہمارے ساتھ ان کے پاس چلو۔ ہم نے (حضرت) علی رضی اللہ عنہ سے بھی بات چیت کی ہے اور انہوں نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ ظہر کی نماز کے بعد ان (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) سے گفتگو کریں گے۔ ہم (حضرت) سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھی گئے تھے' انہوں نے کہا ''میں تمہارے معاملے میں کوئی دخل نہیں دوں گا'' ہم سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ کے پاس بھی گئے تھے انہوں نے بھی اسی قسم کا جواب دیا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وعدہ:

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''(حضرت) علی رضی اللہ عنہ نے تم سے کیا وعدہ کیا تھا'' انہوں نے کہا ''انہوں نے ہم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب وہ ظہر کی نماز پڑھیں گے تو وہ ان (عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس جائیں گے''۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت) کے ساتھ نماز پڑھی پھر وہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا:

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

یہ اہل مصر دروازے پر ہیں' آپ انہیں اندر آنے کی اجازت دیں اس وقت مروان بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا ''آپ مجھے ان سے گفتگو کرنے کی اجازت دیں'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم میرے پاس سے چلے جاؤ' تمہارا اس معاملے سے کیا تعلق ہے؟'' اس پر مروان چلے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت مصریوں نے انہیں تمام صورت حال سے مطلع کر دیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں خط کا مضمون بتا رہے تھے۔

## حلفیہ انکار:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ کی قسم کھا کر یہ فرمایا کہ نہ تو انہوں نے یہ خط لکھا اور نہ انہیں اس کا علم ہے اور نہ ان سے کبھی اس بارے میں مشورہ کیا گیا تھا۔ اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''بخدا! آپ سچے ہیں مگر یہ مروان کا فعل معلوم ہوتا ہے'' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آپ انہیں اندر آنے دیں تاکہ وہ آپ کی معذرت سن لیں'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ''میری آپ سے قرابت اور رشتہ داری ہے بخدا! اگر میں اس حلقہ میں مقبول ہوتا تو آپ کی مشکل حل کرتا لہٰذا آپ ان کے پاس جائیں اور

ان سے گفتگو کریں کیونکہ وہ آپ کی بات کو (غور سے) سنتے ہیں۔

## باغیوں کی باریابی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں یہ کام نہیں کروں گا آپ خود انہیں اندر بلوا کر ان کے سامنے معذرت پیش کریں'' چنانچہ وہ اندر بلوائے گئے۔ جب وہ داخل ہوئے تو انہوں نے خلافت کا سلام نہیں کیا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ شر و فساد کی نیت سے آئے ہیں''۔

## ابن سعد رضی اللہ عنہ کی بداعمالیوں کا ذکر:

ان مصریوں نے گفتگو کے لیے ابن عدیس کو پیش کیا اس نے مصر میں ابن سعد رضی اللہ عنہ کی حرکتوں کا تذکرہ کیا اور یہ بتایا کہ وہ مسلمانوں اور ذمیوں دونوں پر ظلم کر رہا ہے اور مسلمانوں کے مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیتا ہے اور جب اس پر کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ یہ کہتا ہے ''مجھے امیر المومنین نے خود خط میں یہی تحریر کیا ہے''۔

## بدعات کا تذکرہ:

اس کے بعد ان لوگوں نے ان باتوں کا تذکرہ کیا جو مدینہ میں رونما ہوئی ہیں اور جن میں انہوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے اپنے دونوں پیش رو خلفاء کی مخالفت کی ہے۔

## دو شخصوں کی ضمانت:

ابن عدیس نے مزید کہا ''پھر ہم مصر سے روانہ ہوئے اس وقت ہمارا مقصد یہ تھا کہ یا تو آپ ان باتوں سے باز آ جائیں ورنہ ہم آپ کی جان لیں گے۔ ہمیں (حضرت) علی رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے واپس کر دیا اور ہمیں اس بات کی ضمانت دی کہ آپ ہماری تمام شکایات رفع کریں گے'' یہ کہہ کر اہل مصر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے اور پوچھا ''کیا تم نے یہ بات ہم سے کہی تھی'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''ہاں'' اس کے بعد انہوں نے وہ سلسلہ گفتگو جاری کیا اور کہا ''پھر ہم اپنے وطن کی طرف جانے لگے تاکہ یہ بات ہمارے لیے حجت رہے۔

## خط کا انکشاف:

جب ہم بویب کے مقام پر پہنچے تو ہم نے آپ کے غلام کو پکڑ کر آپ کا سر بمہر خط عبداللہ بن سعد کے نام کا حاصل کر لیا جس میں آپ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ پشت پر کوڑے مارے اور ہمارے بال منڈا کر طویل عرصہ تک ہمیں قید میں رکھے اور یہ آپ کا خط موجود ہے''۔

## لاعلمی کا اظہار:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد یہ فرمایا ''خدا کی قسم! نہ میں نے یہ خط لکھا اور نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ مجھ سے مشورہ لیا گیا اور نہ مجھے اس کا علم ہے'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے کہا ''آپ سچ بولتے ہیں'' اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کچھ سکون حاصل ہوا۔ تاہم مصریوں نے پوچھا ''پھر یہ خط کس نے لکھا ہے؟'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''مجھے نہیں معلوم ہے'' وہ بولے ''پھر کون ایسی جرأت کر سکتا ہے کہ وہ آپ کے غلام کو صدقات کے ایک اونٹ پر سوار کرائے اور آپ کی مہر لگا کر

آپ کے حاکم کو اتنی بڑی باتیں لکھے اور آپ کو خبر تک نہ ہو" آپ نے فرمایا" ہاں (ایسا ہی ہے)"۔

**معزولی کا مطالبہ:**

اس پر وہ بولے" پھر آپ خلیفہ بننے کے مستحق نہیں ہیں آپ اس معاملے سے دستبردار ہو جائیں جس طرح اللہ نے آپ کو معطل کر رکھا ہے" حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

**شور اور ہنگامہ:**

"میں (خلافت کی) اس قمیص کو جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے نہیں اتاروں گا" اس پر بہت شور وغل ہونے لگا۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "اس وقت میں نے یہ خیال کیا کہ یہ لوگ حملہ کیے بغیر نہیں نکلیں گے" اس کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو میں بھی کھڑا ہو گیا انہوں نے مصریوں سے یہ کہا" تم نکل جاؤ" اس پر وہ باہر آ گئے میں بھی اپنے گھر چلا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے گھر چلے گئے۔

**آپ کی شہادت:**

اس کے بعد ان (باغیوں نے) محاصرہ کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

**واپسی کی وجوہات:**

سفیان بن ابی العوجاء بیان کرتے ہیں" جب اہل مصر پہلے مرتبہ آئے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی تھی وہ انصار کے پچاس سواروں کو لے کر ان (باغیوں) کے پاس ذوخشب کے مقام پر پہنچے اور انہیں واپس بھیج دیا یہ لوگ واپس جاتے ہوئے جب بویب کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام کو دیکھا اس کے پاس عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ (حاکم مصر) کے نام ایک خط لکھا تھا۔ ان لوگوں نے واپسی کا رادہ کیا اور مدینہ پہنچے وہاں اشتر اور حکیم بن جبلہ موجود تھے۔ وہ خط لے کر (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس) گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار کیا کہ یہ خط ان کا لکھا ہوا ہے انہوں نے فرمایا" یہ جعلی ہے"۔

**جعلی خط کا معاملہ:**

اس پر وہ بولے" یہ خط آپ کے کاتب کا لکھا ہوا ہے" آپ نے فرمایا" ہاں مگر اس نے میرے حکم کے بغیر لکھا ہے" وہ بولے "وہ قاصد جس کے پاس ہم نے خط دیکھا ہے وہ آپ کا غلام ہے" آپ نے فرمایا" ہاں مگر وہ میری اجازت کے بغیر گیا تھا" انہوں نے کہا" یہ اونٹ آپ کا اونٹ ہے" آپ نے فرمایا" ہاں مگر وہ میرے علم کے بغیر لے جایا گیا تھا"۔

**معزولی کا مطالبہ:**

یہ لوگ بولے" (اس معاملے میں) آپ سچے ہیں یا جھوٹے ہیں اگر آپ جھوٹے ہیں تو اس صورت میں آپ معزولی کے مستحق ہیں کیونکہ آپ نے ہماری خون ریزی کا ناحق حکم دیا اور اگر آپ سچے ہیں تو اس صورت میں بھی آپ معزولی کے قابل ہیں کیونکہ آپ بہت کمزور اور غافل ہو گئے ہیں اور آپ کے مشیر بہت برے ہیں۔ اس صورت میں ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم اپنی گردنوں پر ایسے شخص کو مسلط کر لیں جو آپ کی کمزوری اور غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی اجازت کے بغیر ایسے احکام صادر کرے"۔ انہوں نے مزید کہا:

## ظلم کا الزام:

آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زدوکوب کیا جب کہ انہوں نے آپ کو نصیحت کی اور جب کہ معترضین کے اعتراضات کے موقع پر انہوں نے آپ کو حق بات کا فیصلہ کرنے کی ہدایت کی تھی اس لیے جن پر آپ نے ظلم کیا تھا اور انہیں زدوکوب کیا تھا ان کا قصاص اپنی ذات سے لیں''۔

## الزام کا جواب:

آپ نے فرمایا: ''حاکم غلطی بھی کرتا ہے اور صحیح فیصلہ بھی کرتا ہے اس لیے میں اپنی ذات کا قصاص نہیں لے سکتا ہوں کیونکہ اگر میں ہر غلطی پر اپنا قصاص لینے لگوں تو میرا خاتمہ ہو جائے''۔

## عہد شکنی کا الزام:

وہ بولے ''آپ نے ایسی بری باتوں کا ارتکاب کیا ہے جن کی بدولت آپ کو معزول کیا جا سکتا ہے۔ جب آپ سے اس بارے میں گفتگو کی گئی تھی تو آپ نے اس سے توبہ کر لی تھی مگر پھر آپ نے ایسی باتیں کیں۔ پھر ہم آپ کے پاس آئے تھے تو آپ نے توبہ کر لی تھی اور حق کی طرف رجوع کرنے کا وعدہ کیا تھا بلکہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں آپ کے بارے میں ملامت کی تھی اور انھوں نے آپ کی طرف سے ذمہ داری قبول کی تھی مگر آپ نے عہد شکنی کی اس لیے اب انھوں نے اظہار بریت کیا اور کہا ''میں ان کے معاملے میں دخل نہیں دوں گا''۔

## جعلی خط کا ذکر:

ہم اتمام حجت کے لیے پہلی مرتبہ واپس چلے گئے تاکہ تمہارا انتہائی عذر قبول کریں اور اللہ تعالیٰ سے تمہارے برخلاف مدد حاصل کر سکیں مگر (راستے میں) ہمیں وہ خط ملا جو آپ نے اپنے حاکم کے نام لکھا تھا اس میں آپ نے ہمیں قتل کرنے، قطع برید کرنے اور سولی دینے کا حکم دیا تھا آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خط آپ کے علم کے بغیر لکھا گیا حالانکہ یہ خط آپ کے غلام کے پاس تھا جو آپ کے اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور یہ آپ کے کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اس پر آپ کی مہر لگی ہوئی تھی۔

## معزول کرنے کا فیصلہ:

(اس خط کی بدولت) آپ پر بہت بڑا الزام ثابت ہوتا ہے اس سے پہلے بھی آپ کے ظالمانہ احکام اور تقسیم و سزا میں ترجیحی سلوک کا تجربہ ہوا ہے۔ آپ نے لوگوں کے سامنے توبہ کا اظہار کیا تھا مگر پھر ان غلطیوں کی طرف رجوع کیا ہے ہم پہلے لوٹ گئے تھے مگر اب اس وقت تک نہیں واپس جائیں گے جب تک کہ ہم آپ کو معزول نہ کریں اور آپ کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایسے شخص کو نہ مقرر کریں جس نے ایسی نئی باتیں نہ نکالی ہوں جن کا ہمیں آپ سے تجربہ ہوا ہے۔ اور اس پر وہ الزامات نہ لگے ہوں جو آپ پر لگائے گئے ہیں آپ ہمارے خلافت واپس کر دیں اور ہمارے معاملات سے سبکدوش ہو جائیں کیونکہ یہی چیز ہمارے اور آپ کے لیے بہتر ہے''۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''کیا تم نے اپنی تمام باتیں ختم کر لی ہیں؟'' وہ بولے ''ہاں'' اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

نے یوں فرمایا:

''اللہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے مدد کا طالب ہوں اور اسی پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں اللہ نے انہیں ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام مذاہب پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار معلوم ہو۔

## سبکدوشی سے انکار:

امابعد! آپ لوگوں نے گفتگو میں اعتدال نہیں اختیار کیا اور نہ فیصلے میں انصاف سے کام لیا آپ کہتے ہیں کہ میں دستبردار ہو جاؤں' تو میں وہ قمیص جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے اسے نہیں اتاروں گا یہ وہ (لباس خلافت) ہے جس کے ذریعے اللہ نے مجھے عزت بخشی ہے اور دوسروں پر ممتاز کیا ہے البتہ میں توبہ کر سکتا ہوں اور ان باتوں سے جنہیں مسلمان ناپسند کرتے ہیں باز رہ سکتا ہوں کیونکہ بخدا میں اللہ (کی مدد) کا محتاج ہوں اور اس سے خائف ہوں''۔

## واقعات کا اعادہ:

یہ لوگ بولے ''اگر یہ پہلا واقع ہوتا اور آپ توبہ کرتے تو ہم آپ کی توبہ کو تسلیم کر سکتے تھے اور آپ کے پاس سے لوٹ جاتے مگر اس سے پہلے آپ کے بہت سے ''واقعات'' ہو چکے ہیں جن کا آپ کو علم ہے اور ہم پہلی مرتبہ لوٹ چکے ہیں اور ہمیں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ آپ ہمارے بارے میں وہ لکھیں گے جو ہم نے آپ کے اس خط میں پایا جو آپ نے غلام کے ہاتھ بھیجا تھا''۔

## معزولی یا قتل:

ہم آپ کی توبہ کو کیسے قبول کر سکتے ہیں جب کہ ہم آزما چکے ہیں کہ آپ اگر کسی گناہ سے توبہ کرتے ہیں تو دوبارہ اسی کا ارتکاب کرتے ہیں اب ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک کہ ہم آپ کو معزول نہ کر دیں آپ کے بجائے دوسرا خلیفہ مقرر نہ ہو۔

اگر آپ کے خاندان' رشتے دار' متعلقین آپ کے لیے جنگ کرنا چاہیں تو ہم ان سے جنگ کریں گے اور پھر آپ کے پاس پہنچ کر آپ کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیں گے یا ہماری روحیں اللہ کے پاس پہنچ جائیں گی''۔

## اٹل فیصلہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''جہاں تک خلافت سے دستبردار ہونے کا تعلق ہے تو اگر تم مجھے سولی پر چڑھا دو گے تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں اللہ بزرگ و برتر کے کام اور اس کی خلافت سے دست بردار ہو جاؤں''۔

## خانہ جنگی سے نفرت:

دوسری بات تم نے یہ کہی ہے کہ ''تم ان لوگوں سے جنگ کرو گے جو میرے لیے جنگ کریں گے'' تو (اس کا جواب یہ ہے کہ) میں کسی کو تم سے جنگ کرنے کا حکم نہیں دوں گا جو میری خاطر جنگ کرے گا وہ میرے حکم کے بغیر جنگ کرے گا اگر میں تم سے

جنگ کرنا چاہتا تو میں فوج کو خط لکھ دیتا اور وہ (میرے لیے) فوجیں بھیجتے یا میں مصر یا عراق چلا جاتا۔ تم اللہ سے ڈرو اور اپنی جانوں پر رحم کرو اگر تم مجھ پر رحم کرنا نہیں چاہتے ہو' کیونکہ اگر تم مجھے قتل کرو گے تو تم خون ریزی برپا کرو گے''۔

## محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا انکار:

پھر یہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور انہوں نے اعلان جنگ کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ وہ ان (باغیوں) کو لوٹا دیں مگر انہوں نے کہا:

''میں سال میں دو مرتبہ اللہ سے جھوٹ نہیں بولوں گا''۔

## حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ملاقات:

ابو حبیبہ بیان کرتے ہیں ''جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے' اس دن میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گئے پھر وہاں سے نکل کر انہوں نے دروازہ پر جو مشاہدہ کیا اس پر وہ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھتے رہے مروان نے ان سے کہا ''آپ اب پشیمان ہو رہے ہیں آپ ہی نے تو اس کا احساس دلایا ہے''۔

## اظہار بریت:

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''استغفر اللہ۔ میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ لوگ اس حد تک جرأت کریں گے کہ انہیں شہید کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے میں اب ان کے پاس گیا تھا انہوں نے اس وقت جو گفتگو کی ہے اس وقت نہ تم موجود تھے اور نہ تمہارے ساتھی موجود تھے انہوں نے تمام ناخوشگوار باتوں سے بریت کا اظہار کیا اور ان سے توبہ کی ہے اور یہ فرمایا ہے ''میں ہلاکت کے کاموں کو طول دینا نہیں چاہتا ہوں اور ان تمام باتوں سے رجوع کرتا ہوں''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات:

مروان نے کہا ''اگر آپ ان کی مدافعت کرنا چاہتے ہیں تو آپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں جو چھپے بیٹھے ہیں'' حضرت سعد رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو مزار نبوی اور منبر نبوی کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آ کر فرمایا:

## حفاظت کا سوال:

''اے ابو حسن! آپ اٹھ کھڑے ہوں۔ میرے والدین آپ پر قربان ہوں ایک نیک کام کے لیے آپ کے پاس آیا ہوں آپ اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کریں اور ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے ان کی جان بچائیں اس کے بعد جیسا آپ جانتے ہیں ویسا ہی ویسا ہی ہوگا۔ کیونکہ تمہارے خلیفہ نے اپنی طرف سے رضامندی کا اظہار کر دیا ہے''۔

## شہادت کی خبر:

ابھی وہ باتوں میں مصروف ہی تھے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے پوشیدہ طور پر کچھ کہا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے ہاتھ کو پکڑ کر اٹھے اور فرمانے لگے ''ان کی یہ توبہ کتنی اچھی ہے'' چنانچہ جب میں اپنے گھر پہنچا تو میں نے یہ خبر سنی کہ ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ اس وقت سے لے کر اب تک ہم مصیبت اور شر و فساد میں مبتلا ہیں''۔

## اہل مصر کی آمد کی اطلاع:

ابوالخیر بیان کرتے ہیں ''جب اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے تو عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے ایک تیز رفتار قاصد روانہ کیا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے روانہ ہونے کی اطلاع دے اور یہ بتا سکے کہ وہ ظاہر یہ کر رہے ہیں کہ وہ عمرہ کے لیے نکلے ہیں۔ یہ قاصد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور اس نے انہیں تمام باتیں بتائیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو یہ پیغام بھیجوایا کہ وہ ان مصریوں سے ہوشیار رہیں کیونکہ وہ اپنے امام (خلیفہ) کی مخالفت کر رہے ہیں۔

## عبداللہ بن سعد کی روانگی:

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی تھی کہ وہ ان کے پاس آنا چاہتے ہیں' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی چنانچہ وہ بھی مصریوں کے پیچھے روانہ ہوئے جب وہ ایلہ کے مقام پر پہنچے تو انہیں علم ہوا کہ اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آئے ہیں اور انہوں نے ان کا محاصرہ کر لیا ہے۔

## ابن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قبضہ مصر:

محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اس وقت مصر میں تھا جب اسے یہ اطلاع ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے ہیں اور عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ مصر سے روانہ ہو گئے ہیں' تو اس نے مصر کے علاقہ پر قبضہ کر لیا اور لوگ بھی مطیع ہو گئے۔ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے مصر آنا چاہا مگر محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں روک دیا اس لیے وہ فلسطین چلے گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک وہیں مقیم رہے۔

## اہل مصر کا محاصرہ:

اہل مصر روانہ ہو کر ''اسواف'' کے مقام پر پہنچے پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔ حکیم بن جبلہ بصرہ سے سواروں کو لے کر آیا اور اشتر بھی اہل کوفہ کے ساتھ آیا اور یہ سب مدینہ پہنچ گئے۔ اشتر اور حکیم بن جبلہ الگ رہے اور ابن عدیس اور اس کے ساتھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر رہے تھے ان کی تعداد پانچ سو تھی اور وہ ان کا انچاس دنوں تک محاصرہ کرتے رہے تا آنکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ شہید ہو گئے۔

## قتل کا منصوبہ:

عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ بیان کرتے ہیں ''میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کچھ عرصہ تک ان سے باتیں کرتا رہا آپ نے فرمایا اے ابن عباس! آؤ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کچھ باتیں سنیں کوئی یہ کہہ رہا تھا ''تم کیا انتظار کر رہے ہو؟'' کوئی یہ کہہ رہا تھا' ٹھہرو! شاید وہ رجوع کریں''۔

## طلحہ کا حکم:

میں اور وہ کھڑے ہوئے تھے کہ طلحہ بن عبیداللہ وہاں سے گزرے اور وہاں ٹھہر کر پوچھا ''ابن عدیس کہاں ہے'' لوگوں نے کہا ''وہ یہ ہیں'' چنانچہ ابن عدیس ان کے پاس آئے تو انہوں نے اس سے کچھ سرگوشی کی پھر ابن عدیس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا ''کسی شخص کو اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس نہ جانے دو اور نہ وہاں سے نکلنے دو'' اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا اس بات کا طلحہ بن عبیداللہ نے حکم دیا ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

## قتل کے بارے میں حکم:

''اے اللہ تو مجھے طلحہ بن عبید اللہ سے بے نیاز کر دے کیونکہ اسی نے انہیں بھڑکایا ہے اور انہیں جمع کیا ہے۔ بخدا! مجھے توقع ہے کہ وہ اس سے خالی جائے گا اور اس کا خون بہایا جائے گا کیونکہ اس نے میرے ساتھ وہ کیا ہے جو اسے جائز نہیں ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے'' تین باتوں کے علاوہ اور کسی چیز میں مسلمان شخص کا خون بہانا جائز نہیں ہے (وہ تین باتیں یہ ہیں) یا تو کوئی شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے تو وہ قتل کر دیا جائے گا یا کوئی شادی شدہ شخص زنا کرے تو اسے سنگسار کیا جائے گا یا کوئی شخص کسی کو ناحق قتل کر دے (تو اس سے قصاص لیا جائے گا) مگر مجھے کس جرم میں قتل کیا جا رہا ہے'' اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے مقام پر چلے گئے۔ ابن عباس بن ابی ربیعہ کہتے ہیں: ''میں نے باہر جانا چاہا تو ان لوگوں نے مجھے روکا یہاں تک کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا:

''اسے چھوڑ دو' انہوں نے مجھے چھوڑ دیا''۔

## عینی شاہد:

عبدالرحمٰن بن ابزی بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے آج وہ جگہ دیکھی جہاں سے یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے یہ لوگ عمرو بن حزم کے گھر میں سے ایک تنگ راستے سے وہاں داخل ہوئے بخدا! ہم ابھی تک اس بات کو نہیں بھولے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد سودان بن حمران نکلا اور کہنے لگا ''طلحہ بن عبید اللہ کہاں ہیں' ہم نے ابن عفان کو قتل کر دیا''۔

## مروان کے غلام کا بیان:

ابو حفصہ یمانی بیان کرتے ہیں میں ایک صحرانشین عرب کا غلام تھا مروان نے مجھے پسند کیا اور اس نے مجھے میری بیوی اور لڑکے کو خرید لیا اور ہم سب کو آزاد کر دیا اور میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔

## خانہ جنگی کا آغاز:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو بنو امیہ ان کی حفاظت کرتے تھے اور مروان ان کے گھر میں رہنے لگے تھے میں بھی مروان کے ساتھ تھا۔ فریقین میں میں نے ہی جنگ کو بھڑکایا تھا اور قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو گھر کی چھت سے نشانہ بنا کر قتل کر دیا تھا اس کا نام نیار اسلمی تھا اس پر جنگ چھڑ گئی اور میں کوٹھے پر سے اتر آیا اور اس کے بعد دروازہ پر جنگ چھڑ گئی مروان نے بھی جنگ میں حصہ لیا یہاں تک کہ وہ گر پڑے۔ میں انہیں اٹھا کر ایک بڑھیا کے گھر لے گیا اور (وہاں لٹا کر) دروازہ بند کر دیا۔

## دروازوں پر آگ:

دشمن کے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازوں کو آگ لگا دی اور ان کا کچھ حصہ جل گیا اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' دروازہ اس لیے جلایا گیا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کام کرنا مقصود ہے''۔

## قسمت پر صبر:

اب تم میں سے کوئی شخص اپنے ہاتھ کو حرکت نہ دے کیونکہ بخدا! اگر میں تم سے دور رہوں گا تو اس صورت میں بھی وہ چھلانگ لگا کر مجھے قتل کر دیں گے اور اگر میں تمہارے قریب رہوں گا تو وہ صرف مجھے قتل کریں گے اور دوسرے کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔

میں رسول اللہ ﷺ کے اس قول پر (سرتسلیم خم کر کے صبر کروں گا'' میں ایسی موت مروں گا جو اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھی ہے''۔

مروان نے کہا'' جب تک مجھے کوئی آواز نہ سنائی دے گی اس وقت تک آپ کو کوئی شہید نہیں کر سکے گا'' یہ کہہ کر وہ تلوار لے کر نکل گئے۔

## دوسرا بیان:

دوسرے سلسلے روایت کے مطابق ابوحفصہ بیان کرتے ہیں:

''جمعرات کے دن میں نے گھر کی چھت پر سے ایک پتھر لڑھکایا جس سے قبیلہ اسلم کا ایک شخص جس کا نام نیار تھا مر گیا۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ اس کے قاتل کو ان کے سپرد کر دیا جائے۔ آپ نے فرمایا'' میں اس کے قاتل کو نہیں جانتا ہوں''۔

## شعلہ باری:

مخالفین رات بھر ہم پر آگ کی طرح (کے مواد) ہم پر پھینکتے رہے' صبح ہوتے ہی ہمارے برخلاف کنانہ بن عتاب نمودار ہوا اور اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک شعلہ تھا جسے لے کر وہ ہماری چھتوں کے پیچھے آل حزم کے گھر کے راستے سے پہنچ گیا تھا۔ پھر مٹی کے تیل سے بھرے ہوئے شعلے ہم پر برستے رہے ہم نے دروازوں پر تھوڑی دیر تک جنگ کی اور وہ دروازے جل گئے تھے۔ اس کے بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آواز سنی وہ اپنے ساتھیوں سے فرما رہے تھے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا آخری حکم:

''آگ لگنے کے بعد اب کچھ نہ کیا جائے کیونکہ لکڑیاں جل گئی ہیں اور دروازے بھی جل گئے ہیں اس لیے جو میرا مطیع وفرمانبردار ہے' وہ اپنا گھر بچائے کیونکہ یہ لوگ صرف میرے درپے ہیں بخدا! بہت جلد میرے قتل پر یہ پشیمان ہوں گے اگر وہ مجھے چھوڑ بھی دیں تو اس وقت بھی انھیں معلوم ہوگا کہ میں زندہ نہیں رہنا چاہتا ہوں کیونکہ میرا حال بہت خراب ہوگیا ہے میرے دانت ٹوٹ چکے ہیں اور میری ہڈیاں نرم ہوگئیں ہیں۔''

## مروان کی جنگ:

پھر انھوں نے مروان سے کہا'' تم (گھر میں) بیٹھے رہو اور باہر نہ جاؤ'' مگر مروان نے ان کا حکم نہیں مانا اور کہا بخدا! آپ کو کوئی شہید نہیں کر سکتا ہے اور نہ کوئی آپ کا بال بیکا کر سکتا ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں اور آواز کو سن سکتا ہوں'' یہ کہہ کر وہ باہر نکل آئے اس وقت میں نے کہا'' اب میرے آقا کو نہیں چھوڑا جائیگا'' چنانچہ میں ان کی حمایت کے لیے نکلا اس وقت ہماری تعداد تھوڑی تھی مروان رجز یہ اشعار پڑھ رہے تھے اور چلا کر کہہ رہے تھے'' کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے گا! اس وقت ان کی زرہ کا نچلا حصہ ابھر آیا تھا جسے انھوں نے اپنے پٹکے نے ملا لیا تھا۔ ان کے مقابلے پر ابن النباع آگے آیا اور پیچھے سے اس کی گردن پر تلوار کا ایک وار کیا جو کارگر ثابت ہوا اور وہ زمین پر گر پڑے اور ان کی نبضیں چھوٹ گئیں میں انھیں ابراہیم العدی کی والدہ فاطمہ بنت اوس کے گھر اٹھا کر لے گیا۔

اس واقعہ کی بدولت عبدالملک اور بنوامیہ آل سعدی کے ممنون احسان ہیں۔

## مروان سے مقابلہ:

ابوبکر بن الحارث بن ہشام راوی ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی کو دیکھا پھر مسجد نبوی کی طرف اپنی پیٹھ موڑے ہوئے تھے۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ محصور تھے اس وقت مروان بن حکم نکل کر کہنے لگے ''کون مقابلے پر آئے گا'' اس وقت عبدالرحمٰن بن عدیس نے ابن عروہ سے کہا تم اس شخص کے مقابلے کے لیے جاؤ چنانچہ ایک دراز نوجوان مقابلے کے لیے نکلا اس نے ان کی زرہ کی کڑیاں ان کے ٹیکے میں گھسا دیں ان کی وجہ سے وہ قدم نہ اٹھا سے اور مروان گر پڑے ابن عروہ نے اس وقت ان کی گردن پر تلوار ماری۔

## مراون کا زخمی ہونا:

یہ واقعہ میرا چشم دید ہے اس وقت عبید بن رفاعہ زرقی مزید حملوں کے لیے بڑھا مگر ابراہیم بن عدی کی والدہ فاطمہ بنت اوس اس پر جھپٹیں اور کہنے لگیں اگر ''تم اس کے گوشت سے کھیلنا چاہتے ہو تو یہ بری بات ہے'' اس پر وہ شخص مزید حملے سے باز آیا۔ (اس واقعہ کی وجہ سے ) خلفاء بنوامیہ اس عورت کے بہت احسان مند ہیں اور اس کا شکر یہ ادا کرتے ہیں بلکہ اس کے بیٹے ابراہیم کو انھوں نے بعد میں حاکم مقرر کیا تھا۔

## نیار رضی اللہ عنہ کا قتل:

حسین بن عیسیٰ کے والد روایت کرتے ہیں ''جب (بقر عید کے ) ایام تشریق ( قربان اور تکبیروں کے کہنے کے دن ) ختم ہو گئے تو انہوں نے ( مخالفین نے ) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے حکم پر قائم رہے انہوں نے اپنے مخصوص حضرات کو بلا بھیجا اور انہیں اکٹھا کر لیا اس وقت ایک بوڑھے آدمی جن کا نام نیار بن عیاض رضی اللہ عنہ تھا کھڑے ہوئے وہ صحابی تھے وہ ابھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے کسی نے تیر مار کر انھیں قتل کر دیا لوگوں کا یہ خیال ہے کہ کثیر بن الصلت کندی نے ان پر تیر چلایا تھا۔

## قصاص کا مطالبہ:

ان لوگوں ( مخالفین ) نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا ''نیار بن عیاض رضی اللہ عنہ کے قاتل کو ہمارے سپرد کرو تا کہ ہم ان کے قصاص میں اسے قتل کریں''۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں اس شخص کو قتل نہیں ہونے دوں گا جس نے میری مدد کی بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو'' جب انہوں نے یہ حالت دیکھی تو وہ ان کے دروازے کی طرف جھپٹے اور اسے جلا دیا۔

## گھمسان کی جنگ:

مروان بن الحکم کچھ لوگوں کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکلے اسی طرح سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بھی ایک دستے کو لے کر آئے اور مغیرہ بن اخنس ثقفی رضی اللہ عنہ بھی ایک چھوٹی جماعت کو لے کر نکلے اور گھمسان کی جنگ ہونے لگی اس جنگ پر فریقین کو اس بات نے آمادہ کیا تھا کہ انہیں یہ اطلاع ملی تھی کہ بصرہ سے فوجی کمک آ رہی ہے اور مدینہ سے ایک دن کی مسافت پر صرار کے مقام پر پہنچ گئے ہیں نیز اہل شام کی فوج بھی آ رہی ہے اس لیے گھر کے دروازے پر شدید جنگ ہونے لگی۔

## شہید اور زخمی افراد:

مغیرہ بن اخنس ثقفی رضی اللہ عنہ نے دشمن پر سخت حملہ کیا اور وہ رجز یہ اشعار بھی پڑھ رہے تھے عبداللہ نے ان پر تلوار کا وار کر کے انہیں قتل کر دیا۔ رفع بن رافع انصاری نے مروان پر تلوار سے حملہ کر کے انہیں گرا دیا اس نے اپنی دانست میں انھیں قتل کر دیا تھا' عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کو بھی کئی زخم آئے یہ لوگ شکست کھا کر محل میں چلے گئے اور اس کے دروازہ میں پناہ لی اور دروازے پر بہت سخت جنگ ہوتی رہی دروازہ کی جنگ میں زیاد بن نعیم رضی اللہ عنہ فہری اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دوسرے ساتھی شہید ہوئے لوگ اس حالت میں بھی جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ عمرو بن حزم انصاری نے اپنے گھر کا دروازہ کھول دیا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب تھا۔

## آخری گفتگو:

ابوسعید انصاری رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ابوسعید روایت کرتے ہیں کہ (محاصرہ کی حالت میں) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن جھانک کر فرمایا:

''السلام وعلیکم! سلام کا کسی نے بظاہر جواب نہیں دیا ممکن ہے کہ اپنے دل میں اس کا جواب دیا ہو پھر آپ نے فرمایا: میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا ''تمہیں معلوم ہے کہ میں نے رومہ کا کنواں اپنے مال سے خریدا تھا جس کا پانی شیریں تھا اس میں ایک عام مسلمان کی طرح میرا حصہ تھا؟''لوگوں نے کہا ''ہاں'' پھر آپ نے فرمایا ''پھر مجھے اس کے پانی پینے سے کیوں روکا جا رہا ہے یہاں تک کہ میں سمندر کے پانی سے افطار کر رہا ہوں''۔

## مسجد نبوی کی توسیع:

پھر آپ نے فرمایا: ''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اس قدر اراضی خرید کر مسجد نبوی میں توسیع کی''لوگوں نے کہا ''ہاں'' اس پر آپ نے فرمایا ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجھ سے کسی شخص کو اس مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے روکا گیا تھا۔ تم نے سنا ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی شان میں اس قدر فضیلت بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مفصل کتاب میں اس کا تذکرہ کیا تھا۔

اس پر لوگ کہنے لگے ''امیر المومنین کو چھوڑ دو'' اس موقع پر اشتر نے کہا ''یہ تمہارے ساتھ مکر کر رہے ہیں'' پھر لوگوں نے وہاں حملہ کر دیا جس کا انجام یہ ہوا۔

## بے اثر نصیحت:

آپ نے دوبارہ بھی ان سے مخاطب ہو کر وعظ و نصیحت کی مگر اس نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ کیونکہ ان لوگوں پر پہلی دفعہ وعظ و نصیحت کا اثر ہوتا تھا۔ پھر جب دوبارہ انہیں نصیحت کی جاتی تھی تو وہ بیکار جاتی تھی۔

## سچا خواب:

ایسی حالت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول کر قرآن مجید کا ایک نسخہ اپنے سامنے رکھ لیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رات کو یہ خواب دیکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے ''آپ آج رات ہمارے ساتھ افطار کریں''۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی بدتمیزی:

ابوالمعتمر حسن کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ''محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہوں نے ان کی داڑھی پکڑ لی' اس پر آپ نے فرمایا:

''تم نے جس چیز کو پکڑا ہے اور جس طرح میرے ساتھ سلوک کیا ہے (تمہارے والد) ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے نہیں پکڑتے تھے اور نہ میرے ساتھ ایسا سلوک کرتے تھے''۔

اس پر اس نے آپ کو چھوڑ دیا اور چلا گیا۔

## خونی قاتل:

اس کے بعد ایک شخص آپ کے پاس آیا جسے ''سیاہ موت'' کہا جاتا تھا۔ اس نے آپ کا گلا گھونٹ دیا اور پھر اسے ہلا کر چلا گیا وہ کہتا ہے ''میں نے ان کے حلق سے زیادہ نرم چیز نہیں دیکھی جب میں نے ان کا گلا گھونٹا تو میں نے محسوس کیا کہ ان کی روح جنات کی روح کی طرح ان کے جسم میں حرکت کر رہی تھی''۔

## قاتلوں کی آمد:

ابوسعید کی روایت ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: ''میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے۔ اس وقت آپ کے سامنے قرآن کریم تھا اس شخص نے تلوار سے اس پر حملہ کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کو روکا تو آپ کا گلا کٹ گیا۔

## خون آلود مصحف:

ابوسعید کی روایت کے علاوہ دوسری روایت میں یہ مذکور ہے:

''تجیبی اندر گیا تو اس نے بھالا مارا جس سے اس آیت کریمہ پر آپ کا خون گرا۔

﴿ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾

''ان کے مقابلے میں عنقریب اللہ تمہارے لیے کافی ہوگا اور وہی سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ خون اسی طرح قرآن کریم کے اس نسخے میں چپکا رہا اسے صاف نہیں کیا گیا۔

## حضرت نائلہ کا نوحہ:

ابوسعید کی روایت کے مطابق (آپ کی زوجہ محترمہ) بنت الفرافصہ کو آپ کی شہادت کا علم ہوا تو وہ نوحہ کرنے لگیں۔

## آخری خطبہ:

بدر بن عثمانؓ اپنے چچا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجمع کے سامنے جو آخری خطبہ دیا وہ یہ تھا:

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے تمہیں دنیا اس لیے عطا کی ہے کہ تم اس کے ذریعے آخرت کو حاصل کرو اس نے یہ دنیا تمہیں اس لیے نہیں دی ہے کہ تم اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔ کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ تم اس فانی دنیا پر اترانے نہ لگو اور یہ تمہیں باقی رہنے والی آخرت سے غافل نہ کردے۔ تم غیر فانی کو فانی پر ترجیح دو' دنیا ختم

ہونے والی ہے اللہ کی طرف (تمہیں) جانا ہو گا۔

## اتحاد کی نصیحت:

تم اللہ بزرگ و برتر سے ڈرو کیونکہ اس کا خوف اس کے عذاب سے ڈھال کا کام دے گا اور اس تک پہنچنے کا ذریعہ ثابت ہو گا' اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہو۔ اپنی جماعت کے ساتھ رہو' گروہ بندیوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ بلکہ اللہ کی مہربانیوں کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے ہو''۔

## قسمت پر صبر و شکر:

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مجلس میں اپنے ضروری کام انجام دیئے اس کے بعد آپ نے صبر کرنے کو پسند فرمایا اور اللہ کی تقدیر پر شاکر رہنے کا فیصلہ کیا آپ نے مسلمانوں سے فرمایا ''تم لوگ باہر چلے جاؤ اور دروازہ پر رہو اور ان لوگوں سے ملو جنہوں نے مجھے محصور کر رکھا ہے''۔

## اہل مدینہ کو الوداع:

پھر آپ نے حضرات طلحہ' زبیر' علی رضی اللہ عنہم اور چند (مخصوص) لوگوں کو قریب بلا کر فرمایا ''اے لوگو! بیٹھ جاؤ اس پر دوست دشمن جو کھڑے تھے سب بیٹھ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا ''اے اہل مدینہ! میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد وہ تمہیں اچھا خلیفہ عطا فرمائے اس دن کے بعد پھر کسی کے پاس نہیں آؤں گا تا آنکہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں کوئی فیصلہ صادر فرمائے اور میں ان لوگوں سے اور ان سے جو میرے دروازے کے پیچھے ہیں کوئی تعلق نہیں رکھوں گا اور ان سے کوئی ایسی بات نہیں کہوں گا جس کی بدولت وہ دین و دنیا میں کوئی فائدہ اٹھا سکیں بلکہ اللہ جو چاہے گا کرے گا''۔

## واپس جانے کا حکم:

آپ نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ واپس چلے جائیں اور انہیں قسم دلا کر (جانے کے لیے) کہا چنانچہ وہ سب لوٹ گئے البتہ حسن بن علی' محمد' اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم وغیرہ اپنے والدین کے حکم کے مطابق دروازے پر بیٹھے رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خانہ نشین ہو گئے۔

## امدادی فوجوں کی اطلاع:

سیف کی روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ چالیس دن رہا اور ان (باغیوں) کا قیام ستر دن رہا۔ جب محاصرہ کے اٹھارہ دن گزر گئے تو معزز مسافر آئے اور انہوں نے بتایا کہ مختلف ممالک سے (امدادی فوجیں آرہی ہیں۔ شام سے حبیب رضی اللہ عنہ آرہے ہیں اور مصر سے معاویہ رضی اللہ عنہ آرہے ہیں اور کوفہ سے قعقاع رضی اللہ عنہ (امدادی فوج کو لے کر) آرہے ہیں' اور مجاشع روانہ ہو گئے ہیں۔

## پانی بند:

جب انہیں یہ خبر ملی تو انہوں نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آنے سے روک دیا اور ہر چیز ان کے گھر جانی بند کر دی' یہاں تک کہ پانی بھی بند کر دیا البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کچھ ضرورت کی چیز لے کر آجاتے تھے۔

## سنگ باری:

یہ لوگ بہانے تلاش کر رہے تھے مگر انہیں (جنگ کرنے کا) کوئی بہانہ نہیں ملا' اس لیے انہوں نے ان کے گھر پر پتھر پھینکے تا کہ (جواب میں) ان پر بھی پتھر پھینکے جائیں اور وہ یہ کہہ سکیں کہ ہمارے ساتھ جنگ کی گئی تھی۔ یہ واقعہ رات کے وقت ہوا تھا اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پکار کر ان سے فرمایا: ''کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو۔ کیا تمہیں نہیں معلوم ہے کہ گھر میں میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے'' یہ لوگ بولے ''نہیں بخدا! ہم نے آپ پر پتھر نہیں پھینکے تھے'' اس پر آپ نے فرمایا ''پھر کس نے ہم پر پتھر پھینکے تھے؟'' انہوں نے کہا ''اللہ نے'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم جھوٹ بولتے ہو۔ اگر اللہ ہم پر پتھر پھینکتا تو اس کا نشانہ ہم پر خطا نہ جاتا' مگر تمہارا نشانہ خطا گیا''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیغام:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آل حزم کی طرف جو ان کے پڑوسی تھے' متوجہ ہوئے اور عمرو کے فرزند کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا: ''ان لوگوں نے ہم پر پانی بھی بند کر دیا ہے اگر تمہارے لیے ممکن ہو تو تھوڑا پانی بھیج دو''۔

## معاون افراد:

آپ نے حضرات طلحہ' زبیر' عائشہ ام المؤمنین اور دیگر ازواج مطہرات نبوی ﷺ کی طرف بھی اسی قسم کے پیغامات بھیجے' چنانچہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مدد کے لیے آئیں حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح سویرے پہنچے اور فرمایا:

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملامت:

''اے لوگو! تم جو حرکتیں کر رہے ہو وہ نہ مومنوں جیسی ہیں اور نہ کافروں جیسی ہیں' تم اس شخص کی ضروریات نہ بند کرو۔ کیونکہ روم و فارس کے جو لوگ گرفتار کیے جاتے ہیں ان کو بھی کھانا پینا مہیا کیا جاتا ہے۔ اس شخص نے تمہارا کوئی مقابلہ نہیں کیا ہے پھر تم کس وجہ سے اسے محصور کرنا اور قتل کرنا روا رکھتے ہو؟''۔

اس پر وہ لوگ کہنے لگے ''بخدا! ہم اسے کھانے پینے نہیں دیں گے'' اس پر آپ نے اپنا عمامہ گھر میں پھینک کر فرمایا ''میں نے جو کچھ آپ سے کہا تھا اس کے لیے کوشش کی ہے'' اس کے بعد آپ واپس چلے گئے۔

## ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بدسلوکی:

حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے خچر پر سوار ہو کر پانی کا ایک مشکیزہ لے کر آئیں تو لوگوں نے کہا ''ام المومنین ہیں'' انہوں نے ان کے خچر کے منہ پر طمانچہ مارا تو آپ نے فرمایا: ''بنوامیہ کے وصیت نامے اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے پاس ہیں اس لیے میں ان سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں تاکہ میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کروں ایسا نہ ہو کہ یتیموں اور بیواؤں کے مال و جائیداد ضائع ہو جائے''۔

## قتل کی کوشش:

وہ لوگ بولے ''وہ جھوٹی ہیں'' اس کے بعد انہوں نے خچر کی رسی تلوار سے کاٹ دی اس کی وجہ سے خچر بدکنے لگی اور حضرت ام

حبیبہ رضی اللہ عنہا گرنے لگی تھیں کہ لوگوں نے انہیں پکڑ لیا قریب تھا کہ انہیں قتل کر دیا جائے کہ لوگ ان کو گھر پہنچا آئے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بے بسی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے ارادے سے نکلیں اور انہوں نے اپنے بھائی کو ساتھ چلنے کے لیے کہا مگر انہوں نے انکار کر دیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''اگر میرے امکان میں ہوتا تو میں ان لوگوں کو ان کی کوششوں سے باز رکھتی''۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

حنظلہ الکاتب رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا:

''اے محمد! ام المومنین (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) تمہیں اپنے ہمراہ چلنے کے لیے کہتی ہیں تو تم ان کے ہمراہ نہیں جاتے ہو مگر یہ عرب کے بھیڑیے تمہیں ناجائز کام کی دعوت دیتے ہیں تو تم ان کے پیچھے لگ جاتے ہو''۔

اس پر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے ابن التمیمیہ! تمہارا اس سے کیا تعلق ہے اس کے جواب میں انہوں نے کہا:

## برے نتائج:

''اے ابن الخثعمیہ! اگر یہ معاملہ (خلافت) غالب آنے والوں کی طرف لوٹ گیا تو بنوعبدالمناف تم پر غالب آ جائیں گے''

اس کے بعد حنظلہ الکاتب رضی اللہ عنہ کوفہ چلے گئے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اہل مصر پر سخت ناراض ہو کر (حج کے لیے) روانہ ہوئیں اس وقت مروان بن الحکم ان کے پاس آیا اور کہنے لگا:

''اے ام المومنین! اگر آپ یہاں رہتیں تو ممکن تھا کہ لوگ اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کی حفاظت کر سکتے''۔

اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''کیا تم چاہتے ہو کہ میرے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا گیا تھا پھر مجھے کوئی ایسا شخص بھی نہ ملے جو میری حفاظت کر سکے۔ بخدا! مجھے نہیں معلوم ہے کہ ان لوگوں کا معاملہ کہاں تک پہنچے گا''۔

## خانہ نشینی:

جب حضرات طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا حضرت علی وام حبیبہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ بد سلوکی کی گئی ہے تو وہ بھی خانہ نشین ہو گئے۔ صرف آل حزم دشمن کی غفلت کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی مہیا کرتے تھے۔

## امیر الحج کا تقرر:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلوایا وہ دروازے پر نگرانی کر رہے تھے آپ نے فرمایا ''تم موسم حج کے امیر ہو'' وہ بولے: ''اے امیر المومنین! بخدا! ان لوگوں سے جہاد کرنا مجھے حج سے زیادہ مرغوب ہے''۔ آپ نے فرمایا: کہ ''حج کے لیے روانہ ہو جائیں''۔

اس لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس سال (قافلہ حج کے امیر بن کر) روانہ ہوئے۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ہدایات:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وصیتیں فرمائیں۔ البتہ اس میں روایات کا اختلاف ہے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھے یا اس سے پہلے روانہ ہو گئے تھے۔

## آیت کی تلاوت:

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ يَا قَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْ اَنْ يُّصِيبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ﴾

''اے میری قوم! ایسا نہ ہو کہ میری مخالفت کی وجہ سے تم پر وہ عذاب آئے جو حضرات نوح' ہود یا صالح کی قوم پر نازل ہوا تھا''۔

پھر آپ نے فرمایا:

''اے اللہ! تو ان گروہوں کی امیدوں کے درمیان حائل ہو جا جیسا کہ ان سے پہلے کی جماعتوں کے ساتھ کیا گیا تھا''۔

## لیلیٰ کی نصیحت:

عمرو بن محمد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' لیلیٰ بنت عمیس نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو بلا بھیجا اور کہا'' چراغ خود فنا ہو جاتا ہے اور لوگوں کو روشنی پہنچاتا ہے اس لیے جو کام کر رہے ہو' اس شخص کے مجرم نہ بنو جو تمہارے ساتھ بدسلوکی نہیں کرتا ہے کیونکہ تم آج جو کام کر رہے ہو' کل دوسرے اسی سے فائدہ اٹھائیں گے اس لیے تم اس بات سے ڈرو کہ تمہارا آج کا کام (ہمیشہ کے لیے) حسرت بن کر نہ رہ جائے''۔

## انتقامی جذبہ:

یہ بات سن کر وہ دونوں اپنے رویے پر اڑے رہے اور ناراض ہو کر نکل آئے وہ یہ کہہ رہے تھے'' عثمان رضی اللہ عنہ نے جو ہمارے ساتھ کیا ہے' اسے ہم فراموش نہیں کر سکتے''۔ وہ بولیں'' عثمان رضی اللہ عنہ نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟''۔

## مخالفت کا اندیشہ:

سیف کی روایت ہے کہ وہ لوگ جو حج کے لیے آئے تھے' اہل مصر کو یہ پتہ چلا کہ تمام شہر والے ان سے نفرت کرتے ہیں لہٰذا شیطان نے ان کو ورغلایا تو انھوں نے یہ کہا ہم اس مصیبت سے جس میں ہم پھنس گئے ہیں' اسی وقت نکل سکتے ہیں جب کہ ہم اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دیں اسی صورت میں لوگ ہم سے بے تعلق ہو سکیں گے۔

## گھر کے دروازے پر جنگ:

لہٰذا نجات کی صورت یہی باقی رہ گئی ہے'' اس لیے (اکٹھے ہو کر) وہ گھر کے دروازے پر پہنچے ان کا حسن' ابن الزبیر' محمد بن طلحہ' مروان بن الحکم رحمۃ اللہ علیہ اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کیا یہ لوگ صحابہ کرام کے فرزند تھے، انھوں نے ان کا نہایت بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں چلا کر یہ فرمایا'' تم میری مدد کرنے سے آزاد ہو'' مگر انہوں نے دروازہ کھولنے سے انکار کر دیا۔

## لڑنے کی ممانعت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلوار اور ڈھال لے کر خود نکلے تا کہ ان لوگوں کو منع کریں جب مصریوں نے آپ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹ گئے اس پر یہ لوگ ان پر سوار ہو گئے آپ نے انہیں منع فرمایا تو وہ لوٹ آئے۔ آپ نے صحابہ کرام کو قسم دلا کر فرمایا کہ وہ اندر آ جائیں انہوں نے لوٹنے سے انکار کیا آخر کار آپ کے ساتھی اندر آ گئے اور مصریوں پر دروازہ بند کر دیا گیا۔

## مغیرہ بن اخنس رضی اللہ عنہ:

مغیرہ بن اخنس بن شریق رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو حج کر کے جلد واپس آ گئے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پیشتر وہاں پہنچ گئے تھے وہ اس جنگ میں شریک ہوئے تھے اور گھر کے اندر آنے والوں میں شامل تھے اور دروازے کے قریب اندر بیٹھ گئے تھے۔ وہ فرماتے تھے۔

''اگر ہم نے آپ کو چھوڑ دیا تو ہم اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے جب کہ ہم مرتے دم تک ان کا مقابلہ کر سکتے ہوں۔''

## تلاوت قرآن کریم:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دنوں قرآن کریم کی تلاوت کا ورد جاری کر رکھا ہے۔ آپ جب نماز پڑھتے تھے تو آپ کے قریب قرآن مجید کا نسخہ رکھا رہتا تھا جب آپ تھک جاتے تھے تو آپ بیٹھ کر قرآن کریم کا ناظرہ پڑھتے تھے یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کریم کی تلاوت کرنے کو بھی عبادت سمجھتے تھے۔

## آتش زدگی:

جب مصریوں نے یہ دیکھا کہ نہ تو کوئی دروازے پر ان کا مقابلہ کر رہا ہے اور نہ وہ اندر جا سکتے ہیں تو وہ آگ لے کر آئے اور اس سے دروازے اور چھت میں آگ لگا دی دروازہ اور چھت جلنے لگے جب لکڑیاں جل چکیں تو چھت دروازہ پر گر گئی اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اس لیے گھر والے اٹھ کھڑے ہوئے تا کہ انہیں اندر آنے سے روکیں، سب سے پہلے ان کے مقابلے کے لیے حضرت مغیرہ بن اخنس رضی اللہ عنہ نکلے وہ رجزیہ اشعار پڑھ رہے تھے اور اپنی شجاعت کا اظہار کر رہے تھے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بھی رجزیہ شعر پڑھتے ہوئے باہر نکلے اسی طرح محمد بن طلحہ اور سید بن العاص رضی اللہ عنہما بھی رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے نمودار ہوئے۔

## حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما:

آخر میں حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نکلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ وصیت کے مطابق اپنے والد (زبیرؓ) کے پاس چلے جائیں اور انہیں یہ بھی حکم دیا تھا کہ لوگوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں) کو اپنے اپنے گھر جانے کی ہدایت کریں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما آخر میں آئے اور لوگوں کو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت کرنے کے لیے) آخر دم تک آمادہ کرتے رہے تا آنکہ وہ لوگ شہید ہو گئے۔

## نماز اور تلاوت:

جب (باغیوں نے) دروازہ جلایا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے یہ صورت شروع کر رکھی تھی:

﴿ طٰهٰ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی ﴾ (پارہ۱۶)

''طٰہٰ ہم نے قرآن (کریم) اس لیے تم پر نازل نہیں کیا کہ تم بد بخت رہو''۔

آپ بہت زود خواں تھے آپ تلاوت میں نہ غلطی کرتے تھے اور نہ اٹکتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے نماز ختم کر لی تھی پھر آپ بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت فرمانے لگے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ اَلَّذِیۡنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدۡ جَمَعُوۡا لَكُمۡ فَاخۡشَوۡهُمۡ فَزَادَهُمۡ اِیۡمَانًا وَّ قَالُوۡا حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَ نِعۡمَ الۡوَكِیۡلُ ﴾ (پارہ۴)

''(یہ وہ مسلمان ہیں کہ) جب لوگ ان سے کہتے ہیں کہ لوگ (دشمن) تمہارے لیے اکٹھے ہو گئے ہیں تم ان سے ڈرو تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں اللہ ہمارے لیے کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے''۔

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حمایت:

حضرت ابو ہریرہ اس وقت آئے جب ایک مختصر جماعت کے علاوہ لوگ گھر سے پیچھے ہٹ رہے تھے۔ یہ جماعت جنگ کر رہی تھی۔ تو وہ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور فرمایا ''میں تمہارے لیے نمونہ ہوں اور یہ وہ دن ہے جب کہ جنگ کرنا بہت ہی عمدہ ہے''۔

یا قوم مالی ادعوکم الی النجاۃ و تدعوننی الی النار.

''اے میری قوم! کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو''۔

## مروان کا مقابلہ:

اس دن مروان بھی آگے بڑھے اور للکار کر بولے ''کوئی مرد ہے'' چنانچہ قبیلہ لیث کا ایک شخص جس کا نام نباع تھا مقابلے کے لیے نکلا۔ دونوں کا مقابلہ شروع ہوا۔ مروان نے اس کی ٹانگوں کے نچلے حصہ پر تلوار ماری دوسرے نے مروان کی گردن پر تلوار ماری اس وار سے مروان چت گر پڑے اس کے بعد ہر فریق اپنے اپنے آدمی کو اٹھا کر لے گئے۔

## مغیرہ بن اخنس رضی اللہ عنہ کی شہادت:

مغیرہ بن اخنس رضی اللہ عنہ نے للکار کر کہا ''کون مقابلے کے لیے آتا ہے؟'' ان کے مقابلے کے لیے بھی ایک آدمی نکلا اور وہ دونوں بہادری کے ساتھ جنگ کرنے لگے وہ رجزیہ اشعار پڑھتے تھے (آخر میں) لوگوں نے کہا ''مغیرہ بن اخنس رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے'' اس پر قاتل نے بھی کہا ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' اس پر عبدالرحمٰن بن عدیس نے کہا ''تمہیں کیا ہو گیا ہے؟'' اس نے کہا جس طرح سویا ہوا کوئی خواب دیکھتا ہے اس طرح میں نے بھی دیکھا کہ مجھ سے کہا گیا ''مغیرہ بن اخنس رضی اللہ عنہ کے قاتل کو دوزخ کی بشارت حاصل ہو۔ چنانچہ میں اس میں مبتلا ہو گیا''۔

## گھر میں گھسنا:

قباث کنانی نے نیار بن عبداللہ سلمی کو قتل کر دیا پھر یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان گھروں میں سے گھس آئے جو اس کے چاروں طرف تھے یہاں تک کہ ان سے گھر بھر گیا مگر جو لوگ دروازے پر تھے انہیں محسوس تک بھی نہیں ہوا۔ آخر کار قبائل کے

لوگ اپنے فرزندوں کو لے کر آ گئے کیونکہ ان کا امیر مغلوب ہو چکا تھا۔

## اپنے موقف پر اصرار:

ان باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لیے کسی شخص کو بلایا چنانچہ ایک شخص اس کے لیے تیار ہوا اور وہ گھر کے اندر گیا اور کہنے لگے ''آپ معزول ہو جائیں تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''تم پر افسوس ہے بخدا! میں نے نہ تو دور جاہلیت میں اور نہ دور اسلام میں کسی عورت سے بدکاری کی اور نہ میں نے گانا گایا اور نہ کوئی (بری) تمنا کی اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی میں نے اپنی شرم گاہ پر بھی ہاتھ نہیں رکھا۔ اس لیے میں وہ قمیض (خلافت) نہیں اتاروں گا جو مجھے اللہ نے پہنائی ہے اور میں اپنے اس مقام پر قائم رہوں گا تا آنکہ اللہ نیک بختوں کو عزت عطا فرمائے گا اور بدبختوں کو ذلت دے گا'' اس پر وہ شخص نکل کر چلا گیا۔

## قتل سے گریز:

لوگوں نے پوچھا ''تم نے کیا کیا'' وہ بولا ''بخدا ہم معلق ہو گئے ہیں' ہمیں لوگوں سے ان کا قتل ہی بچا سکتا' مگر ہمارے لیے ان کا قتل کرنا روا نہیں ہے''۔

اس کے بعد انہوں نے قبیلہ لیث کا ایک آدمی بھیجا آپ نے اس سے پوچھا:

## دوسرے شخص کی واپسی:

''تم کون سے قبیلہ کے ہو؟'' وہ بولا ''میں لیثی ہوں'' آپ نے فرمایا ''تم میرے ساتھی (قاتل) نہیں ہو' وہ بولا ''کیسے'' آپ نے فرمایا ''کیا تم جب چند افراد کے ساتھ آئے تھے' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دعا دی تھی کہ تم اس قسم کے دنوں میں محفوظ رہو گے؟'' وہ بولا ''ہاں'' آپ نے فرمایا ''اس لیے تم تباہ و برباد نہیں ہو گے'' اس پر وہ لوٹ گیا اور جماعت کو چھوڑ کر چلا گیا۔

## تیسرے شخص کا لوٹ جانا:

اس کے بعد ان لوگوں نے قبیلہ قریش کا ایک شخص بھیجا اس نے کہا اے عثمان رضی اللہ عنہ ''میں تمہارا قاتل ہوں'' آپ نے فرمایا ''ہرگز نہیں۔ تم مجھے قتل نہ کرو'' وہ بولا ''کیوں'' آپ نے کہا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں دن تمہارے لیے استغفار کی تھی اس لیے تم خون کے مرتکب نہیں ہو گے''۔

اس پر وہ استغفار کرتا ہوا لوٹ گیا اور اس نے بھی اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔

## عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں کو ان کے قتل سے منع کرنے لگے۔ وہ کہتے تھے:

## برے نتائج:

''اے لوگو! تم اپنے اوپر اللہ کی تلوار کو نہ نکالو' بخدا! اگر تم اس تلوار کو نیام سے باہر نکال لو گے تو تم اسے نیام میں نہیں رکھ سکو گے

تم پر افسوس ہے کہ تمہارا حاکم آج ورہ لے کر پھرتا ہے اگر تم اسے قتل کرو گے تو (آنے والا حاکم) بزور شمشیر تم پر حکومت کرے گا یہ بڑے افسوس کی بات ہے تمہارا مدینہ فرشتوں کی حفاظت میں ہے۔ بخدا! اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ (فرشتے) اس شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں گے''۔

اس پر لوگوں نے کہا'' اے یہودی عورت کے فرزند تمہارا ان باتوں سے کیا تعلق ہے'' اس پر وہ واپس چلے گئے۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی واپسی:

آخری شخص جو اندر جا کر واپس آ گیا وہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا'' تم پر افسوس ہے' کیا تم اللہ پر غضب ناک ہوتے ہو' کیا میں نے تمہارے ساتھ کوئی جرم کیا ہے البتہ میں نے تمہارے ساتھ حق و انصاف سے کام لیا''۔ اس پر وہ بھی لوٹ آئے۔

## قاتلین کی آخری کوشش:

جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ بھی نکل آئے اور لوگوں نے دیکھا کہ وہ شکستہ دل ہو رہے ہیں تو قتیرہ' سودان بن حمران جو دونوں قبیلہ سکون سے تعلق رکھتے تھے اور کوفہ کے رہنے والے تھے اس کام کے لیے تیار ہوئے ان دونوں کے ساتھ غافقی بھی شریک تھا۔ غافقی نے ان پر لوہا مارا جو اس کے ساتھ تھا اور قرآن کریم کے نسخہ پر لات ماری جو گھوم کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے آ گیا اور اس پر ان کا خون گرا۔ سودان بن حمران بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کرنے کے لیے پہنچا تو نائلہ بنت فرافصہ (آپ کی زوجہ محترمہ) اس کے درمیان حائل ہوئیں اور اس کی تلوار پکڑ لی جس سے ان کے ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں۔

## خلیفہ سوم کی شہادت:

آخر کار اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تلوار کی ضرب مار کر شہید کر دیا۔

## غلام کی فداکاری:

اس وقت کچھ لوگوں کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام بھی پہنچے تاکہ وہ آپ کی مدد کر سکیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان غلاموں کو آزاد کر دیا تھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سودان نے آپ پر تلوار کا وار کیا ہے تو کچھ لوگ اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کی گردن مار کر اسے قتل کر دیا۔ اس پر قتیرہ نے غلام پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

## لوٹ مار:

پھر ان (باغیوں) نے جو کچھ گھر میں تھا۔ وہ سب لوٹ لیا اور گھر کے لوگوں کو نکال دیا پھر گھر کو بند کر دیا وہاں تین لاشیں تھیں۔

## قاتل کا قتل:

جب وہ گھر سے نکلے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دوسرے غلام نے قتیرہ پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ ان لوگوں نے گشت کیا اور جو کچھ انہیں ملا وہ چھین لیا۔ یہاں تک کہ خواتین کے بدن پر (جو زیور تھا) اسے بھی چھین لیا۔ ایک شخص نے حضرت نائلہ کی چادر چھین لی اس کا نام کلثوم بن نجیب تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام نے اسے دیکھ لیا۔ تو اس نے اسے قتل کر دیا۔

## بیت المال پر قبضہ:

گھر میں انھوں نے یہ اعلان کیا ''بیت المال کو حاصل کرو۔ اس کی طرف نہ بڑھو''۔

بیت المال کے محافظوں نے ان کی آواز سنی وہاں صرف دو بوریاں پڑی ہوئی تھیں اس لیے ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا ''بھاگ جاؤ! کیونکہ یہ لوگ دنیا کے طلب گار ہیں'' چنانچہ وہ بھاگ گئے اور یہ لوگ بیت المال کے پاس آ گئے اور اسے بھی لوٹ لیا۔

## غم اور خوشی:

اس موقع پر دو قسم کے لوگ تھے نیک لوگ ماتم کر رہے تھے اور رو رہے تھے مگر باغی لوگ خوش ہو رہے تھے آخر میں یہ لوگ بہت پشیمان ہوئے۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اظہار افسوس:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مدینہ سے نکل آئے تھے اور مکہ معظمہ کے راستے میں مقیم ہو گئے تھے تاکہ وہ ان کی شہادت کے موقع پر وہاں موجود نہ رہیں جب وہاں انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ عثمانؓ پر رحم کرے اور ان کا مددگار رہے۔ ان سے کہا گیا ''یہ لوگ اب پشیمان ہو رہے ہیں'' آپ نے فرمایا ''انھوں نے (بری) سازش کی اور جو وہ چاہتے تھے وہ پورا نہیں ہو سکا۔ ان کے لیے ہلاکت ہے آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّ لَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴾ (پارہ ۲۳ : سورہ یسین)

''وہ نہ وصیت کر سکتے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ سکتے ہیں''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذمت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں بتایا گیا ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں'' انہوں نے فرمایا ''اللہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اور ہمیں خیر و عافیت عطا فرمائے'' لوگوں نے فرمایا ''اب یہ لوگ پشیمان ہو رہے ہیں'' اس پر آپ نے یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) ''یہ لوگ شیطان کی طرح ہیں کہ وہ انسان سے کہتا ہے ''تم کفر اختیار کرو'' جب وہ کافر بن جاتا ہے تو وہ شیطان یہ کہتا ہے ''میں تم سے بری الزمہ ہوں میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے''۔

## حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بدعاء:

(اس واقعہ کے بعد) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے باغ میں ہیں۔ انھوں نے پہلے سے کہہ دیا تھا ''میں ان کی شہادت کے موقع پر موجود نہیں ہوگا'' جب انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے یہ فرمایا: ''یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوششیں دنیاوی زندگی میں اکارت گئیں' حالانکہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو انہیں (اپنے کاموں میں) پشیمان بنا اور پھر انہیں اپنی گرفت میں لے''۔

## مغیرہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں نے (حضرت) علی رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) ضرور شہید ہوں

گے اور اگر وہ شہید ہو گئے اور تم مدینہ میں ہوئے تو لوگ تم پر اعتراض کریں گے اس لیے تم باہر نکل کر فلاں مقام پر رہو کیونکہ اگر تم یمن کے کسی غار میں ہوں گے تو لوگ تمہیں تلاش کر لیں گے' حضرت نے ان کا یہ مشورہ نہیں مانا۔

## جنگ کی ممانعت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بائیس دن تک محصور رہے پھر ان (باغیوں) نے دروازہ جلا دیا۔ اس وقت گھر میں بہت آدمی تھے جن میں عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اور مروان بھی شامل تھے۔ یہ لوگ کہہ رہے تھے ''آپ ہمیں (جنگ کرنے کے لیے) اجازت دیں''۔ 21

## قسمت پر صبر:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک بات کہی تھی میں اس پر صابر ہوں۔ یہ لوگ دروازہ نہیں جلا رہے ہیں بلکہ اس سے بڑی بات کا مطالبہ کر رہے ہیں اس لیے میں جنگ کرنے سے منع کرتا ہوں''۔ اس پر سب لوگ نکل گئے۔

## قرآن کی تلاوت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید منگوایا اور اس میں سے یہ دیکھ دیکھ کر پڑھنے لگے اس وقت حسین بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پاس تھے آپ نے فرمایا ''تمہارے والد اس وقت بہت بڑے کام میں (مشغول) ہیں لہٰذا میں تمہیں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں کہ ''تم چلے جاؤ''۔

## بیت المال کی حفاظت:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبیلہ ہمدان کے ایک شخص ابوکرب اور انصار میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ بیت المال کے دروازے پر کھڑے رہیں (اور اس کی حفاظت کریں) بیت المال میں صرف دو بوریاں تھیں۔

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اور مروان نے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ابن الزبیر رضی اللہ عنہما اور مروان کو دھمکایا (اور گھر کے اندر گھس گئے) جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو وہ دونوں بھاگ گئے۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی گستاخی:

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی۔ آپ نے فرمایا ''تم میری داڑھی چھوڑ دو۔ تمہارا باپ اسے نہیں پکڑتا تھا'' اس پر اس نے داڑھی چھوڑ دی اس کے بعد کئی لوگ آ گئے کسی نے تلوار ماری اور کسی نے زدوکوب کیا اور ایک شخص بھالا لے کر آیا اور اس سے ان پر حملہ کیا۔

## ناپاک حملہ:

خون نکل کر قرآن مجید پر بہنے لگا۔ اس کے باوجود یہ سب آپ کو قتل کرنے سے ڈرتے تھے چونکہ آپ عمر رسیدہ تھے اس لیے اس حالت میں بے ہوش ہو گئے اتنے میں دوسرے لوگ بھی آ گئے' جب انھوں نے آپ کو بے ہوش دیکھا تو انھوں نے آپ کی ٹانگ کو پکڑ کر گھسیٹا اس پر حضرت نائلہ اور ان کی بیٹیاں چلانے لگیں تجیبی نے اپنی تلوار نکال لی۔

## آپ کی شہادت:

اسے آپ کے شکم مبارک میں گھونپنا چاہا مگر حضرت نائلہ نے اس وار کو روکا جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں اس کے بعد

اس نے تلوار ان کے سینے پر ماری اور غروب آفتاب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

## بیت المال کو لوٹنا:

اس وقت ایک شخص اعلان کر رہا تھا ''آپ کو شہید نہ کیا جائے اور آپ کا مال نہ لوٹا جائے'' مگر ان لوگوں نے ہر چیز لوٹ لی پھر یہ لوگ جلدی سے بیت المال کی طرف گئے' دونوں (محافظ) اشخاص چابیاں پھینک کر بھاگ گئے۔ آواز بلند ہوئی کہ ''بھاگو بھاگو' یہ لوگ یہی چاہتے ہیں''۔

## گھر میں گھسنا:

عبدالرحمٰن بن محمد روایت کرتے ہیں ''محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ' عمرو بن حزم کے گھر سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی دیوار پر چڑھ گئے تھے ان کے ساتھ کنانہ بن بشر' سودان ابن حمران اور عمرو بن الحق تھے۔ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی نائلہ کے پاس پایا آپ قرآن مجید میں دیکھ کر سورۂ بقرہ تلاوت کر رہے تھے۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور کہا:

## نازیبا الفاظ:

''اے بوڑھے بے وقوف! اللہ نے تمہیں ذلیل و رسوا کر دیا'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ''میں بوڑھا بے وقوف نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ اور امیر المومنین ہوں' محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگ تیرے کام نہیں آئے'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اے میرے بھتیجے! تم میری داڑھی چھوڑ دو کیونکہ تمہارا باپ اس (داڑھی) کو جسے تم پکڑے ہوئے ہو نہیں پکڑتا تھا''۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی بدکلامی:

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا ''اگر میرے والد تمہارے یہ اعمال دیکھتے تو انہیں سخت ناپسند کرتے اور ابھی جو کارروائی تمہارے ساتھ ہوگی' وہ اس داڑھی پکڑنے سے زیادہ سخت ہوگی' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں تمہارے مقابلے میں اللہ ہی سے مدد کا طالب ہوں''۔

## شہادت کا مزید حال:

اس کے بعد انہوں نے اپنا بھالا آپ کی پیشانی پر مارا اور کنانہ بن بشر نے اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گوش مبارک میں گھسا کر حلق میں داخل کر دیا۔ اس کے بعد تلوار لے کر آپ کو شہید کر دیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون.

## دوسری روایت:

عبدالرحمٰن بن محمد روایت کرتے ہیں ''میں نے ابوعون کو یہ روایت کرتے ہوئے سنا ہے۔ کنانہ بن بشر نے ان کی پیشانی پر اور سر کے اگلے حصے پر لوہے کی سلاخ ماری اس کی وجہ سے آپ پیشانی کے بل گر پڑے اس وقت سودان بن حمران مرادی نے تلوار مار کر آپ کو شہید کر دیا۔

## بد بخت قاتل:

عبدالرحمن بن الحارث روایت کرتے ہیں ''جس شخص نے آپ کو شہید کیا وہ کنانہ ابن بشر تجیبی تھا۔ جیسا کہ منظور بن سیار فزاری کی زوجہ محترمہ یہ فرماتی ہیں:

## تجیبی کا فعل بد:

ہم حج کے لیے نکلے ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا کوئی علم نہ تھا۔ جب ہم عرج کے مقام پر پہنچے تو ہم نے ایک شخص کو رات کے وقت یہ شعر گنگناتے ہوئے سنا:

''آگاہ ہو جاؤ کہ تین حضرات (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے بعد بہترین انسان وہ تھے جنہیں تجیبی نے شہید کیا جو مصر سے آیا تھا''۔

## نیزے کے نو حملے:

عمرو بن الحق حملہ کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سینے پر بیٹھ گیا تھا۔ جب کہ آپ کے اندر کچھ جان باقی تھی اس نے اس وقت آپ پر نیزے کے نو حملے کیے۔ عمرو بن الحق خود کہتا ہے ''میں نے ان میں سے تین حملے اللہ کے لیے کیے اور چھ حملے اس لیے کیے کہ میرے سینے کے اندر انتقام کی آگ بھڑکی ہوئی تھی''۔

## مروان پر حملہ:

موسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا ''میں نے عروہ بن ہشیم کو دیکھا کہ اس نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے موقع پر مروان کی گردن پر تلوار کا وار کیا''۔

## شہادت کا دن:

واقدی عثمان بن محمد اخنسی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ اہل مصر کے آنے سے پہلے ہوا' اہل مصر جمعہ کے دن آئے اور انہوں نے اگلے جمعہ کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا''۔

## نہران اصبحی:

یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا کام نہران اصبحی کے سپرد کیا گیا تھا' وہ عبداللہ بن بسرہ کا قاتل تھا۔ جو قبیلہ عبدالدار کے فرد تھے''۔

## فوجی امداد کی خبریں:

ابوعون مولیٰ مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہیں اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا اور جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے مگر بصرہ اور کوفہ سے عراقی آئے اور شام سے بھی امداد آئی تو انہوں نے ان (باغیوں) کی حوصلہ افزائی کی اسی اثنا میں انہیں یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ عراق سے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت میں) فوجی مہم روانہ ہو گئی ہے اور مصر سے بھی عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے فوجی امداد بھیجی ہے اس سے پہلے ابن سعد مصر میں موجود نہیں تھا اور وہاں سے بھاگ گیا تھا۔ اور شام پہنچا ہوا تھا اس لیے ان (باغیوں) نے کہا ''ہم فوجی امداد پہنچنے سے پہلے ان کا خاتمہ کر دیں گے''۔

## محاصرہ کے وقت تقریر:

یوسف بن عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں ''جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کر کے یہ فرمایا: ''میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اس وقت تم نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ ''وہ تمہارے ساتھ بھلائی کرے اور تمہارے لیے بہترین خلیفہ کا انتخاب کرے۔ اب تمہارا اللہ کے بارے میں کیا گمان ہے کیا تم کہہ سکتے ہو کہ اللہ نے تمہاری دعا قبول نہیں کی کیونکہ تم اللہ کے نزدیک ذلیل تھے تم اس وقت اس کی حقدار مخلوق تھے اور تمہارے معاملات پراگندہ اور منتشر نہیں ہوئے تھے''۔

## باغیوں سے سوالات:

یا تم یہ کہہ سکتے ہو؟ کہ اس معاملہ میں مشورہ نہیں کیا بلکہ تم نے زبردستی یہ کام انجام دیا اس وجہ سے اللہ نے امت اسلامیہ کو نافرمانی کی یہ سزا دی کیونکہ تم نے خلیفہ کے بارے میں صحیح مشورہ نہیں کیا اور اس کی ناپسندیدہ باتوں پر غور نہیں کیا۔

## خلافت کا ذکر:

یا تم یہ کہہ سکتے ہو؟ کہ اللہ کو میرا انجام نہیں معلوم چنانچہ میں بعض کام اچھی طرح انجام دیتا تھا۔ اور دیندار حضرات اس سے خوش تھے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب اللہ نے خلافت کے لیے میرا انتخاب کیا اور مجھے اپنی عزت کا یہ لباس پہنایا تو اس وقت اللہ کو وہ باتیں معلوم نہ تھیں جن کا میں بعد میں مرتکب ہوا جن کی وجہ سے اللہ بھی ناراض ہے اور تم بھی ناراض ہو۔

## گزشتہ کارنامے:

میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا تمہیں میرے گزشتہ کارنامے معلوم ہیں کہ میں نے کس طرح اللہ کے حقوق ادا کیے اور دشمنوں سے جہاد کیا یہ وہ کارنامے ہیں جن کی فضیلت کا میرے بعد میں آنے والے ہر شخص کو اعتراف کرنا چاہیے۔ لہٰذا تم مجھے کیوں قتل کر رہے ہو؟۔

## قتل کے مستحق افراد:

صرف تین افراد کا قتل جائز ہے (۱) شادی شدہ شخص زنا کرے (۲) اسلام لانے کے بعد مرتد ہو جائے (۳) یا کسی شخص کو کسی جرم کے بغیر کوئی قتل کرے' ان تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں انسان کو قتل کرو گے تو تم اپنی گردنوں پر وہ تلوار رکھو گے جسے اللہ تعالیٰ قیامت تک تمہاری گردنوں سے نہیں ہٹائے گا۔

## قتل کے برے نتائج:

تم مجھے قتل نہ کرو کیونکہ اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو ہمیشہ کے لیے تمہارے اتحاد و اتفاق کا خاتمہ ہو جائے گا اور پھر کبھی تم متحد ہو کر مال غنیمت تقسیم نہیں کر سکو گے اور اللہ تمہارا باہمی اختلاف کبھی دور نہیں کرے گا۔

## باغیوں کا جواب:

اس تقریر کا انہوں نے یہ جواب دیا آپ نے یہ کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اللہ نے جو کچھ کیا وہ خیر اور بھلائی

پر مبنی تھا مگر اللہ نے تمہاری حکومت کو دورِ ابتلاء قرار دیا اور اس میں اپنے بندوں کو مبتلا کیا۔

## کارناموں کا اعتراف:

آپ نے فرمایا ہے کہ آپ نے قدیم زمانے میں بڑے کارنامے انجام دیئے اور یہ کہ آپ خلافت کے مستحق تھے تو بے شک آپ کے گزشتہ کارنامے عہدِ رسالت میں شاندار تھے اور آپ خلافت کے مستحق تھے مگر آپ بعد میں تبدیل ہو گئے اور ایسے نئے نئے کام کیے جن کا آپ کو علم ہے۔

## حق صداقت کا دعویٰ:

آپ نے فرمایا ہے کہ اگر ہم آپ کو قتل کر دیں گے تو ہم بہت سے مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے تو (اس کا جواب یہ ہے) آنے والے سال میں فتنہ وفساد کے خوف سے حق وصداقت کے اصولوں کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔

## قتل کی دوسری صورتوں کا ذکر:

آپ نے فرمایا ہے کہ صرف تین قسم کے افراد کو قتل کرنا جائز ہے مگر ہم کتاب اللہ میں ان مذکورہ تین قسموں کے علاوہ دیگر اقسام کے لوگوں کو بھی قتل کرنا جائز پاتے ہیں' یعنی ان لوگوں کو بھی قتل کیا جائے جو زمین میں فتنہ وفساد کے لیے کوشش کرتے ہیں نیز اس باغی کا جو بغاوت کے بعد جنگ کرے قتل روا ہے اور اس شخص کا قتل کرنا بھی جائز ہے جو حقوق کے ادا کرنے میں حائل ہو اور اسے روکے اور اس پر جنگ کرے اور اس حق تلفی پر اصرار کرے۔

## ظلم وبغاوت کا الزام:

آپ نے بغاوت اور سرکشی اختیار کر رکھی ہے اور آپ حق وصداقت کی راہ میں حائل ہیں اور اس پر زبردستی اصرار کر رہے ہیں اور جن پر آپ نے قصداً مظالم کیے ہیں ان مظالم کو رفع کرنے سے منکر ہیں اور اس کے باوجود ہم پر زبردستی امیر بنے ہوئے ہیں' آپ نے اپنی حکومت کرنے اور مال ودولت کی تقسیم میں ظلم سے کام لیا۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ہم پر زبردستی کر رہے ہیں اور جو آپ کی حمایت کر رہے ہیں۔ اور ہم سے جنگ کرتے ہیں وہ آپ کے حکم کے بغیر جنگ کر رہے ہیں تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ آپ خلافت کے عہدے سے چمٹے ہوئے ہیں اگر اس وقت آپ اپنے آپ کو (خلافت سے) معزول کر لیں تو وہ بھی آپ کی حمایت کے لیے جنگ کرنا چھوڑ دیں گے۔

باب ۲۲

# حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت و خصائل

حسن بن ابی الحسن فرماتے ہیں ''میں مسجد نبوی میں گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی چادر کے سہارے پر بیٹھے ہوئے ہیں ان کے پاس دو سقے جھگڑتے ہوئے آئے اور آپ نے (اسی وقت) ان کے جھگڑے کا فیصلہ کر دیا''۔

**باہر جانے کی ممانعت:**

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے قریش کے معزز مہاجرین کو بلا اجازت دوسرے شہروں میں جانے کی ممانعت کر دی تھی۔ وہ اس بات کے شاکی تھے جب ان کی شکایت کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا:

**اونٹ سے مشابہت:**

''اسلام کی حالت اونٹ کی مانند ہے ابتداء میں اس کا ایک دانت ہوتا ہے پھر دو دانت نکلتے ہیں پھر اس کے چار اور چھ دانت نکلتے ہیں اس کے بعد وہ سن رسیدہ ہو جاتا ہے بوڑھے اونٹ سے نقصان کے علاوہ اور کچھ توقع نہیں کی جا سکتی ہے۔

آگاہ ہو جاؤ اسلام پختہ عمر کا ہو گیا ہے۔ اب قریش یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے مال سے صرف انہیں امداد ملے دوسرے لوگوں کو نہ ملے مگر جب تک عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ زندہ ہے' ایسا نہیں ہو سکتا ہے' میں گھاٹی پر کھڑا ہوا اہل قریش کی گردنیں پکڑے ہوئے ہوں تاکہ انہیں آگ میں گرنے سے روکوں''۔

**پہلی کمزوری:**

سیف' محمد و طلحہ کی روایت سے بیان کرتے ہیں ''جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے طریقے کے مطابق عمل نہیں کیا اس لیے یہ لوگ مختلف شہروں میں آباد ہو گئے جب انھوں نے ان شہروں کو دیکھا اور دنیا دیکھی اور لوگوں نے بھی ان سے ملاقات کی تو جن لوگوں کی کوئی حیثیت نہ تھی اور نہ اسلام میں انہوں نے کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا تھا وہ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اس طرح مختلف گروہ پیدا ہو گئے اور لوگوں نے ان سے بہت توقعات قائم کر لیں اور ان معاملات میں وہ آگے بڑھتے گئے اور وہ کہنے لگے:

''یہ لوگ (بہت سی زمینوں کے) مالک ہیں ہم ان سے واقف ہوں گے اور ان سے اپنے تعلقات بڑھائیں گے''۔

اس طرح اسلام میں پہلی کمزوری پیدا ہوئی اور یہی بات عوام میں فتنہ و فساد کا سبب بنی۔

**قریش کے لیے بندش:**

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے اہل قریش ان سے اکتا گئے تھے کیونکہ آپ نے انہیں مدینہ منورہ میں محصور کر رکھا تھا۔ آپ نے انہیں (باہر جانے سے) سختی سے منع کر رکھا تھا آپ فرماتے تھے:

''سب سے بڑا خطرہ جس کا مجھے امت اسلامیہ کے لیے اندیشہ ہے وہ یہ ہے کہ تم مختلف شہروں میں آباد ہو جاؤ گے'' اگر ان میں سے کوئی شخص جو مہاجرین میں سے ہو اور مدینہ میں رہتا ہو۔ جہاد کے لیے اجازت طلب کرتا تھا۔ تو آپ فرماتے تھے:

## جہاد نبوی کی اہمیت:

''تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو جہاد کیا تھا وہ تمہارے لیے کافی ہے اور وہ جہاد سے بہتر ہے تاکہ نہ تم دنیا کو دیکھو نہ دنیا تمہیں دیکھے''۔

## مختلف شہروں میں آبادی:

جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے انہیں باہر جانے کی اجازت دے دی اس لیے وہ مختلف شہروں میں آباد ہو گئے۔ اور عوام ان کے پاس آمد و رفت کرنے لگے اس وجہ سے وہ حضرت عمرؓ سے زیادہ انہیں پسند کرنے لگے۔

## حج کا التزام:

حضرت سالم بن عبداللہ فرماتے ہیں: ''جب حضرت عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے آخری سال کے علاوہ ہر سال حج کیا اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کو لے کر حج کرتے تھے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا۔ وہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اپنے مقام پر رکھتے تھے اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے مقام پر رکھتے تھے یہ آخری صف پر ہوتے تھے اور دوسرے پہلی صف پر ہوتے تھے۔

## کمزوروں کی حمایت:

لوگ امن سے رہتے تھے آپ نے شہر کے لوگوں کو یہ خط لکھا تھا: ''تم نیک کام کی ہدایت کرو اور برے کام سے روکو اور کوئی مومن اپنے آپ کو حقیر و ذلیل نہ سمجھے کیونکہ اگر کمزور انسان مظلوم ہے تو میں ان شاء اللہ طاقتور کے مقابلے میں اس کا حامی رہوں گا۔

لوگ اس طریقے کے مطابق چلتے رہے آخر کار کچھ لوگوں نے ان کی اس پالیسی کو امت اسلامیہ میں انتشار پیدا کرنے کا ذریعہ بنا لیا''۔

## مال و دولت کی فراوانی:

سیف، محمد اور طلحہ کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ ''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ایک سال بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ قریش کے افراد نے مختلف شہروں میں مال و دولت اور جائداد جمع کر لی اور عوام ان کی طرف مائل ہونے لگے وہ سات سال تک اس حالت میں رہے ہر جماعت یہ چاہتی تھی کہ ان کا (پسندیدہ) شخص خلیفہ بنے۔

## ابن سبا کا فتنہ:

اس کے بعد ابن السوداء (عبداللہ بن سبا) مسلمان ہوا اور وہ بھی تقریریں کرنے لگا۔ اس وقت دنیا عروج پر تھی اس لیے اس کے ہاتھ سے بہت سے واقعات رونما ہوئے اور عوام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طویل عمر سے اکتانے لگے۔

## لہو و لعب سے دلچسپی:

حکیم بن عباد کی روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں جب دنیاوی خوشحالی آئی اور لوگوں کی دولت مندی انتہا تک پہنچی تو وہاں جو

سب سے پہلی برائی رونما ہوئی تو وہ کبوتروں کو اڑانا' اور مختلف مراکز پر نشانہ بازی تھی۔ اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے آٹھویں سال قبیلہ لیث کے ایک شخص کو مقرر کیا اس نے ان کبوتروں کے پر کاٹے اور نشانہ بازی کے مراکز کو ختم کیا۔

## کبوتر بازی کی ممانعت:

عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ جس نے سب سے پہلے کبوتر اڑانے اور نشانہ بازی کو منع کیا' وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہ (برائی) مدینہ میں اس وقت رونما ہوئی اس لیے آپ نے ایک شخص کو مقرر کیا اس نے اس (رسم بد) کو روکا۔

## نشہ بازی پر سزا:

قاسم بن محمد سے بھی اسی قسم کی روایت مذکور ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ ''لوگوں میں نشہ کی عادت رونما ہوئی اس کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص مقرر کیا جو لاٹھی لے کر گشت کرتا تھا اور لوگوں کو اس (فعل قبیح) سے روکتا تھا۔ جب اس کے استعمال میں زیادتی ہوئی اور یہ عادت حد سے تجاوز کر گئی تو اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات سے مطلع کیا اور انہوں نے لوگوں سے اس بات کی شکایت کی تو لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ نبیذ کے استعمال پر بھی کوڑے لگائے جائیں چنانچہ ایسے کچھ افراد کو پکڑ کر کوڑے کی سزا دی گئی۔

## دوسرے شہروں پر برے اثرات:

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب مدینہ منورہ میں کچھ حادثات رونما ہوئے تو وہاں سے کچھ افراد جہاد کے ارادے سے مختلف شہروں کی طرف روانہ ہوئے ان کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ عربوں کے قریب رہیں ان میں سے کچھ حضرات بصرہ گئے اور کچھ حضرات کوفہ گئے اور کچھ لوگ شام گئے' انھوں نے وہاں جا کر ان شہروں کے مہاجرین کے فرزندوں کے درمیان وہی خرابی پیدا کر دی جو مدینہ کے (نوجوان) فرزندوں میں پیدا ہوگئی تھی البتہ شام کے (نوجوان) فرزند اس خرابی سے بچے رہے۔ آخر کار یہ سب مدینہ واپس آ گئے مگر جو شام گئے تھے واپس نہیں آئے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات سے مطلع کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر یوں تقریر کی:

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سختی:

''اے اہل مدینہ تم اسلام کی بنیاد ہو اگر تم بگڑ گئے تو (دنیا کے) دوسرے مسلمان بگڑ جائیں گے اور اگر تم درست رہے تو وہ درست رہیں گے۔ خدا کی قسم! اگر تمہاری طرف سے مجھے کسی برے کام کی اطلاع ملے گی تو میں اسے جلاوطن کر دوں گا اس بارے میں کسی کا اعتراض یا کوئی مطالبہ نہیں سنوں گا کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں ان کے اعضاء کاٹ دیئے جاتے تھے بغیر اس کے کہ کوئی مخالفت اور موافقت کی بات کرے۔

## جلاوطنی پر اعتراض:

چنانچہ ان میں سے جب کوئی بڑا کام کرتا تھا یا لاٹھی اور کسی قسم کا ہتھیار استعمال کرتا تھا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے جلاوطن کر دیتے تھے اس (اقدام) سے ان (نوجوانوں) کے والدین بہت شور و غل مچانے لگے ''انہوں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) نے جلاوطنی کی سزا نئے طریقہ سے نکالی ہے' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن ابی العاص کے علاوہ اور کسی کو جلاوطن نہیں کیا تھا''۔

### آپ کا جواب:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا ''حکم بن العاص مکہ معظمہ کے باشندے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہاں سے طائف کی طرف جلا وطن کر دیا پھر آپ ہی نے اسے اپنے وطن واپس بھیج دیا اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں معاف کر کے واپس بھیج دیا تھا۔ آپ کے بعد بھی خلیفہ نے لوگوں کو جلا وطن کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی جلا وطن کیا۔

### احتیاط کی ہدایت:

خدا کی قسم! میں ضرور تمہارے اخلاق پر عفوو درگزر سے کام لوں گا اور اس کو اپنے اخلاق کا حصہ بناؤں گا بہت سی باتیں قریب آ گئی ہیں جن کا رونما ہونا میں اپنے اور تمہارے لیے پسند نہیں کرتا ہوں اس لیے مجھے بہت احتیاط اور ہوشیاری سے رہنا ہوگا اس لیے تم بھی محتاط رہو۔ اور عبرت حاصل کرو۔

### ابن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال:

سیف عبداللہ بن سعید اور یحییٰ بن سعید کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ''کسی شخص نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ (مشہور محدث) سے محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہ انھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کیوں اختیار کی۔ انھوں نے فرمایا:

### حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پروردہ:

وہ (محمد بن ابی حذیفہ) یتیم تھے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آغوش میں پرورش پائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے تمام یتیموں کی سرپرستی کرتے تھے اور ان کے اخراجات برداشت کرتے تھے۔

### حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراضگی:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے (سرکاری) عہدہ پر مقرر کرنے کی درخواست کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس پر معذرت کی تو اس نے کہا آپ مجھے سفر کی اجازت دیں تا کہ میں اپنی روزی کمانے کے لیے جدوجہد کرسکوں۔ آپ نے فرمایا ''تم جہاں چاہو جا سکتے ہو'' اس کے بعد آپ نے اس کے لیے زادِ سفر اور سواری مہیا کی اور عطیات دے کر رخصت کیا جب وہ مصر پہنچے تو چونکہ انہیں حاکم مقرر نہیں کیا گیا تھا' اس وجہ سے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالف ہو گئے۔

### مخالفت کی وجہ:

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور عباس بن عتبہ بن ابی لہب رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ تکرار ہوگئی اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دونوں کو زدوکوب کیا اس کی وجہ سے عمار اور عتبہ رضی اللہ عنہما کے خاندانوں میں آج تک عداوت چلی آ رہی ہے۔

عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے (اس تکرار کے بارے میں) دریافت کیا تو انہوں نے کہا ''انہوں نے تہمت لگائی تھی''۔

### غضب اور طمع:

مبشر کہتے ہیں کہ ''میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

برخلاف ہو گئے تھے؟'' انہوں نے جواب دیا ''اس کی وجہ غضب اور طمع ہے'' پھر میں نے پوچھا ''غضب اور طمع کا اظہار کیوں ہوا؟'' وہ بولے ''مسلمانوں میں (ان کے والد کی وجہ سے) بڑا مرتبہ تھا۔ لوگوں نے انہیں دھوکے میں مبتلا کیا اس کی وجہ سے ان کے اندر طمع پیدا ہوئی نیز ان پر کچھ قرضہ ہو گیا تھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان پر ان کی گرفت کی اور اس میں ان کے ساتھ کوئی رعایت نہیں کی اس لیے اس (طمع) کے ساتھ یہ واقعہ بھی شامل ہو گیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ محمد (قابل حمد) کے بجائے وہ مذمم (قابل مذمت) ہو گئے۔

## نرمی کا نتیجہ:

سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے مسلمانوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا انھوں نے حقوق کا خیال کیا اور کسی کے حق کو معطل نہیں کیا اس لیے لوگ ان کی نرمی کی وجہ سے ان سے محبت کرنے لگے مگر ان کی نرمی نے انہیں اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ (شہادت) تک پہنچایا۔

## بزرگوں کی تعظیم:

قاسم کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک پسندیدہ فعل یہ بھی ہے کہ ایک شخص کا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ جھگڑا ہوا اس جھگڑے میں اس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حقارت آمیز الفاظ کہے اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو زدوکوب کیا لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا:

## حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا احترام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کی تعظیم و ادب کریں اور میں لوگوں کو ان کی تحقیر کرنے کی اجازت دوں جو کوئی ایسا کام کرتا ہو یا اس کی حمایت کرتا ہو یا کام کرتا ہو' وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف ہے۔

## نصیحت کی درخواست:

حمران بن ابان بیان کرتے ہیں ''بیعت خلافت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور میں انہیں بلا کر لے آیا۔ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا ''مجھے آج آپ کی نصیحت کی سخت ضرورت ہے''۔

## حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آپ ان پانچ باتوں پر ضرور عمل کریں اگر آپ ان کی پابندی کریں گے تو قوم آپ کی مخالفت نہیں کرے گی'' آپ نے فرمایا ''وہ کیا ہیں'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا (وہ یہ ہیں) ''(۱) قتل سے صبر کرنا (۲) لوگوں سے محبت کرنا (۳) درگزر کرنا (۴) نرمی اختیار کرنا (۵) راز کو پوشیدہ رکھنا''۔

## نرم غذا:

عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ''قبیلہ قریش کے جو حضرات سن رسیدہ ہو جاتے تھے وہ نرم کھانا پسند کرتے تھے۔ ایک رات میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت عمدہ پکا ہوا نرم کھانا کھایا میں نے اس سے زیادہ عمدہ کھانا نہیں کھایا تھا۔ اس میں بکری کے شکم کا گوشت بھی تھا اور اس کے سالن میں دودھ اور گھی تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''تمہارے خیال میں یہ کھانا کیسا ہے؟'' میں نے کہا ''یہ سب سے عمدہ کھانا ہے جو میں نے کھایا ہے'' اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ (حضرت) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ پر رحم

کرے تم نے اس قسم کا کھانا ان کے ساتھ بھی کھایا تھا'' میں نے کہا:

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غذا:

''ہاں مگر جب میں اپنا لقمہ منہ کی طرف لے جاتا تھا۔ تو وہ لقمہ میرے ہاتھ سے نکل پڑتا تھا۔ اس میں گوشت نہیں تھا اس کے سالن میں گھی تھا۔ مگر دودھ نہیں تھا'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم سچ کہتے ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے جانشینوں کے کام کو دشوار بنا دیا ہے' وہ (کھانے کی) ان چیزوں میں سے معمولی چیز استعمال کرتے تھے۔ مگر میں جو کھانا کھاتا ہوں وہ مسلمانوں کے مال کو خرچ کر کے نہیں کھاتا ہوں بلکہ اپنے ذاتی مال کو خرچ کر کے کھاتا ہوں''۔

## نرم کھانے کی عادت:

تمہیں معلوم ہے کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار تھا۔ اور تجارت میں سب سے زیادہ محنت کرتا تھا۔ میں ہمیشہ سے نرم کھانا کھاتا رہا ہوں اور اب تو میں ایسی عمر کو پہنچ گیا ہوں کہ سب سے زیادہ نرم کھانا مجھے سب سے زیادہ مرغوب ہے اور اس معاملے میں کسی کی حق تلفی نہیں کرتا ہوں''۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی غذا:

عبیداللہ بن عامر روایت کرتے ہیں ''میں ماہ رمضان المبارک میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ افطار کیا کرتا تھا۔ ہمارے پاس (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کے کھانے سے زیادہ نرم کھانا آیا کرتا تھا۔ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دستر خوان پر عمدہ کھانے دیکھے اور چھوٹے بھیڑ بکریوں کا گوشت بھی ہر رات کھایا۔ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کبھی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اور وہ بھیڑ بکریوں کا معمولی گوشت کھاتے تھے جب میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں گفتگو کی تو انھوں نے فرمایا:

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اصلاحات:

اللہ (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ کا کون مقابلہ کرسکتا ہے؟ سائب کی روایت ہے ''میں نے منیٰ میں جو سب سے پہلا خیمہ دیکھا وہ (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کا خیمہ تھا اور آخری خیمہ عبداللہ بن عامر بن کریز رضی اللہ عنہ تھا۔ نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ تھے۔ جنہوں نے جمعہ کی نماز کے لیے دوسری اذان زورا کے مقام پر دلوائی علاوہ ازیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ تھے جن کے لیے آٹے کو (چھلنی سے) چھانا گیا''۔

## اہم باتوں سے آگاہی:

محمد اور طلحہ کی روایت ہے کہ ''ابن ذی الحبکہ نہدی نیرنج (جادو) کا کام کیا کرتا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اس بارے میں خود اس سے پوچھیں اگر وہ اقرار کرے تو اس کو دردناک سزا دی جائے' انہوں نے اس کو بلوایا اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا ''ہاں یہ عجیب و غریب شعبدہ بازی کا کام ہے'' اس پر انھوں نے اس کو سزا دینے کا حکم دیا اور عوام کو بھی اس سے مطلع کیا اور اس کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ خط بھی پڑھ کر سنایا گیا'' یہ معاملہ سنجیدہ اور سنگین ہے اس لیے تم بھی سنجیدگی اختیار کرو اور ہنسی مذاق اور دل لگی سے بچو''۔

لوگوں کو یہ تعجب ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ خبر کیسے معلوم ہوئی۔

## مخالفت کی وجوہات:

بہر حال دوسرے لوگوں کے ساتھ اسے بھی سزا دی گئی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کے بارے میں لکھا گیا اس پر وہ ناراض ہو گیا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چند افراد کو شام کی طرف جلا وطن کیا تو کعب بن ذی الحبکہ اور مالک بن عبداللہ کو جو اسی کے خیالات کا حامی تھا۔ دنیاوند کے مقام کی طرف بھیجا کیونکہ وہ سحر و طلسمات کی سرزمین تھی۔

جب سعید بن العاص رضی اللہ عنہ حاکم ہوا تو اس نے اس شخص کو واپس بلا لیا اس کے ساتھ احسان کیا اور نیک سلوک کیا مگر اس نے ناشکری کی اور اس کا فتنہ بڑھتا ہی گیا۔

## ضابی بن حارث کا واقعہ:

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں ضابی بن حارث برجمی نے انصاری خاندان سے ایک شکاری کتا مستعار لیا جس کا نام قرحان تھا وہ ہرنوں کا شکار کرتا تھا۔ ضابی نے وہ کتا روک لیا۔ (واپس نہیں دیا) تو انصاری افراد اس پر چڑھ آئے اور زبردستی وہ کتا اس سے چھین کر اس کے مالکوں کو واپس کر دیا۔ اس پر ضابی نے انصاریوں کی ہجو کی۔ انصار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر شکایت کی تو انہوں نے اس کو سزا دی اور جیل خانے میں ڈال دیا جیسا کہ وہ عام طور پر اس قسم کے مسلمانوں کے ساتھ کیا کرتے تھے اسے یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی وہ قید خانے ہی میں فوت ہو گیا اس وجہ سے اس کا فرزند امیر ابن ضابی سبائی (عبداللہ بن سبا کا پیرو) بن گیا تھا۔

## مخالفوں کا انجام:

سیف متسنبر کے بھائی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ: ''بخدا! جہاں تک مجھے علم ہے یا میں نے سنا ہے ہر وہ شخص جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ کی یا ان کے پاس سوار ہو کر پہنچا مارا گیا ہے کوفہ میں ایسے کئی لوگ اکٹھے ہو گئے تھے۔ ان میں اشتر' زید بن صوحان' کعب بن ذی الحبکہ' ابوزینب' ابومواع' کمیل بن زیاد' اور عمیر بن ضابی شامل تھے' یہ لوگ کہتے تھے ''کوئی سر اس وقت تک بلند نہیں ہوگا جب تک عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے خلیفہ رہیں گے'' اس پر عمیر بن ضابی اور کمیل بن زیاد نے کہا ''ہم انہیں قتل کر دیں گے'' اس کے بعد دونوں مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔

## کمیل کی بدنیتی:

عمیر راستے ہی سے واپس آ گیا البتہ کمیل بن زیاد نے جرأت سے کام لیا اور ایک جگہ بیٹھ کر موقع کا انتظار کرنے لگا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے (اس حملہ آور کی حالت دیکھ کر) اس کے چہرے کو زخمی کر دیا اور اپنی پشت کے بل گر پڑا اور کہنے لگا ''اے امیر المومنین! آپ نے مجھے زخمی کر دیا'' آپ نے فرمایا ''کیا تم اچانک حملہ آور نہیں تھے؟'' اس نے کہا ''اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے'' (میں حملہ آور نہیں تھا) اس نے قسم کھا لی اتنے میں اور لوگ بھی اکٹھے ہو گئے اور کہنے لگے ''اے امیر المومنین! ہم اس کی تلاشی لیں گے''۔ آپ نے فرمایا:

## دشمن کو معافی:

''نہیں اللہ نے اس کو عافیت عطا کر دی ہے اس لیے میں نہیں چاہتا ہوں کہ جو کچھ اس نے کہا ہے' اس کے علاوہ اور کوئی بات

معلوم کروں''۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا''بخدا! میرا خیال یہی تھا کہ تم (مجھے قتل کرنے کے ) مقصد سے آئے ہو' اگر میں سچا ہوں تو (اس معافی کے بعد) اللہ اجر عظیم عطا کرے گا اور اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں ذلیل کرے گا''۔

یہ کہہ کر آپ اپنے پاؤں پر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے''اے کمیل! تم مجھ سے بدلہ لے لو' یہ کہہ کر آپ دوزانو ہو گئے' اس نے کہا''میں نے چھوڑ دیا' اس طرح دونوں صحیح سلامت باقی رہ گئے۔

## عہد حجاج کا واقعہ:

جب حجاج بن یوسف کوفہ آیا تو اس نے کہا''جو شخص مہلب کی مہم میں شامل تھا۔ وہ اس کے دفتر میں آئے اور کوئی جھجک نہ محسوس کرے' اس پر عمیر بن ضابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا''میں بہت کمزور اور بوڑھا شخص ہوں میرے دو طاقت ور فرزند ہیں آپ ان میں سے ایک کو میرے بجائے لے جائیں' حجاج نے پوچھا''تم کون ہو؟''وہ بولا''میں عمیر بن ضابی ہوں''اس پر حجاج نے کہا:

## امیر بن ضابی کا قتل:

تم چالیس سال سے اللہ بزرگ و برتر کی نافرمانی کرتے رہے ہو' بخدا! میں مسلمانوں کے سامنے تمہیں سزا دوں گا تم کتے کو چرانے والے ظالم انسان ( کی حمایت ) کے لیے ناراض ہوئے تھے تمہارے باپ نے خیانت اور سازش کی تھی تم بھی سازش کا قصد کرتے رہے ہو اس لیے میں ارادہ کرنے کے بعد اس سے نہیں پھروں گا' چنانچہ اس کی گردن ماردی گئی۔

## دوسری روایت:

سیف قبیلہ اسد کے ایک شخص کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ جب حجاج بن یوسف کوفہ میں آیا تو اس نے (جہاد کے لیے) جانے کے لیے اعلان کرایا تو اس موقع پر ایک شخص نے (مذکورہ بالا) کچھ عرض داشت کی۔ حجاج نے اس کی بات مان لی جب وہ چلا گیا تو اسماء بن خارجہ نے کہا''عمیر میرے دل میں کھٹکتا ہے' حجاج نے پوچھا''عمیر کون ہے؟''اس نے کہا''یہ بوڑھا شخص (جو ابھی گیا ہے)'' حجاج نے کہا''ہاں تم نے مجھے نیزے کا وہ حملہ یاد دلا دیا ہے جسے میں بھول گیا تھا کیا یہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تھی؟ اس نے کہا''ہاں'' حجاج نے پوچھا''کیا کوفہ میں اس کے علاوہ اور کوئی ایسا آدمی بھی ہے''اس نے کہا''ہاں! کمیل ہے''اس پر حجاج نے کہا:

## عمیر اور کمیل:

میرے پاس عمیر کو لاؤ'' چنانچہ اس کی گردن اڑا دی گئی اس کے بعد اس نے کمیل کو بلوایا مگر وہ بھاگ گیا' قبیلہ نخع نے اس کو پکڑ لیا' اسود بن ہشیم نے کہا:

''آپ اس بوڑھے شخص کا کیا کریں گے جس کو بڑھاپے نے ہی عاجز کر دیا ہے''۔

حجاج نے کہا:

''بخدا! تم اپنی زبان بند کرو ورنہ میں تلوار سے تمہارا سر اڑا دوں گا''اس پر اس نے کہا''آپ جو چاہیں کریں''۔

جب کمیل نے یہ دیکھا کہ اس کی قوم میں دو ہزار جنگجو سپاہی ہیں مگر اس کے باوجود اس کی قوم پر خوف ہراس مسلط ہے تو اس موقع پر اس نے کہا:

**کمیل کی پیشی:**

چونکہ میری وجہ سے دو ہزار افراد پر خوف لاحق ہے اور وہ محروم ہیں تو ایسی صورت میں اس خوف و دہشت (کی زندگی) سے موت بہتر ہے''۔ اس لیے اس نے اپنے آپ کو حجاج کے سامنے پیش کر دیا حجاج نے کہا ''کیا تمہیں وہ شخص ہو جس نے (قتل کا) ارادہ کیا تھا پھر امیر المومنین نے پردہ فاش نہیں کیا مگر تم اس پر بھی قانع نہیں ہوئے تا آنکہ تم نے انہیں قصاص کے لیے بٹھوایا حالانکہ انہوں نے اپنی جان کی مدافعت میں یہ کام کیا تھا۔

**کمیل کی گفتگو:**

اس پر کمیل نے کہا ''آپ مجھے کس جرم میں قتل کر رہے ہیں؟ کیا اس پر کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے معاف کر دیا تھا اس پر کہ میں صحیح سالم بچ نکلا'' حجاج نے کہا ''اے ادہم بن المحرز! اسے قتل کر دو'' وہ بولا ''پھر اس (کے قتل) کے ثواب میں ہم اور آپ شریک ہو گے؟'' حجاج نے کہا ''ہاں'' ادہم نے کہا ''بلکہ ثواب آپ کو ملے گا اور جو گناہ ہوگا اس کا وبال میری گردن پر ہوگا''۔

**عباس بن ربیعہ کو انعام:**

یحییٰ بن حفص بیان کرتے ہیں ''ربیع بن الحارث بن عبدالمطلب عہد جاہلیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شریک تھے (جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو) عباس بن ربیعہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا ''آپ ابن عامر رضی اللہ عنہ کو لکھ دیں کہ وہ مجھے ایک لاکھ (کی رقم) قرض دے'' آپ نے اسے لکھ دیا تو اس نے ایک لاکھ (درہم) انعام کے طور پر دیئے اور اپنا گھر انہیں جاگیر کے طور پر دے دیا چنانچہ آج تک ان کا گھر عباس بن ربیعہ کا گھر کہلاتا ہے۔

**سخاوت و مروت:**

موسیٰ بن طلحہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پچاس ہزار کی رقم (حضرت) طلحہ رضی اللہ عنہ کے ذمہ (واجب الادا) تھی' ایک دن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آئے تو (حضرت) طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''آپ کا مال موجود ہے آپ اس پر قبضہ کر لیں'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اے ابو محمد! وہ مال تمہارا ہے اور آپ کی مروت اور شرافت کا صلہ ہے''۔

**حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے درخواست:**

حکیم بن جابر کی روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (حضرت) طلحہ رضی اللہ عنہ سے (محاصرہ کے وقت) فرمایا ''میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم جا کر لوگوں کو (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے دور کرو'' انہوں نے کہا ''نہیں بخدا! جب تک کہ بنوامیہ اپنی جانب سے حق نہ ادا کریں''۔

**اراضی کی فروخت:**

حسن کی روایت ہے کہ (حضرت) طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سات لاکھ کی قیمت پر ان کی اراضی خریدی اور وہ (یہ رقم) لے کر ان کے پاس گئے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ایک شخص سے یہ معاملات طے کر رہا ہوں مگر اسے نہیں معلوم ہے کہ اس کے گھر میں اللہ کا کیا حکم نازل ہونے والا ہے'' اس پر ان کا قاصد رات بھر لوگوں کو وہ رقم تقسیم کرتا رہا یہاں تک کہ صبح کے وقت ان کے پاس کوئی درہم باقی نہیں رہا۔

## امیر حج کا تقرر:

۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (امیر الحج بن کر) لوگوں کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے جیسا کہ ابومعشر نے بیان کیا ہے۔

## محاصرہ کی مدت:

واقدی بہ روایت عکرمہ خود حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی زبانی رقم طراز ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دو دفعہ محصور ہوئے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے سوال پر انہوں نے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلی دفعہ بارہ دن تک محصور ہوئے اس موقع پر جب اہل مصر آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ذوخشب کے مقام پر اہل مصر سے ملے اور انہیں واپس بھجوایا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلوص:

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ) بخدا! حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخلص اور سچے دوست تھے' البتہ مروان اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کے جعلی کاموں اور اعتراضات نے جو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے برخلاف کرتے رہتے تھے انہیں بدظن کر دیا تھا اور وہ ان لوگوں کی (غلط) باتوں کو برداشت کرتے رہتے تھے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف گفتگو:

یہ (مروان وغیرہ) یہ کہتے تھے کہ اگر وہ چاہیں تو آپ کے برخلاف کوئی گفتگو نہ کر سکے اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے تھے اور بعض اوقات مروان اور اس کے ساتھیوں کی شکایت کے وقت ان کا لہجہ کلام سخت ہو جاتا تھا ایسے موقع پر یہ لوگ کہتے تھے ''یہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) آپ کے سامنے ایسی گفتگو کرتے ہیں جب کہ آپ ان کے امام (خلیفہ) بزرگ چچازاد بھائی اور پھوپی زاد بھائی ہیں۔ ایسی حالت میں آپ خیال کر سکتے ہیں کہ وہ غائبانہ طور پر کیا کہتے ہوں گے'' چنانچہ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑے رہے تا آنکہ انہوں نے عزم مصمم کر لیا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملات میں دخل نہیں دیں گے''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکایات:

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) مِن دن میں (حج کے لیے) مکہ معظمہ روانہ ہوا تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے روانہ ہونے کی دعوت دی ہے اس پر انہوں نے مجھ سے فرمایا'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہیں چاہتے ہیں کہ انہیں کوئی نصیحت کرے اھوں نے دھوکے بازوں کو اپنا راز داں بنا رکھا ہے ان میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا ایسے لوگوں سے تعلق نہ ہو جو خراج نہ کھاتے ہوں ان لوگوں کو ذلیل نہ کرتے ہوں'' اس پر میں نے کہا'' آپ کی ان سے قرابت اور رشتہ داری ہے اگر آپ ان کی حفاظت کر سکتے ہوں تو آپ یہ کام (ضرور کریں کیونکہ اسی صورت میں آپ معذور سمجھے جائیں گے''۔

## بیجا الزام:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں'' خدا جانتا ہے کہ میں نے ان کے اندر انکساری اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے خیر خواہی دیکھی اس کے باوجود ان پر بڑا (الزام) لگایا جاتا ہے''۔

## خالد بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام پیغام:

حضرت ابن عباس نے مزید فرمایا ''مجھ سے (حضرت) عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا تھا'' تم خالد بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس جو مکہ معظمہ میں' جا کر کہنا کہ امیر المومنین آپ کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں'' میں اتنے دنوں سے محصور ہوں اور اپنے گھر میں کھاری پانی پی رہا ہوں مجھے اس کنوئیں کا پانی پینے کی اجازت نہیں ہے جسے میں نے اپنے ذاتی مال سے خریدا تھا اور جس کا نام' رومہ ہے۔ تمام لوگ اس کا پانی پیتے ہیں مگر میں اس کا پانی پینے سے محروم ہوں۔ میں گھر کی چیزوں کے علاوہ اور کچھ نہیں کھا سکتا ہوں۔ میں بازار سے کوئی چیز منگوا کر نہیں کھا سکتا ہوں اور میں اس حالت میں (اپنے گھر کے اندر) محصور ہوں''۔ تم انہیں حکم دو کہ وہ لوگوں کو لے کر حج کرے اور اگر وہ انکار کرے تو تم لوگوں کو حج کراؤ''۔

## مخالفت سے خوف:

چنانچہ جب میں حج کے لیے آیا تو میں خالد بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھی پہنچا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو پیغام مجھے دیا تھا' وہ پیغام میں نے انہیں پہنچا دیا تو اس نے مجھ سے کہا'' کیا ان لوگوں کی دشمنی مول لینے کی (کسی میں) طاقت ہے؟''۔

## حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حج:

اس نے حج کرانے سے بھی انکار کر دیا اور کہا'' تم لوگوں کو حج کراؤ کیونکہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہو۔ آگے چل کر یہ معاملہ (خلافت) حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچے گا اس لیے تمہیں اس ذمہ داری کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہو' چنانچہ میں نے لوگوں کو حج کرایا پھر مہینے کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آیا۔

## خون کا الزام:

اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے اور لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گردن پر کود رہے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو وہ لوگوں کو چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور مجھ سے سرگوشی کرنے لگے اور فرمانے لگے'' یہ حادثہ رونما ہوا ہے اس میں تمہاری کیا رائے ہے۔ درحقیقت یہ بہت بڑا حادثہ ہے اور کوئی شخص ان (نازک حالات کا) تدارک نہیں کر سکتا ہے'' میں نے کہا '' عوام کو آج کل آپ کی سخت ضرورت ہے تاہم میری رائے یہ ہے کہ موجودہ حالات میں جو کوئی خلیفہ ہوگا اسے اس شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے خون کا ملزم گردانا جائے گا آگے چل کر انھوں نے بیعت حاصل کرنے پر اصرار کیا اس لیے ان پر بھی ان کے خون (قتل کرنے) کا الزام لگایا گیا۔

## امیر حج کا تقرر:

ایک دوسرے سلسلہ روایت سے بحوالہ عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے یہ فرمایا:'' میں نے خالد بن العاص بن ہشام رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ کا حاکم بنایا ہے چونکہ اہل مکہ کو ان لوگوں کی باتوں کی اطلاع مل گئی ہے اس لیے مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ ان کی مخالفت کریں گے اس لیے وہ خانہ خدا اور حرم کعبہ میں ان سے جنگ کرے گا اس طرح اس زمانے میں حرم کعبہ کے امن و امان میں خلل واقعہ ہوگا جب کہ مسلمان دور دراز علاقوں سے وہاں زیارت کے لیے آئیں گے اس لیے میری رائے یہ ہے کہ میں حج کے تمام انتظامات تمہارے سپرد کروں'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاتھ

حاجیوں کے نام ایک خط بھی بھیجا تھا۔ جس میں ان سے کہا گیا تھا۔ کہ وہ ان لوگوں کا انتظام کریں جنہوں نے انہیں محصور کر رکھا ہے۔

### حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو:

جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے بھی گزرے انہوں نے فرمایا ''میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عمدہ زبان دی ہے کہ تم اس شخص کو چھوڑ کر نہ جاؤ کیونکہ ان (باغیوں) کا بول بالا ہو گیا ہے۔ اور مختلف شہروں سے ایک نہایت ہی سنگین کام کے لیے اکٹھے ہو گئے ہیں میں نے طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے بیت المال اور خزانوں کے لیے چابیاں رکھ چھوڑی ہیں اگر وہ خلیفہ مقرر ہو گئے تو وہ اپنے چچا زاد بھائی (حضرت) ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طریقے پر چلیں گے''۔

### حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب:

میں نے کہا ''اے اماں جان! (اگر خدانخواستہ) اس شخص پر کوئی حادثہ رونما ہوا تو اس وقت مسلمان ہمارے ساتھی کی طرف متوجہ ہوں گے اس پر انہوں نے فرمایا ''تم خاموش رہو میں تم سے کوئی مجادلہ اور مباحثہ کرنا نہیں چاہتی ہوں''۔

### عام مسلمانوں کے نام خط:

عبدالمجید بن سہیل بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے وہ خط نقل کر لیا تھا' جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے (عام مسلمانوں کے نام) بھیجا تھا۔ وہ یہ ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(یہ خط) اللہ کے بندے امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے مومنوں اور مسلمانوں کے نام ہے۔

''السلام علیکم! میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد وثنا کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے اما بعد! میں تمہیں اللہ بزرگ و برتر کی یاد دلاتا ہوں جس نے تم پر نعمتیں نازل کیں اور تمہیں اسلام (کی تعلیمات) کی تعلیم دی اور تمہیں گمراہی سے راہ راست کی طرف پہنچایا اور تمہیں کفر کی طرف سے نجات دی اور تمہیں کھلی نشانیاں دکھلائیں' تم پر رزق کو وسیع کیا اور دشمن پر غالب کیا اور تمہیں کامل نعمتیں عطا کیں جیسا کہ اللہ بزرگ و برتر حق وصداقت کے ساتھ فرماتا ہے۔

### آیات سے استدلال:

﴿وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾

''اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو تم ان کا احاطہ نہیں کر سکو گے۔ بے شک انسان بہت ظلم اور ناشکری کرنے والا ہے''۔

### اتحاد کی تلقین:

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾

''اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم مسلمان رہ کر وفات پاؤ۔ تم اللہ کی رسی کو متحد ہو

کر مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو''۔

### اطاعت کا حکم:

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ مِیْثَاقَهُ الَّذِیْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ﴾

''اے ایمان والو! تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر نازل کی تھی۔ اور اس کے عہد و پیمان کو بھی یاد کرو جو اس نے پختگی کے ساتھ تم سے بندھوایا تھا جب کہ تم نے کہا تھا: ہم نے (یہ احکام) سنے اور ہم اس کی اطاعت کریں گے''۔

### افواہوں سے پرہیز:

نیز یہ کلمہ حق بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ﴾

''اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم اس کی تحقیق کر و ایسا نہ ہو کہ تم قوم کو جہالت میں مبتلا کر دو اور پھر تم کو اپنے کام پر پشیمان ہونا پڑے''۔

### غداری کی مذمت:

نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓىِٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ﴾

''حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ حقیر قیمت حاصل کرتے ہیں' یہ وہ لوگ ہیں جن کا دنیا و آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے''۔

### تقویٰ اور اطاعت:

اللہ تعالیٰ نے یہ برحق قول بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا ﴾

''جہاں تک تم سے ہو سکے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور (احکام) سنو اور اطاعت کرو''۔

### حکام کی اطاعت:

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

﴿ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴾

''تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحب اقتدار کی (اطاعت بھی کرو) اگر تم (مسلمانوں) کا کسی چیز میں جھگڑا اور اختلاف ہو جائے تو تم اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔ بشرطیکہ تم اللہ اور روز

آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ بات بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی عمدہ تر ہے''۔

**خلافت کا وعدہ:**

نیز یہ بھی ارشاد خداوندی ہے:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾

''تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے ان کے ساتھ اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں اپنا نائب بنائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو بنایا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان کے دین کو جسے اس نے پسند کیا ہے غالب رکھے گا اور ان کی خوف و دہشت (کی زندگی) کو امن و امان میں تبدیل کرے گا۔ (بشرطیکہ) وہ صرف میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور جو کوئی اس کے بعد بھی کفر اختیار کرے گا تو وہ لوگ فاسق ہیں''۔

**بیعت کی اہمیت:**

یہ برحق قول بھی اللہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ (سورۃ فتح / پارہ ۲۶)

''درحقیقت جو لوگ (اے پیغمبرؐ) آپ سے بیعت کرتے ہیں تو وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے پھر جس نے عہد شکنی کی تو اس نے اپنی ذات کے برخلاف (اسے نقصان پہنچانے کے لیے) عہد شکنی کی اور جس نے اللہ کے معاہدہ کو پورا کیا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا''۔

**امن و اتحاد کی ضرورت:**

امابعد! (مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ) اللہ نے تمہارے لیے تعمیل حکم اطاعت اور جماعت (کے ساتھ رہنے) کو پسند فرمایا ہے اور تمہیں نافرمانی' نا اتفاقی اور اختلاف سے منع فرمایا ہے اور گذشتہ لوگوں کے اقبال سے تمہیں آگاہ کیا ہے اللہ نے یہ باتیں تمہیں اس لیے پہلے سے بیان کر دی ہیں کہ نافرمانی کے موقع پر یہ باتیں تمہارے برخلاف حجت بن سکیں۔

**باہمی اختلاف کا انجام بد:**

لہٰذا تم بزرگ و برتر اللہ کی نصیحت کو مانو اور اس کے عذاب سے ڈرو کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ کوئی قوم اس وقت تباہ و برباد ہوئی جب اس میں اختلاف برپا ہوا اس لیے قوم کے لیے ایک سردار کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی شیرازہ بندی کرتا رہے اور اس کی تنظیم برقرار رکھے اگر تم یہ طریقہ جاری نہیں رکھو گے تو تم متحد ہو کر نماز کو قائم نہیں رکھ سکو گے (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) دشمن تم پر مسلط ہو جائے گا اور ایک دوسرے کی عزت و آبرو محفوظ نہیں رہے گی۔ ایسی صورت میں اللہ کا صحیح دین قائم نہیں رہے گا۔ اور تم مختلف فرقوں میں تقسیم

ہو جاؤ گے حالانکہ اللہ بزرگ و برتر نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرمایا ہے:

## نااتفاقی کی مذمت:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ ﴾ (پارہ ۸)

''حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفریق پیدا کی۔ اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے (اے پیغمبر) آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔

میں بھی تمہیں اسی بات کی ہدایت کرتا ہوں جس بات کی تمہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور تمہیں اس کے عذاب سے خبردار کرتا ہوں۔ کیونکہ حضرت شعیب (پیغمبر) علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہ فرمایا تھا:

## مخالفت کا حشر:

﴿ یَا قَوْمِ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِیْ اَنْ یُّصِیْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ﴾

''اے میری قوم! تمہیں میری مخالفت اس حالت پر نہ پہنچائے کہ تم پر بھی (وہ عذاب) نازل ہو جو حضرت نوح علیہ السلام یا ہود علیہ السلام یا صالح علیہ السلام کی قوموں پر نازل ہوا تھا''۔

## فتنہ پردازی:

امابعد! وہ قومیں جو اس معاملہ میں گفتگو کر رہی ہیں وہ اس بات کا اظہار کر رہی ہیں کہ وہ اللہ بزرگ و برتر کی کتاب کی طرف اور حق و صداقت کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور ان کا مقصد دنیا نہیں ہے اور نہ وہ دنیا کی باتوں میں جھگڑ رہے ہیں جب ان کے سامنے حق بات پیش کی گئی تو لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے کچھ حق بات کو اختیار کرنے لگے مگر جب اس کا وقت آیا تو اس سے الگ ہو گئے اور کچھ لوگ حق کو چھوڑ بیٹھے اور کسی چیز کو ناحق چھین لینے کی کوشش کرنے لگے۔ انہیں میری عمر بہت طویل معلوم ہوئی اور وہ خلافت کی تبدیلی کی تمنا کرنے لگے۔ اس طرح وہ تقدیر کے کاموں میں بھی جلدی کرنے لگے۔

## معاہدہ کی پابندی:

ان لوگوں نے تمہیں لکھا تھا کہ وہ اس معاہدہ کے مطابق واپس ہو رہے ہیں جو میں نے ان کے ساتھ کیا تھا۔ مجھے نہیں معلوم ہے کہ میں نے جو معاہدہ کیا تھا اس سے میں نے سرمو بھی انحراف کیا ہے وہ شرعی حدود کا مطالبہ کر رہے ہیں اس پر میں نے ان سے کہا ''تم بے شک شرعی حدود اس پر قائم کرو جو ان حدود سے تجاوز کر گیا ہو نیز تم شرعی حدود اس پر بھی قائم کرو جس نے تم پر دور و نزدیک سے ظلم کیا ہو''۔

## جائز مطالبات کی حمایت:

وہ کہتے ہیں ''کہ کتاب اللہ کی تلاوت کی جائے'' میں نے یہ کہا ''جو چاہے وہ اللہ کی کتاب کی تلاوت کر سکتا ہے مگر وہ کتاب اللہ کے نازل کردہ احکام میں حد سے آگے نہ بڑھے''۔

## قومی مال کی حفاظت:

یہ (مفسد لوگ) کہتے ہیں ''محروم شخص کو رزق دیا جائے اور مال کا پورا پورا حق ادا کیا جائے تاکہ مال کے بارے میں نست

حسنہ (عمدہ روایت) قائم ہو سکے۔ اور مال خمس میں دست درازی نہ ہو اور نہ صدقہ کے مال میں (کوئی خلل پڑے)''۔

میں ان باتوں پر رضا مند ہو گیا اور اس کے مطابق صبر و استقلال کے ساتھ کام کرتا رہا۔

**بزرگوں سے مشورہ:**

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات (امہات المومنین) کے پاس بھی گیا اور ان سے مشورہ طلب کرتے ہوئے کہا:

''آپ مجھے کیا حکم دیتی ہیں''۔

ان (ازواج مطہرات) نے فرمایا:

''تم عمرو بن العاص اور عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کرو اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدہ پر بحال رکھو کیونکہ انہیں تم سے پہلے کے خلیفہ نے حاکم بنایا تھا اور وہ اپنی سرزمین میں اچھا کام کر رہے ہیں اور ان کی فوج بھی ان سے خوش ہے پھر تم عمرو (بن العاص) کو لوٹا دو کیونکہ ان کی فوج بھی ان سے خوش ہے اور ان کی حکومت سے مطمئن ہے اس لیے انہیں اپنی اراضی کو درست کرنے کا موقع دینا چاہیے''۔

**مشورہ پر عمل:**

میں نے یہ تمام کام (ان کے مشورہ کے مطابق) انجام دیے (اس کے باوجود بھی) مجھ پر زیادتیاں کی گئیں جیسا کہ میں نے تمہیں اور اپنے ساتھیوں کو لکھا ہے۔

**مخالفوں کے مظالم کا ذکر:**

انہوں نے تقدیر کے کاموں میں جلد بازی کی اور مجھے نماز پڑھانے سے بھی روک دیا اور مجھے مسجد نبویؐ (میں نماز پڑھنے اور جانے) سے روک دیا نیز مدینہ میں جو کچھ تھا وہ سب چھین لیا۔

**باغیوں کا مطالبہ:**

جب میں تمہیں یہ خط لکھ رہا ہوں اس وقت وہ مجھے تین میں سے ایک بات کا اختیار دے رہے ہیں۔ ا۔ یا تو وہ مجھ سے ہر آدمی کے بدلے میں جسے میں نے صحیح یا غلط طریقہ سے سزا دی ہو قصاص لیں اور اس معاملہ میں کسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے۔ ۲۔ یا میں خلافت سے الگ ہو جاؤں اور وہ میرے علاوہ کسی دوسرے کو خلیفہ مقرر کر لیں۔

**اعلان برئیت:**

۳۔ یا انہیں ان فوجیوں اور شہریوں کی طرف بھیجا جائے جو ان کے مطیع ہیں اور وہ میری اس وفاداری اور اطاعت سے بریت کا اعلان کر دیں جو اللہ نے ان پر فرض کر دی ہے۔

**قصاص کا معاملہ:**

(اس کے جواب میں) میں نے ان سے کہا ''جہاں تک مجھ سے قصاص لینے کا تعلق ہے تو مجھ سے پہلے بھی خلفاء گذرے ہیں جو صحیح فیصلہ بھی کرتے تھے اور غلط بھی کرتے تھے مگر ان میں سے کسی سے کوئی قصاص نہیں لیا گیا۔ مجھے معلوم ہے کہ ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ میری جان لینا چاہتے ہیں۔

## دست برداری سے انکار:

وہ چاہتے ہیں کہ میں خلافت سے دستبردار ہو جاؤں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ مجھے سخت سے سخت سزا دے دیں تو وہ میرے لیے اس بات سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں اللہ بزرگ و برتر کے کام اور اس کی خلافت سے اعلان بریت کروں۔

## اعلان بریت کا جواب:

وہ یہ کہتے ہیں کہ انہیں فوج اور شہریوں کے پاس بھیجا جائے اور وہ میری اطاعت سے بریت کا اعلان کریں۔ (تو اس کا جواب یہ ہے کہ) میں ان کا وکیل نہیں ہوں اور میں نے اس سے پہلے ان لوگوں کو زبردستی اپنی اطاعت پر مجبور نہیں کیا ہے بلکہ وہ اپنی رضامندی سے میری اطاعت کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا مقصد اللہ بزرگ و برتر کی رضا جوئی ہے نیز وہ باہمی اصلاح کے خواہش مند ہیں۔

## اللہ کی رضا جوئی:

تم میں سے جو دنیا کا طلب گار ہے تو اسے اسی قدر حصہ ملے گا جس قدر اللہ بزرگ و برتر نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہے اور جو کوئی اللہ کی رضامندی اور روز آخرت امت اسلامیہ کی اصلاح و بہبودی کا طلب گار ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت حسنہ اور ان کے بعد کے دونوں خلفاء کے طریقہ پر چلنا چاہتا ہے تو اس کو اللہ ہی جزائے خیر دے گا میں اس کو (مناسب) بدلہ نہیں دے سکتا۔

## عہد شکنی کی مذمت:

اگر تمہیں ساری دنیا مل جائے تو یہ تمہاری دینداری کی قیمت نہیں بن سکتی اور اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اس لیے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اسی سے ثواب کے طلب گار رہو اگر تم میں سے کوئی عہد شکنی کرنا چاہتا ہے تو میں اسے پسند نہیں کروں گا اور نہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرے گا کہ تم اس کے معاہدہ کو توڑو۔

## خونریزی سے پرہیز:

یہ لوگ مجھے جس بات پر مجبور کر رہے ہیں وہ تمام تر خلافت کا جھگڑا ہے اب صرف میری ذات ہے اور میرے ساتھی ہیں۔ اللہ کے حکم اور اللہ کی نعمت کی تبدیلی کا انتظار کر رہا ہوں میں نہیں چاہتا ہوں کہ کوئی بری روایت قائم ہو۔ اور امت اسلامیہ میں اختلاف و افتراق پیدا ہو اور (مسلمانوں کی ناحق) خونریزی ہو۔

## حق و صداقت کی دعوت:

اس لیے میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم حق و صداقت پر قائم رہو اور میرے ساتھ بھی حق کے مطابق سلوک کرو اور بغاوت و سرکشی چھوڑو تم ہمارے ساتھ بھی انصاف کرو جیسا کہ اللہ بزرگ و برتر نے حکم دیا ہے۔

## ایفائے عہد کا حکم:

اللہ نے تمہیں ایفائے عہد اور اپنے حکم کی پابندی کی ہدایت کی ہے چنانچہ یہ ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴾

''تم وعدہ پورا کرو کیونکہ وعدہ کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی''۔

## معذرت خواہی:

میں نے یہ معذرت اللہ کے سامنے پیش کر دی ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کر سکو جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں اپنے نفس کو قطعی طور پر بری الذمہ نہیں قرار دیتا ہوں کیونکہ یہ نفس برائی کی طرف مائل کرتا رہتا ہے بجز اس صورت کے جب کہ میرا پروردگار مجھ پر رحم کرے اور وہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

## توبہ واستغفار:

اگر میں نے کچھ لوگوں کو سزا دی ہے تو اس صورت میں میری نیت خیر خواہی کی تھی لہٰذا میں اللہ کے سامنے ہر (برے) کام سے توبہ کرتا ہوں اور اس سے معافی کا طلب گار رہوں کیونکہ وہی گناہوں کو معاف کر سکتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ میرے رب کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور صرف گمراہ لوگ اس کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں۔ حقیقت میں وہ بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کرتا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں ان سے واقف ہے۔

## اُمت کی خیر خواہی:

میں اللہ بزرگ و برتر سے اپنی اور تمہاری مغفرت کا طالب ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ اس امت کے دلوں کو بھلائی پر متحد کرے اور ان کے دلوں میں برائی سے نفرت پیدا کرے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ ! اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُسْلِمُوْنَ.

## نامہ عثمان رضی اللہ عنہ سنانا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا (مذکورہ بالا) نامہ مبارک انہیں (اہل حج کو) ۷/ ذوالحجہ کو پڑھ کر سنایا۔

## حج سے واپسی:

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کی روایت کے مطابق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا کر امیر حج مقرر فرمایا چنانچہ میں مکہ معظمہ جانے کے ارادے سے روانہ ہوا اور میں نے مسلمانوں کو حج کرایا اور انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نامہ مبارک پڑھ کر سنایا اس کے بعد جب میں مدینہ واپس آیا تو (حضرت) علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لیے بیعت ہو چکی تھی''۔

باب ۲۳

# حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تدفین

ابوبشیر عابدی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی لاش تین دن تک (گھر میں) پڑی رہی اسے کسی نے دفن نہیں کیا۔ پھر حکیم بن خزام اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دفن کرنے کے بارے میں گفتگو کی اور ان سے یہ اجازت طلب کی کہ ان کے گھر والے ان کی لاش کو دفن کر دیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت دے دی۔

## تدفین میں رکاوٹ:

جب ان (دشمنوں) کو اس کی اطلاع ملی تو وہ پتھر لے کر راستے میں بیٹھ گئے آپ کے اہل وعیال (جنازہ لے کر) نکلے وہ (لاش کو دفن کرنے کے لیے) مدینہ کے ایک باغ کی طرف جا رہے تھے جسے حش کوکب کہتے ہیں یہاں یہود اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مداخلت:

جب وہ جنازہ لے کر وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے جنازے پر سنگباری کی (اور ان کی لاش کو) پھینک دینے کا ارادہ کیا اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی تو آپ نے انہیں یہ پیغام بھیجا کہ انہیں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو) دفن کرنے دیں چنانچہ وہ باز آ گئے اور آپ کو حش کوکب میں دفن کر دیا گیا۔

## قبرستان میں توسیع:

جب حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس کی دیوار کو گرا دینے کا حکم دیا تا کہ اس کا سلسلہ بقیع کے قبرستان کے ساتھ مل جائے انہوں نے مسلمانوں کو اس بات کا حکم بھی دیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب اردگرد اپنے مردے دفن کریں اس طرح ان قبروں کا سلسلہ مسلمانوں کے قبرستان بقیع کے ساتھ مل گیا۔

## تدفین کا حال:

ابوکرب' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان کے بیت المال کے منتظم تھے۔ وہ فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مغرب اور عشاء کے درمیان مدفون ہوئے ان کے جنازے میں مروان بن الحکم' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تین آزاد کردہ غلام اور ان کی پانچویں بیٹی شریک ہوئیں۔ جب ان کی صاحبزادی نے ماتم کے لیے اپنی آواز نکالی تو لوگوں نے پتھر اٹھا لیے اور قریب تھا کہ ان کی صاحبزادی پر پتھر برسائے جائیں کہ اتنے میں لوگ جنازے کو دیوار کی طرف لے گئے اور وہ وہاں مدفون ہوئے۔

## مدفن پر اختلاف:

صالح بن کسان کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ایک شخص نے کہا ''انہیں یہودیوں کے قبرستان' دیر سلع میں دفن کیا جائے'' اس پر حکیم بن خزام رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا ایسا ہر گز نہیں ہوگا جب تک قصی بن کلاب کے قبیلہ کا ایک شخص بھی زندہ

ہے'' اس پر جھگڑا بڑھنے کا اندیشہ ہونے لگا۔ آخر کار ابن عدیس البلوی نے کہا '' اے بوڑھے شخص آپ کا کیا حرج ہے کہ انہیں کہاں دفن کیا جاتا ہے'۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بولے: انہیں بقیع الفرقد ہی میں دفن کیا جائے گا جہاں ان کے بزرگ اور پیش رو مدفون ہیں''۔
چنانچہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ جنازہ لے کر نکلے اور انہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

## نماز جنازہ کا انعام:

واقدی کا قول ہے' صحیح یہ ہے کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز (جنازہ) پڑھائی۔

## تدفین میں تاخیر:

مخرمہ بن سلیمان والبی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن چاشت کے وقت شہید ہوئے مگر انہیں دفن نہیں کیا جا سکا اس بارے میں (ان کی زوجہ محترمہ) نائلہ بنت الفرافصہ نے' حویطب بن عبدالعزیٰ' جبیر بن مطعم' ابوجہم بن حذیفہ' حکیم بن حزام اور نیار اسلمی رضی اللہ عنہم سے مدد طلب کی۔ وہ بولے'' ہم ان کا جنازہ دن کے وقت نہیں نکال سکتے ہیں کیونکہ اہل مصر دروازے پر ہیں تم لوگ توقف کرو''۔

## جنازہ اٹھانے میں رکاوٹ:

جب مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت آیا تو لوگ داخل ہوئے مگر انہیں (لاش کے پاس) جانے سے روک دیا گیا۔ ابوجہم نے کہا'' بخدا مجھے وہاں تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکتا میں اس کے لیے جان دے دوں گا۔ تم اس (جنازہ) کو اٹھاؤ''۔

## بقیع میں تدفین:

چنانچہ (جنازہ) اٹھا کر بقیع (قبرستان) لے جایا گیا ان کے پیچھے حضرت نائلہ چراغ لے کر چلیں۔ جس سے بقیع میں روشنی ہوئی اور اس کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بھی تھا آخر کار وہ کھجور کے پیڑوں کے پاس پہنچے جہاں ایک دیوار بھی تھی۔ انہوں نے دیوار کو توڑ کر ان کھجور کے پیڑوں میں انہیں دفن کر دیا گیا۔
حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد حضرت نائلہ نے کچھ بولنا چاہا مگر لوگوں نے انہیں منع کر دیا اور کہا ہمیں ان کمینہ لوگوں سے اندیشہ ہے کہ وہ ان کی قبر کو نہ کھود دیں۔ آخر کار حضرت نائلہ اپنے گھر چلی گئیں۔

## جنازہ کے شرکاء:

عبداللہ بن ساعدہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ان کی لاش دو راتوں تک وہیں رہی لوگ اسے دفن نہیں کر سکے پھر اس (لاش) کو ان چار اشخاص نے اٹھایا: ۱۔ حکیم ابن حزام ۲۔ جبیر بن مطعم ۳۔ نیاز بن مکرم ۴۔ ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہم۔

## کچھ لوگوں کی مخالفت:

جب (جنازہ کو) رکھا گیا تاکہ اس پر نماز (جنازہ) پڑھی جائے تو انصار کے کچھ افراد آئے تاکہ نماز (جنازہ) پڑھنے سے روکیں ان میں اسلم بن اوس بن بجرہ ساعدی ابوحیہ مازنی اور دیگر حضرات شامل تھے انہوں نے بقیع میں دفن کرنے سے بھی روکا۔

## تدفین میں مزاحمت:

حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ نے کہا ''انہیں دفن کر دو کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتوں نے ان پر نماز (جنازہ) پڑھی ہے'' وہ بولے نہیں بخدا! انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے نہیں دیا جائے گا اس لیے انہیں حش کوکب میں دفن کیا گیا۔

جب بنوامیہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس احاطے کو بقیع کے قبرستان میں شامل کر دیا چنانچہ آج کل یہ احاطہ بنوامیہ کا قبرستان ہے۔

## بے حرمتی کا ارادہ:

عبداللہ بن موسیٰ مخزومی کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو (دشمنوں نے) ان کا سر کاٹ لینے کا ارادہ کیا اس پر حضرت نائلہ اور حضرت ام البنین لاش پر گر پڑیں اور انہیں اس کام سے باز رکھا۔ وہ چیخنے چلانے لگیں انہوں نے اپنا منہ پیٹ لیا تھا اور کپڑے پھاڑ لیے تھے اس پر ابن عدیس نے کہا ''نہیں (اسی حالت میں چھوڑ'' چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی لاش کو غسل دیے بغیر بقیع لے گئے انہوں نے چاہا کہ جنازوں کے مقام پر ان پر نماز (جنازہ پڑھی) جائے۔ مگر انصار نے انہیں روک دیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ دروازہ پر رکھا ہوا تھا تو عمیر بن ضبائی ان کی لاش پر کود کر کہنے لگا:

''تم نے میرے باپ ضبائی کو قید کر دیا اور وہ قید خانے میں مر گیا تھا اس طرح ان کی ایک پسلی ٹوٹ گئی تھی''۔

## تدفین میں عجلت:

مالک بن ابی عامر فرماتے ہیں ''جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو میں بھی ان کا جنازہ اٹھانے والوں میں سے تھا۔ ہم ان کے جنازے کو اس قدر جلد لے جا رہے تھے کہ ایک دروازے سے ان کا سر ٹکرایا اس وقت ہم پر بہت خوف و دہشت طاری تھی۔ تا آنکہ ہم نے انہیں حش کوکب میں دفن کر دیا''۔

## حضرت نائلہ کا پیغام:

سیف کی روایت یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت نائلہ نے عبدالرحمٰن بن عدیس کے پاس یہ پیغام بھیجا تم میرے سب سے قریبی رشتہ دار ہو اس لیے میں یہ حق رکھتی ہوں کہ تم میرا کام انجام دو وہ یہ ہے کہ تم ان مردوں کو مجھ سے دور کر دو۔ اس پر وہ انہیں دھمکانے اور سب و شتم کرنے لگا۔

## رات کو تدفین:

جب آدھی رات ہوئی تو مروان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر آئے وہاں زید بن ثابت' حضرت طلحہ بن عبیداللہ' حضرت علی' حضرت حسن اور حضرت کعب بن مالک اور دیگر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی پہنچے جنازے کے مقام پر عورتیں اور بچے بھی پہنچے پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو لائے اور مروان نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر وہاں سے وہ بقیع کے قبرستان لے گئے اور وہاں (حش کوکب) کے مقام کے قریب انہیں دفن کر دیا۔

## غلاموں کی تدفین:

جب صبح ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ان غلاموں کے جنازوں کو بھی وہاں لایا گیا جو ان کے ساتھ شہید ہوئے تھے تو اس

وقت لوگوں نے انہی وہاں دفن کرنے سے روکا تو انہیں حش کوکب میں دفن کر دیا گیا۔

## مزار عثمان رضی اللہ عنہ کے قریب تدفین:

جب شام ہوئی تو ان میں سے دو غلاموں کو نکال کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مزار کے پہلو میں دفن کیا گیا ان میں ہر ایک ساتھ پانچ مرد اور ایک عورت فاطمہ ام ابراہیم بن عدی تھیں پھر یہ لوگ لوٹ کر کنانہ بن بشر کے پاس آئے اور کہنے لگے۔

## دو لاشوں کا حشر:

آپ ہمارے سب سے قریبی رشتہ دار ہیں اس لیے آپ اجازت دیں کہ ان دونوں لاشوں کو جو گھر میں پڑی ہیں نکالا جائے۔ اس نے ان (دشمنوں) سے اس بارے میں گفتگو کی مگر وہ نہیں مانے۔ آخر کار اس نے کہا ''میں اہل مصر میں سے آل عثمان کا پڑوسی ہوں تم ان دونوں لاشوں کو نکلوا کر پھینک دو۔ چنانچہ ان دونوں لاشوں کو ٹانگوں سے گھسیٹ کر سڑک پر پھینک دیا گیا اور انہیں کتوں نے کھا لیا۔

## شہید غلاموں کے نام:

ان دونوں غلاموں کے نام جو دار عثمانؓ کے محاصرہ کے وقت شہید ہوئے تھے نجیح اور صبیح تھے چنانچہ ان کی فضیلت اور کارناموں کی وجہ سے بالعموم غلاموں کے نام انہیں دونوں غلاموں کے نام پر رکھے جانے لگے۔ تیسرے غلام کا نام (جو شہید ہوا) لوگوں کو یاد نہیں رہا۔

## غسل کے بغیر تدفین:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غسل نہیں دیا گیا تھا انہیں انہی کپڑوں میں اور خون میں کفنایا گیا اسی طرح ان دونوں غلاموں کو بھی غسل نہیں دیا گیا۔

## حضرت شعبی کی روایت:

حضرت شعبی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدفون ہوئے اور مروان بن الحکم نے ان پر نماز (جنازہ) پڑھائی۔ ان کے پیچھے ان کی صاحبزادی اور حضرت نائلہ بنت فرافصہ روتی ہوئی نکلیں۔

# تاریخ شہادت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تاریخ شہادت میں (اختلاف ہے البتہ تمام راویوں کا) اس پر اتفاق ہے کہ ان کی شہادت ماہ ذوالحجہ میں ہوئی ایک روایت یہ ہے کہ آپ کی شہادت ۱۸/ ذوالحجہ ۳۶ھ میں ہوئی مگر جمہور اور راویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے۔

**۳۶ھ کی روایت:**

محمد اخنسی اور ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بروز جمعہ ۱۸/ ذوالحجہ ۳۶ھ میں عصر کے بعد شہید ہوئے ان کی مدت خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم تھی۔ اوران کی عمر شریف بیاسی سال تھی۔

مصعب بن عبداللہ نے بھی اپنی روایت میں یہی تاریخ اور یہی وقت بتایا ہے۔

**۳۵ھ کی روایت:**

دوسرے راویوں کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے۔

حضرت عامر شعبی کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں بائیس دن تک محصور رہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے پچیسویں سال ۱۸/ ذوالحجہ کی صبح کو شہید ہوئے۔

**دیگر روایات:**

ابومعشر کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن بتاریخ ۱۷/ ذوالحجہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے ان کی مدت خلافت بارہ سال سے بارہ دن کم تھی۔

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن بتاریخ ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ گیارہ سال' گیارہ مہینے اور بائیس دن خلیفہ رہے۔

ابن عقیل نے بھی بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ۳۵ھ میں ہوئی۔

**شہادت کا وقت:**

سیف کی مشہور سلسلہ روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت بروز جمعہ بتاریخ ۱۸/ ذوالحجہ دن کے آخری وقت ہوئی۔ دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ ان کی شہادت چاشت کے وقت ہوئی۔

**جمعہ کی صبح:**

ہشام بن الکلبی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت جمعہ کی صبح کو بتاریخ ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ کو ہوئی ان کی مدت خلافت بارہ سال سے آٹھ دن کم تھی۔

جمعہ کی صبح:

ہشام بن الکلبی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت جمعہ کی صبح کو بتاریخ ۱۸/ ذوالحجہ ۳۵ھ کو ہوئی ان کی مدت خلافت بارہ سال سے آٹھ دن کم تھی۔

مخزمہ بن سلیمان والبی کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت مذکورہ بالا دن اور تاریخ میں چاشت کے وقت صبح ہوئی۔

ایام تشریق کی روایت:

بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ایام تشریق (قربانی اور تکبیریں پڑھنے کے دنوں) میں ہوئی چنانچہ حضرت زہری کا قول ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں بعض لوگ کہتے ہیں کہ شہادت ایام تشریق میں ہوئی۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ بروز جمعہ بتاریخ ۱۸/ ذوالحجہ شہید ہوئے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر شریف

ہمارے پیشرو راویوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر میں بھی اختلاف کیا ہے بعض کا قول یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر بیاسی سال تھی چنانچہ محمد بن عمر کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عمر شہادت کے وقت بیاسی سال تھی مخزمہ بن سلیمان والبی نے بھی ان کی عمر بیاسی سال بتائی ہے صالح بن کیسان کا بیان ہے کہ ان کی عمر بیاسی سال سے چند مہینے زیادہ تھی۔

عمر میں اختلاف:

کچھ راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ان کی عمر نوے یا اٹھاسی تھی۔ یہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے ہشام بن محمد نے آپ کی عمر شہادت کے وقت پچھتر سال بتائی ہے سیف بن عمرؒ نے کئی راویوں کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہے کہ شہادت کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ قتادہ کی ایک دوسری روایت کے مطابق آپ کی عمر چھیاسی سال تھی۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حلیہ مبارک

حسن بن ابی الحسن بیان کرتے ہیں جب میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی چادر پر سہارا لیے ہوئے بیٹھے تھے جب میں نے غور سے دیکھا تو آپ خوب صورت تھے آپ کے چہرے پر چیچک کے معمولی نشان تھے اور ان کے بال ان کے بازوؤں تک پھیلے ہوئے تھے۔

مشہور روایت:

ابن سعد نے محمد بن عمر کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ کہ وہ (محمد بن عمر) کہتے ہیں میں نے تین مشہور آدمیوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حلیہ مبارک کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے ان کے بیانات میں اختلاف نہیں پایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قد و

قامت کے لحاظ سے نہ بہت لمبے تھے اور نہ پست قد تھے وہ خوبصورت تھے ان کی جلد نرم و ملائم تھی ان کی داڑھی بہت گھنی تھی وہ گندم گوں تھے دونوں کندھوں کے درمیان کا حصہ بہت بڑا تھا اور ان کے سر کے بال بہت گھنے تھے۔

امام زہری کی روایت:

زہری فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ درمیانہ قد و قامت کے تھے ان کے بال خوب صورت تھے چہرہ بھی حسین و جمیل تھا۔

ہجرت و اسلام:

ابن سعد کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس سے بہت پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پہلی دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دوسری دفعہ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں ہجرتوں کے موقع پر ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ تھیں۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت و نسب

ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی دور جاہلیت میں کنیت ابو عمرو تھی جب اسلامی دور آیا تو ان کی زوجہ محترمہ رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے ایک صاحبزادے تولد ہوئے جن کا نام عبداللہ تھا لہٰذا مسلمان آپ کو ابو عبداللہ کی کنیت سے پکارنے لگے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ چھ سال کے ہوئے تو ایک مرغ نے ان کی آنکھ میں چونچ ماردی جس کی وجہ سے وہ بیمار ہو گئے اور ماہ جمادی الاوّل ۴ھ میں وہ فوت ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز (جنازہ) پڑھائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں قبر میں اتارا ہشام بن محمد کا قول ہے کہ ان کی کنیت صرف ابو عمرو تھی۔

نسب نامہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا (والدین سے) نسب نامہ یہ ہے:

عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

ان کی والدہ کا نسب و نام یہ ہے:

اروی بنت کریز بن ربیع بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

ان کی نانی ام حکیم بنت المطلب تھیں۔

# اہل وعیال

ان کی ازواج میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما تھیں۔ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔

## حضرت فاختہ رضی اللہ عنہا:

ایک زوجہ محترمہ فاختہ بنت غزوان تھیں جو قبیلہ مازنی کی تھیں ان سے ایک صاحبزادے تولد ہوئے جن کا نام بھی عبداللہ تھا وہ عبداللہ الاصغر کہلاتے تھے وہ فوت ہو گئے ایک زوجہ محترمہ ام عمرو بنت جندب قبیلہ ازد سے تھیں ان سے یہ اولاد پیدا ہوئی۔ عمرو' خالد' ابان عمر اور مریم۔

## حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا:

فاطمہ بنت ولید قبیلہ مخزوم کی تھیں۔ ان سے ولید اور سعید تولد ہوئے۔

## حضرت ام البنین رضی اللہ عنہا:

ام البنین بنت عیینہ قبیلہ خزارہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان سے عبدالملک بن عثمان رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو فوت ہو گئے تھے۔

## حضرت املہ رضی اللہ عنہا:

املہ بنت شیبہ کے بطن سے عائشہ' ام ابان' ام عمر اور دوسری صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

## حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا:

نائلہ بنت فرافصہ قبیلہ کلب سے متعلق تھیں۔ ان کے بطن سے مریم بنت عثمان تولد ہوئیں۔

## دیگر اولاد:

ہشام بن الکلبی کی روایت ہے کہ ام البنین بنت عیینہ کے بطن سے عبدالملک اور عتبہ تولد ہوئے اور نائلہ کے بطن سے عتبہ ہوئے۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی تولد ہوئیں جن کا نام ام البنین بنت عثمان رضی اللہ عنہ تھا ان کا نکاح عبداللہ بن یزید بن ابی سفیان سے ہوا۔

## آخری ازواج:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس وقت ان کے پاس مندرجہ ذیل ازواج موجود تھیں: ❶ املہ بنت شیبہ ❷ نائلہ ❸ ام البنین بنت عیینہ ❹ فاختہ بن غزوان۔ علی بن محمد کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محصور ہونے کے وقت ام البنین کو طلاق دے دی تھی۔ مذکورہ بالا اہل وعیال کی یہ کل تعداد ہے جو عہد جاہلیت اور اسلام میں تھے۔

# حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عمال و حکام

عبدالرحمٰن بن زناد روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس سال مندرجہ ذیل حکام و عمال مختلف علاقوں پر تھے:

مکہ معظمہ کے حاکم عبداللہ بن الحضرمی رضی اللہ عنہ تھے۔ طائف کے حاکم قاسم ابن ربیعہ ثقفی رضی اللہ عنہ تھے صنعا (یمن) کے حاکم یعلی بن منیہ رضی اللہ عنہ تھے۔ جند کے حاکم عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ تھے۔

## علاقہ عراق کے حکام:

بصرہ کے حاکم عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بن کریز تھے جب وہ وہاں سے نکل آئے تو اس وقت تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی کو مقرر نہیں کیا تھا کوفہ کے حاکم سعید بن العاص رضی اللہ عنہ تھے انہیں بھی وہاں سے نکالا گیا تھا اس کے بعد وہ وہاں جا نہیں سکے۔

## حاکم مصر:

مصر کے حاکم عبداللہ بن سعد بن سرح رضی اللہ عنہ تھے جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو محمد بن ابی حذیفہ نے مصر کی حکومت پر قبضہ کر لیا عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے سائب بن ہشام عامری کو مصر میں اپنا جانشین بنایا تھا مگر محمد بن حذیفہ نے انہیں نکال دیا تھا۔

## علاقہ شام کے حکام:

شام کے حاکم حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ تھے۔

سیف کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو شام کے (پورے علاقے کے حاکم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے) اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمص کے حاکم عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قنسرین کے حاکم حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اردن کے حاکم ابوالاعور بن سفیان تھے۔ فلسطین کے حاکم علقمہ بن حکیم کنانی تھے۔ بحری علاقوں کے حاکم عبداللہ بن قیس فزاری تھے۔ اور شام کے قاضی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ تھے۔

## عراق و ایران کے حکام:

سیف عطیہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ میں نماز پڑھاتے تھے اور سوادِ عراق کا خراج وصول کرنے کے لیے جابر سترفی اور سماک انصاری مقرر تھے۔ جنگ کے سپہ سالار قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے۔ قرمیساء کے حاکم جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ آذربیجان پر اشعث بن قیس (حاکم مقرر) تھے۔ حلوان پر عتیبہ بن النہاس (حاکم) تھے۔ ماہ پر حاکم مالک بن حبیب (حاکم مقرر) تھے اصفہان کے حاکم سائب بن اقرع اور ماسبذان کے حاکم حبیش تھے۔ ہمدان کے حاکم نسیر تھے۔ اور رے کے سعید بن قیس رضی اللہ عنہ حاکم تھے۔

بیت المال کے منتظم عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ تھے اس زمانے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاضی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے۔

# حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مشہور خطبات

حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلافت کی بیعت لینے کے بعد یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

## پہلا خطبہ:

امابعد! مجھ پر (خلافت کا) بارڈال دیا گیا ہے اور میں نے اسے قبول کیا ہے مگر آگاہ ہو جاؤ کہ میں (اپنے پیش روؤں کی) اتباع کروں گا اور کوئی نئی بات (بدعت) نہیں نکالوں گا۔

اللہ بزرگ و برتر کی کتاب اور سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بعد میں تین باتوں پر کاربند رہوں گا میں تمہارے متفقہ فیصلہ اور مشورہ کی تعمیل کروں گا اور متفقہ طریقہ جو تم نے مقرر کیا اس میں اہل قبر کی سنت اور طریقے پر چلوں گا میں ضروری حقوق ادا کرنے کے علاوہ اور باتوں میں تم سے کوئی تعرض نہیں کروں گا۔

## دنیا کی کوشش:

آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا بہت سرسبز نظر آتی ہے لوگوں کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اور بہت سے لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے ہیں مگر تم دنیا کی طرف مائل مت ہونا اور نہ اس پر بھروسہ کرنا کیونکہ وہ اعتماد کے قابل نہیں ہے اور خوب جان لو کہ دنیا اس کو چھوڑے گی جو اسے ترک کر دے گا۔

## آخری خطبہ:

بدر بن عثمان کے چچا بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجمع کے سامنے جو آخری خطبہ دیا وہ یہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے تمہیں دنیا اس لیے عطا کی ہے کہ تم اس کے ذریعہ آخرت کو حاصل کرو۔ اس نے تمہیں دنیا اس لیے عطا نہیں کی ہے کہ تم اس کی طرف مائل ہو جاؤ دنیا فانی ہے اور آخرت کا زمانہ ہمیشہ باقی رہے گا اس لیے تم اس فانی دنیا پر ہرگز نہ فخر کرو۔ اور یہ دنیا تمہیں آخرت کی زندگی سے غافل نہ کر دے بلکہ تم دائمی زندگی کو ترجیح دو کیونکہ دنیا ختم ہو جائے گی اور تمہیں اللہ کی طرف لوٹنا ہوگا۔

## تقویٰ اور اتحاد کی تلقین:

تم اللہ بزرگ و برتر سے ڈرتے رہو کیونکہ اس کا خوف اس کے عذاب سے ڈھال کا کام دے گا اور اس (تک پہنچنے) کا ذریعہ اور وسیلہ ہے تم اللہ کے انقلابات سے ڈرتے رہو اور اپنی جماعت کا ساتھ دو اور مختلف گروہوں میں تقسیم نہ ہو جاؤ تم اللہ کے اس لطف و کرم کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے مگر اسی خدا نے تمہارے دلوں کو متحد کیا اور اس کی مہربانی کی بدولت تم بھائی بھائی ہو گئے۔

# نماز کی امامت

ربیعہ بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ (جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر محصور کیا گیا تو) سعد القرظ مؤذن حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا' کون لوگوں کو نماز پڑھائے گا؟۔

## حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' تم خالد بن زید رضی اللہ عنہ کو پکارو' (کہ وہ نماز پڑھائیں) چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ اس دن یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا نام خالد بن زید رضی اللہ عنہ ہے۔ چند دنوں تک وہ نماز پڑھاتے رہے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

## سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی امامت:

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مؤذن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں نماز (پڑھانے) کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا'' میں نماز پڑھانے نہیں جاؤں گا تم اس کے پاس جاؤ جو نماز پڑھائے''۔ مؤذن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ انہوں نے اس دن نماز پڑھائی جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آخری مرتبہ محصور ہوئے تھے اور یہ وہ رات تھی جب کہ ذوالحجہ (بقرعید) کا چاند دکھائی دیا تھا۔ پھر وہی نماز پڑھاتے رہے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امامت:

جب عید (بقرعید) کا دن آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز پڑھائی اور وہی نماز پڑھاتے رہے یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہوئے تو حضرت ابوایوب انصاری نے چند دنوں تک نماز پڑھائی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمعہ اور عید کی نماز پڑھائی تا آنکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

# شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ پر مراثی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد متعدد شعراء نے نظمیں لکھیں کچھ شعراء نے آپ کی مدح کی اور نوحہ لکھا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو ان کی شہادت پر خوش ہوئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدح کرنے والے شعراء میں مشہور حضرت حسان بن ثابت انصاری' کعب بن مالک انصاری اور تمیم بن ابی بن مقبل رضی اللہ عنہم ہیں۔

## حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے مراثی:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ کے مرثیہ اور تعریف میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں اور ان میں قاتلوں کی ہجو بھی ہے۔(اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے):

1. کیا تم نے سرحدوں پر جہاد کرنا ترک کر دیا ہے؟ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کے قریب آ کر ہم سے جنگ کی۔
2. تم مسلمانوں کے بہت برے طریقے پر گامزن ہوئے۔اور وہ بہت برا کام تھا۔جس کے یہ بدکار لوگ مرتکب ہوئے۔
3. (شہادت کی) رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اس طرح شہید ہوئے کہ وہ) قربانی کے اونٹ معلوم ہوتے تھے جنہیں مسجد کے دروازے پر ذبح کیا جا رہا ہو۔
4. میں ابوعمرو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کا ماتم کرتا ہوں وہ اپنی آزمائش میں پورے اترے اور اب وہ (قبرستان) بقیع الغرقد میں آرام فرما ہیں۔

## دوسرا مرثیہ:

دوسری نظم میں حضرت حسان بن ثابت نے یوں ارشاد فرمایا ہے:

1. اگر (آج) ابن اروی (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کا گھر تباہ ہو گیا ہے (اس کا) ایک دروازہ گرا ہوا ہے اور دوسرا دروازہ جل کر ویران ہو گیا ہے۔
2. (تو کبھی ایسا بھی زمانہ تھا کہ) اس گھر پر پہنچ کر حاجت مند اپنی حاجت روائی کرتا تھا اور یہاں ذکر الٰہی اور شرافت کے کاموں کا چرچا تھا۔
3. اے لوگو! اپنے آپ کو نمایاں کرو کیونکہ اللہ کے نزدیک جھوٹ اور سچ برابر نہیں ہوتے ہیں۔
4. تم شہنشاہ عالم کا حق ادا کرنے کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور ایسے حملہ کا اعتراف کرو جس کے آگے پیچھے (حملہ آوروں کے) گروہ تیار ہوں۔

## حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا مرثیہ:

حضرت کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ (اشعار میں) فرماتے ہیں:

۱۔ ہوش اڑ گئے ہیں اور آنسو لگاتار بہہ رہے ہیں۔

۲۔ ایک بہت خوف ناک حادثہ رونما ہوگیا ہے جس نے پہاڑوں کو گرا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔
۳۔ خلیفہ کی شہادت بہت غم ناک واقعہ ہے اور اس کی وجہ سے نہایت خطرناک مصیبت نازل ہوگئی ہے۔
۴۔ خلیفہ کی شہادت پر ستارے ماند پڑ گئے ہیں اور روشن آفتاب میں روشنی باقی نہیں رہی ہے۔
۵۔ مجھے کس قدر افسوس ہوا جب لوگ اپنے کندھوں پر ان کا جنازہ لے کر گئے۔
۶۔ جب انہوں نے قبر میں اپنے بھائی کو اتارا تو قبر نے کن کن چیزوں کو پوشیدہ کیا۔
۷۔ (اس قبر میں) بخشش، سخاوت اور سیاست پوشیدہ ہے اور وہ نیکی بھی جو سب سے آگے بڑھ کر جاتی تھی۔
۸۔ کتنے یتیم تھے جن کی خبر گیری کی جاتی تھی اب وہ تباہ و برباد ہوگئے۔
۹۔ وہ ہمیشہ ان کا خیال رکھتے تھے اور ان کی تکالیف کو دور کرتے تھے۔
۱۰۔ آج وہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) بقیع میں آرام فرما ہیں اور وہ (مسلمان) منتشر ہوگئے ہیں۔
۱۱۔ انھوں نے اپنے امام (خلیفہ) کو شہید کیا ہے جو بہت نیک اور پاک دامن تھے اس لیے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔
۱۲۔ وہ حلم و بردباری کے ساتھ بار خلافت اٹھا رہے تھے۔ ان کی نیکی اور شرافت شہرۂ آفاق تھی۔
۱۳۔ اے عثمانؓ! انھوں نے تمہیں بے قصور شہید کیا ہے۔ انھوں نے تجھے گھر کی چھت کے نیچے جا کر شہید کیا ہے۔

## حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا تیسرا مرثیہ:

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک تیسری نظم میں (شہادت عثمانؓ کے موقعہ پر) یوں ارشاد فرمایا ہے:

## اہل شام کی حمایت:

❶ جو شخص خالص اور بے میل موت سے خوش ہوتا ہو۔ اسے چاہیے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے معرکے کو دیکھے۔
❷ (اے لوگو!) صبر کرو میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ کیونکہ مصیبت میں صبر کرنا مفید ثابت ہوتا ہے۔
❸ ہم اہل شام اور اس کے امیر کے اقدام سے خوش ہیں اور ہمیں اپنے بھائیوں کے بدلے بھائی مل گئے ہیں۔
❹ میرا انہی لوگوں سے تعلق قائم ہے خواہ وہ حاضر ہوں یا غائب ہوں اور جب تک میں زندہ ہوں اور میرا نام حسان ہے۔ (میں انہی سے تعلق رکھتا ہوں)
❺ تم بہت جلد ان (دشمنوں) کے علاقوں میں نعرۂ تکبیر سنو گے اور (لوگ) عثمانؓ کے انتقام کے نعرے بلند کریں گے۔

## حباب بن یزید کا مرثیہ:

فرزدق شاعر کے چچا حباب بن یزید مجاشعی کے یہ اشعار ہیں:

❶ تمہارے باپ کی قسم! تم مت گھبراؤ کیونکہ اب خیر و برکت بہت تھوڑی رہ گئی ہے۔
❷ مسلمان اپنے دین میں کمزور ہوگئے ہیں۔ اور (حضرت) عثمان بن عفان (کی شہادت) نے طویل شر و فساد چھوڑا ہے۔
❸ اے ملامت کرنے والو! ہر انسان کو فنا ہونا ہے۔ اس لیے تم اللہ کے راستے پر خوش اسلوبی سے چلتے رہو۔

# تاریخ طبری
تاریخ الامم والملوک

## جلد سوم

تصنیف: علامہ ابی جعفر محمدؒ بن جریر الطبری المتوفی ۳۱۰ھ

## خلافتِ راشدہ حصہ دوم (۳۵ھ تا ۴۰ھ)

ترجمہ: حبیب الرحمٰن صدیقی فاضل دیوبند

اس حصہ میں حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد مدینہ میں جو واقعات پیش آئے حضرت علیؓ کی بیعت، حضرت عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ وغیرہ کا اختلاف جنگ جمل، جنگ صفین، واقعہ تحکیم، فرقہ خارجیہ سے حضرت علیؓ کی جنگ اور شہادت کے حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

نفیس اکیڈمی
اُردو بازار کراچی

# حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دورِ خلافت

از

## چوہدری محمّد اقبال سلیم گاھندری

تاریخ طبری کے جس حصہ کا یہ ترجمہ ہے وہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے دور خلافت پر مشتمل ہے' تاریخ اسلام کا یہ اگر چہ ابتدائی دور ہے اور خلافت راشدہ کا دور کہلاتا ہے۔ لیکن حوادث وواقعات کی وجہ سے بہت ہی اہم حصہ ہے۔ اب تک وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ربیع الاوّل ۱۱ھ) سے لے کر ۳۵ھ تک یہ ہوتا رہا تھا کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک دوسرے کے بعد عامۃ المسلمین کی آزادانہ رائے سے خلیفہ منتخب ہوتے رہے۔ اگرچہ ان بزرگوں کے انتخاب میں کوئی پرچہ رائے دہی نہیں استعمال کیا گیا تھا اور نہ خفیہ رائے دہی کا موجودہ جمہوری طریقہ اختیار کیا گیا تھا۔ کیونکہ لوگ عام طور پر دیانت دار اور جرأت مند تھے کسی کے خوف سے اپنی رائے کو چھپانے اور منافقت اور ''یقین کے خلاف عمل اور عمل کے خلاف یقین'' سے آشنا نہ تھے ایک بڑھتی اور ابھرتی قوم کی طرح سادگی کے ساتھ اپنا سردار وسربراہ منتخب کرتے رہے تھے' اگر کسی کو اختلاف ہوتا تو برملا کہہ دیتا اس کے بعد جو فیصلہ اکثریت کا ہو جاتا اسے بہ دل و جان قبول کر لیتا۔ اس طرح مسلمانوں کا قافلہ آگے بڑھ رہا تھا۔ اشخاص سے غلطی بھی ہوتی تھی اور شخصی تمرد کی بھی ایک دو مثالیں ملتی ہیں مگر مرکز سے کھلی بغاوت اور سرکشی کی کوئی منظم شکل نہیں ملتی ہے۔ خلافت اولیٰ کے مقابلہ میں فوجی حرکت اسلام سے مرتد ہو جانے والوں کی سعی تھی' اہل ایمان کی باہمی آویزش نہ تھی۔

خلیفہ ثالث سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف ان کے آخر زمانے میں مصر سے ایک طوفان اٹھا' اور عراق کے نوعمر بھی مصری نوعمروں کے ساتھ مل گئے۔ یہودی سازش نے مسلمانوں سے انتقام لینے کا ایک وسیع منصوبہ بنایا اور ناواقف و جاہل نوعمروں نے اس ناپاک منصوبہ میں شرکت کر کے ایک منظم بغاوت کی شکل دے دی اور نتیجہ یہ ہوا کہ خلیفہ راشد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مدینہ کی مقدس سرزمین پر بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ تاریخ اسلام میں یہ پہلا واقعہ تھا کہ مسلمان کہلانے والوں نے خود اپنے ہی خلیفہ کو شہید کر کے اندرونی فساد اور باہمی نزاع کی بنیاد رکھی۔

اس کے بعد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امت کی خدمت سمجھ کر ان سے بیعت لے لی تاکہ لوگوں کو امن وامان میسر آجائے۔ وہ دیانت داری اور اخلاص کے ساتھ یہ رائے رکھتے تھے کہ وہ ان لوگوں

کو قابو میں رکھ کر بد نظمی کو ختم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا خون ناحق ہوا اور عدالت نے کام نہ کیا۔ نہ کوئی گرفتار کیا گیا نہ کسی پر مقدمہ چلایا اور نہ کوئی عدم ثبوت میں رہا کیا گیا۔ ایسا اس لیے ہوا کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اختلافات کی آندھیوں نے اس کا موقع نہ دیا۔ ان کی ساری قوت مخالف طوفانوں کو روکنے میں گزری۔

عدالت کی بالادستی اگر ختم ہو جائے تو کسی قوم یا ملک کا کیا حال ہوگا خود سوچ لیجیے۔ اس لیے مسلمانوں کا بہت بڑا حصہ ان اختلافات کے باعث سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو قبول نہ کر سکا اور خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کرتا رہا صورتِ حال اور بگڑتی گئی' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عمل اس سلسلے میں بے مثال ہے۔ ایک بیوہ عورت جس کی کوئی اولاد نہیں جس کے پاس خزانہ نہیں' فوج نہیں کسی سیاسی جماعت کی سربراہ نہیں۔ وارثِ تخت و تاج نہیں۔ امیدوار حکمرانی نہیں لیکن اس بے کسی و بے بسی کے باوجود ''عدالت کی بالادستی'' کے بنیادی عمرانی اصول کے لیے اپنی جان کی بازی لگا دیتی ہے۔ یقیناً یہ بے مثال کارنامہ ہے۔

بہر حال جو کچھ ہوا نہ ہوتا تو اچھا تھا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ حق کے لیے کوشاں تھے۔ لیکن صورتِ حال اس قدر خراب ہو چکی تھی اور مخالفین اس قدر چھائے ہوئے تھے کہ کسی کی چلنے نہ پائی اور مسلمانوں کے مابین جمل اور صفین کے خونین ہنگامے بھی ہوئے اور تفریق امت کی لعنت بھی آ گئی۔

اس تاریخ کا مصنف خود ایک جدید فرقہ کا بانی ہے اور یہ فرقہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدت مند ہے روایات مختلفہ کو ایک جگہ جمع کر کے اس نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اور تاریخ اسلام پر یہ اہم ترین کتاب ہے لیکن روایات کو پرکھنے یا اصول تاریخ نویسی کے بموجب حوادث کی علت و اسباب یا اس کے اثرات و نتائج پیش کرنے کا کام وہ نہیں کرتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر وہ علامہ ابن جریر طبری ہے علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون نہیں ہے۔ شاید اس لیے کہ اس وقت تک فلسفہ تاریخ پیدا نہ ہوا تھا۔ یہ اعزاز خداوند تعالیٰ نے پانچ سو سال کے بعد آنے والے فلسفی اور مورخ ابن خلدون کے لیے مقسوم کر رکھا تھا۔

نفیس اکیڈیمی نے اس عظیم الشان ضخیم کتاب ''تاریخ طبری'' کا مکمل ترجمہ شائع کر کے علم و فن کی کیا خدمت انجام دی ہے اس کو اہل علم اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور یہ مثل بالکل سچی ہے کہ ۔

قدر خدمت را شناسد آں کہ خدمت را شناخت

ہم امید کرتے ہیں کہ اہل علم اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے اور ہماری خدمت کی داد دیں گے۔

**وما توفيقي الا بالله**

# فہرست موضوعات


| موضوع | صفحہ |
|---|---|
| **باب ۱** | |
| خلافت امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب | ۱۷ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت | // |
| بیت المال کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روش | ۱۸ |
| پہلی بدفالی | // |
| حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت | ۱۹ |
| اشتر کی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دھمکی | // |
| جبری بیعت | ۲۰ |
| صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیعت علی رضی اللہ عنہ سے گریز | // |
| حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکالمہ | ۲۱ |
| حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بیعت علی رضی اللہ عنہ پر مجبور کیا گیا تھا | ۲۲ |
| حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا افسانہ | // |
| قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا مدینہ پر قبضہ | ۲۳ |
| باغیوں کا سعد رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق | // |
| ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خلافت کی خواہش | // |
| طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کا خلافت سے انکار | // |
| اشتر نخعی کی حیلہ سازی | ۲۴ |
| بنو امیہ کا مدینہ سے فرار | // |
| حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی خلافت علی رضی اللہ عنہ پر رضامندی | ۲۵ |
| اہل مدینہ کو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کی دھمکی | // |
| اشتر کی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گستاخی | ۲۶ |
| حکیم بن جبلہ کی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گستاخی | // |
| بیعت عامہ | ۲۷ |
| **باب ۲** | |
| نفاذ خلافت | ۲۸ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ | // |
| مصریوں کا وعدہ | // |
| خلافت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجبوری | ۲۹ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قصاص سے بے بسی | // |
| سبائیوں کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے انکار | ۳۱ |
| مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ | // |
| عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مشورہ | ۳۲ |
| ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حج سے واپسی | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مغیرہ رضی اللہ عنہ کی رائے قبول کرنے سے انکار | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مکالمہ | ۳۳ |
| قریش کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی | ۳۴ |
| معاویہؓ کے بارے میں مغیرہ رضی اللہ عنہ کی رائے | // |
| ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے | ۳۵ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جنگ | // |
| ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دور اندیشی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سادگی | // |
| شاہ قسطنطنین کا مسلمانوں پر حملہ | ۳۶ |
| **باب ۳ ، ۳۶ھ** | |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گورنر | ۳۷ |
| سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی واپسی | // |
| قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی دھوکہ دہی | // |
| اہل بصرہ کا اختلاف | ۳۸ |
| عمارہ کو قتل کی دھمکی | // |
| عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یمن کو روانگی | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ | // |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام مراسلہ | ۳۹ |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خاموشی | // |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست | // |
| طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی اجازت طلبی | ۴۱ |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| اہل مدینہ کا طرز عمل | // |
| حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رائے | // |
| زیاد کا مشورہ | // |
| لشکر کی تیاری | ۴۲ |
| حضرت علیؓ کا اہل مدینہ سے خطاب | // |
| ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ | ۴۳ |
| ابن عمر رضی اللہ عنہما کا عمرہ | // |
| بات کا بتنگڑ | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل مدینہ سے خطاب | ۴۴ |
| خزیمہ کا انصار سے کوئی تعلق نہ تھا | // |
| بدریین کی فتنہ سے علیحدگی | // |
| زید بن حنظلہ کی شرکت | ۴۵ |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ | // |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تقریر | ۴۶ |
| اخضر کا جھوٹ | ۴۷ |
| قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کی تیاریاں | // |
| بنو امیہ کا خلافت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف | ۴۸ |
| اہل مکہ کا مشورہ | // |
| حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی رائے | ۴۹ |
| یعلی بن امیہ کی امداد | // |
| حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی واپسی | // |
| ام الفضل رضی اللہ عنہا کا خط | ۵۰ |
| ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی پیش کش | // |
| حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پیش کش | // |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے اونٹ کی خریداری | // |
| مغیرہ اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کی علیحدگی | // |
| لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کا کوچ | ۵۱ |
| بچوں کی واپسی | // |
| خلافت کے لیے مشورہ | ۵۲ |
| عبدالرحمن بن عتاب رضی اللہ عنہ کی امامت | // |
| مروان کی پالیسی | ۵۳ |
| **باب ۴** | |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بصرہ کی جانب کوچ | ۵۵ |
| حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی | // |
| طارق بن شہاب کا فیصلہ | // |
| حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تیز گفتگو | ۵۶ |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے اونٹ کی خریداری | ۵۷ |
| حواب کا چشمہ | ۵۸ |
| قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ | ۵۹ |
| اہل کوفہ سازش میں یکتائے زمانہ تھے | ۶۱ |
| ابن عمر رضی اللہ عنہما کا لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جانے سے انکار | // |
| عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی واپسی | // |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی پر لوگوں کا رنج و غم | ۶۲ |
| مطالبہ قصاص کی وجہ | // |
| **باب ۵** | |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بصرہ میں داخلہ اور عثمان بن حنیفؓ سے جنگ | ۶۴ |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں قاصد کی روانگی | // |
| طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی شرط | ۶۵ |
| حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا جنگ سے گریز | ۶۶ |
| عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی جنگی تیاریاں | // |
| حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تقریر | ۶۷ |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خطاب | ۶۸ |
| جاریہ بن قدامہ رضی اللہ عنہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو | // |
| طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے ایک لڑکے کی گفتگو | ۶۹ |
| محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کی رائے | ۶۹ |
| ابتدائے جنگ | ۷۰ |
| ابوالجرباء کا مشورہ | ۷۱ |
| حکیم بن جبلہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی | // |
| شرائط صلح | // |
| عہد نامہ | ۷۲ |
| کعب کی مدینہ آمد | // |
| حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کا جواب | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط | ۷۳ |
| عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی وعدہ خلافی | // |
| لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کا حملہ | // |
| عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا حشر | ۷۴ |
| حواب کا واقعہ | // |
| طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی تقریر | ۷۵ |
| عبدی کی تقریر | // |

| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| حکیم بن جبلہ کی جنگ | ۷۶ |
| قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا جمگھٹا | // |
| حکیم کے اشعار | // |
| حکیم کی مرتے وقت کی تقریر | ۷۷ |
| قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل | ۷۸ |
| اہل شام کے نام طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کا خط | // |
| اہل کوفہ کے نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خط | ۷۹ |
| حکیم کا قاتل | ۸۱ |
| بیت المال کا بندوست | // |
| حکیم کا بیت المال پر حملہ | // |
| حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا جواب | ۸۲ |
| حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اعلان | ۸۳ |
| علقمہ کی طلحہ سے گفتگو | // |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زید بن صوحان کے نام خط | ۸۴ |
| **باب ۶** | |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بصرہ کی جانب کوچ | ۸۵ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل کوفہ کے نام خط | // |
| حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بنو طے سے خطاب | ۸۶ |
| محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ | ۸۷ |
| رفاعہ رضی اللہ عنہ کے لڑکے کا فیصلہ | // |
| حجاج بن غزیہ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ | ۸۸ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بصرہ روانگی | // |
| مرہ کاہن کا واقعہ | // |
| عامر کوفی کی آمد | ۸۹ |
| عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی واپسی | // |
| حکیم کے قتل کی خبر | ۹۰ |
| قبیلہ ربیعہ اور بنو عبدالقیس کی آمد | // |
| حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا قاصدین کو جواب | ۹۱ |
| حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی تقریر | // |
| امام مسروق کی حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے گفتگو | ۹۲ |
| حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا مکالمہ | // |
| زید بن صوحان کی تقریر | ۹۳ |
| حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی دوسری تقریر | ۹۴ |
| زید بن صوحان کی جوابی تقریر | // |
| قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی تقریر | ۹۵ |
| سیحان کی تقریر | // |
| حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی تقریر | // |
| حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر | ۹۶ |
| ہند بن عمرو کی تقریر | // |
| حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کی تقریر | // |
| مقطع بن ہیثم اور اشتر کا واقعہ | ۹۷ |
| لشکروں کی روانگی | // |
| عبد خیر کا حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مکالمہ | // |
| اشتر کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درخواست | ۹۸ |
| ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی تقریر | // |
| ابوموسیٰ کی شان میں اشتر کی گستاخیاں | // |
| **باب ۷** | |
| صلح کی گفت وشنید | ۱۰۰ |
| اہل کوفہ کے روسا | ۱۰۰ |
| بصرہ کی جانب قاصد کی روانگی | ۱۰۱ |
| قعقاع رضی اللہ عنہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو | // |
| قعقاع رضی اللہ عنہ کی زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما سے گفتگو | // |
| صلح کی امید | ۱۰۲ |
| کلیب کا خواب | ۱۰۳ |
| حضرات زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں لوگوں کی رائے | ۱۰۴ |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ | // |
| کلیب کی محمد بن ابی بکرؓ سے گفتگو | // |
| خلافت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خیالات | ۱۰۵ |
| ابتدائے جنگ | ۱۰۶ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان | // |
| اشتر کی اونٹ کی پیشکش | ۱۰۷ |
| اشتر کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراضگی | // |
| قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا لشکر علی رضی اللہ عنہ سے خراج | // |
| قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا مشورہ | ۱۰۸ |
| آخری فیصلہ | ۱۰۹ |
| حضرت زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما کا فیصلہ | // |
| کعب بن سور کو اس کی قوم کا جواب | ۱۱۰ |
| طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خیالات | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ | ۱۱۱ |
| بنو قیس کی جنگ سے علیحدگی | ۱۱۲ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے | | محمد بن الحنفیہ کی روایت | ۱۲۲ | جھنڈے کی واپسی | // |
| سوال | // | صلح کا فیصلہ | // | جھنڈے کے نیچے قتل عام | // |
| خلافت علیؓ پر طلحہؓ و زبیرؓ کی رضامندی | ۱۱۳ | باب ۸ | | تاریخ کا عجیب و غریب واقعہ | ۱۳۳ |
| خلافت علیؓ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی | | جنگ جمل | ۱۲۳ | قبیلہ غسان کی شجاعت | // |
| رضامندی | // | قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کی شیطنت | // | بنوضبہ کی شجاعت | ۱۳۴ |
| احنف رضی اللہ عنہ کی پریشانی | ۱۱۴ | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی میدان میں | | ابن یثربی کی جواں مردی | // |
| احنف رضی اللہ عنہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا | | آمد | ۱۲۴ | حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شجاعت | ۱۳۵ |
| سے گفتگو | // | حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت | // | عمرو بن بجرہ اور ربیعۃ العقیلی کا قتل | // |
| احنف رضی اللہ عنہ کی جنگ سے علیحدگی | // | جنگ جمل کی دوسری روایت | ۱۲۵ | حارث بن ضبہ کا رجز | // |
| شہادت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ | ۱۱۵ | حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ | | بنوضبہ کی جاں نثاری | ۱۳۶ |
| ہاشم بن عتبہ کی کوفہ روانگی | // | کا مکالمہ | // | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے جانوں | |
| حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی معزولی | ۱۱۶ | قرآن اٹھانے کا حکم | ۱۲۶ | کی قربانیاں | // |
| حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر | // | ابتدائے جنگ | // | ابن یثربی کا قتل | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت | // | عبداللہ رضی اللہ عنہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا زخمی | | اونٹ کا قتل | ۱۳۷ |
| کوفی لشکر | ۱۱۷ | ہونا | // | اشتر اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا مقابلہ | ۱۳۸ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بصرہ آمد | // | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی واپسی | ۱۲۷ | اشتر اور عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ | // |
| شقیق بن ثور کی آمد | // | قاتل زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے جہنم کی | | ابن زبیر کی شجاعت | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما | | بشارت | // | عمرو بن الاشرف کا قتل | // |
| سے گفتگو | // | حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت میں | | عبداللہ بن حکیم کا قتل | ۱۳۹ |
| حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی جنگ سے | | احنف کا ہاتھ تھا | // | عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی شجاعت | // |
| علیحدگی | ۱۱۸ | قرآن اٹھانے کا حکم | ۱۲۸ | علم برداروں کا قتل عام | // |
| حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور بنو | | قبیلہ ازد کی وفاداری | ۱۲۹ | اونٹ کا قتل | ۱۴۱ |
| عدی کا فیصلہ | ۱۱۹ | حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا حضرت زبیر | | کعب بن سور کی لاش کے ساتھ بے | |
| کعب بن سور کی کوشش | ۱۲۰ | رضی اللہ عنہ پر حملہ | // | حرمتی | // |
| بنوحنظلہ کا فیصلہ | // | لشکر زبیر رضی اللہ عنہ کی شکست | ۱۳۰ | اونٹ کی خاطر قتل عام | // |
| بنوضبہ کا فیصلہ | // | سبائیوں کا قرآن قبول کرنے سے انکار | // | عمیر بن ہلب کا واقعہ | ۱۴۲ |
| سرداران لشکر | ۱۲۱ | سبائیوں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر حملہ | ۱۳۱ | ہانی بن خطاب کے اشعار | ۱۴۳ |
| صلح کی توقعات | // | کوفیوں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر حملہ | ۱۳۲ | ابوالجرباء رجز | // |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا حشر | // | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں | | تقریر | ۱۶۲ |
| ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا اشتر سے مقابلہ | ۱۴۴ | حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حاضری | ۱۵۲ | مدینہ میں جنگ کی اطلاع | // |
| محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا قتل | // | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عبداللہ بن | | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی کی | |
| قعقاع رضی اللہ عنہ کا حملہ | ۱۴۵ | خلف کے گھر میں قیام | ۱۵۳ | تیاری | ۱۶۳ |
| قعقاع رضی اللہ عنہ کی تدبیر | ۱۴۷ | نماز کی حالت میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ | | مقتولین کی کثرت | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشیمانی | // | کی شہادت | // | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عمار رضی اللہ عنہ کی | |
| حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تدفین | // | شکست خوردہ لوگوں کا حشر | ۱۵۴ | گفتگو | ۱۶۴ |
| زید بن صوحان کا قتل | ۱۴۷ | ابن عامر کا واقعہ | ۱۵۵ | **باب ۹** | |
| کعب بن سور کے بارے میں حضرت | | مروان کی جائے پناہ | // | امارت مصر۔ محمد بن ابی حذیفہ کا قتل | ۱۶۵ |
| علی رضی اللہ عنہ کی رائے | // | عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ اور محمد بن ابی | | محمد بن ابی حذیفہ کی احسان فراموشی | // |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ کی طلب | | بکر رضی اللہ عنہ | // | مصر کی امارت پر قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا | |
| گار نہ تھیں | // | حضرت عائشہ اور علی رضی اللہ عنہما کا افسوس | ۱۵۶ | تقرر | ۱۶۶ |
| کعب بن سور کا قتل | ۱۴۸ | جنگ جمل کے مقتولین جنتی ہیں | // | مصریوں کے نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کا | |
| مسلم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قتل | // | گناہوں کی مغفرت | ۱۵۷ | خط | ۱۶۷ |
| ابن یثربی کی جواں مردی | // | مقتولین کی تدفین | // | قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا خطبہ | ۱۶۸ |
| عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی غلطی | ۱۴۹ | مقتولین کی تعداد | ۱۵۸ | اہل خربتا | // |
| ابن یثربی کے اشعار | // | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں | | امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قیس رضی اللہ عنہ کے نام | |
| ابن یثربی کا قتل | // | حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حاضری | // | خط | ۱۶۹ |
| عمیر بن ابی الحارث کا جواب | ۱۵۰ | توہین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سزا | ۱۵۹ | قیس رضی اللہ عنہ کا جواب | // |
| حارث بن قیس کے اشعار | // | اہل بصرہ کی بیعت | ۱۶۰ | امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دوسرا خط | ۱۷۰ |
| شدت جنگ | // | تقسیم مال | // | قیس رضی اللہ عنہ کا جواب | // |
| جنگ جمل کا چرچا | ۱۵۱ | حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اصول | // | قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی ذہانت | ۱۷۱ |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر | | اشتر کا مذاق | // | امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تدبیر اور قیس | |
| تیروں کی بوچھاڑ | // | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مکہ کو روانگی | ۱۶۱ | رضی اللہ عنہ کی معزولی | // |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنگ کے بعد | | اہل کوفہ کے نام فتح کا مراسلہ | // | اشتر کی موت | ۱۷۲ |
| بصرہ میں قیام | // | زیاد اور عبدالرحمن بن ابی بکرہ کی عدم | | امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک نئی تدبیر | // |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عمار کی گفتگو | // | شرکت | // | قیس رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے | |
| اعین بن ضبیعہ کی بدتمیزی | ۱۵۲ | ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بصرہ کی امارت پر | | نام خط | ۱۷۳ |

| | |
|---|---|
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قیس رضی اللہ عنہ کو حکم | ۱۷۳ |
| قیس رضی اللہ عنہ کا جواب | // |
| محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی امارت مصر | ۱۷۴ |
| قیس اور حسان رضی اللہ عنہما کا مکالمہ | // |
| مروان کی بے وقوفی | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عہد نامہ | ۱۷۵ |
| محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ | ۱۷۶ |
| محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی اہل خربتا کو دھمکی | // |
| مرزبان سے صلح | ۱۷۷ |
| خلید بن طریف کی خراسان روانگی | // |
| **باب ۱۰** | |
| جنگ صفین کی تیاریاں | ۱۷۸ |
| عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت | // |
| ایک پادری کی خلافت کے بارے میں پیشین گوئی | ۱۷۹ |
| عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب میلان | ۱۸۰ |
| عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیٹوں سے مشورہ | ۱۸۱ |
| عمرو بن العاص کی شام کو روانگی | // |
| جریر بن عبداللہ کی پیغام بری | // |
| قمیص عثمان رضی اللہ عنہ | ۱۸۲ |
| اشتر کی کینہ پروری | ۱۸۳ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین روانگی | // |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگی تیاریاں | // |
| ولید کے اشعار | ۱۸۴ |
| لشکر علی رضی اللہ عنہ کی روانگی | ۱۸۵ |

| | |
|---|---|
| دریائے فرات پر پل باندھنے کا حکم | ۱۸۶ |
| اہل عانات کا پل بنانے سے انکار | ۱۸۷ |
| لشکروں کا آمنا سامنا | // |
| اشتر کی سپہ سالاری | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط | ۱۸۸ |
| پہلی جنگ | // |
| اشتر کی دعوت مقابلہ | // |
| اشتر کی شیطنت | ۱۸۹ |
| پانی پر جنگ | ۱۹۰ |
| محمد بن مخنف کی شجاعت | ۱۹۱ |
| عبداللہ بن عوف کا بیان | ۱۹۳ |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب قاصد کی روانگی | // |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ | // |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ | ۱۹۴ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پیغام | // |
| جنگ صفین | ۱۹۶ |
| اشتر کی شجاعت | // |
| **باب ۱۱** | |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ بندی | ۱۹۷ |
| باہمی صلح کی گفت و شنید | // |
| عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی تقریر | // |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب | // |
| شبث اور زیاد کی تقریر | ۱۹۸ |
| یزید بن قیس کا خطاب | // |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شرائط | // |
| قاصدین کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے تیز گفتگو | ۱۹۹ |

| | |
|---|---|
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد بن خصفہ سے ملاقات | // |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وفد | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب | ۲۰۰ |
| عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اور عائذ بن قیس کا علم برداری پر جھگڑا | ۲۰۱ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ | ۲۰۲ |
| **باب ۱۲** | |
| ہر دو جانب سے جنگی تیاریاں اور مورچہ بندی | ۲۰۴ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوجیوں کو ہدایات | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا میدان صفین میں خطبہ | // |
| لشکر کی تقسیم | ۲۰۵ |
| حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگی تیاریاں | // |
| ابتدائے جنگ | // |
| [illegible] جنگجوؤں کا مقابلہ | ۲۰۶ |
| حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ | // |
| محمد بن علی رضی اللہ عنہ کو مقابلہ سے منع کرنے کی وجہ | // |
| ولید بن عتبہ کا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے خطاب | ۲۰۷ |
| عام جنگ کی تیاریاں | // |
| رشتہ داروں کی باہمی جنگ | ۲۰۸ |
| اندھیرے میں صبح کی نماز | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا | // |

| | |
|---|---|
| شامی لشکر کی موت پر بیعت | ۲۰۹ |
| عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ کی تقریر | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ | ۲۱۰ |
| یزید بن قیس ارحبی کا خطاب | ۲۱۱ |
| لشکر علی رضی اللہ عنہ کی پسپائی | ۲۱۲ |
| کیسان مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا قتل | // |
| حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا جنگ سے گریز | ۲۱۳ |
| اشتر نخعی کا بھگوڑوں کو للکارنا | // |
| علم برداروں کا قتل عام | ۲۱۴ |
| میمنہ کی واپسی | // |
| اشتر کی شجاعت | ۲۱۵ |
| اشتر کا خطبہ | // |
| عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ کی شہادت | ۲۱۶ |
| ابن بدیل رضی اللہ عنہ کے حق میں معاویہ | |
| رضی اللہ عنہ کی رائے | // |
| لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پسپائی | ۲۱۷ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر | ۲۱۸ |
| ابوشداد کی پامردی | // |
| رؤسائے بجیلہ کا قتل عام | ۲۱۹ |
| حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پوشیدہ طور پر | |
| دفن کیا گیا تھا | // |
| ازدیوں کا اختلاف | // |
| مخنف بن سلیم کا فیصلہ | ۲۲۰ |
| جندب اور اسکے خاندان کی جانثاری | // |
| عقبۃ بن حدید النمری اور اس کے | |
| بھائیوں کا قتل | ۲۲۱ |
| شمر بن ذی الجوشن کی جنگ | // |
| مالک بن العقدیہ کا فرار | ۲۲۲ |

| | |
|---|---|
| عبداللہ بن الطفیل کا واقعہ | ۲۲۲ |
| عبدالرحمٰن بن محرز الکندی کی شجاعت | ۲۲۳ |
| قیس ابن فہدان کا زخمی ہونا | // |
| قیس ابن فہدان کا خطبہ | // |
| دو بھائیوں کی ملاقات | ۲۲۴ |
| ہمدان وطے کا مقابلہ | // |
| ابن العسوس کے اشعار | // |
| خنثر بن عبیدہ کی تقریر | ۲۲۵ |
| قبیلہ نخع کی جاں نثاری | ۲۲۶ |
| امام علقمۃ بن قیس کا خواب | // |
| ربیعہ سے امداد طلبی | // |
| ربیعہ کی ثابت قدمی | // |
| ربیعہ کا علم برداری پر اختلاف | ۲۲۷ |
| میسرہ پر حملہ | |
| عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خطبہ | // |
| میسرہ کی پسپائی | // |
| خالد بن المعمر کا خطبہ | ۲۲۸ |
| بزدلوں کا جماعت سے اخراج | // |
| حضرت عبیداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی شہادت | ۲۲۹ |
| حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار | // |
| ربیعہ کی جواں مردی | // |
| **باب ۱۳** | |
| حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی شہادت | ۲۳۱ |
| حضرت عمار کی دعا | // |
| جنگ کے بارے میں حضرت عمار | |
| رضی اللہ عنہ کی رائے | // |
| عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم | |
| صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد | // |

| | |
|---|---|
| حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا خطبہ | ۲۳۲ |
| حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور حضرت عبیداللہ | |
| بن عمر رضی اللہ عنہما کا مطالبہ | // |
| عمار رضی اللہ عنہ کا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے | |
| بارے میں ارشاد | ۲۳۳ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت | // |
| حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا حملہ | // |
| حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت | // |
| حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص | |
| رضی اللہ عنہما کا اپنے والد سے مکالمہ | ۲۳۴ |
| حدیث کی غلط تاویل | // |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقابلہ کی دعوت | // |
| شامیوں کی شان وشوکت | ۲۳۵ |
| لیلۃ الہریر میں ہاشم ابن عتبہ کی تقریر | // |
| حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما پر فریقین کی | |
| الزام تراشیاں | // |
| ہاشم ابن عتبہ کا قتل | ۲۳۷ |
| حجاج بن غزیہ کے اشعار | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ | // |
| غسانیوں کی جنگ | ۲۳۸ |
| عبداللہ بن کعب المرادی کی وصیت | // |
| لیلۃ الہریر | ۲۳۹ |
| اشتر کی شجاعت | // |
| شامی علم بردار کا قتل | ۲۴۰ |
| وردان کا اشتر کے مقابلے سے گریز | // |
| شامیوں کا قرآن اٹھانا | // |
| **باب ۱۴** | |
| واقعہ تحکیم - قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا اقرار | |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حامیان علی رضی اللہ عنہ | | علیحدگی | ۲۵۱ | مناظرہ | // |
| کی جانب سے قتل کی دھمکی | ۲۴۲ | حکمین کا اجتماع | // | یزید بن قیس کی اصبہان پر ماموری | ۲۶۱ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ | // | مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی | // | حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے | |
| حامیان علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے قتل | | خلیفہ کے انتخاب پر بحث | ۲۵۲ | مناظرہ | // |
| عثمان رضی اللہ عنہ کا اقرار | // | ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خاموشی | // | خارجیوں کی شرائط | ۲۶۲ |
| شیعوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ | | حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنے ساتھیوں | | فیصلے کے وقت لوگوں کی حاضری | ۲۶۳ |
| کی حیثیت | ۲۴۳ | سے بیزاری | ۲۵۳ | حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی | |
| اشعث بن قیس کی پیام بری | ۲۴۴ | اشتر کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ | | ندامت | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے بسی | ۲۴۵ | کی رائے | // | دومۃ الجندل میں حکمین کا اجتماع | // |
| اشتر کی مخالفت | // | مقتولین کی تدفین | ۲۵۴ | صحابہ رضی اللہ عنہم کی آمد | ۲۶۴ |
| ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بحیثیت حکم | // | حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین سے واپسی | // | حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا | |
| عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں | | صالح بن سلیم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی | | خلافت سے انکار | // |
| احنف کی رائے | ۲۴۶ | گفتگو | // | حکمین کے سوالات وجوابات | // |
| امیر المومنین کے خطاب پر بحث | // | جنگ بندی کے بارے میں لوگوں کی | | خلافت کے لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نام | ۲۶۵ |
| واقعہ تحکیم کی صلح حدیبیہ سے مشابہت | // | رائے | ۲۵۵ | ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت سے بیزاری | // |
| خلافت کا خاتمہ | ۲۴۷ | عبداللہ بن ودیعہ کی رائے | // | حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمرو بن العاص | |
| فریقین کی تحکیم پر رضامندی | // | حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب | ۲۵۶ | رضی اللہ عنہ کو نصیحت | // |
| گواہوں کے دستخط | ۲۴۸ | خباب کی قبر پر حاضری | // | ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ | ۲۶۶ |
| اشتر کی معاہدہ سے مخالفت | // | نوحہ اور ماتم پرستی کی ممانعت | ۲۵۷ | عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں | |
| بنی تمیم کا معاہدہ سے اختلاف | ۲۴۹ | عبدالرحمٰن بن یزید کی رائے | // | ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے | ۲۶۷ |
| قبیلہ اود سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی رشتہ | | شیعان علی رضی اللہ عنہ کی ایک دوسرے | | ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا اعلان | // |
| داری | // | سے عداوت | ۲۵۸ | عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی دھوکہ دہی | // |
| قیدیوں کی رہائی | ۲۵۰ | جعدۃ بن ہبیرہ کی خراسان کو روانگی | // | ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا اعتراف | ۲۶۸ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر | // | **باب ۱۵** | | فریقین کی ایک دوسرے پر لعنت | // |
| فیصلے کی تاریخ | // | شیعان علی رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ | | **باب ۱۶** | |
| علی رضی اللہ عنہ کی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے | | سے علیحدگی | ۲۶۰ | حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خوارج | ۲۶۹ |
| مشابہت | // | بیعت ثانیہ | // | خارجیوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ | |
| شیعوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے | | خارجیوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا | | کا گناہ | // |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| لَا حُکْمَ اِلَّا للّٰہ کی غلط تاویل | ۲۷۰ | کوفی لشکر کی تعداد | ۲۷۷ | زخمیوں کے لیے امان اوران کی مرہم | |
| خارجیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ | | سعد بن مسعود کو لشکر بھیجنے کا حکم | ۲۷۸ | پٹی | // |
| کی دھمکی | // | شیعان علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے | | مقتولین کی تدفین اور مال غنیمت کی | |
| خارجیوں کی فتنہ انگیزی | // | جنگ کا مشورہ | // | تقسیم | // |
| حکیم البکائی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا | | شیعان علی رضی اللہ عنہ کا عہد جنگ | // | عیزار بن اخنس کی قید | ۲۸۹ |
| جواب | // | عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کی شہادت | // | شیعان علی رضی اللہ عنہ کا فریب | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفر سے توبہ | ۲۷۱ | حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ سے | | ترغیب جنگ | ۲۹۰ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کے لیے | | سوالات، جوابات | ۲۷۹ | شیعان علی رضی اللہ عنہ کا جنگ سے فرار | // |
| اعلان | ۲۷۲ | مذہبی ڈھونگ | ۲۸۰ | حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ | // |
| عبداللہ بن وہب خارجی کی تقریر | // | خنزیر کو قتل کرنا فساد میں داخل ہے | // | خارجیوں کی قاصد کے ساتھ بدسلوکی | ۲۹۱ |
| حرقوص بن زہیر کی تقریر | // | خارجیوں کے مقابلہ کی تیاریاں | // | خوارج کے بارے میں حضورؐ کی | |
| عبداللہ بن وہب خارجی کی بیعت | // | نجومی کی مخالفت | ۲۸۱ | پیشین گوئی | ۲۹۲ |
| خارجیوں کا مذہبی ڈھونگ | ۲۷۳ | خون مسلم کی اباحت | // | جنگ نہروان کی تاریخ | // |
| حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے قتل کا | | قیس ابن سعد رضی اللہ عنہ کی خارجیوں سے | | اہل خراسان سے مصالحت | // |
| ارادہ | // | گفتگو | // | حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال | ۲۹۳ |
| سعد بن مسعود کی خارجیوں سے جنگ | // | حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا | | باب ۱۸ | |
| خارجیوں کا نہروان میں اجتماع | ۲۷۴ | خارجیوں سے خطاب | ۲۸۲ | مصر کی چپقلش اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ | |
| ربیعۃ بن ابی شداد کا انجام | // | حضرت علیؓ کا خارجیوں سے خطاب | // | کا قتل | ۲۹۴ |
| بصرے کے خارجیوں کا فرار | // | دعوت ثانیہ | ۲۸۳ | محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی غلطی | // |
| شامیوں سے مقابلے کی تیاریاں | ۲۷۵ | باب ۱۷ | | قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا مدینہ سے | |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کے نام خط | // | جنگ نہروان | ۲۸۵ | اخراج | // |
| خارجیوں کا جواب | // | فوجی دستوں کی تقسیم | // | اشتر کی طلبی | ۲۹۵ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ جنگ | ۲۷۶ | اعلان امان | // | اشتر کی مصر کو روانگی | // |
| حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے | | ابتدائے جنگ | // | اشتر کی ہلاکت | ۲۹۶ |
| نام خط | // | زید بن حصین طائی کا قتل | ۲۸۶ | مصریوں کے نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کا | |
| حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی تقریر | // | عبداللہ بن وہب الراسبی کا قتل | ۲۸۷ | خط | // |
| اہل بصرہ کا جنگ سے گریز | ۲۷۷ | شریح بن اوفی کا قتل | // | محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام مراسلہ | ۲۹۷ |
| ترغیب جنگ | // | ذوالثدیہ کی تلاش | ۲۸۸ | محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا جواب | // |

| | |
|---|---|
| فتح مصر کے لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی | |
| کوششیں | ۲۹۸ |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خطبہ | ۲۹۹ |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تدبیر جنگ | // |
| امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مسلمہ رضی اللہ عنہ اور | |
| معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کے نام خط | ۳۰۰ |
| مسلمہ رضی اللہ عنہ کا جواب | // |
| عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مصر کو روانگی | ۳۰۱ |
| محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام عمرو بن | |
| العاص رضی اللہ عنہ کا خط | ۳۰۲ |
| محمد کے نام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط | // |
| ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ | |
| کے نام خط | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب | ۳۰۳ |
| ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ | |
| کو جواب | // |
| ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا عمرو بن العاص | |
| رضی اللہ عنہ کے نام خط | // |
| محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی تقریر | ۳۰۴ |
| فریقین کی جنگ | // |
| محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا فرار | ۳۰۵ |
| محمد کی تلاش اور اس کی گرفتاری | // |
| عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی سفارش | // |
| محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قاتل عثمان رضی اللہ عنہ | |
| کا حشر | // |
| حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا افسوس | ۳۰۶ |
| واقدی کی روایت | // |
| عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا معاویہ رضی اللہ عنہ | |
| کے نام خط | ۳۰۷ |
| محمد بن ابی حذیفہ کا قتل | // |
| ہشام بن محمد کی روایت | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ جنگ | ۳۰۸ |
| شیعان علی رضی اللہ عنہ کی بزدلی | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنے شیعوں سے | |
| بیزاری | // |
| مالک بن کعب کی تقریر اور لشکر کی روانگی | ۳۰۹ |
| محمد کے قتل پر شام میں خوشی کے | |
| شادیانے | // |
| محمد کے قتل پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رنج و | |
| غم | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے چارگی | ۳۱۰ |
| ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام تعزیت کا خط | // |
| ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب | ۳۱۱ |
| محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی امارت پر | |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ندامت | // |
| **باب ۱۹** | |
| بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف | |
| سازش | ۳۱۲ |
| ابن الحضرمی کا زندہ آگ میں جلایا | |
| جانا | // |
| بصرہ میں ابن الحضرمی کی آمد | // |
| زیاد کا صبرہ کے گھر پناہ لینا | // |
| قبیلہ ازد سے امداد طلبی | ۳۱۳ |
| زیاد کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امداد طلبی | // |
| اعین بن ضبیعہ مجاشعی کا قتل | // |
| زیاد کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام دوسرا | |
| خط | ۳۱۴ |
| جاریہ کا ابن حضرمی کو زندہ آگ میں | |
| جلانا | // |
| عمرو بن عرندس کے فخریہ اشعار | ۳۱۵ |
| ازد کی مدح میں جریر کے اشعار | ۳۱۶ |
| **باب ۲۰** | |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ملکی شورش | ۳۱۷ |
| خریت بن راشد کا قتل | // |
| مصالحت کی کوشش | // |
| خریت کا تعاقب | ۳۱۹ |
| عمال کو ہدایات | ۳۲۰ |
| زیاد بن خصفہ کی تقریر | // |
| قرظۃ بن کعب کا خط | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب | ۳۲۱ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زیاد بن خصفہ کے | |
| نام خط | // |
| خریت کی تلاش | ۳۲۲ |
| زیاد کی جنگی تدبیر | // |
| زیاد کی خریت سے گفتگو | ۳۲۳ |
| خریت کا فرار | ۳۲۴ |
| زیاد کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام خط | // |
| امدادی فوج کی روانگی | ۳۲۵ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما | |
| کے نام حکم نامہ | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زیاد کے نام خط | // |
| بنو ناجیہ کا خراج سے انکار | ۳۲۶ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف عام | |
| انتشار | // |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| معقل ابن قیس کی روانگی | // | قثم ابن عباس رضی اللہ عنہ کی امارت میں | | حملہ | ۳۴۴ |
| ابن عباس رضی اللہ عنہ کا معقل کے نام خط | ۳۲۷ | حج | ۳۳۷ | بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی حجاز کی | |
| جنگ کی تیاریاں | // | باب ۲۱ | | جانب روانگی | // |
| معقل کا خطبہ | ۳۲۸ | حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقبوضات پر | | یمن پر بسر رضی اللہ عنہ کا حملہ اور شیعان | |
| فریقین کی جنگ | // | شامی لشکروں کے حملے | ۳۳۸ | علی رضی اللہ عنہ کا قتل | ۳۴۵ |
| فتح کی خوشخبری | // | ۳۹ھ کے واقعات | // | جاریہ کا نجران کو آگ لگانا اور عثمانیوں | |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب | ۳۲۹ | نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا عین التمر پر | | کا قتل عام | // |
| سرکشوں کا اجتماع | // | حملہ | // | اہل مکہ سے زبردستی بیعت | // |
| اسلام کے بارے میں عیسائیوں کی | | حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک شیعان | | اسلامی حکومت کی دو حصوں میں تقسیم | // |
| رائے | // | علی رضی اللہ عنہ کی حیثیت | // | فریقین کا باہمی معاہدہ | // |
| سرکشوں کا باہمی اختلاف | ۳۳۰ | فتح انبار و مدائن | ۳۳۹ | باب ۲۴ | |
| مرتدین کا قتل | // | عبداللہ فزاری کا تیما پر حملہ | // | حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس | |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معقل کے نام خط | // | مسیب کا فزاری سے مقابلہ | ۳۴۰ | رضی اللہ عنہ کے اختلافات | ۳۴۷ |
| خریت کے لشکریوں کی اس سے | | مسیب کا شامیوں کو آگ میں زندہ | | ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بصرہ سے مکہ کو | |
| علیحدگی | ۳۳۱ | جلانا | // | روانگی | // |
| معقل کی تقریر | // | مسیب کی غداری | // | بصرہ چھوڑنے کی وجوہات | // |
| جنگ کی ابتداء اور اس کا انجام | ۳۳۲ | ثعلبیہ اور واقصہ پر حملہ | // | ابوالاسود دئلی کی ابن عباس رضی اللہ عنہ پر | |
| خریت کا قتل | // | ضحاک کا فرار | ۳۴۱ | الزام تراشی | // |
| رماجس کا قتل | // | امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساحل دجلہ پر | | حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابوالاسود کو جواب | // |
| فتح کی خوش خبری | ۳۳۳ | حملہ | // | ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جواب | ۳۴۸ |
| مصقلہ کے مظالم اور غداری | // | امارت حج پر فریقین کا اختلاف | // | حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا مراسلہ | // |
| مصقلہ کا مال کی ادائیگی سے گریز | ۳۳۴ | باب ۲۲ | | ابن عباس رضی اللہ عنہ کا استعفاء | // |
| مصقلہ کا فرار | // | زیاد کی فارس و کرمان کی جانب روانگی | ۳۴۲ | ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ردعمل | // |
| حکومت کی رشوت | ۳۳۵ | زیاد کا فارس و کرمان پر تسلط | // | باب ۲۵ | |
| نعیم کا جواب | // | زیاد کی سخاوت | // | حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت | ۳۵۰ |
| قاصد کا زرفدیہ | ۳۳۶ | زیاد کی سیاست | ۳۴۳ | تاریخ شہادت کا اختلاف | // |
| خریت کے بارے میں حضرت | | باب ۲۳ | | قتل کے اسباب | // |
| علی رضی اللہ عنہ کی رائے | // | امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حجاز و یمن پر | | مہر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سر | // |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| انتقامی کارروائی | ۳۵۱ | قاتل کا انجام اور وصیت کی خلاف | | حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر | ۳۵۹ |
| ابن ملجم کے خیالات | ۳۵۳ | ورزی | // | مدت خلافت | ۳۶۰ |
| محمد بن حنفیہ کا بیان | // | امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ | // | حلیہ مبارک | // |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خرید وفروخت | ۳۵۴ | خارجۃ بن حذافہ کا قتل | ۳۵۷ | نسب وخاندان | ۳۶۱ |
| حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نصائح | // | حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر | | ازواج واولاد | // |
| وصیت | ۳۵۵ | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا افسوس | ۳۵۸ | حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال | ۳۶۲ |
| شہادت اور ان کی تکفین وتدفین | ۳۵۶ | ابن ابی میاس کا مرثیہ | // | حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اوصاف | |
| قاتل کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ | | ابن ابی میاس کا دوسرا مرثیہ | ۳۵۹ | حمیدہ | // |
| کی وصیت | // | ابوالاسود دئلی کا مرثیہ | // | حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ | ۳۶۴ |

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

باب ۱

# خلافتِ امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۳۵ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی۔

قدماء مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کس وقت کی گئی اور کن کن لوگوں نے بیعت کی۔ بعض مؤرخین کی رائے تو یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جمع ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کی درخواست کی۔ لیکن انہوں نے انکار فرمایا جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حد سے زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے بارِ خلافت اٹھانا قبول فرمایا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت:

جعفر بن عبداللہ المحمدی نے عمرو بن حماد' علی بن حسین' حسین عن ابیہ' عبدالملک بن ابی سلیمان الضراری اور سالم بن ابی الجعد کے واسطے سے محمد بن الحنفیہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ جس روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے میں اس روز اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھا۔ جب انہیں شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی خبر ملی تو وہ فوراً اپنے گھر سے نکلے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو شہید کر دیئے گئے ہیں اور لوگوں کے لیے ایک نہ ایک امام کی موجودگی ضروری ہے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ اور آج ہم روئے زمین پر آپ سے زیادہ کسی کو اس کا حقدار نہیں پاتے۔ نہ تو آج کوئی ایسا شخص موجود ہے جو اسلام میں آپ پر سبقت رکھتا ہو اور نہ کوئی ایسا فرد موجود ہے جسے آپ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اور آپ سے زیادہ اسے رشتہ داری حاصل ہو۔ اس لیے یہ بار آپ اپنے کاندھوں پر اٹھائیے اور لوگوں کو اس بے چینی اور پریشانی سے نجات دیجیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہتر یہ ہے کہ تم کسی اور کو اپنا امیر بنا لو اور مجھے اس کا وزیر رہنے دو اور بہتر یہی ہے کہ کوئی دوسرا امیر ہو اور میں اس کا وزیر ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: خدا کی قسم ہم آپ کے علاوہ کسی کی بیعت کے لیے تیار نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم مجھے مجبور کر رہے ہو تو بہتر یہ ہے کہ بیعت مسجد میں ہونی چاہیے تا کہ لوگوں پر میری بیعت مخفی نہ رہے اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر یہ خلافت مجھے حاصل بھی نہیں ہو سکتی۔

سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مسجد میں جانا بہتر

معلوم نہیں ہوا۔ کیونکہ مجھے یہ خوف تھا کہ لوگ ان کے خلاف شور نہ مچائیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری بات قبول نہیں فرمائی اور مسجد تشریف لے گئے۔ وہاں تمام مہاجرین وانصار نے جمع ہو کر آپ کی بیعت کی۔ اور ان کے بعد دیگر لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

## بیت المال کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روش:

جعفر بن عبداللہ المحمدی نے عمرو بن حماد' علی بن حسین' حسین عن ابیہ اور ابومیمونہ کے واسطہ سے ابوبشیر العابدی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو میں مدینہ میں موجود تھا۔ مہاجرین وانصار جمع ہو کر جن میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے ابوالحسنؓ اپنا ہاتھ بڑھائیے تا کہ ہم آپ کی بیعت کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے خلافت کی کوئی حاجت نہیں۔ تم جسے بھی خلیفہ بنانا چاہو میں اس سے خوش ہوں اور اس معاملہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

مہاجرین وانصار نے جواب دیا: ہم آپ کے علاوہ کسی کو خلیفہ بنانے کے لیے تیار نہیں۔

الغرض حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مہاجرین وانصار حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتے رہے اور انہیں خلافت قبول کرنے پر مجبور کرتے رہے حتیٰ کہ ان مہاجرین وانصار نے ایک بار یہاں تک کہا کہ خلافت کے بغیر معاملات طے نہیں پاسکتے۔ اور آپ کی ٹال مٹول سے معاملہ طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا چونکہ تم مجھے بار بار آ کر مجبور کر رہے ہو تو میں بھی تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں اگر تم میری بات قبول کرو گے تو میں خلافت قبول کروں گا ورنہ مجھے خلافت کی کوئی حاجت نہیں۔

مہاجرین وانصار نے وعدہ کیا کہ آپ جو کچھ بھی حکم دیں گے ہم ان شاء اللہ اسے ضرور قبول کریں گے۔ یہ وعدہ لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے لوگ آپ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں نے تمہاری اس خلافت کا بار مجبور ہو کر قبول کیا ہے کیونکہ تم لوگوں نے مجھ کو اس پر انتہائی مجبور کیا۔ اور میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار باقی نہ رہا کہ میں تمہاری یہ درخواست قبول کرلوں۔

اب میری شرط صرف اتنی ہے کہ تمہارے خزانوں کی چابیاں اگرچہ میرے قبضہ میں ہوں گی لیکن میں تمہاری رضامندی کے بغیر اس میں سے ایک درہم بھی نہ لوں گا''۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ بات قبول فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جواب سن کر فرمایا: اے اللہ تو ان پر گواہ رہ' اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیعت لی۔

ابوبشیر کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے قریب کھڑا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ سن رہا تھا۔

## پہلی بدفالی:

عمرو بن شعبہ نے علی بن محمد کے ذریعہ ابوبکر الہذلی سے ابوالملیح کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے

گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بازار تشریف لے گئے اور یہ واقعہ اٹھارہ ذی الحجہ بروز ہفتہ پیش آیا۔ لوگ ان کے پیچھے لگ گئے اور انہیں دیکھنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بنو عمرو بن مبذول کے باغ میں داخل ہو کر ابو عمرۃ بن عمرو بن محصن سے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو۔ لوگ باغ کے دروازے پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا مجبوراً دروازہ کھول دیا گیا اور لوگ اندر داخل ہو گئے۔ ان لوگوں میں طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اے علیؓ! اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ آگے بڑھا دیا اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے آپ کی بیعت کی۔

جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کی تو حبیب بن ذویب آپ کو دیکھ رہا تھا اور چونکہ سب سے پہلے بیعت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کی تھی اس لیے حبیب بولا جس بیعت کی ابتداء کٹے ہاتھ سے ہوئی ہو وہ ہرگز مکمل نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد تشریف لائے اور منبر پر چڑھے اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک تہمد باندھے اور چوغہ پہنے تھے۔ سر پر خز کا عمامہ تھا اور پاؤں میں چپل تھے ہاتھ میں ایک کمان تھی جس پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔

لوگ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو پکڑ کر لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تم بھی بیعت کرو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سب لوگ بیعت کر لیں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا۔ لیکن میری ذات سے آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے گی۔

اس کے بعد لوگ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پکڑ کر لائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کے لیے کہا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دیا تھا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اپنا کوئی ضامن پیش کرو۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میرے پاس کوئی ضامن نہیں ہے۔ اشتر نخعی نے کھڑے ہو کر عرض کیا مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن اتار دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں' انہیں چھوڑ دو میں نے ان کے بچپن سے لے کر ان کے بڑے ہونے تک ان میں کوئی برائی نہیں دیکھی۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت:

محمد بن سنان القضرار نے اسحاق بن ادریس' ہشیم' حمید کے ذریعہ حسن بصری کا یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے مدینہ کے جنگلات میں سے ایک جنگل میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرتے دیکھا۔

## اشتر کی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دھمکی:

احمد بن زہیر نے' زہیر' وہب' جریر' یونس بن یزید الایلی کے ذریعہ زہری کا یہ قول بیان کیا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیعت سے پس و پیش کیا۔ مالک اشتر نخعی تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا اور بولا خدا کی قسم! اے طلحہ رضی اللہ عنہ یا تو بیعت کر لے ورنہ میں یہ تلوار تیری پیشانی میں بھونک دوں گا۔ اس پر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس سے بھاگ کر کہاں جا سکتا ہوں اور اس کے بعد انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ پھر زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی اور انہیں دیکھ کر اور لوگوں نے بھی بیعت کی۔ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوفہ و بصرہ کی امارت کی خواہش ظاہر کی اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے ساتھ رہو تمہیں وہاں ضرور حاکم بنا کر بھیج دوں گا۔

زہری کہتے ہیں ہمیں یہ بھی خبر معلوم ہوئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں حضرات سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو میری بیعت

کرلو اور اگر تم خود خلیفہ بننا چاہو تو میں تمہاری بیعت کے لیے تیار ہوں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ اس کے بعد طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے ہمیں اپنی جانوں کا خوف تھا اس لیے ہم نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور ہم یہ جانتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ ہماری بیعت کرنے والے نہیں یہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چار ماہ بعد مکہ چلے گئے۔

## جبری بیعت:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن' ابومخنف' عبدالملک بن ابی سلیمان اور سالم بن ابی الجعد کے ذریعہ محمد بن الحنفیہ سے بیان کیا ہے۔

محمد بن الحنفیہ کہتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے میں اس وقت اپنے والد کے ساتھ تھا جب میرے والد اپنے گھر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ شخص تو قتل کر دیا گیا ہے' اور کسی نہ کسی کا خلیفہ ہونا ضروری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس کام کے لیے شوریٰ منعقد کی جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواباً عرض کیا ہم آپ سے راضی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر بیعت مسجد میں ہونی چاہیے تاکہ لوگوں کی رضا بھی حاصل ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد تشریف لے گئے۔ بیعت کرنے والوں نے آپ کی بیعت کی۔ انصار نے بھی آپ کی بیعت کی لیکن انصار کے چند افراد نے آپ کی بیعت سے گریز کیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے لیے اس بیعت کی اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں جیسے ایک کتا مجبوراً زمین پر ناک رگڑ رہا ہو۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیعت علی رضی اللہ عنہ سے گریز:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن اور بنو ہاشم کے ایک شیخ کے واسطہ سے عبداللہ بن حسن سے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر دیئے گئے تو تمام انصار نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی صرف معدودے چند افراد نے اس سے گریز کیا جن میں حسان بن ثابت' کعب بن مالک' مسلمۃ بن مخلد' ابوسعید الخدری' محمد بن مسلمہ' نعمان بن بشیر' زید بن ثابت' رافع بن خدیج' فضالۃ بن عبید اور کعب بن عجرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے یہ سب کے سب عثمانی تھے کسی نے عبداللہ بن الحسن سے سوال کیا۔ ان لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کیوں انکار کیا تھا اور یہ لوگ عثمانی کس طرح ہوئے۔ عبداللہ بن الحسن نے جواب دیا واقعہ یہ تھا کہ حسان رضی اللہ عنہ تو ایک شاعر تھا جسے یہ بھی خبر نہ تھی کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔

جہاں تک زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا تعلق ہے تو اسے عثمان رضی اللہ عنہ نے قضاء و فیصلہ کا ذمہ دار بنایا تھا۔ اور بیت المال بھی اسی کے سپرد کیا تھا۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ کو محصور کیا گیا تو اس نے دوبارہ یہ اعلان کیا تھا کہ اے معشر انصار تم اللہ کے مددگار بن جاؤ جس پر ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے یہ جواب دیا تھا کہ تو تو عثمان رضی اللہ عنہ کی اس لیے مدد کر رہا ہے کہ تیرے بازو مضبوط ہو جائیں۔

رہے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ تو انہیں عثمان رضی اللہ عنہ نے قبیلہ مزینہ کے صدقات کا عامل بنایا تھا انہوں نے مزینہ سے جو صدقات وصول کیے تھے' وہ عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے چھوڑ دیئے تھے۔

عبداللہ بن الحسن کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے جس نے خود زہری سے سنا تھا زہری کا یہ قول بیان کیا ہے کہ مدینہ سے ایک جماعت شام بھاگ کر چلی گئی اور اس نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی اور قدامۃ بن مظعون' عبداللہ بن سلام اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم نے بھی بیعت نہیں کی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ کی مجبوراً بیعت کی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ

زبیر رضی اللہ عنہ نے قطعاً بیعت ہی نہیں کی۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:

عبداللہ بن احمد المروزی نے احمد' سلیمان' عبداللہ' جریر بن حازم' ہشام بن ابی ہشام مولیٰ عثمان رضی اللہ عنہ کے ذریعہ کوفہ کے ایک شیخ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ اس نے ایک اور شیخ سے سنا تھا وہ کہتا تھا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خیبر میں تھے۔ جب وہ خیبر سے واپس آئے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا تا کہ ان دونوں کی گفتگو سن سکوں۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے علیؓ! میرے تم پر بہت سے حقوق ہیں جن میں سب سے اوّل حق اسلام کا حق ہے اور دوسرا بھائی بندی کا حق ہے اور تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں جب بھائی چارہ کرایا' تو میرا تجھ سے بھائی چارہ کرایا تھا۔ تیسرا تجھ پر رشتہ داری کا حق ہے اور ایک سسرالی حق بھی ہے میں نے عہد و پیمان کا کوئی بوجھ آج تک تجھ پر نہیں ڈالا ہے۔ اور زمانہ جاہلیت میں بھی ہم ہمیشہ اس لیے بنوعبدمناف کا ساتھ دیتے رہے کہ کہیں بنوعبدمناف سے بنوتیم حکومت نہ چھین لیں''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا: اے عثمانؓ! تم نے جو حقوق مجھ پر گنائے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں اور تم نے جو یہ کہا ہے کہ اگر ہم بنوعبدمناف کی مدد نہ کرتے تو بنوتیم ان سے حکومت چھین لیتے تو تم نے یہ بھی حق کہا ہے عنقریب تمہارے پاس خبر پہنچ جائے گی۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے مسجد تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے قریب بلایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر کی جانب چلے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ ہم حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔ وہاں لوگ جمع تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم آخر یہ کیا کر رہے ہو اور تمہارا ارادہ کیا ہے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے عقلمندوں نے اس کام پر مجبور کر دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور واپس لوٹ آئے اور بیت المال پہنچے تو اس کا دروازہ بند تھا۔ فرمایا اس کا دروازہ کھولو۔ لیکن بیت المال کی چابیاں دستیاب نہ ہو سکیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دروازہ توڑنے کا حکم دیا اور خزانہ کا دروازہ توڑ دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمام خزانہ باہر نکلوایا اور اسے لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس جو لوگ موجود تھے جب انہیں یہ اطلاع ملی کہ علی رضی اللہ عنہ لوگوں میں خزانہ تقسیم کر رہے ہیں وہ وہاں سے کھسکنے لگے اور ایک ایک ہو کر سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ حتیٰ کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص بھی باقی نہیں رہا اور ان کے سب حامی تتر بتر ہو گئے۔

یہ خبر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ اس کام سے بہت خوش ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ گھر سے نکل کر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مکان کی جانب چلے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہولیا تا کہ یہ معلوم کروں کہ طلحہ، عثمان رضی اللہ عنہ سے جا کر کیا گفتگو کرتے ہیں اور اس گفتگو کا کیا نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچ کر اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت مل گئی تو وہ اندر پہنچے اور کہنے لگے اے امیر المومنین! میں اپنی غلطیوں کی اللہ سے مغفرت طلب کرتا اور اس سے توبہ کرتا ہوں واقعہ یہ ہے کہ میں نے ایک کام کا ارادہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے پورا نہیں ہونے دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے طلحہؓ! تم تائب ہو کر نہیں آئے ہو بلکہ مجبور اور بے بس ہو کر آئے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کافی ہے۔

## حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو بیعت علی رضی اللہ عنہ پر مجبور کیا گیا تھا:

حارث ابن سعد' محمد بن عمر' ابو بکر بن اسمٰعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' اسمٰعیل کے ذریعہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے ہم نے اس حال میں بیعت کی ہے کہ تلوار میرے سر پر چمک رہی تھی۔ سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ تلوار ان کے سر پر موجود تھی یا نہیں ہاں! میں یہ جانتا ہوں کہ طلحہ رضی اللہ عنہ سے زبردستی بیعت لی گئی تھی۔ اسمٰعیل کا بیان ہے کہ مدینہ کے تمام لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی صرف سات اشخاص نے ان سے گریز کیا۔ جن میں سعد بن ابی وقاص' ابن عمر' صہیب' زید بن ثابت' محمد بن مسلمہ' سلمۃ بن وقش اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم تھے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے انصار میں سے کسی نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکار نہیں کیا۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کا افسانہ:

زید بن بکار نے مصعب بن عبداللہ' عبداللہ بن مصعب بن عبداللہ' عبداللہ بن مصعب موسیٰ بن عقبہ اور ابو حبیبہ مولی الزبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا اور علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو علی رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ ابو حبیبہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ علی رضی اللہ عنہ اندر آنا چاہتے ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور اسے اپنے بستر کے نیچے رکھ لیا اور اس کے بعد مجھ سے کہا جاؤ انہیں اندر بلا لاؤ۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اندر پہنچ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور سامنے کھڑے رہے اور کچھ دیر بعد کھڑے کھڑے واپس چلے گئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا بات ہے کہ یہ شخص اندر آ کر ایک دم سے واپس چلا گیا۔ دیکھو کیا تلوار تو نظر نہیں آ رہی ہے۔ میں اس جگہ جا کر کھڑا ہوا جہاں علی رضی اللہ عنہ کھڑے تھے تو مجھے تلوار کی دھار نظر آئی۔ میں نے انہیں بتایا کہ تلوار کی دھار نظر آ رہی ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسی وجہ سے یہ شخص جلدی چلا گیا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر پہنچے تو لوگوں نے ان سے زبیر رضی اللہ عنہ کا ارادہ دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا میں نے اپنی بہن کے لڑکے کو بہت نیک اور صلہ رحم پایا ہے اس لیے لوگوں نے زبیر رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنے دل میں بہتر خیال پیدا کر لیا۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ انہوں نے میری بیعت کر لی تھی۔

## قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا مدینہ پر قبضہ:

سری نے شعیب' سیف بن عمر' محمد بن عبداللہ بن سواد بن نویرہ' طلحۃ بن الاعلم' ابوحارثہ اور ابوعثمان کے حوالے سے یہ واقعہ مجھے تحریر کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مدینہ پر پانچ دن تک غافقی بن حرب کا قبضہ رہا۔ اور وہاں کوئی امیر نہ تھا۔ قاتلین اس تلاش میں مصروف تھے کہ کوئی ایسا شخص مل جائے جو اس خلافت کو سنبھال لے۔ مصری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے چکر لگا رہے تھے اور وہ ان سے جان بچانے کے لیے مدینہ کے باغوں میں جا کر چھپ جاتے تھے۔ کوئی زبیر رضی اللہ عنہ کی تلاش میں تھے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے اور اس خلافت سے بیزاری ظاہر کی جو قاتلین کے ذریعہ حاصل ہو۔

اہل بصرہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی تلاش میں مصروف تھے۔ جب یہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے بھی خلافت سے دست برداری ظاہر کی۔ بصری برابر اصرار کرتے رہے لیکن وہ اس پر آمادہ نہیں ہوئے۔ یہ سب کے سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر متفق تھے لیکن اس میں یہ باہم مختلف تھے کہ کسے خلیفہ بنایا جائے ہر فریق اپنی اپنی خواہش کا امیر چاہتا تھا۔

## باغیوں کا سعد رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق:

جب باغیوں نے یہ دیکھا کہ طلحہ' زبیر اور علی رضی اللہ عنہم میں سے کوئی ان کی بات قبول نہیں کرتا تو ان شریروں نے باہم اس پر اتفاق کیا کہ اب ان تینوں کو ہرگز بھی خلیفہ نہ بنانا چاہیے اور ہر اس شخص کو خلافت سپرد کر دینی چاہیے جو سب سے اوّل ہماری بات تسلیم کرے۔ ان سب نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور کہلوایا آپ اصحاب شوریٰ میں داخل ہیں اور ہم سب کا آپ کی خلافت پر اتفاق ہے۔ آپ تشریف لائیے تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہلوایا جہاں تک میرا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا تعلق ہے تو ہم دونوں تو پہلے ہی سے خلافت سے منحرف ہیں ہمیں خلافت کی کسی حال میں بھی ضرورت نہیں۔ آخر میں سعد رضی اللہ عنہ نے تمثیلاً یہ شعر تحریر کیا ؎

لَا تَخْلِطَنَّ خَبِيْثَاتٍ بِطَيِّبَةٍ
وَاخْلَعْ ثِيَابَكَ مِنْهَا وَ ابْخُ عُرْيَانًا

''تو پاک چیزوں کے ساتھ خبیث چیزوں کو ہرگز نہ ملا۔ بلکہ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ اپنے کپڑے اتار کر ننگا پھرتا کہ تیرا باطن ظاہر ہو جائے''۔

## ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خلافت کی خواہش:

اس کے بعد سب باغی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں آپ اس خلافت کو کیوں نہیں سنبھالتے۔ انھوں نے فرمایا اس خلافت میں اب انتقامی مادہ پیدا ہو چکا ہے اور میں اپنے آپ کو اس کے لیے پیش نہیں کر سکتا۔ اس انتقامی کارروائی کے لیے تم میرے علاوہ اور کسی کو تلاش کرو۔

الغرض یہ قاتلین ہر طرف سے مایوس ہو گئے۔ یہ حیران تھے کہ انہیں کیا کرنا چاہیے اور فیصلہ انہی کے ہاتھ میں تھا۔

## طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا خلافت سے انکار:

سری نے شعیب' سیف' سہل بن یوسف اور قاسم بن محمد کے حوالے سے مجھے یہ تحریر کیا ہے کہ یہ قاتلین جب طلحہ رضی اللہ عنہ کے

پاس جاتے اوران سے خلافت قبول کرنے کے لیے کہتے تو وہ انکار کرتے اور یہ شعر پڑھتے ۔

وَ مِنْ عَجَبِ الْاَیَّامِ وَالدَّهْرِ اِنَّنِیْ بَقِیْتُ وَحِیْدًا لَا اَمُرُّ وَ لَا اَحْلٰی

ترجمہ: ''زمانہ کی بھی عجب حالت ہے کہ میں آج یکہ وتنہا باقی رہ گیا ہوں اب مجھے نہ کوئی شے کڑوی معلوم ہوتی ہے اور نہ میٹھی''۔

یہ لوگ طلحہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہہ کر کہ آپ ہی نے تو ہم سے وعدہ کیا تھا واپس چلے آتے' وہاں سے اٹھ کر زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے اورانہیں خلافت قبول کرنے پر ابھارتے۔ وہ انکار کرتے اور تمثیلاً یہ شعر پڑھتے ۔

مَتٰی اَنْتَ عَنْ دَارٍ بِقَیْحَانَ رَاحِلِیْ وَبَاعَتِهَا یَحْنُوْا عَلَیْكَ الْكَتَائِبُ

ترجمہ: ''قیحان کے گھر اور میدانوں سے اب تیرا کیا واسطہ کیونکہ تو وہاں سے اس حال میں کوچ کر رہا ہے کہ لشکر تجھ پر چڑھے آ رہے ہیں''۔

یہ لوگ زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے بھی یہ کہہ کر اٹھتے کہ آپ ہی نے تو ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اس کے بعد یہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے اوران سے درخواست کرتے۔ لیکن وہ بھی انکار کرتے اور ان کے سامنے یہ شعر پڑھتے ۔

لَوْ اَنَّ قَوْمِیْ طَاوَعَتْنِیْ سُرَاتُهُمْ اَمَرْتُهُمْ اَمْرًا یُدِیْخُ الْاَعَادِیَا

ترجمہ: ''اگر میری قوم کے بڑے میری بات مانتے تو میں انہیں ایسی بات کا حکم دیتا جس سے دشمن بھی دوست بن جاتے''۔

یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب سن کر وہاں سے چلے آتے اور یہ کہتے ہوئے آتے کہ آپ ہی نے تو ہم سے وعدہ کیا تھا۔

## اشتر نخعی کی حیلہ سازی:

عمرو بن شعبہ نے' ابوالحسن المدائنی' مسلمۃ بن محارب' داؤد بن ابے ہند کے ذریعہ شعبی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو قاتلین جمع ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ کے بازار میں تھے۔ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ آپ اپنا ہاتھ پھیلائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جلدی نہ کرو کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت سمجھ دار اور مسلمانوں کے لیے نہایت بابرکت انسان تھے انہوں نے مجلس شوریٰ کی وصیت فرمادی تھی۔ تم لوگوں کو کچھ تو مہلت دو کہ وہ جمع ہو کر آپس میں مشورہ کر سکیں۔ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلے گئے۔

لیکن پھر ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد لوگ اسی طرح اپنے شہروں کو واپس چلے گئے اور کوئی خلیفہ متعین نہ ہو سکا تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور امت میں فساد پھیل جائے گا۔ اس لیے یہ پھر دوبارہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور وہاں جانے کے بعد اشتر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا خدا کی قسم! اگر آپ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا تو آپ بہت ہی کوتاہ نظر ثابت ہوں گے اس کے بعد اہل کوفہ اور عام لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

شعبی کہتے ہیں لوگ اسی باعث کہا کرتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سب سے اوّل اشتر نخعی نے کی ہے۔

## بنوامیہ کا مدینہ سے فرار:

مجھے سری نے شعیب' سیف' ابوحارثہ اور ابوعثمان کے حوالے سے تحریراً اس بات کی اطلاع دی ہے کہ جب حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ کی شہادت کو پانچ روز گزر گئے اور جمعرات کا دن ہوا۔ یعنی ۲۴/ ذی الحجہ تو اہل مدینہ یکجا جمع ہوئے' سعد رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اس اجتماع میں موجود نہ تھے۔ یہ دونوں مدینہ سے باہر تھے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ بھی اس اجتماع میں شریک نہیں ہوئے۔ وہ اپنے باغ میں بیٹھے رہے بنوامیہ میں جو لوگ بھاگنے کی قدرت رکھتے تھے وہ مدینہ سے بھاگ گئے تھے اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہ بھاگ کر مکہ چلے گئے تھے۔ یہ دونوں سب سے پہلے بھاگے تھے ان لوگوں کے بعد مروان فرار ہوا۔ پھر یکے بعد دیگرے لوگ مدینہ چھوڑ کر فرار ہوتے رہے۔ جب اہل مدینہ جمع ہو گئے تو اہل مصر نے ان سے کہا تم لوگ اصحاب شوریٰ ہو اور تم ہی لوگ خلیفہ کا انتخاب کر سکتے ہو۔ تم جسے مناسب سمجھو اسے منتخب کر لو ہم تمہارے تابع ہیں۔ تمام اہل مدینہ نے جواب دیا ہم سب علی رضی اللہ عنہ پر راضی ہیں۔

## حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی خلافتِ علی رضی اللہ عنہ پر رضامندی:

علی بن مسلم نے حبان بن ہلال' جعفر بن سلیمان کے حوالے سے عوف کا یہ قول بیان کیا ہے کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے محمد بن سیرین کو یہ کہتے سنا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور فرمایا اے طلحہ رضی اللہ عنہ اپنا ہاتھ پھیلاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس کے آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں اور آپ ہی امیر المومنین ہیں آپ اپنا ہاتھ پھیلائیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پھیلایا اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کی بیعت کی۔

## اہل مدینہ کو قاتلین عثمان کی دھمکی:

سری نے شعیب' سیف' محمد اور طلحہ کے حوالے سے مجھے تحریراً مطلع کیا ہے کہ محمد اور طلحہ کہتے ہیں کہ ان قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ سے کہا۔ اے اہل مدینہ تم لوگوں کے لیے دو دن کی مہلت ہے یا تو تم ان دو روز میں خلیفہ کا انتخاب کر لو ورنہ خدا کی قسم ہم اس کے بعد علی' طلحہ زبیر رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیں گے۔ اس اعلان کے بعد اہل مدینہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور ان سے عرض کیا۔ ہم آپ کی بیعت کے لیے تیار ہیں کیونکہ آپ نے اسلام کی خاطر مصائب برداشت کیے ہیں اور آپ ذوی القربیٰ میں داخل ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ تم میرے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنا لو۔ کیونکہ ہمیں روز بروز ایسے نئے واقعات پیش آ رہے ہیں جن میں نہ تو دل ثابت قدم رہ سکتے ہیں اور نہ عقلیں قائم رہ سکتی ہیں۔

اہل مدینہ نے عرض کیا ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں۔ کیا آپ حالات نہیں دیکھ رہے ہیں کیا آپ اسلام کی اس تباہی پر غور نہیں کرتے؟ کیا آپ ان فتنوں کو نہیں دیکھتے؟ کیا آپ کو اللہ کا کچھ بھی خوف نہیں؟۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں جن فتنوں کو دیکھ رہا ہوں خود بھی انہیں قبول کر لوں اور جان بوجھ کر میں بھی تمہارے ساتھ ان فتنوں میں مبتلا ہو جاؤں۔ اگر تم مجھے تنہا چھوڑ دو گے تو میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ تم جسے بھی امیر بناؤ گے میں اس کا سب سے زیادہ تابعدار رہوں گا اور تم سب سے زیادہ اس کا حکم سنوں گا۔

یہ سن کر اہل مدینہ اٹھ کر چلے گئے اور اگلے روز فیصلہ کی تاریخ معین کی اور باہم مشورہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ اگر اس فیصلہ میں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بھی شریک ہو جائیں تو معاملہ درست ہو جائے گا۔ یہ فیصلہ کر کے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ بصری بھیجے اور حکیم بن جبلۃ العبدی کو قاصد بنایا اور ان سے کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ سے جا کر کہو کہ وہ اختلاف سے پرہیز کریں۔ یہ لوگ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

کے پاس پہنچے تو انہیں تلوار سے ڈرانے لگے۔

اسی طرح طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ کوفی بھیجے گئے اور ان سے یہ کہلوایا گیا کہ تم اختلاف سے ڈرو اس وفد کا قائد اشتر نخعی تھا۔ ان لوگوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر انہیں بھی تلواروں سے ڈرایا۔

اہل کوفہ اور اہل بصرہ اپنے اس ساتھی کو برا بھلا کہہ رہے تھے جسے وہ امیر بنانا چاہتے تھے۔ یعنی طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما اور مصری خوش تھے کہ اہل مدینہ بھی علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے میں ان کے حامی ہو گئے ہیں۔

اہل کوفہ اور اہل بصرہ اس بات سے ڈر رہے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کے بعد وہ اہل مصر کے مطیع بننے پر مجبور ہوں گے اور مصریوں کی موجودگی میں ان کی وہی حیثیت ہوگی جو ایک کوڑا کرکٹ کی ہوتی ہے اسی باعث انہیں رہ رہ کر طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما پر غصہ آتا تھا لیکن دانت پیس کر رہ جاتے تھے۔

جب جمعہ کا دن آیا تو سب لوگ مسجد میں جمع ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور منبر پر چڑھے اور فرمایا۔ اے لوگو! اس کام کا وہی حقدار ہے جسے تم منتخب کرو۔ کل گزشتہ ہم نے اور تم نے ایک فیصلہ کیا تھا۔ اب اگر تم چاہو تو میں اس کام کی ذمہ داری سنبھال لوں ورنہ میری کسی پر کوئی زبردستی نہیں۔ لوگوں نے جواب دیا ہم نے جو کل آپ سے فیصلہ کیا تھا ہم اس پر قائم ہیں۔

لوگ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو لے آئے اور ان سے کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرو۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں مجبوراً بیعت کرتا ہوں۔ انہوں نے بیعت کی اور یہی سب سے قبل بیعت کرنے والے ہیں۔

طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ لنجا تھا۔ جب یہ بیعت کر رہے تھے تو ایک شخص انہیں دور سے گھور رہا تھا جب یہ بیعت کر چکے تو اس نے اناللہ پڑھی اور کہا اے امیر المومنین! سب سے پہلے بیعت ایک لنجے ہاتھ نے کی ہے۔ اب تو یہ بیعت کبھی بھی پوری نہ ہوگی۔

اس کے بعد زبیر رضی اللہ عنہ کو لایا گیا انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں مجبوراً بیعت کر رہا ہوں اور اس کے بعد انھوں نے بیعت کی لیکن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بارے میں اختلاف ہے۔

پھر ان لوگوں کو لایا گیا جو اس اختلاف سے کنارہ کش تھے انھوں نے آ کر بیعت کی اور کہا اے علیؓ! ہم آپ کی اس بات پر بیعت کرتے ہیں کہ آپ احکام خداوندی کا نفاذ فرمائیں گے خواہ آپ کا کوئی قریبی رشتہ دار ہو یا دور کا رشتہ دار ہو۔ عزت دار ہو یا کمزور۔ اس کے بعد عام لوگوں نے بیعت کی۔

## اشتر کی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گستاخی:

سری نے شعیب' سیف' ابوزہیر الازدی' عبدالرحمٰن بن جندب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے میرے پاس یہ واقعہ لکھ کر روانہ کیا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو اشتر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انھیں پکڑ کر لایا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کم از کم مجھے یہ تو دیکھنے دو کہ لوگ کیا کر رہے ہیں لیکن اشتر نے انہیں کوئی مہلت نہ دی اور انہیں گلے سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا لے آیا اور لا کر انہیں منبر پر چڑھا دیا۔ انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

## حکیم بن جبلہ کی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ گستاخی:

سری نے شعیب' سیف' محمد بن قیس' حارث الوالبی کی سند سے میرے پاس یہ واقعہ لکھ کر بھیجا ہے کہ حکیم بن جبلہ حضرت

زبیر رضی اللہ عنہ کو لے کر آیا اور انہیں بیعت پر مجبور کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اسی لیے کہا کرتے تھے کہ میرے پاس بنو عبدالقیس کے چوروں میں سے ایک چور آیا تھا اس لیے میں نے مجبوراً بیعت کر لی۔

**بیعت عامہ:**

سری نے شعیب' سیف کے حوالے سے میرے پاس یہ تحریر لکھ کر روانہ کی ہے کہ محمد بن عمر الواقدی اور طلحہ کہا کرتے تھے کہ پھر سب لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

امام طبری فرماتے ہیں جو لوگ پکڑ کر بیعت کے لیے لائے گئے تھے اور جن لوگوں نے بیعت کے لیے شرطیں لگائی تھیں جب ان سب نے بیعت کر لی تو یہ پورے اہل مدینہ کی بیعت سمجھی گئی خواہ انہوں نے کسی صورت میں بھی بیعت کی ہو۔ اس بیعت کے بعد لوگ اپنے اپنے مقامات کی طرف چلے گئے اور اختلاف کی تمام وجوہات ختم ہو گئیں۔

باب ۲

# نفاذِ خلافت

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیعت جمعہ کے دن کی گئی اس وقت ماہ ذی الحجہ کے ختم میں پانچ روز باقی تھے اور لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد سے دن گن رہے تھے۔ خلافت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔

سری نے شعیب' سیف اور سلیمان بن ابی المغیرہ کے حوالے سے میرے پاس یہ تحریر روانہ کی کہ علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ دیا اس میں خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

''اللہ عزوجل نے ایسی کتاب نازل فرمائی جو لوگوں کو ہدایت کرنے والی ہے اس کتاب میں ہر قسم کے خیر وشر کو بیان فرمایا: اب تمہیں چاہیے کہ تم خیر کو قبول کرو اور شر کو چھوڑ دو۔ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے فرائض ادا کرو۔ وہ تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے بہت سے امور حرام فرمائے ہیں جو قطعاً چھپے ڈھکے نہیں اور تمام حرام کاموں سے زیادہ مسلمانوں کا خون حرام فرمایا ہے۔ اس نے مسلمانوں کے ساتھ اخلاص اور باہم متحد رہنے کا حکم فرمایا ہے۔

مسلم وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر لوگ محفوظ رہیں۔ سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی ایذا دہی کا حکم دیا ہے۔

تم موت آنے سے قبل عام اور خاص احکام سب پر عمل کرلو۔ کیونکہ لوگ تو تمہارے سامنے موجود ہیں اور موت تمہیں گھیرتی چلی آرہی ہے۔ تم گناہوں سے ہلکے ہوکر موت سے ملو۔ لوگ تو ایک دوسرے کا انتظار ہی کرتے رہتے ہیں۔ تم لوگ اللہ کے بندوں اور اس کے شہروں کی بربادی کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ تم سے اس کا ضرور سوال کیا جائے گا حتیٰ کہ چوپایوں اور گھاس پھوس کے بارے میں بھی تم سے سوال ہوگا۔

اللہ عزوجل کی اطاعت کرو۔ اس کی نافرمانی نہ کرو اور جو بھی تمہیں خیر نظر آئے اسے قبول کرو اور جو برائی دیکھو اسے چھوڑ دو اور اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگ تھوڑی تعداد میں تھے اور زمین میں کمزور تھے''۔

### مصریوں کا وعدہ:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو ابھی آپ منبر پر ہی بیٹھے ہوئے تھے تو مصریوں نے عرض کیا ۔

خُذْهَا وَاحْذَرَا اَبَا حَسَنْ ۔۔۔ اِنَّا نُمِرُّ الْاَمْرَ اِمْرَارَ الرَّسَنْ

ترجمہ: ''اے ابوحسن رضی اللہ عنہ! آپ ہمارا یہ عہد یاد رکھیے کہ ہم اس کام کو انتہا تک پہنچا دیں گے''۔

شعر اصل میں یہ ہے ع

خُذْهَا اِلَيْكَ وَ احْذَرًا اَبَا حَسَنْ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اِنِّیْ عَجَزْتُ عَجْزَةً مَا اعْتَذِرْ سَوْفَ اَكِيْسُ بَعْدَهَا وَاسْتَمِرّ

ترجمہ: ''میں اتنا مجبور ہو گیا ہوں کہ عذر بھی نہیں کر سکتا۔ شاید اس کے بعد میں اس کام کو سمجھ جاؤں اور اسے کر گزروں''۔

## خلافت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجبوری:

سری نے شعیب' سیف کے حوالے سے مجھے یہ لکھ کر روانہ کیا کہ محمد الواقدی اور طلحہ کا بیان ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت کے بعد اپنے گھر تشریف لے جانے لگے تو سبائیہ فرقہ نے یہ شعر پڑھے ۔

خُذْهَا اِلَيْكَ وَ احْذَرًا اَبَا حَسَنْ اِنَّا نَمُرُّ الْاَمْرَ اِمْرَارَ الرَّسَنْ

ترجمہ: ''اے ابوحسنؓ! آپ ہماری جانب سے یہ یاد رکھیے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو کام کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں۔

صَوْلَتَ اَقْوَامٍ كَاَسْدَادِ السُّفُنْ بِمُشْرِفِيَّاتٍ كَغُدْرَانِ اللَّبَنْ

ترجمہ: قوموں کی شان و شوکت کشتیوں کی میخوں کی طرح ہوتی ہے جو اینٹوں کی چنائی کی طرح اوپر ابھری ہوتی ہیں۔

وَنَطْعَنُ الْمُلْكَ بِلَيْنٍ كَالشَّطَنْ حَتّٰى يَمُرَّنَّ عَلٰى غَيْرِ عَنَنْ

ترجمہ: ہم ملکوں کو نیزوں سے مار مار کر روئی کی طرح اڑا دیتے ہیں اور اسے اس راستہ پر پہنچا دیتے ہیں جس کی اسے توقع بھی نہیں ہوتی''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں لشکر گاہ چھوڑنے' اپنی تعداد پر ناز کرنے پر سرزنش فرمائی اور انھیں لشکر گاہوں کو واپس جانے کا حکم دیا۔ وہ زبان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم کا انکار نہ کر سکے لیکن ان کی خاموشی دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِنِّیْ عَجَزْتُ عَجْزَةً مَا اعْتَذِرْ سَوْفَ اَكِيْسُ بَعْدَهَا وَاسْتَمِرّ

ترجمہ: ''میں اتنا عاجز ہوں کہ کوئی عذر بھی نہیں کر سکتا۔ شاید اس کے بعد مجھے عقل آ جائے اور میں یہ کام کر گزروں۔

اَرْفَعُ مِنْ ذَيْلِيْ مَا كُنْتُ اَجُرّ وَاَجْمَعُ الْاَمْرَ الشَّتِيْتَ الْمُنْتَشِرْ

ترجمہ: میں کام کرنے کا تہیہ کر رہا ہوں اور اس پر کسی اجر کا طالب بھی نہیں۔ میں منتشر اور متفرق کام کو جمع کر رہا ہوں۔

اِنْ لَّمْ يُشَاغِبْنِیْ الْعَجُوْلُ الْمُنْتَصِرْ اَوْ يَتْرُكُوْنِیْ وَالسِّلَاحُ يَبْتَدِرْ

ترجمہ: ''اگر میری مدد میں جلدی کرنے والا مجھے اپنی طرف متوجہ نہ کر لیتا۔ یا مجھے میرے حال پر چھوڑ دیتا تو ہتھیار نہایت تیزی سے چلتے''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قصاص سے بے بسی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو جانے کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اے علی رضی اللہ عنہ! ہم نے آپ کی بیعت کے وقت یہ شرط کی تھی کہ آپ حدود اللہ کو قائم فرمائیں گے اور آپ کو یہ معلوم ہے کہ باغیوں کی یہ تمام جماعت قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں شریک ہے اور اس طرح انہوں نے مسلمانوں کے خون کو حلال کیا ہے اس لیے آپ پر ان سب لوگوں سے قصاص لینا فرض ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھائیو! میں تمہاری طرح ان امور سے ناواقف نہیں۔ لیکن ہم اس قوم کا کیا کر سکتے ہیں جو ہماری مالک بنی ہوئی ہے اور ہم ان کے مالک نہیں اور پھر اس قتل میں تم لوگوں کے غلام بھی شریک ہیں اور ان کے ساتھ کچھ دیہاتی بھی مل گئے ہیں اور وہ تمہارے دوست ہیں اور جس بات پر چاہتے ہیں تمہیں مجبور کر دیتے ہیں تو کیا ان حالات میں تم قصاص لینے پر کچھ قدرت رکھتے ہو۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں!

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! تم جو کچھ دیکھ رہے ہو میں بھی ان حالات کو دیکھ رہا ہوں اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حالات بعینہٖ زمانہ جاہلیت کے حالات ہیں اور اس قوم میں ابھی جاہلیت کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان کی کوئی ایک معینہ راہ اور طریقہ نہیں کہ جو اس طریقہ پر چل کر ہمیشہ زمین میں خوش رہے۔

لوگ خلافت کے معاملے میں کئی قسم کے ہیں ایک طبقہ کی وہی رائے ہے جو تمہاری رائے ہے اور دوسرے طبقہ کی رائے تمہاری رائے کے خلاف ہے اور ایک فرقہ نہ اس رائے کا حامی ہے اور نہ اس رائے کا۔

تاوقتیکہ لوگ ایک رائے پر جمع نہ ہو جائیں اور دل درست نہ ہو جائیں اس وقت تک قصاص ممکن نہیں۔ اب تم میرے پاس سے جاؤ اور یہ دیکھو کہ تمہارے لیے کیا نئے حالات پیش آتے ہیں اور ان حالات کا مطالعہ کر کے میرے پاس واپس آؤ۔

یہ بات قریش پر بہت گراں گزری اور انھوں نے مدینہ سے بھاگنا شروع کر دیا اور سب سے پہلے بنو امیہ مدینہ چھوڑ کر بھاگے اور لوگ متفرق ہو گئے۔

حتیٰ کہ بعض لوگ یہاں تک کہنے لگے کہ اگر ان حالات میں اسی طرح اضافہ ہوتا رہا اور اس آفت کی یہی حالت رہی تو ہم ان شریروں کی مدد کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے اس قصاص کو ترک کرنا پڑے گا۔

ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ ہمارے ذمہ جو کام لازم ہے ہمیں خود اس کا فیصلہ کر لینا چاہیے اور اس میں ہرگز بھی تاخیر نہ کرنی چاہیے۔ علی رضی اللہ عنہ تو اپنی رائے ختم کر چکے ہیں اس طرح ان کا کام بھی ہمارے کندھوں پر آ پڑا ہے اور ہمیں جو حالات نظر آ رہے ہیں اس سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ غیروں اور اپنوں سے بھی زیادہ قریش پر سختی کریں گے۔ اس بات کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک عام خطبہ دیا اور خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد قریش کی فضیلت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میں خود قریش کا محتاج ہوں اور مجھے ہر وقت ان کی فکر لگی ہوئی ہے اور ان کے بغیر میری زندگی بھی بیکار ہے اور اس خلافت کے علاوہ میری ان پر کوئی زبردستی نہیں مجھے اس کا اجر اللہ عزوجل ہی عطا فرمائے گا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا۔ جو غلام اپنے مالک کے پاس واپس نہ جائے گا ہم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ یہ اعلان سبائیہ فرقہ اور اعراب پر بہت گراں گزرا اور وہ آپس میں کہنے لگے کل کو ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آئے گا اور

ہم پھر احتجاج بھی نہ کر سکیں گے اسی لیے اس کا ابھی سے تدارک کر لینا چاہیے۔

## سبائیوں کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے انکار:

میرے پاس سری نے شعیب اور سیف کے حوالہ سے یہ لکھ کر روانہ کیا کہ محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت کے تیسرے روز لوگوں کو خطبہ دینے کے لیے باہر تشریف لائے اور فرمایا:

''اے لوگو! اعراب کو اپنے پاس سے نکال دو اور فرمایا اے اعراب تم اپنے چشموں پر واپس چلے جاؤ''۔

اعراب نے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس حکم کی اطاعت کی لیکن سبائیہ فرقہ نے انکار کر دیا۔

اس خطبہ کے بعد حضرت طلحہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔ اب تم لوگ اپنے قاتل کو پکڑ کر قتل کر دو صحابہ رضی اللہ عنہم نے جواب دیا یہ قاتل تو اس سے بھی زیادہ چھائے ہوئے ہیں کہ اعراب کے چلے جانے سے بھی ان کی قوت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! آج کے بعد وہ اس سے بھی زیادہ چھا جائیں گے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا:

لَوْاَنَّ قَوْمِیْ طَاوَعَتْنِیْ سُرَاتُهُمْ  اَمَرْتُهُمْ اَمْرًا یُدِیْخُ الْاَعَادِیَا

ترجمہ: ''اگر میری قوم کے سردار میری اطاعت کرتے تو میں انہیں ایسی بات کا حکم دیتا جس سے دشمن بھی دوست بن جاتے''۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے بصرہ جانے کی اجازت دے دیجیے اور میری جانب سے کسی قسم کا خطرہ دل میں نہ لائیے میں وہاں لشکر میں شامل رہوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس پر غور کروں گا۔

اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کی درخواست کی اور عرض کیا کہ آپ میری جانب سے کوئی بدگمانی نہ کیجیے۔ میں وہاں لشکر میں مقیم رہوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی درخواست پر بھی یہی فرمایا کہ میں اس پر غور کروں گا۔

## مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو جب اس مجلس کا حال معلوم ہوا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ مجھ پر آپ کے دو حق ہیں ایک اطاعت کا حق اور دوسرے نصیحت کا حق۔ آج کے روز بہترین رائے وہ ہے جس سے آپ کل' آئندہ پیش آنے والے امور سے اپنی حفاظت فرمالیں اور آج کے ضائع ہو جانے سے آپ ان چیزوں کو بھی ضائع کر دیں گے جو کل حاصل ہو سکتی ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابن عامر رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدوں پر قائم رکھئے اسی طرح بقیہ گورنروں کو بھی ان کے عہدوں پر برقرار رکھئے۔ جب یہ لوگ آپ کی اطاعت کر لیں اور لشکری آپ کی بیعت کر لیں تو اس وقت مناسب سمجھیں تو ان گورنروں کو تبدیل کر دیں۔ یا انھیں ان کے عہدوں پر رہنے دیں اس وقت آپ کو ان پر ہر قسم کا اختیار ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس رائے پر غور کروں گا۔

اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلے آئے اور اگلے روز پھر ان کے پاس گئے اور کہنے لگے میں نے کل آپ کو ایک مشورہ دیا تھا لیکن بہترین رائے یہ ہے کہ آپ فوراً انھیں ان کے عہدوں سے برطرف کر دیں۔ تاکہ ہر ایک سننے والے کو

ان کا حال معلوم ہو جائے اور وہ آپ کی خلافت کو قبول کر لے۔ اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلے گئے۔

## عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا مشورہ:

مغیرہ رضی اللہ عنہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس گئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں جاتے ہوئے دیکھ لیا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا میں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو آپ کے پاس سے نکلتے دیکھا ہے۔ وہ کس لیے آئے تھے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کل گزشتہ بھی آئے تھے اور مجھے یہ مشورہ دیا تھا۔ اور آج آئے تو یہ مشورہ دیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کل انھوں نے جو آپ کو مشورہ دیا تھا وہ فی الواقع خیر خواہی پر مبنی تھا اور آج انھوں نے آپ کو دھوکہ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر آپ کی کیا رائے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رائے تو یہ تھی کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے بلکہ اس سے قبل ہی آپ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلے جاتے اور وہاں اپنے گھر بیٹھ جاتے اور گھر کا دروازہ بند کر لیتے۔ اہل عرب مجبور و پریشان ہو کر آپ کے پاس پہنچتے اور آپ کے علاوہ انہیں کوئی خلافت کا اہل نظر نہ آتا اس وقت آپ کی خلافت پر سب کا اتفاق بھی ہوتا اور آپ اس طرح مجبور بھی نہ ہوتے۔

جہاں تک بنو امیہ کا تعلق ہے وہ آپ کو اس خلافت پر متہم کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے اور لوگوں کو شبہات میں ڈالیں گے وہ بھی اس قصاص کا مطالبہ کریں گے جس کا اہل مدینہ نے مطالبہ کیا ہے اور ان کے ارادے پر نہ تو آپ کو قدرت حاصل ہو سکے گی اور نہ وہ خود اس قصاص پر قدرت پاسکیں گے۔ اور اگر بالفرض یہ امور انھیں سپرد بھی کر دیے جائیں تو وہ اپنے حقوق کو خود فنا کر دیں گے اور وہ امور اختیار کریں گے جن سے زیادہ سے زیادہ شبہات پیدا کیے جاسکیں اور خدا کی قسم یہی مغیرہ رضی اللہ عنہ کل یہ کہیں گے کہ میں نے تو علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی تھی لیکن جب اس نے میری نصیحت قبول نہیں کی تو میں نے اسے دھوکہ دیا۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ اس گفتگو کے بعد مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حج سے واپسی:

حارث ابوالبی نے ابن سعد' محمد بن عمر الواقدی' ابن ابی سبرہ' عبدالحمید بن سہیل اور عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب فرمایا اور امیر حج بنایا۔ یعنی شہادت کے سال میں مکہ گیا اور لوگوں کو حج کرایا اور لوگوں کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ پڑھ کر سنایا۔ حج سے فراغت کے بعد مدینہ واپس آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہو چکی تھی اس لیے میں ان کے گھر پہنچا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مغیرہ رضی اللہ عنہ کی رائے قبول کرنے سے انکار:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خلوت میں تھے جس کی وجہ سے میں باہر رکا رہا۔ جب مغیرہ رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو میں اندر گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ آپ سے کیا کہہ رہے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے قبل انھوں نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ آپ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ' معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ کے دیگر عاملوں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھئے۔ اس طرح لوگ آپ کی بیعت کر لیں گے اور تمام مقامات پر سکون و اطمینان پیدا ہو جائے گا اور لوگ اپنی اپنی جگہ جا کر اطمینان سے ٹھہر جائیں گے۔ میں نے اس بات سے انکار کیا اور اسے یہ جواب دیا کہ اگر خدا کی قسم! مجھے دن کی ایک ساعت بھی ایسی حاصل ہو جائے جس میں میں اپنی رائے پر عمل کر سکوں تو میں انہیں اور ان جیسے لوگوں کو ایک لمحہ کے لیے بھی والی رکھنے کے لیے تیار نہیں۔ میری یہ بات سن کر مغیرہ رضی اللہ عنہ چلے گئے اور مجھے ان کے چہرے سے یہ صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ مجھے غلطی پر سمجھ رہے ہیں۔

اس وقت یہ میرے پاس دوبارہ آئے اور کہنے لگے۔ اس سے قبل میں نے آپ کو ایک مشورہ دیا تھا جسے آپ نے قبول نہیں کیا تھا لیکن غور کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آپ کی رائے صائب ہے آپ ان سب کو ان کے عہدوں سے برطرف کر دیں اور جس پر آپ مطمئن ہوں اسے عامل بنائیے۔ جتنی ان کی شان و شوکت پہلے تھی اب اتنی نہیں ہے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مکالمہ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا پہلی مرتبہ تو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کے ساتھ خیر خواہی کی تھی اور دوسری مرتبہ آپ کو دھوکہ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم مجھے نصیحت نہ کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما: آپ جانتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی دنیا دار ہیں اگر آپ انہیں ان کے عہدوں پر قائم رکھیں گے تو انہیں اس کی کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ خلیفہ وقت کون ہے اور اگر آپ انہیں معزول کر دیں گے تو وہ یہ کہیں گے کہ خلافت بغیر مشورے کے قائم ہوئی ہے اور اسی خلیفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے اس طرح آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے اور اہل عراق آپ کے باغی بن جائیں گے۔ دوسری جانب میں طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی مطمئن نہیں ہوں کہ کہیں وہ آپ پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم نے جو یہ کہا ہے کہ میں ان عہدیداروں کو ان کے عہدوں پر قائم رکھوں تو خدا کی قسم اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ دنیا کی اصلاح کے لیے یہی بہترین تدبیر ہے لیکن جہاں تک حق کا اور ان امور کا تعلق ہے جس کے عثمانی عہدیدار مرتکب ہو رہے ہیں اور جن کا مجھے علم ہے تو یہ امور مجھے اس پر مجبور کرتے ہیں کہ میں ان میں سے کسی کو بھی کوئی عہدہ نہ دوں اگر برطرفی کے باوجود یہ میری خلافت قبول کر لیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے اور اگر یہ اس سے انحراف کریں تو میں تلوار میان سے نکال لوں گا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما: تو میری ایک اور رائے تسلیم کیجیے کہ آپ ینبع اپنی زمین پر چلے جائیے اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائیے۔ کیونکہ عرب پریشان اور مضطرب ہونے کے بعد آپ ہی کے پاس آئیں گے اور آپ کے علاوہ انہیں کوئی ایسا دوسرا شخص نظر نہ آئے گا جو کہ خلافت کا بار سنبھال سکے اور اگر آپ نے آج ان کا ساتھ دے کر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ پر لشکر کشی کی تو خدا کی قسم کل تمام لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کی ذمہ داری آپ کے سر ڈال دیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں یہ بھی نہیں کرسکتا۔ تم شام جاؤ میں تمہیں وہاں کا عامل بناتا ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما: وہاں معاویہ رضی اللہ عنہ موجود ہیں جو بنوامیہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ جب میں وہاں پہنچوں گا تو وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے قصاص میں میری گردن اتار لیں گے اور اگر وہ ایسا نہ بھی کریں گے تو کم از کم مجھے قید ضرور کردیں گے اور میرے خلاف کوئی نہ کوئی حکم صادر کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میری اور تمہاری جو قرابت ہے تم نے اسے کیوں نظر انداز کردیا۔ تم پر جو شخص بھی حملہ آور ہوگا وہ دراصل مجھ پر حملہ آور ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما: آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیجیے۔ اس کے ساتھ ان سے کچھ وعدے کیجیے اور ان پر احسانات کیجیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم! میں یہ کام ہرگز نہیں کرسکتا۔

مجھ سے ہشام ابن سعد نے ابو ہلال کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے پانچ روز بعد مکہ سے مدینہ واپس آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ موجود تھے میں کچھ دیر ان کے دروازے پر ٹھہرا رہا۔ جس وقت مغیرہ رضی اللہ عنہ باہر آئے تو انہوں نے سلام کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ تم کب واپس آئے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ ابھی آرہا ہوں۔

اس کے بعد میں اندر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں سلام کیا۔

## قریش کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما سے ملے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ میری اور ان کی ملاقات نواصف میں ہوئی تھی انہوں نے سوال کیا ان کے ساتھ کون کون لوگ تھے۔ میں نے جواب دیا کہ ابوسعید بن الحارث بن ہشام اور قریش کی ایک جماعت تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لوگ یہاں سے بھاگنے سے ہرگز باز نہ آئیں گے اور کچھ روز بعد یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص چاہتے ہیں اور خدا کی قسم! ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ یہی لوگ قاتل عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

## معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں مغیرہ رضی اللہ عنہ کی رائے:

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے دریافت کیا' اے امیر المومنین یہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کس لیے آئے تھے اور آپ سے خلوت میں ان کی کیا گفتگو ہوئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ قتل عثمان رضی اللہ عنہ کے دو روز بعد میرے پاس آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ میں آپ سے خلوت میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے ان کے لیے تخلیہ کیا۔ انھوں نے مجھ سے کہا کہ ہر شخص کے لیے نصیحت کی اجازت دی گئی ہے اور اب آپ ہی بڑوں میں باقی رہ گئے ہیں میں آپ کو نصیحت کرنا اور ایک بہترین رائے دینا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ آپ اس سال کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام عہدیداروں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھیے جب یہ لوگ آپ کی بیعت کرلیں اور آپ کی بیعت مکمل ہوجائے تو آپ جسے چاہیں معزول فرمائیں اور جسے چاہیں برقرار رکھیں۔

میں نے انہیں یہ جواب دیا تھا کہ میں دین میں مداہنت نہیں کرسکتا اور گری ہوئی طبیعت کے انسانوں کو اپنی خلافت میں کوئی

عہدہ نہیں دے سکتا۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ: اگر آپ یہ نہیں کر سکتے تو آپ جسے چاہیں معزول فرمائیں۔ لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ قائم رکھیں کیونکہ وہ ایک صاحب جرأت انسان ہیں اور اہل شام ان کی بات مانتے ہیں اور ان کے قائم رکھنے پر آپ کے پاس ایک دلیل بھی ہے وہ یہ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پورے شام کا والی بنایا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدے پر دو دن بھی قائم نہیں رکھ سکتا۔

اس گفتگو کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ میرے پاس سے چلے گئے۔ آج پھر واپس آئے اور کہنے لگے میں نے آپ کو ایک مشورہ دیا تھا جو آپ نے قبول نہیں کیا تھا۔ لیکن غور وفکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ ہی کی رائے صحیح تھی اور آپ کو اپنی خلافت میں ہرگز بھی کسی کو دھوکہ نہیں دینا چاہیے اور نہ کسی بات کو چھپانا چاہیے۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے:

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا پہلی بار جو مغیرہ رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا تھا وہ آپ کی خیرخواہی کے لیے تھا اور دوسری بار آپ کو دھوکے میں مبتلا کیا میری رائے بھی یہی ہے کہ آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدے پر قائم رکھئے جب وہ آپ کی بیعت کر لیں گے تو انہیں ان کے عہدے سے برطرف کرنے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جنگ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو تلوار کے علاوہ کچھ نہیں دے سکتا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا۔

مَـا مِيْـتَةٍ اِنْ مُتُّهَـا غَيْـرَ عَـاجِـزٍ بِـعَـارٍ اِذَا مَـا غَـالَـتِ النَّفْسُ غُوْلَـهَا

ترجمہ: ''اس حالت میں اگر میری موت ہوگی تو وہ ایک عاجز کی موت ہوگی جسے چاروں طرف سے غول بیابانی نے گھیر لیا ہو''۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دوراندیشی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سادگی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ ایک بہادر شخص ضرور ہیں لیکن تدابیر جنگ سے قطعاً ناواقف ہیں۔ کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ:

اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ.

''جنگ بھی ایک قسم کا دھوکہ ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیوں نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما: خدا کی قسم! اے امیر المومنین میرے مشورے اور رائے پر چلیں تو میں ان مخالفوں کے اتنا آگے بڑھ جانے کے باوجود ان کی تدابیر کو اس طرح الٹ دوں گا کہ یہ ہر کام میں پیچھے ہی دیکھتے نظر آئیں گے اور یہ سوچیں گے کہ اس انجام بد سے کیسے بچنا چاہیے اور آگے کی کوئی بات انہیں نظر نہ آئے گی اور اس تدبیر میں آپ کا نہ نقصان ہو گا اور نہ آپ پر کوئی گناہ لازم آئے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم جن باتوں کا مجھے مشورہ دے رہے ہو اس میں تم نہ معاویہ رضی اللہ عنہ کا کچھ کر سکتے ہو اور نہ کسی اور کا کچھ بگاڑ سکتے ہو۔ اس لیے بہتر یہ ہے کہ اگر میں تمہارا مشورہ تسلیم نہ کروں تو تم ہر حال میں میری اطاعت کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما: ان شاء اللہ میں ایسا ہی کروں گا اور میرے نزدیک اطاعت سے زیادہ آسانی کسی چیز میں نہیں ہے۔

## شاہ قسطنطنین کا مسلمانوں پر حملہ:

محمد بن عمر الواقدی نے ہشام بن الغاز کے واسطہ سے عبادۃ بن نسی کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ اسی سال یعنی ۳۵ھ میں قسطنطنین بن ہرقل نے ایک ہزار کشتیوں میں لشکر بھر کر مسلمانوں پر حملے کے ارادے سے کوچ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک سخت آندھی مسلط فرما دی جس نے ان سب کو غرق کر دیا۔ لیکن قسطنطنین زندہ بچ گیا۔ اور بہ ہزار دقت صقلیہ پہنچا۔ رومیوں نے اس کے لیے ایک حمام تیار کرایا۔ جب قسطنطنین اس حمام میں گیا تو اسے یہ کہہ کر قتل کر دیا کہ تو نے ہمارے بہت سے آدمیوں کو تباہ کیا ہے۔

باب ۳

# حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گورنر

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد اور طلحہ کا بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا۔ کہ جب ۳۶ھ شروع ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں پر گورنر متعین کر کے روانہ فرمائے' عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو بصرہ' عمارۃ بن شہاب رضی اللہ عنہ کو کوفہ روانہ کیا۔ یہ عمارۃ رضی اللہ عنہ مہاجرین صحابہ میں داخل تھے' یمن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو' مصر قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کو اور شام سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔

## سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کی واپسی:

سہل رضی اللہ عنہ مدینہ سے کوچ کر کے شام کی طرف چلے۔ جب تبوک پہنچے تو وہاں انہیں کچھ گھوڑے سوار ملے۔ ان سواروں نے دریافت کیا تم کون ہو؟۔ سہل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں امیر ہو کر آیا ہوں۔ سواروں نے دریافت کیا آپ کو کس علاقہ پر مامور کیا گیا ہے۔ سہل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا شام پر۔ انھوں نے جواب دیا کہ اگر تمہیں عثمان رضی اللہ عنہ نے بھیجا ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر کسی اور نے بھیجا ہے تو واپس جاؤ۔ سہل رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تمہیں وہ حالات معلوم نہیں جو پیش آ چکے ہیں۔ ان سواروں نے جواب دیا ہاں ہمیں سب کچھ معلوم ہے اس گفتگو کے بعد سہل رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس چلے آئے۔

## قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کی دھوکہ دہی:

قیس بن سعد رضی اللہ عنہما جب مدینہ سے چل کر ایلہ پہنچے تو انہیں راہ میں کچھ سوار ملے انہوں نے دریافت کیا تم کون ہو؟ اور کہاں سے آئے ہو؟۔ قیس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد ہوں۔ انھوں نے دریافت کیا تمہارا نام کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ میرا نام قیس بن سعد رضی اللہ عنہما ہے۔ ان سواروں نے جواب دیا اچھا تم آگے جا سکتے ہو۔ یہ آگے بڑھ کر مصر میں داخل ہو گئے۔

مصر میں ان کے داخلہ سے لوگ کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئے۔

ایک فرقہ تو قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل گیا۔ اور بیعت میں داخل ہو گیا۔

دوسری جماعت نے خربتا پہنچ کر پناہ لی اور اس نے ہر قسم کے اختلافات سے علیحدگی اختیار کر لی اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل قتل کر دیئے گئے تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ورنہ ہم تمہارے مخالف ہیں۔ اور یا تو ہم اپنا قصاص لے کر رہیں گے یا ختم ہو جائیں گے۔

تیسرا گروہ یہ کہتا تھا کہ ہم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ہمارے بھائیوں سے قصاص نہ لیا جائے۔ یہ لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں شامل تھے۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہما نے یہ تمام حالات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھ کر روانہ کر دیئے۔

## اہل بصرہ کا اختلاف:

عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بصرہ روانہ ہوئے انہیں بصرہ میں داخل ہونے سے کسی نے نہیں روکا۔ ابن عامر رضی اللہ عنہ جو وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے گورنر تھا اس میں نہ تو حزم واحتیاط کا مادہ تھا اور نہ استقلال کے ساتھ جنگ کر سکتا تھا۔ اور تدبر بھی اس میں نہ پایا جاتا تھا۔

یہاں بھی لوگ تین جماعتوں میں بٹ گئے۔ ایک جماعت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالف تھی۔ دوسری جماعت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت قبول کی۔

تیسری جماعت یہ کہتی تھی کہ ہم اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے جب تک ہمیں اہل مدینہ کا طرز عمل معلوم نہ ہو جائے۔ جو طریقہ اہل مدینہ اختیار کریں گے ہم بھی وہی طریقہ اختیار کریں گے۔

## عمارہ رضی اللہ عنہ کو قتل کی دھمکی:

عمارہ رضی اللہ عنہ مدینہ سے چل کر جب زبالہ پہنچے تو راہ میں انہیں طلیحہ بن خویلد ملا۔ اتفاق سے اسی وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر کوفہ پہنچی تھی اور طلیحہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کے لیے نکلا تھا اور کہتا جاتا تھا افسوس میں اس وقت وہاں نہ ہوا کاش میں ان کی شہادت سے قبل وہاں پہنچ جاتا۔

يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعٌ أَكُرُّ فِيهَا وَ أَضَعُ

ترجمہ: ''کاش میں اس وقت جوان ہوتا تو قوموں کو ذلیل کر کے دکھا دیتا''۔

یہ طلیحہ کوفہ سے اس وقت چلا جب قعقاع رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد کا اعلان کیا۔ یہ ان لوگوں میں داخل تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے تیار ہوئے تھے راہ میں جاتے ہوئے عمار رضی اللہ عنہ مل گئے طلیحہ نے ان سے کہا تم واپس جاؤ کیونکہ اہل کوفہ اپنا امیر تبدیل کرنا نہیں چاہتے اور اگر تم واپس نہ جاؤ گے تو میں تمہاری گردن اتار لوں گا۔ عمارہ رضی اللہ عنہ واپس ہوئے۔ جب یہ واپس آنے لگے تو طلیحہ نے ان سے کہا تو خطرہ سے بچتا رہ تاکہ تجھے برائی نہ گھیر لے۔ کیونکہ خطرات سے بچنا لوگوں کی شرارتوں سے بہتر ہے۔

طلیحہ کی یہ بات عمارہ رضی اللہ عنہ کے دل میں ایسی بیٹھی کہ مرتے دم تک وہ اسی پر قائم رہے۔ اور زندگی کے تمام کاموں کا اسی کے مطابق فیصلہ کرتے رہے۔

## عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یمن کو روانگی:

عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یمن پہنچے تو یعلی رضی اللہ عنہ بن امیہ تمام مال و دولت لے کر یمن چھوڑ کر اپنے حامیوں کے پاس مکہ چلے گئے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

جب سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالات معلوم ہوئے اور دوسرے گورنر بھی واپس آ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو بلوایا۔ اور فرمایا:

''اے قوم! جس بات سے میں تمہیں ڈراتا تھا آج وہ پیش آ چکی ہے اور حالات ایسے پیش آ گئے ہیں کہ ان کو ختم کیے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں۔ یہ آگ کی طرح ایک فتنہ ہے کہ جب آگ ایک بار لگ جاتی ہے تو وہ بڑھتی اور بھڑکتی چلی جاتی ہے''۔

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔ تو آپ ہمیں مدینہ سے باہر جانے کی اجازت دیجیے تاکہ ہم اس کی کوئی تدبیر کریں ورنہ آپ ہمیں چھوڑ دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ سے جہاں تک ہو سکے گا میں ان حالات کو سنبھالنے کی کوشش کروں گا۔ اور جب کوئی بھی تدبیر باقی نہ رہے گی تو آخری دوا داغ لگانا ہی ہوتی ہے کہ انسان تکلیف سے نجات پانے کے لیے اپنے جسم کو جلوانا بھی گوارا کر لیتا ہے۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام مراسلہ:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لیے خط لکھے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کی اطاعت اور بیعت کے بارے میں تحریر کیا کہ وہ سب آپ کے مطیع ہیں ان میں سے کچھ لوگوں نے تو زبردستی بیعت کی ہے اور کچھ آپ کی بیعت پر راضی ہیں۔

جب تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف نہیں لے گئے اس وقت تک کوفہ کی یہی حالت رہی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس معبد الاسلمی کو قاصد بنا کر بھیجا تھا۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خاموشی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سبرۃ الجہنی رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر روانہ کیا۔ یہ ان کے پاس پہنچے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط دیا۔ لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط کا کوئی جواب نہیں دیا اور کئی روز بعد قاصد کو روانہ کر دیا۔ قاصد جب جواب لکھنے کے لیے کہتا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جواب نہ دیتے بلکہ یہ اشعار پڑھنے لگتے۔

اَدِمْ اِدَامَةَ حِصْنٍ اَوْ خُذَا بِيَدِیْ     حَرْبًا ضَرُوْسًا تَشُبُّ الْجَزْلَ وَ الضَّرَمَا

ترجمہ: ''قلعہ کی طرح جمے رہو یا پھر مجھے ایک ہولناک جنگ کی دعوت دو جو جوان اور بچے کو بوڑھا بنا دے۔

فِیْ جَارِكُمْ وَ ابْنِكُمْ اِذْ كَانَ مَقْتَلُهٗ     شَنْعَاءَ شَيَّبَتِ الْاَصْدَاغَ وَ اللِّمَمَا

ترجمہ: تمہارے پڑوسیوں اور لڑکوں کی ایسی خونریزی ہوگی کہ کنپٹی اور سر کے بال بھی سفید ہو جائیں گے۔

اَعْيَى الْمَسُوْدُ بِهَا وَ السَّيِّدُوْنَ فَلَمْ     يُوْجَدْ لَهَا غَيْرُ نَامُوْلِیْ وَ لَا حَكَمَا

ترجمہ: آقا اور غلام دونوں عاجز ہو جائیں گے اور ہمارے علاوہ کوئی والی اور حاکم نہ ہوگا''۔

الغرض جب بھی سبرۃ الجہنی رضی اللہ عنہ خط پڑھ کر سناتے یا جواب کا تقاضا کرتے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہی اشعار پڑھتے۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست:

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو تیسرا مہینہ شروع ہوا۔ یعنی صفر کا مہینہ تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنو عبس کے ایک شخص کو بلوایا اور بنو رواحہ کے ایک آدمی کو بھی طلب کیا جس کا نام قبیصہ تھا اور اسے ایک دفتر سپرد کیا۔ جس کا عنوان یہ تھا ''معاویہ رضی اللہ عنہ کی

جانب سے علی رضی اللہ عنہ کو جواب' اس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ قبیصہ کو یہ دفتر سپرد کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ جب تم مدینہ پہنچو تو نیچے کا کاغذ کھول لینا۔ پھر اسے کچھ باتیں سکھائیں کہ مدینہ پہنچ کر لوگوں سے ایسا اور ایسا کہنا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاصد بھی واپس ہوا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قاصد بھی مدینہ چلے۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قاصد مدینہ پہنچے تو عبسی نے اسی طرح کاغذات کھول لیے جس طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا۔ لوگوں نے ان کاغذات کو دیکھنا شروع کیا اور اسے دیکھ کر اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے اور یہ سب کو معلوم ہو گیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس خلافت پر معترض ہیں۔ قاصد اسی طرح آگے بڑھتا ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور وہ کاغذات کا پلندہ انہیں دیا انہوں نے مہر توڑی تو اس میں کچھ بھی تحریر نہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا۔ تم اپنے پیچھے کیا حالات چھوڑ آئے ہو۔

قاصد: کیا آپ مجھے امان دیتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہاں! قاصد کو امان حاصل ہوتی ہے۔ انہیں قتل نہیں کیا جاتا۔

قاصد: میں اپنے پیچھے ایسی قوم چھوڑ کر آیا ہوں جو قصاص کے علاوہ کسی دوسری بات پر راضی نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: آخر وہ کس سے قصاص چاہتے ہیں۔

قاصد: آپ سے۔ میں ستر ہزار بوڑھوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے قمیض کے نیچے روتا چھوڑ کر آیا ہوں۔ جو انہوں نے دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر چڑھا دیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم مجھ سے عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ طلب کر رہے ہو۔ اے اللہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے آپ کے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں۔ اب خدا کی قسم! قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ بچ جائیں گے لیکن یہ دوسری بات ہے کہ کسی کی قضا آ گئی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو وہ اسے ضرور پہنچ کر رہتی ہے۔ اب تم جا سکتے ہو۔

قاصد: کیا میرے لیے امان ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہاں تمہیں امان ہے۔

جب یہ عبسی باہر نکلا تو سبائی چلائے کہ یہ کتا ہے اور کتوں کا قاصد ہے۔ عبسی بھی چلانے لگا اے آل مصر مجھے بچاؤ۔ اے قیس کی اولاد جو گھوڑوں اور اونٹوں کے مالک ہیں مجھے آ کر بچاؤ۔ میں اللہ جل اسمہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب چار ہزار جوان تم پر حملہ آور ہونے والے ہیں۔ تم خود سوچ لو کہ تم میں کتنے شہسوار ہیں اور کتنے اونٹ سوار ہیں اور تم اس لشکر کے مقابلہ کے لیے کتنی تیاری کر چکے ہو۔

مضر نے اسے روکا اور کہا خاموش رہ۔

یہ بولا ہرگز نہیں خدا کی قسم! یہ جماعت ہرگز بھی فلاح نہیں پا سکتی کیونکہ ان لوگوں پر وہ عذاب نازل ہو چکا ہے جس کا حضورؐ کی زبانی ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

مضری پھر چلائے۔ خاموش رہ۔

عبسی بولا: جس عذاب سے انہیں ڈرایا گیا تھا آج وہ ان کے لیے حلال ہو چکا ہے۔ خدا کی قسم! ان کے اعمال ختم ہو چکے ہیں اور ان کی ہوا اکھڑ چکی ہے۔ خدا کی قسم! ابھی شام نہ ہونے پائے گی کہ یہ سب ذلیل ورسوا ہو جائیں گے۔

## طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کی اجازت طلبی:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے میرے پاس یہ لکھ کر روانہ کیا کہ محمد بن عمر الواقدی اور طلحہ کا بیان ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عمرے کی اجازت طلب کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی اور یہ دونوں مکہ پہنچ گئے۔

## اہل مدینہ کا طرز عمل:

اہل مدینہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ علی، معاویہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ کیا طریقہ کار اختیار کرتے ہیں اور علی الخصوص اس وقت جب کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی بیعت نہ کریں تا کہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ علی رضی اللہ عنہ اہل قبیلہ کے ساتھ قتل وقتال کو جائز سمجھتے ہیں یا نہیں اور ہم یہ فیصلہ کر سکیں کہ مسلمانوں کے ساتھ قتال کیا جائے یا نہیں۔

## حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی رائے:

اہل مدینہ کو یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے اور انہیں یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ اپنی جگہ خاموش بیٹھ جائیے اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجیے۔

## زیاد کا مشورہ:

اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ التمیمی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا یہ زیاد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں داخل تھے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ کچھ دیر وہاں جا کر بیٹھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود بخود ان سے فرمایا: اے زیاد تیاری کر لو۔

زیاد: کس شے کی تیاری۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: شام کے جہاد کی۔

زیاد: نرمی اور احسان زیادہ بہتر شے ہے۔

اس کے بعد زیاد نے یہ شعر پڑھا۔

وَ مَنْ لَا یُصَانِعُ فِیْ اُمُوْرٍ کَثِیْرَۃٍ ۔۔۔ یُضَرَّسُ بِاَنْیَابٍ وَ یُوْطَأُ بِمَنْسِمٖ

ترجمہ: ''اور جو شخص بہت سے کام نہ کر سکے اسے یا تو کچلیوں سے چبالیا جاتا ہے یا کھروں سے روند دیا جاتا ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا۔ گویا کہ وہ خاموش بیٹھنے پر تیار نہیں۔

مَتٰی تَجْمَعُ الْقَلْبَ الذَّکِیَّ وَ صَارِمًا ۔۔۔ وَ اَنْفًا حَمِیًّا تَجْتَنِبْكَ الْمَظَالِمُ

ترجمہ: ''جب تو سمجھ داروں' تلوار اور مددگار جمع کر لے گا تو تجھ سے ظالم بھی دور بھاگیں گے''۔

یہ جواب سن کر زیاد باہر آئے۔ لوگ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ لوگوں نے سوال کیا: کیا فیصلہ ہے۔ زیاد نے جواب دیا۔ تلوار

ہے، تم خود اس سے سمجھ لو کہ علی رضی اللہ عنہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

## لشکر کی تیاری:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن حنفیہ کو بلایا اور لشکر کا جھنڈا ان کے سپرد کیا۔ میمنہ پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، میسرہ پر عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما یا عمر بن سفیان بن الاسد رضی اللہ عنہ معین کیے گئے، ابو لیلیٰ بن عمر بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جو حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے ہر اول دستے پر معمور فرمایا اور مدینہ پر قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنا جانشین معین کیا اور جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا ان میں سے کسی کو کوئی عہدہ نہیں دیا گیا اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ وہ شام کی طرف لشکر روانہ کریں۔ اس کے بعد سب لوگوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل مدینہ سے خطاب:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کے سامنے خطبہ دیا اور انھیں ان لوگوں مقابلہ پر جنگ کے لیے ابھارا جنھوں نے خلافت سے اختلاف کر کے امت میں تفریق پیدا کی تھی اور فرمایا:

''اللہ عزوجل نے اپنا ایک ایسا پیغمبر مبعوث فرمایا جس نے لوگوں کو دین کی راہ دکھائی اسے کتاب ناطق عطا کی اور ایسا حکم عطا کیا جو ہر بات کو واضح کرنے والا اور ہمیشہ قائم رہنے والا تھا۔ اب اس کے ذریعہ وہی شخص ہلاک و برباد ہوسکتا ہے جس کی قسمت میں ہلاکت لکھی ہوئی ہو اور ہلاک کرنے والے امور بدعات اور شبہات ہیں۔ ان ہلاکت آفریں چیزوں سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اللہ ہی کی حکومت میں تمہارے دین کی حفاظت ہے تو تم کسی دوسری جانب رخ کیے بغیر صرف اسی کی اطاعت کرو اور اس اطاعت کو اپنے لیے برا نہ سمجھو۔ خدا کی قسم! یا تو تم اس پر عمل کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے اسلام کی حکومت چھین لے گا۔ اور پھر یہ حکومت اور شان وشوکت ہرگز بھی تمہیں اس وقت تک حاصل نہ ہوسکے گی جب تک تم دین کی طرف واپس نہ لوٹ آؤ گے۔

تم لوگ اس قوم کے مقابلے پر چلو جو تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کر رہی ہے شاید اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ ان کی اصلاح فرما دے اور چاروں طرف جو فسادات پھیلے ہوئے ہیں، وہ ختم ہو جائیں۔ اور تم اس چیز کا فیصلہ کرلو جو تم پر لازم ہے''۔

ابھی لشکر کوچ کرنے نہ پایا تھا کہ مکہ سے بھی اس قسم کی خبر آئی کہ تمام لوگ اختلاف پر آمادہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ خطبہ دیا اور فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ظالم کے لیے عفو ومغفرت کا وعدہ فرمایا ہے اور ان لوگوں کے لیے جو دین کو لازم پکڑے رہیں اور اس پر استقامت اختیار کریں کامیابی اور نجات کا وعدہ کیا ہے۔ جو شخص حق پر نہیں چل سکتا وہ باطل کو ضرور اختیار کر کے رہے گا۔

خبردار زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما اور ام المومنین میری امارت کی مخالفت پر آمادہ ہیں اور لوگوں کو اصلاح کی دعوت دے رہے ہیں۔ میں ان حالات پر صبر کروں گا کیونکہ مجھے تمہاری جماعت جانب سے کوئی خوف نہیں ہے۔ اگر وہ جنگ سے گریز کریں

گے تو میں بھی جنگ سے گریز کروں گا اور ان کی باتیں سن کر صبر کروں گا''۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس خبر پہنچی کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ بصرہ کی جانب بڑھ رہے ہیں تاکہ لوگوں کے حالات دیکھ کر ان کی اصلاح کر سکیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا۔ انھوں نے وہ کام کیا ہے جس سے اسلام کا نظام ختم ہو چکا ہے اور ان حالات میں ہم ان کے ساتھ کوئی نرمی اختیار نہیں کر سکتے اور لوگوں پر کوئی زبردستی نہیں۔ یہ اعلان جنگ اہل مدینہ پر بہت شاق گزرا۔

## ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کمیل نخعی کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا۔ وہ انہیں اپنے ساتھ لے کر آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے ساتھ جنگ پر چلو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: میں تو اہل مدینہ کے ساتھ ہوں۔ کیونکہ انہیں میں کا ایک فرد ہوں انھوں نے آپ کی بیعت کی۔ میں نے بھی آپ کی بیعت کی۔ میں ان کا ساتھ کسی حالت میں نہیں چھوڑوں گا۔ اگر وہ آپ کے ساتھ جنگ پر جاتے ہیں تو میں بھی جنگ پر ساتھ جاؤں گا اور اگر وہ جنگ میں شریک نہیں ہوں گے تو میں بھی شریک نہیں ہوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم اس بات کا کوئی ضامن پیش کرو کہ تم کہیں باہر نہیں جاؤ گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما: میں کوئی ضامن پیش نہیں کر سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: میں بچپن سے بڑے ہونے تک دیکھتا چلا آیا ہوں تم ہمیشہ ہی بداخلاق رہے ہو۔ میں تمہاری اس بداخلاقی کے باعث پہلے سے جانتا تھا کہ تم ضرور انکار کرو گے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو ان کا میں ذمہ دار ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ واپس لوٹے۔ اہل مدینہ کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم! ہم کچھ نہیں جانتے کہ ہمیں اس معاملے میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔ کیونکہ مسلمانوں سے یہ جنگ ہم پر مشتبہ ہے اور ہم اس وقت تک ہرگز جنگ میں شامل نہیں ہوں گے جب تک روز روشن کی طرح اس کی حقیقت ہم پر ظاہر نہیں ہو جاتی۔

## حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمرہ:

جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما راتوں ہی رات مدینہ سے چلے گئے اور ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا کو یہ بتا گئے کہ اہل مدینہ کی کیا رائے ہے اور وہ خود عمرہ کے ارادہ سے جا رہے ہیں اور بیعت علی رضی اللہ عنہ پر قائم ہیں۔ لیکن جنگ میں حصہ نہیں لیں گے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نہایت سچے آدمی تھے۔ ان کی روانگی کا حال ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہی کو معلوم تھا۔

## بات کا بتنگڑ:

جب صبح ہوئی تو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور بولے رات تو اتنا خطرناک حادثہ پیش آیا ہے جس کے مقابلے میں طلحہ و زبیر ام المومنین اور معاویہ رضی اللہ عنہم کا حادثہ بھی ہیچ ہے اور آپ کے لیے اتنا اہم خطرہ پیدا ہو گیا ہے جتنا ان سب سے نہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: وہ کیا حادثہ پیش آیا؟

لوگ: ابن عمر رضی اللہ عنہما بھاگ کر شام چلے گئے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً بازار پہنچے اور لوگوں کو سواریوں پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تلاش کے لیے ہر طرف دوڑایا اور تمام مدینہ والوں میں ایک زبردست ہیجان پیدا ہو گیا۔

ان حالات کی اطلاع ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو پہنچی انھوں نے فوراً اپنا خچر منگوایا اور اس پر سوار ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت بازار میں کھڑے لوگوں کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تلاش میں چاروں طرف دوڑا رہے تھے۔ ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے جا کر کہا اے میرے باپ! یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے آپ اس شخص کے پیچھے لوگوں کو نہ دوڑایئے اور جو خبر آپ تک پہنچائی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے واقعہ کچھ اور ہی ہے اور میں اس کی ذمہ داری لیتی ہوں۔

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دل مطمئن ہوا اور جان میں جان آئی اور لوگوں سے فرمایا اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ۔ خدا کی قسم! نہ تو میری بیٹی جھوٹ بولتی ہے۔ اور نہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جھوٹ بولتے ہیں۔ وہ میرے نزدیک نہایت سچے اور معتبر آدمی ہیں۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل مدینہ سے خطاب:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے میرے پاس یہ تحریر کر کے روانہ کیا کہ محمد الواقدی اور طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل مدینہ کی اطاعت سے خوش نہ تھے اس لیے کہ وہ مسلمانوں کے مقابلے پر ان کی امداد کے لیے تیار نہ تھے اس لیے انھوں نے تمام اہل مدینہ کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی اور فرمایا:

''اس کام کی اصلاح اسی طرح ممکن ہے جس طرح ابتداء میں دین کی اصلاح کی گئی تھی۔ تم ہر شے کا انجام دیکھ چکے ہو اور تم میں سے جس کے خلاف اللہ تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا وہ پورا ہو چکا اب تم اللہ کی مدد کرو تا کہ اللہ تمہاری مدد کرے اور تمہارے کاموں کی اصلاح فرمائے''۔

اس تقریر پر انصار کے سرداروں میں سے صرف دو شخصوں نے آپ کی بات قبول کی' ایک ابوالہیثم بن تیہان بدری رضی اللہ عنہ اور دوسرے خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ یہ خزیمہ رضی اللہ عنہ وہ نہیں ہیں جو ذوالشہادتین کے لقب سے مشہور تھے وہ خزیمہ رضی اللہ عنہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پا گئے تھے۔

## خزیمہ رضی اللہ عنہ کا انصار سے کوئی تعلق نہ تھا:

سری نے شعیب' سیف' محمد اور عبیداللہ کے حوالے سے میرے پاس حکم کا یہ قول لکھ کر روانہ کیا کہ کسی نے حکم سے دریافت کیا۔ کیا خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ جو ذوالشہادتین کے نام سے مشہور تھے جنگ جمل میں شریک تھے۔ حکم نے جواب دیا نہیں' بلکہ خزیمہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے انصار میں سے نہ تھے اور خزیمہ رضی اللہ عنہ ذوالشہادتین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انتقال کر گئے تھے۔

## بدریین کی فتنہ سے علیحدگی:

سری نے شعیب' سیف اور مجالد کے حوالے سے مجھے تحریر کیا کہ امام شعبی فرمایا کرتے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے

علاوہ کوئی معبود نہیں کہ اس فتنہ میں صرف چھ بدری مبتلا ہوئے۔ ان کے ساتھ ساتواں بدری نہ تھا۔ یا امام شعبی نے یہ فرمایا کہ صرف سات بدری اس فتنہ میں مبتلا ہوئے اور آٹھواں ان کے ساتھ شریک نہ تھا۔

سری نے شعیب' سیف اور عمرو بن محمد کے حوالے سے امام شعبی کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا۔ کہ قسم ہے اس ذات کی
3 کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اس تمام اختلاف میں صرف چھ بدری شامل ہوئے اور ساتواں ان کے ساتھ کوئی نہ تھا۔ سیف راوی کہتا ہے کہ میں نے مجالد اور عمرو بن محمد سے کہا کہ شعبی کے بیان میں تم دونوں کا اختلاف ہے۔ انھوں نے جواب دیا کوئی اختلاف نہیں بلکہ امام شعبی کو حضرت ابوایوب انصاری ؓ کے بارے میں شک پیدا ہو گیا تھا کہ جب جنگ صفین کے بعد حضرت ام سلمہ ؓ نے انہیں بھیجا تھا۔ آیا وہ گئے یا نہیں۔ اتنا ضرور معلوم ہوا ہے کہ ابوایوب ؓ حضرت علی ؓ کے پاس اس وقت گئے ضرور تھے جب کہ حضرت علی ؓ نہروان کی جنگ میں مشغول تھے۔ اب آیا وہ کسی جنگ میں شریک ہوئے یا نہیں یہ معلوم نہیں۔

## زیاد بن حنظلہ کی شرکت:

سری نے شعیب' سیف' عبداللہ بن سعید بن ثابت ؓ اور ایک نامعلوم آدمی کے حوالے سے میرے پاس حضرت سعید بن زید ؓ کا یہ بیان لکھ کر روانہ کیا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ؓ میں سے چار شخص بھلائی کی تلاش پر جمع ہوئے اور ان میں علی ؓ شریک ہوئے تو ان چاروں نے دوسروں کے مقابلے پر کامیابی حاصل کی۔

جب زیاد بن حنظلہ نے یہ دیکھا کہ اہل مدینہ نے جنگ کے معاملے میں علی ؓ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو وہ حضرت علی ؓ کے پاس پہنچے اور بولے کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا اور آپ کے سامنے جنگ کروں گا۔

اتفاق سے حضرت علی ؓ مدینہ کے بازار سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے زینب بنت ابی سفیان ؓ کو یہ کہتے سنا۔ مدمم اور ملحلہ کے قریب ہم پر ظلمتیں چھا چکی ہیں۔ حضرت علی ؓ نے فرمایا یہ خوب جانتی ہیں کہ یہ مقامات قصاص کا بدلہ نہیں بن سکتے۔

## حضرت عائشہ ؓ کا واقعہ:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد اور طلحہ کا یہ بیان مجھے لکھ کر روانہ کیا کہ حضرت عثمان ؓ اٹھارہ ذی الحجہ کو شہید ہوئے اس وقت مکہ کے عامل عبداللہ بن عامر الحضرمی ؓ تھے اور امیر حج حضرت عبداللہ بن عباس ؓ تھے۔ جنہیں حضرت عثمان ؓ نے محصور ہونے کی حالت میں امیر حج بنا کر بھیجا تھا۔ لوگوں نے مدینہ جلد واپس ہونے کے خیال سے رمی تین دن کے بجائے دو ہی دن میں ادا کر لی اور ابن عباس ؓ کے ساتھ مل کر مدینہ واپس ہوئے۔ لیکن جب مدینہ پہنچے تو حضرت عثمان ؓ شہید ہو چکے تھے اور اس وقت حضرت علی ؓ کی بیعت نہیں کی گئی تھی اور بنوامیہ بھاگ کر مکہ پہنچ گئے تھے۔ حضرت علی ؓ کی بیعت ذی الحجہ ختم ہونے سے پانچ روز قبل ہوئی اور یہ جمعہ کا دن تھا۔ بھاگنے والے بھاگ بھاگ کر مکہ جا رہے تھے۔ حضرت عائشہ ؓ مکہ ہی میں مقیم تھیں ان کا ارادہ یہ تھا کہ ماہ محرم میں عمرہ کر کے واپس ہوں۔ جب یہ بھاگنے والے مکہ پہنچے تو حضرت عائشہ ؓ نے ان سے حالات دریافت کیے انھوں نے بتایا کہ حضرت عثمان ؓ شہید کر دیئے گئے اور لوگوں نے ابھی کسی کو امیر متعین نہیں کیا۔

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا یہ لوگ دھوکے باز ہیں جو اصلاح کے نام سے کھڑے ہوئے اور اپنے دل کا غیظ وغضب نکالا۔

حضرت عائشہ ؓ اپنا عمرہ پورا کرنے تک وہیں مقیم رہیں۔ جب وہ عمرہ پورا کر کے واپس ہونے لگیں اور سرف پہنچیں تو انہیں ان کی

ننہال بنولیث کا ایک شخص ملا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتی رہتیں اور ان لوگوں پر بہت مہربان تھیں۔ اس شخص کا نام عبید بن ابی سلمہ تھا۔ لیکن یہ اپنی ماں کی جانب منسوب کیا جاتا تھا جس کا نام ام کلاب تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور فرمایا کہ اس وقت تم بہت اچھے آئے۔ اور فرمایا ہمیں نہایت افسوس ہے۔

عبید: کیا آپ جانتی ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور مدینہ آٹھ روز تک بغیر امیر کے رہا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: پھر ان لوگوں نے کیا کیا؟

عبید: تمام اہل مدینہ نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور اس وقت مدینہ پر باغیوں کی جماعت غالب ہے۔

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ واپس لوٹیں۔ راہ میں آپ نے کوئی گفتگو نہیں کی۔ مکہ پہنچ کر مسجد حرام کے دروازہ پر اتریں۔ حطیم میں جانے کا قصد کیا۔ لوگوں نے وہاں پردہ کا انتظام کیا۔ اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ٹھہریں اور باہر لوگوں کے ٹھٹھ لگ گئے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تقریر:

جب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے لوگو! مختلف شہروں اور چشموں کے فتنہ پردازوں اور اہل مدینہ کے غلاموں نے مل کر اس شہید امیر پر یہ الزام لگایا تھا کہ یہ امیر فتنہ پردازی کر رہا ہے اور اس نے ایسے کم عمروں کو عامل بنایا ہے جن کے ابھی دانت بھی نہیں نکلے۔ حالانکہ ان کے دانت اس سے قبل بھی بارہا استعمال کیے جا چکے تھے اور بہت سے حفاظت کے موقعوں پر ان دانتوں نے ان لوگوں کی حفاظت کی تھی۔ یہ ایسے امور ہیں جو پہلے گزر چکے اور ان امور کی ان دانتوں کے علاوہ کوئی اصلاح نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن یہ فتنہ پرداز ان کے پیچھے لگ گئے اور ان سے ان کے عہدے چھین لینے کا ارادہ کیا اور ظاہر کیا گیا کہ ہماری غرض صرف اصلاح ہے۔ اور جب انہیں اس فتنہ پردازی کا کوئی عذر نہ مل سکا اور نہ وہ کسی کا عیب و نقص ثابت کر سکے تو سرکشی اور بغاوت پر اتر آئے اس طرح ان کے افعال واقوال کا تضاد روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا۔

انہوں نے وہ خون بہایا جس کا بہانا حرام تھا۔ اور ایک محترم شہر کو خونریزی کے لیے حلال کر لیا اور وہ مال جس کا لینا حرام تھا اسے لوٹ لیا۔ اور وہ ماہ ذی الحجہ جس میں کفار تک سے جنگ حرام تھی اور جسے اللہ نے معزز بنایا تھا اسے انہوں نے خون عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے حلال کر دیا اور اس ماہ کی حرمت تک کا پاس نہ کیا۔

خدا کی قسم اگر ان قاتلین عثمانؓ جیسے انسانوں سے زمین کے تمام طبق بھی بھر دیئے جائیں تو ان سب سے عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک انگلی بہتر ہے۔

میں تم لوگوں کے اس اجتماع سے ان باغیوں کے خلاف مدد چاہتی ہوں۔ تاکہ انہیں سزا دی جا سکے۔ خدا کی قسم! اگر فی الواقع ایسا ہی تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کسی گناہ میں مبتلا تھے۔ اور اس گناہ کی وجہ سے انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کی تھی تو عثمان رضی اللہ عنہ تو اس گناہ سے شہادت کی بدولت ایسے پاک و صاف ہو گئے ہیں جیسے سونا یا کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو گناہوں سے پاک کرنے کے لیے خون میں اس طرح غوطے دیئے ہیں جس طرح

کپڑے کو صاف کرنے کے لیے پانی میں غوطے دیئے جاتے ہیں''۔

اس تقریر پر عبداللہ بن عامر الحضرمی رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ میں سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کرنے اور آپ کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے تیار ہوں۔

## اخضر کا جھوٹ:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن المدائنی اور سحیم مولیٰ دبرۃ التیمی کے ذریعہ عبید بن عمر القرشی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جب حج کے ارادے سے مدینہ سے چلی تھیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت محصور تھے۔ مکہ میں ان کے پاس ایک شخص اخضر نامی پہنچا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دریافیت کیا۔ لوگوں نے کیا کیا؟

اخضر: عثمان رضی اللہ عنہ نے سب مصریوں کو قتل کرا دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: انا للّٰہ و انا الیہ راجعون. کیا اس قوم کو قتل کیا جا سکتا ہے جو حق طلب کرنے کے لیے آئی ہو۔ اور ظلم کی منکر ہو۔ خدا کی قسم ہم عثمان رضی اللہ عنہ کے اس فعل پر ہرگز خوش نہیں ہیں۔

اس کے بعد مدینہ سے ایک اور شخص مکہ پہنچا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے سوال کیا۔ لوگوں نے کیا کیا؟

شخص مذکور: مصریوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: اخضر پر بہت ہی تعجب ہے جس نے مقتول کو قاتل اور قاتل کو مقتول بنا دیا ہے۔

اسی وقت سے یہ ضرب المثل مشہور ہوگئی ہے کہ ''یہ شخص تو اخضر سے بھی زیادہ جھوٹا ہے''۔

## قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کی تیاریاں:

سری نے شعیب' سیف اور عمرو بن محمد کے حوالے سے میرے پاس امام شعبی کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ سے مدینہ چلیں تو راہ میں ان کی ننھال کا ایک شخص ملا۔ انہوں نے اس سے دریافت کیا۔ تم اپنے پیچھے کیا حالات چھوڑ آئے ہو؟

شخص مذکور: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے اور چاروں طرف ایک ہنگامہ برپا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: مجھے تو یہ بیعت مکمل ہوتی نظر نہیں آتی مجھے مکہ واپس لے چلو۔

الغرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ واپس ہوئیں۔ جب مکہ پہنچیں تو عبداللہ بن عامر الحضرمی رضی اللہ عنہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے مکہ کے گورنر تھے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کس لیے واپس تشریف لے آئیں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اس لیے واپس آئی ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کر دیئے گئے ہیں اور اب یہ فتنہ ختم ہونے والا نہیں اور اس شور و شر کو ختم کرنے کے لیے ایک اور کام کی ضرورت ہے۔ تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کر کے اسلام کو عزت بخشو۔

اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہنے والے عبداللہ بن عامر الحضرمی رضی اللہ عنہ ہیں۔

## بنوامیہ کا خلافتِ علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف:

اسی طرح بنوامیہ نے حجاز میں خلافتِ علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا اور مخالفت میں سر اٹھانے شروع کیے۔ ان کے ساتھ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ، ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ اور تمام بنوامیہ تھے۔ عبداللہ بن عامر اموی رضی اللہ عنہ بھی بصرہ سے آ کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اسی طرح یمن سے یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ آ کر مل گئے تھے بعد میں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بھی مدینہ سے آ کر اس جماعت کے ساتھ شامل ہو گئے اور کافی غور و فکر کے بعد سب نے اس پر اتفاق کیا کہ انہیں بصرہ جانا چاہیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے خطاب کر کے فرمایا:

> ''اے لوگو! یہ بہت زبردست حادثہ پیش آیا ہے اور انتہائی برا کام ہوا ہے تم اپنے بھائیوں کے پاس بصرہ چلو۔ تاکہ وہ بھی اس انکار میں شامل ہو جائیں اور تمہارے لیے اہل شام اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں بہت کافی ہیں۔ شاید اللہ عزوجل تمہیں عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لینے کی توفیق عطا فرمائے اور عثمان رضی اللہ عنہ کو نیک اجر دے''۔

## اہل مکہ کا مشورہ:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے میرے پاس محمد اور طلحہ کا یہ بیان قلم بند کر کے روانہ کیا کہ سب سے اوّل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات قبول کرنے والے عبداللہ بن عامر الحضرمی رضی اللہ عنہ اور بنوامیہ تھے۔ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گئے تھے اس کے بعد عبداللہ بن عامر الاموی رضی اللہ عنہ پہنچے پھر یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ دونوں مکہ جا کر ملے اور یعلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درہم تھے۔ ان لوگوں نے ابطح میں ڈیرہ ڈالا۔ انہی کے ساتھ طلحہ اور زبیر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں سے دریافت کیا تم دونوں کیا حالات چھوڑ کر آئے ہو۔

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا ہم لوگوں کو فتنہ گروں اور اعراب کے خوف سے بھاگتا ہوا چھوڑ کر آئے ہیں اور تمام اہل مدینہ حیران ہیں اور پریشانی کے باعث نہ تو وہ حق کو پہچان سکتے ہیں اور نہ باطل کا انکار کر سکتے ہیں اور نہ اپنی حفاظت پر قادر ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں کو تیاری کا حکم دو اور پھر ان فتنہ گروں کے مقابلہ پر ٹوٹ پڑو۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا۔

لَوْ اَنَّ قَوْمِیْ طَاوَعَتْنِیْ سُرَاتُھُمْ     لَاَنْقَذْتُھُمْ مِنَ الْحِبَالِ اَوِ الْخَبَلِ

**ترجمہ:** ''اگر میری قوم کے سردار میری اطاعت کرتے تو میں انہیں رسیوں اور قیدوں سے بچا لیتی''۔

جماعت کی رائے یہ تھی کہ شام چلنا چاہیے۔ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہاری امداد شام ہی کر سکتا ہے وہ تو علی رضی اللہ عنہ کے جگر میں گھس جائے گا۔

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما بولے کہ بصرہ چلنا چاہیے۔ اس لیے کہ بصرہ میں میری جائیداد ہے اور لوگ طلحہ رضی اللہ عنہ کی جانب مائل ہیں۔ لیکن جماعت نے ان کے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور زبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔

تم نہ صلح کرنا جانتے ہو اور نہ لڑنا جانتے ہو۔ کیا تم بصرہ میں اسی طرح طویل مدت تک مقیم رہے ہو جیسا کہ شام میں

معاویہ رضی اللہ عنہ مقیم رہے ہیں۔ تمہاری رائے ہمیں قبول نہیں بلکہ ہم کوفہ جائیں گے اور اس طرح ان باغیوں کے راستے روک دیں گے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کا کوئی معقول جواب نہ تھا لیکن بعد میں سب نے بصرہ چلنے پر اتفاق کر لیا اور اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا:

اے ام المومنین رضی اللہ عنہا آپ مدینہ کا ارادہ ترک فرما دیجیے کیونکہ جو لوگ ہمارے ساتھ ہیں وہ ان فتنہ پردازوں کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اور آپ ہمیں بصرہ لے کر چلیے کیونکہ وہ ایک ایسا شہر ہے جس پر جلد قابو پایا جا سکتا ہے۔ اگرچہ وہ ہمارے سامنے بیعت علی رضی اللہ عنہ کی حجت پیش کریں گے لیکن ہم انہیں علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح توڑ لیں گے جس طرح اہل مکہ ٹوٹ گئے ہیں پھر آپ وہاں بیٹھ کر اپنے ارادوں کے مطابق اس کام کی اصلاح فرمائیں گے اور اگر کوئی خطرہ پیش آیا تو ہم اپنی کوشش سے اس خطرہ کی مدافعت کریں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرما دے۔

جب ان لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ بات پیش کی۔ اور فی الواقع یہ جماعت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کے دم سے قائم تھی انہوں نے اس بات کو قبول کیا۔

دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی مدینہ کے ارادہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھیں جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ تشریف لے جا رہی ہیں تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ چھوڑ دیا۔

## حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی رائے:

لوگ ام المومنین رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچے اور ان سے ان کا ارادہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میری رائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا کے تابع ہے جہاں وہ لے جائیں گی میں چلوں گی۔

## یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ کی امداد:

جب تمام مشورے طے پا چکے اور کوچ کے علاوہ کسی قسم کا مشورہ باقی نہ رہا تو جماعت نے یہ سوال اٹھایا کہ کوچ کس طرح کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ ہمارے پاس مال موجود نہیں ہے جس سے ہم لوگوں کو تیار کر سکیں۔

یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بولے میرے پاس چھ لاکھ درہم اور چھ سو اونٹ ہیں آپ لوگ ان اونٹوں پر سوار ہو جائیے۔

ابن عامر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا کہ میرے پاس اتنا مال موجود ہے تم لوگ تیاری کرو۔

اس کے بعد منادی نے اعلان کیا کہ ام المومنین اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم بصرہ جا رہے ہیں۔ تو جو شخص اسلام کی عزت کا طلب گار ہے اور یہ چاہتا ہے کہ ان قاتلین سے قتال کر کے عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیا جائے تو وہ ساتھ چلے اور جس کے پاس سواری یا سامان جنگ یا کھانے کا خرچہ موجود نہ ہو تو یہ سب چیزیں موجود ہیں وہ ہم سے لے لے۔ اس طرح چھ سو اونٹوں پر چھ سو آدمی سوار ہو گئے یہ ان لوگوں کے علاوہ تھے جن کے پاس گھوڑے موجود تھے ان کی کل تعداد ایک ہزار تھی۔ جب ان لوگوں نے تیاری کر لی تو کوچ کا اعلان ہو گیا۔

## حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی واپسی:

یہ لوگ کوچ کر ہی رہے تھے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی کوچ کرنے کے ارادے سے ساتھ تھیں۔ اتنے میں حضرت عبداللہ

بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنی بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ جانے سے روکا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تو چلنے کے لیے تیار تھی لیکن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مجھے روک لیا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مغفرت کرے۔

## ام الفضل رضی اللہ عنہا کا خط:

حضرت ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا نے جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ تھیں اور جنہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا۔ انھوں نے بنو جہینہ کے ایک شخص کو جس کا نام ظفر تھا ایک خط دیا کہ اسے علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دو۔ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے اسے کام کی اجرت دی۔ اس نے حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا کا خط حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیا۔

## ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی پیشکش:

عمرو بن شعبہ نے علی' ابومخنف' عبداللہ کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کا یہ بیان ذکر کیا کہ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار خود اپنے ہاتھوں سے میرے حمائل فرمائی تھی اور اب یہ لڑتے لڑتے حد سے زیادہ کند ہو چکی ہے اب میں اسے اس ظالم قوم پر چلانا چاہتا ہوں جس نے امت کو دھوکہ دینے کی بھی پرواہ نہیں کی اگر آپ پسند کریں تو مجھے آگے روانہ فرما دیں۔

## حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پیشکش:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے امیر المومنین! اگر عزوجل کی نافرمانی نہ ہوتی اور مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ آپ یہ تسلیم نہیں کریں گے تو میں بھی آپ کے ساتھ جاتی۔ میرا یہ بیٹا عمر رضی اللہ عنہ موجود ہے خدا کی قسم یہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے یہ آپ کے ساتھ تمام جنگوں میں حاضر رہے گا۔

یہ عمر رضی اللہ عنہ آخر دم تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے۔ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بحرین کا عامل بھی بنایا تھا لیکن بعد میں معزول کر کے نعمان بن عجلان الزرقی کو بحرین کا عامل متعین فرمایا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے اونٹ کی خریداری:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن اور مسلمہ کے حوالہ سے عوف کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے جنگی تیاریوں کے لیے زبیر رضی اللہ عنہ کو چار لاکھ کی امداد دی اور ستر قریشیوں کے لیے سواری مہیا کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ایک اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام عسکر تھا۔ جو یعلی رضی اللہ عنہ نے اسی دینار میں خریدا تھا۔ اس تیاری کے بعد یہ لشکر چلا حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے چلتے ہوئے بیت اللہ پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا کسی طالب خیر اور شر سے بچنے والے کے لیے تجھ سے زیادہ بابرکت شے میں نے نہیں دیکھی۔

## مغیرہ اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کی علیحدگی:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ مغیرہ اور سعید بن العاص رضی اللہ عنہما بھی ایک منزل تک مکہ سے اس لشکر کے ساتھ آئے بعد میں دونوں نے باہم مشورہ کیا اور سعید نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ تمہاری کیا

رائے ہے۔

مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

میری رائے یہ ہے کہ علیحدگی بہتر ہے کیونکہ مجھے ان کی کامیابی کی امید نہیں اگر اللہ نے انہیں کامیاب کر دیا تو ہم بھی ان کے ساتھ آ کر شامل ہو جائیں گے اور کہہ دیں گے کہ ہم ساتھ میں شامل تھے اور آپ کی جانب مائل تھے الغرض یہ دونوں لشکر زبیر رضی اللہ عنہ سے علیحدہ ہو گئے۔ سعید رضی اللہ عنہ مکہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے جب یہ دونوں واپس جانے لگے تو ان کے ساتھ عبداللہ بن خالد بن اسید رضی اللہ عنہ بھی واپس چلے گئے۔

## لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کا کوچ:

احمد بن زہیر نے اپنے والد' وہب بن جریر' جریر اور یونس بن یزید کے حوالے سے مجھ سے امام زہری کا یہ قول بیان کیا کہ طلحہ و زبیر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چار ماہ بعد مکہ پہنچے۔ مکہ میں عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ خوب دینار سمیٹ رہا تھا۔ یمن سے یعلی رضی اللہ عنہ بھی بے پناہ دولت لے کر آیا تھا جو چار سو اونٹوں سے زیادہ پر لدی ہوئی تھی یہ سب کے سب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع ہوئے اور وہاں مشورہ شروع ہوا۔

کچھ لوگوں کی رائے تھی کہ ہمیں علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کے لیے مدینہ جانا چاہیے۔

دوسری جماعت کی رائے یہ تھی کہ ہمارے پاس ابھی اتنی طاقت نہیں کہ ہم اہل مدینہ کا مقابلہ کر سکیں اس لیے بہتر یہ ہے کہ ہم کوفہ یا بصرہ جائیں کیونکہ کوفہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ کے حامی اور ان کے چاہنے والے موجود ہیں۔ اسی طرح بصرہ میں زبیر رضی اللہ عنہ کے طرف دار اور ان کے احسان مند موجود ہیں۔

الغرض اس پر اتفاق ہو گیا کہ کوفہ یا بصرہ چلنا چاہیے۔ اس لشکر کی تیاری کے لیے عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بہت سا مال اور بہت سے اونٹ دیئے یہ لشکر سات سو کی تعداد میں تھا جس میں اہل مدینہ اور اہل مکہ شامل تھے راہ میں اور لوگ بھی آ کر شامل ہوتے رہے حتیٰ کہ اس لشکر کی تعداد تین ہزار ہو گئی۔

علی رضی اللہ عنہ کو بھی اس لشکر کی روانگی کی خبر مل گئی انہوں نے مدینہ پر سہل بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر متعین کیا اور لشکر لے کر کوچ کیا اور پہلی منزل ذی قار میں کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان آٹھ روز کا سفر تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں اہل مدینہ کی بھی ایک جماعت تھی۔

## بچوں کی واپسی:

احمد بن منصور نے یحییٰ بن معین' ہشام بن یوسف' عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر اور موسیٰ بن عقبہ رحمہم اللہ کے حوالے سے علقمہ بن وقاص اللیثی کا یہ قول مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت طلحہ' حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے کوچ کیا تو ذات عرق میں لوگ ان کے سامنے پیش کیے گئے ان لوگوں نے عروۃ بن الزبیر اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہما کو ان کی کم عمری کے باعث واپس کر دیا۔

## خلافت کے لیے مشورہ:

عمرہ بن شعبہ نے ابوالحسن اور ابوعمرو کے ذریعے عتبۃ بن المغیرۃ بن الاخنس کا یہ قول مجھ سے بیان کیا کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ذات عرق میں مروان اور اس کے ساتھیوں سے ملا اور سوال کیا تم لوگ کہاں جار ہے ہو حالانکہ قصاص تو تمہارے پیچھے ہے۔ پہلے واپس ہو کر انہیں قتل کر دو اور پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ اور اپنی جانوں کو بے کار ضائع نہ کرو۔

یہ لوگ بولے کہ نہیں ہم آگے ہی جائیں گے شاید ہم اس طرح تمام قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

اس کے بعد سعید بن العاص طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے پاس خلوت میں گیا اور ان سے سوال کیا کہ اگر آپ لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں تو کامیابی کے بعد کسے خلیفہ بنائیں گے۔

زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما: نے جواب دیا ہم دونوں میں سے لوگ جسے پسند کریں گے۔

سعید رضی اللہ عنہ: بہتر یہ ہے کہ تم عثمان رضی اللہ عنہ کے کسی لڑکے کو خلیفہ بناؤ۔ کیونکہ تم انہی کے خون کا قصاص طلب کر رہے ہو۔

زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما: یہ کیوں کر ممکن ہے کہ بزرگ مہاجرین کو چھوڑ کر ان کے لڑکے کو خلیفہ بنایا جائے۔

سعید رضی اللہ عنہ: کیا آپ مجھے نہیں دیکھتے کہ میں اس کوشش میں لگا ہوا ہوں کہ اس خلافت کو بنی عبد مناف سے نکال لوں۔

اس کے بعد سعید رضی اللہ عنہ چلا گیا اور اس کے ساتھ عبداللہ بن خالد بن اسید رضی اللہ عنہ بھی چلے گئے۔

جب مغیرہ رضی اللہ عنہ کو سعید رضی اللہ عنہ کی رائے معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ بہترین رائے سعید رضی اللہ عنہ ہی کی رائے ہے۔ اب یہ خلافت بنو ثقیف کو سپرد کر دینی چاہیے اس لیے لوٹ چلنا بہتر ہے اور مغیرہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر واپس لوٹ گئے۔

یہ لشکر آگے بڑھتا رہا اس لشکر میں ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ اور ولید بن عثمان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ راہ میں ان لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا کہ خلافت کے لیے کسے نامزد کیا جائے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اور طلحہ رضی اللہ عنہ علقمہ بن وقاص اللیثی رضی اللہ عنہ کو علیحدہ لے جا کر گفتگو کرنے لگے اور طلحہ علقمہ رضی اللہ عنہما کو اپنی اولاد پر ترجیح دیتے تھے ان میں سے ایک نے اپنے بیٹے سے کہا تو شام جا اور دوسرے نے اپنے بیٹے کو عراق جانے کا حکم دیا اور کہا تم اس کام کے لیے دورہ کر کے دونوں بصرہ واپس آ جاؤ۔

## عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کی امامت:

سری نے شعیب' سیف اور محمد بن قیس کے حوالے سے اعز المازنی کا یہ بیان مجھے تحریر کر کے روانہ کیا کہ جب بنو امیہ' یعلی بن مینہ رضی اللہ عنہ' طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما مکہ پہنچ گئے۔ تو ان سب نے مل کر باہم مشورہ کیا اور سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا قصاص طلب کیا جائے اور سبائیہ سے جنگ کر کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں مدینہ چلنے کا حکم دیا لیکن ان سب لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ بصرہ چلنا چاہیے۔ انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی بصرہ چلنے پر تیار کر لیا۔

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اب ہم مدینہ کیسے جا سکتے ہیں کیونکہ اب وہ ہمارے قبضہ سے نکل چکا ہے اور علی رضی اللہ عنہ اس پر قابض ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں اپنی بیعت پر مجبور کیا۔ انھوں نے ہر الزام ہمارے سر تھوپا اور

ہمیں سرے سے نظر انداز کر دیا۔ اے ام المومنین (رضی اللہ عنہا) اب آگے بڑھیے اور جیسا کہ آپ نے مکہ میں حکم دیا تھا اس پر عمل کیجیے۔ اور ان چھ سو آدمیوں میں کوئی فتنہ گر یا دیہاتی اوباش یا کوئی غلام نہیں ہے۔ وہ سب منتشر ہو چکے ہیں۔ اور اوّل وحلہ میں وہ کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آدمی روانہ کیا کہ وہ بھی ساتھ چلیں۔ انہوں نے بھی ساتھ چلنے کا ارادہ کر لیا لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مجبور کر کے روک لیا۔ اس لیے وہ ساتھ نہ جا سکیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ نے بصرہ کی جانب کوچ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس لشکر کی امامت عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔ راہ میں وہی نماز پڑھاتے رہے اور بصرہ پہنچ کر بھی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اپنی شہادت تک امام رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مروان اور تمام بنوامیہ بھی شامل تھے۔ صرف وہ بنوامیہ پیچھے رہ گئے تھے جنہیں موت کا ڈر لاحق ہو گیا تھا۔ یہ لشکر اوطاس کی جانب چلا۔ اس لشکر میں چھ سو اونٹ سوار تھے اور جن کے پاس گھوڑے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رات کے وقت اوطاس کا راستہ چھوڑ دیا۔ یہ تمام لشکر نہایت تیزی سے بڑھ رہا تھا اور سب ہتھیار بند تھے۔ نہ اس لشکر میں شور وشغف تھا اور نہ کسی قسم کی چیخ وپکار۔ حتیٰ کہ یہ لشکر بڑھتا بڑھتا بصرہ پہنچ گیا۔ بصرہ پہنچ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمثیلاً یہ شعر پڑھے۔

دَعِیُ بِلَادَ جُمُوعِ الظُّلْمِ اِذْ صَلِحَتَ فِیُهَا الْمِیَاهُ وَ سَیرِیُ سَیُرَ مَذْعُوْرِ

ترجمہ: ''جب صلح ہو جائے تو تو اس شہر کو چھوڑ دے جس میں ظالموں کی جماعتیں بھری ہوئی ہوں۔ اگر چہ ان شہروں میں چشمے موجود ہیں اور تو نرم چال چل۔

تَخَیَّرِی النَّبْتَ فَاذْعِیُ ثُمَّ ظَاهِرَةً وَ بَطْنَ وَادٍ مِّنَ الضِّمَارِ مَمْطُوْرِ

ترجمہ: تو گھاس پسند کر کے اس کے بالائی حصہ اور وادی کے درمیان اپنے جانور چرا کیونکہ وہاں ابھی ابھی بارش ہوئی ہے''۔

## مروان کی پالیسی:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن، عمر بن راشد الیمامی اور ابو کثیر السحیمی کے حوالے سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ جب چلے تو یہ چھ سو آدمی تھے۔ جن میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن صفوان الجمحی بھی شامل تھے۔ جب یہ لوگ بیر میمون سے گزرے تو وہاں انہیں ایک اونٹ ذبح شدہ نظر آیا جس کے گلے سے خون بہہ رہا تھا۔ ان لوگوں نے اس اونٹ سے بد فالی لی۔

مروان نے مکہ سے نکلنے کے بعد واپسی کی اجازت لی۔ لیکن کچھ دیر بعد پھر واپس آیا اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے دریافت کیا۔ تم دونوں میں سے امارت کس کے سپرد کی جائے گی؟ اور نماز پڑھانے کی کسے اجازت دی گئی ہے؟

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ یعنی زبیر رضی اللہ عنہ کو پڑھانی چاہیے۔ اور محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما بولے کہ نہیں نماز ابومحمد رضی اللہ عنہ یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ کو پڑھانی چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب ان باتوں کا علم ہوا تو انہوں نے مروان سے کہلا کر بھیجا۔ کیا تو ہم میں اختلاف پیدا کرنا چاہتا ہے۔ نماز میرا بھانجا پڑھائے گا۔ الغرض بصرہ پہنچنے تک حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما لشکر کو نماز پڑھاتے رہے۔

معاذ بن عبیداللہ ایک شخص نے کہا خدا کی قسم! اگر ہم کامیاب بھی ہو گئے تب بھی ہم آزمائش میں مبتلا ہو جائیں گے۔ تا وقت یہ کہ زبیر طلحہ رضی اللہ عنہما کے لیے اور طلحہ زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے خلافت نہ چھوڑ دیں۔

باب ۴

# حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بصرہ کی جانب کوچ

سری نے شعیب' سیف' سہل بن یوسف اور قاسم ابن محمد کے حوالہ سے یہ واقعہ میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات کی خبر پہنچی تو مدینہ پر تمام بن العباس رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ اور قثم بن العباس رضی اللہ عنہ کو مکہ روانہ کیا اور مدینہ سے اس ارادہ سے چلے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے لشکر کو راہ میں گھیر لیں۔ لیکن ربذہ پہنچ کر معلوم ہوا کہ اس لشکر نے راستہ بدل دیا ہے۔ یہ خبر حارث بن حزن کے غلام عطاء بن رئاب لے کر آئے تھے۔

## حضرت عبداللہ بن سلام کی پیشین گوئی رضی اللہ عنہ:

سری نے شعیب۔ رسیف کے حوالے سے محمد اور طلحہ کا یہ بیان لکھ کر میرے پاس روانہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ ہی میں زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما کے جمع ہونے اور ان کے بصرہ کی جانب کوچ کرنے کی خبر مل گئی تھی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی معلوم ہو چکا تھا۔ وہ اس لشکر کو لے کر جو شام کے لیے تیار کیا گیا تھا ام المومنین ؓ کے مقابلے پر چلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ اور بصرہ کے بھی سات سو اشخاص تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ یہ تھا کہ اس لشکر کو راہ ہی میں روک لیں گے اور بغاوت سے روکیں گے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر چلنے لگے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا اے امیر المومنین آپ مدینہ سے ہرگز باہر نہ جایئے خدا کی قسم! اگر آپ مدینہ چھوڑ کر چلے گئے تو آپ کبھی مدینہ واپس نہ آ سکیں گے اور نہ کبھی آئندہ مدینہ دارالسلطنت بن سکے گا۔

یہ سن کر سبائی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا اسے کچھ نہ کہو کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے بہت بہتر آدمی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ سے چل کر ربذہ پہنچے۔ وہیں انہیں یہ اطلاع ملی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کا لشکر آگے بڑھ گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسری اطلاع آنے تک ربذہ میں قیام کیا۔

## طارق بن شہاب کا فیصلہ:

سری نے شعیب' سیف' خالد بن مہران البجلی' مروان بن عبدالرحمٰن الحمیسی کے حوالے سے طارق بن شہاب کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر بھیجا ہے کہ ہم لوگ کوفہ سے عمرہ کے خیال سے چلے تھے اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے تھے ہم کوفہ سے چل کر ربذہ پہنچے۔ عین صبح کا وقت تھا لوگ ایک دوسرے کو چلا کر بلا رہے تھے۔

میں نے پوچھا یہ کون شخص ہیں؟

لشکری: یہ امیر المومنین ؓ ہیں۔

طارق: آخر امیر المومنین کا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

لشکری: طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے بغاوت کی ہے۔ امیر المومنین ان دونوں کے پاس اس ارادہ سے جا رہے ہیں تا کہ انہیں واپس لوٹا لائیں۔

لیکن ربذہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ملی کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے راستہ تبدیل کر لیا ہے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کا پیچھا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

میں نے اپنے دل میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اور یہ سوچنے لگا کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو کر طلحہ و زبیر وام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم سے جنگ کروں۔ اور یہ بھی ممکن نہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ مل کر علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر کھڑا ہوں۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے اپنے خیمے سے سر نکالا تو نماز کھڑی ہو چکی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی۔

## حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تیز گفتگو:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب نماز کا سلام پھیرا تو ان کے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔

میں نے تمہیں ایک کام کا حکم دیا تھا لیکن تم نے میری نافرمانی کی۔ تم کل اسی طرح بے بس بنا کر قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو تو ہمیشہ ہی لونڈیوں کی طرح روتا رہتا ہے۔ آخر وہ کیا بات تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا اور میں نے اس کی نافرمانی کی۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: میں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہوئے تھے آپ کو حکم دیا تھا کہ آپ مدینہ چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ آپ کی موجودگی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل ہونا آپ کے لیے بہتر نہیں جب عثمان رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو میں نے دوسرا مشورہ آپ کو یہ دیا کہ آپ ہرگز اس وقت تک خلافت قبول نہ کیجیے جب تک تمام شہروں سے آپ کی خلافت کے لیے وفد نہ آ جائیں اور وہ سب متفقہ طور پر آپ کو خلیفہ منتخب نہ کر لیں پھر جب زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما نے آپ کی مخالفت کی تو میں نے آپ کو حکم دیا تھا کہ اب آپ اپنے گھر میں بیٹھ جائیں اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں کہ وہ خود باہم فیصلہ کر لیں۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ فساد کی بنیاد آپ کے ہاتھوں نہ ہو اس کی بنیاد کوئی اور ہی رکھے تو اچھا ہے۔ لیکن آپ نے ان تمام امور میں میری مخالفت کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اے میرے بیٹے! تم نے مجھے جس وقت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے قبل ہی مدینہ سے چلا جاؤں تو خدا کی قسم! اگر ہم مدینہ چھوڑ کر جانا چاہتے تو ہمیں بھی اسی طرح گھیر لیا جاتا جیسے عثمان رضی اللہ عنہ کو گھیر لیا گیا تھا۔

تم نے جو یہ مشورہ دیا تھا کہ اس وقت تک میں خلافت قبول نہ کروں جب تک تمام شہروں کے لوگ میری بیعت پر راضی نہ ہوں۔ تو دراصل بیعت اہل مدینہ کی بیعت ہے۔ دوسروں کی بیعت انہی کے تابع ہے اور میں یہ بھی پسند نہ کرتا تھا کہ یہ خلافت ہم لوگوں کے ہاتھ سے نکل جائے۔ تم نے جو یہ مشورہ دیا تھا کہ زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما اور دیگر لوگوں کو خود صلح کر لینے دو

تو یہ اہل اسلام کے لیے بہت بڑی کمزوری کا سبب ہوتا۔ خدا کی قسم مجھ پر شروع ہی سے قہر توڑے جاتے رہے۔ اور جب خلافت ملی تو وہ بھی ناقص۔ میرے نزدیک ان مخالفوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ تم نے جو یہ کہا تھا کہ میں گھر میں بیٹھ جاؤں تو یہ کیسے ممکن ہے جب کہ لوگ میرے ساتھ ہوں اور میں اس گوہ کی طرح کیسے چھپ کر بیٹھ جاؤں جسے ہر طرف سے گھیر لیا گیا ہو اور اس گوہ کو پکڑنے والے یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہوں کہ یہاں گوہ موجود ہی نہیں اور جب شکاری واپس چلے جائیں تو وہ باہر نکل آئے۔ اور جب یہ خلافت مجھے مل گئی تو میں اگر اس کی فکر نہ کروں گا تو اور کون اس کی فکر کرے گا۔ اے میرے بیٹے! اب تم ان مشوروں سے باز آ جاؤ''۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے اونٹ کی خریداری:

اسماعیل بن موسیٰ الفزاری نے علی بن عابس الازرق' ابولخطاب الہجری' صفوان بن قبیصہ الاحمسی کے حوالہ سے عرفی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں اونٹ پر سوار جا رہا تھا کہ میرے سامنے ایک سوار آیا اور مجھ سے سوال کیا کہ اے اونٹ والے کیا تو اپنا اونٹ بیچتا ہے؟

عرفی: ہاں!

سوار: اس کی کیا قیمت ہے؟

عرفی: ایک ہزار درہم۔

سوار: کیا تو پاگل ہے۔ کہیں اونٹ بھی ایک ہزار میں بکتا ہے۔

عرفی: ہاں میرا یہ اونٹ اونٹ ہے۔

سوار: اس میں ایسی کیا خوبی ہے؟

عرفی: میں نے اس پر سوار ہو کر جب بھی کسی کا پیچھا کیا تو میں نے اسے پکڑ لیا لیکن مجھے کبھی کوئی نہیں پکڑ سکا۔ اور جب بھی میں اس پر سوار ہو کر بھاگا تو پیچھا کرنے والا مجھے نہ پا سکا۔

سوار: تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہم یہ اونٹ کس کے لیے خریدنا چاہتے ہیں۔ اگر تمہیں یہ معلوم ہو جائے تو تم کبھی اتنی قیمت طلب نہ کرو۔

عرفی: آخر آپ کس کے لیے یہ اونٹ خریدنا چاہتے ہیں؟

سوار: تیری ماں کے لیے۔

عرفی: میں اپنی ماں کو تو اپنے گھر بیٹھے چھوڑ آیا ہوں۔ اس کا سفر کا کوئی ارادہ نہ تھا۔

سوار: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے۔

عرفی: تو آپ یہ اونٹ لے جائیے اور اب اس کی کوئی قیمت نہیں۔

سوار: میں بلا قیمت نہیں لیتا۔ تم میرے ساتھ قیام گاہ تک چلو میں تمہیں ایک مہریہ اونٹنی بھی دوں گا اور کچھ درہم بھی دوں گا۔

عرفی کا بیان ہے کہ میں اس سوار کے ساتھ گیا ان لوگوں نے مجھے ایک مہری اونٹنی دی اور چار سو یا چھ سو درہم دیئے۔

اس کے بعد اس سوار نے مجھ سے سوال کیا اے عرنی بھائی کیا تم راستہ سے واقف ہو؟

عرنی: ہاں! میں ان لوگوں میں سے ہوں جو دوسروں کو تلاش کر لیتے ہیں۔

سوار: تو تم ہمارے ساتھ چلو۔

عرنی کا بیان ہے کہ میں ان کے ساتھ ہولیا۔ راہ میں جس وادی اور چشمہ سے ہمارا گذر ہوتا تو یہ لوگ مجھ سے اس مقام کا نام دریافت کرتے۔

## حوأب کا چشمہ:

چلتے چلتے ہم حوأب کے چشمے پر پہنچے تو وہاں کے کتے ہمیں دیکھ کر بھونکنے لگے لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا یہ کون سا چشمہ ہے۔

عرنی: یہ چشمہ حوأب کے نام سے مشہور ہے۔

عرنی کہتا ہے کہ میرا یہ جواب سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زور سے چیخیں اور اپنے اونٹ کے بازو پر چابک مار کر اسے ہنکایا۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم حوأب کے کتوں والی میں ہی ہوں۔ اے لوگو! مجھے واپس لے چلو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات تین بار فرمائی اور اپنا اونٹ ہنکایا لوگوں نے بھی اپنے اونٹ تیز کیے اور وہ واپس لوٹیں حتیٰ کہ جب اگلا روز ہوا اور وہ وقت آیا جس وقت ان لوگوں کی واپسی شروع ہوئی تھی تو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما گھبرائے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور چیخ کر بولے۔ بچاؤ بچاؤ خدا کی قسم یہ علی رضی اللہ عنہ کا لشکر تمہارے سروں پر پہنچ گیا ہے۔ عرنی کہتا ہے کہ ان لوگوں نے وہاں سے کوچ کیا اور مجھے برا بھلا کہنے لگے۔ میں ان کے پاس سے واپس چلا آیا۔ تھوڑی دور چلا تھا' کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر مل گیا۔ ان کے ساتھ تین سو کے قریب آدمی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے آواز دی کہ اے سوار ادھر آؤ۔ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے سوال فرمایا۔ یہ لشکر کہاں ہے؟

عرنی: فلاں فلاں مقام پر مقیم ہے۔ اور یہ اس کی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) اونٹنی ہے۔ میں نے ان لوگوں کے ہاتھ اپنا اونٹ فروخت کیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیا تم نے بھی ان کے ساتھ سفر کیا ہے؟

عرنی: ہاں میں نے ان کے ساتھ سفر کیا ہے۔ لیکن جب ہم حوأب کے چشمہ پر پہنچے تو اس عورت پر وہاں کے کتے بھونکنے لگے جس پر اس عورت نے ایسی ایسی بات کہی تھی۔ لیکن جب میں نے ان لوگوں میں باہم اختلاف دیکھا تو میں واپس آ گیا۔ اور یہ لوگ کوچ کر گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیا تم ذی قار کا راستہ جانتے ہو؟

عرنی: ہاں!

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو تم ہمارے ساتھ چلو۔

عرنی کا بیان ہے کہ میں ان کے ساتھ چلا۔ حتیٰ کہ ہم ذی قار پہنچ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو آدمی بلوائے اور ان دونوں کو

ایک دوسرے سے ملا کر بٹھا دیا۔ اس کے بعد ایک اور شخص طلب کیا گیا اور اسے ان دونوں پر بٹھا دیا گیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس اوپر والے شخص پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ایک جانب اپنے پاؤں لٹکا لیے اور اللہ کی حمد وثنا اور درود وسلام کے بعد فرمایا۔ تم لوگوں نے دیکھ لیا کہ اس قوم اور اس عورت نے کیا کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اشارہ سن کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور رونے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: یہ تم لڑکیوں کی طرح کیوں رو رہے ہو؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: ہاں! میں نے آپ کو ایک بات کا مشورہ (اصل ترجمہ حکم) دیا تھا۔ لیکن آپ نے میری مخالفت (اصل ترجمہ نافرمانی) کی تو تم بھی نہایت مصیبت کے ساتھ قتل کیے جاؤ گے اور تمہارا کوئی حامی ومددگار نہ ہوگا (اصل ترجمہ ''تو'' اور ''تیرا'' ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو نے مجھے جو حکم دیا تھا وہ لوگوں سے بیان کر دے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا تو میں نے آپ کو حکم دیا تھا کہ آپ بیعت کے لیے اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ پھیلایئے جب تک عرب کے تمام علاقوں کے لوگ آپ کو خلافت پر مجبور نہ کریں اور وہ آپ کے علاوہ کسی کو خلیفہ نہ بنائیں گے لیکن تم نے میرا یہ حکم نہ مانا۔

جس وقت اس عورت نے اور ان لوگوں نے سر اٹھایا میں نے تم سے کہا تھا کہ تم مدینہ سے نہ جاؤ اور اپنے ان شیعوں کے پاس جو آپ کی بات قبول کرتے ہیں اپنے پیغام بر بھیج دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اس نے سچ کہا ہے۔ لیکن خدا کی قسم! میں بجو کی طرح کمزور بننا نہیں چاہتا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو میں اپنے سے زیادہ کسی کو خلافت کا حق دار نہ سمجھتا تھا۔ لیکن لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو جیسے لوگوں نے بیعت کی تھی تو میں نے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو گئے اس وقت بھی میں اپنے سے زیادہ کسی کو حقدار نہ سمجھتا تھا۔ لیکن لوگوں نے عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ بھی ہلاک ہو گئے اور انہوں نے چھ آدمیوں میں سے ایک ممبر مجھے منتخب کیا لیکن اس وقت بھی لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی جس کی وجہ سے میں نے بھی بیعت کر لی۔ پھر لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغاوت کی اور اسے قتل کر دیا اور میرے پاس خوشی سے بیعت کے لیے آئے میں نے کسی پر زبردستی نہیں کی تو اب جو شخص بھی میری اور ان لوگوں کی مخالفت کرے گا۔ جو میرے متبع ہیں تو میں اس سے جنگ کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

## قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ:

علی بن احمد بن الحسن العجلی نے حسین بن نصر العطار' ابونصر بن مزاحم العطار' سیف بن عمر' محمد بن نویرہ' طلحہ بن اعلم الحنفی' عمر بن سعد' اسد بن عبداللہ اور دیگر چند علماء کے حوالے سے مجھے یہ تحریر کر کے روانہ کیا کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ سے واپس لوٹیں اور سرف پر پہنچیں تو وہاں ان کی ملاقات عبد بن ام کلاب سے ہوئی۔ اس کے باپ کا نام ابوسلمہ تھا۔ لیکن یہ ماں کی جانب منسوب کیا جاتا

تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ تم اس وقت خوب آئے۔

عبد بن ابی سلمہ نے عرض کیا۔ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے اور آٹھ روز تک کوئی خلیفہ نہیں تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: پھر لوگوں نے کیا کیا؟

عبد: اہل مدینہ نے باہم جمع ہو کر مشورہ کیا اور آخر کار ایک بھلائی انہوں نے حاصل کر لی کہ ان سب نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اتفاق کر لیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کاش! کہ یہ زمین و آسمان اس سے قبل باہم مل جاتے اور تیرے اس ساتھی کی خلافت قائم نہ ہوتی۔ مجھے واپس لے چلو۔ مجھے واپس لے چلو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سرف سے مکہ واپس لوٹیں اور یہ فرماتی جا رہی تھیں۔ خدا کی قسم عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل کیے گئے ہیں۔ اور میں ان کے خون کا مطالبہ ضرور کروں گی۔

عبد: اے ام المومنین! آخر اس انحراف کی کیا وجہ ہے۔ اور خدا کی قسم سب سے اول آپ ہی نے علی رضی اللہ عنہ سے انحراف کیا ہے۔ اور آپ تو پہلے کہا کرتی تھیں اس نعثل (عثمان رضی اللہ عنہ) کو قتل کر دو یہ کافر ہو چکا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: ان قاتلین نے اولاً عثمان رضی اللہ عنہ سے توبہ کرائی پھر انہیں قتل کر دیا۔ میں نے پہلے قتل کے لیے کہا تھا اب یہ کہہ رہی ہوں اور میرا آخری قول پہلے قول سے بہتر ہے۔

یہ سن کر عبد بن ابی سلمہ نے یہ اشعار پڑھے۔

مِنْكِ الْبِدَاءُ وَ مِنْكِ الْغِيَرُ     وَ مِنْكِ الرِّيَاحُ وَ مِنْكِ الْمَطَرُ

ترجمہ: ''آپ ہی کی طرف سے اس فساد کی ابتداء ہے اور آپ ہی کی جانب سے یہ تمام تغیرات واقع ہوئے ہیں۔ آپ ہی کی جانب سے یہ عذاب کی آندھیاں چلی ہیں اور آپ ہی کی جانب سے رحمت کی بارش ہوتی ہے۔

وَ اَنْتِ اَمَرْتِ بِقَتْلِ الْاِمَامِ     وَ قُلْتِ لَنَا اِنَّهٗ قَدْ كَفَرُ

ترجمہ: آپ ہی نے لوگوں کو امام کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا اور آپ ہی نے ہم سے کہا تھا کہ وہ کافر ہو گیا ہے۔

فَهَبْنَا اَطَعْنَاكِ فِيْ قَتْلِهٖ     وَ قَاتِلُهٗ عِنْدَنَا مَنْ اَمَرْ

ترجمہ: ہم نے ان کے قتل میں آپ کی اطاعت کی۔ اب ان کا قاتل ہمارے سامنے موجود ہے۔ اور وہ وہ شخص ہے جس نے قتل کا حکم دیا۔

وَ لَمْ يَسْقُطِ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِنَا     وَ لَمْ يَنْكَسِفْ شَمْسُنَا وَ الْقَمَرُ

ترجمہ: نہ تو اس واقعہ سے ہم پر چھت گری اور نہ سورج اور چاند کو گہن لگا۔

وَ قَدْ بَايَعَ النَّاسُ ذَاتُدْرَاءِ     يُزِيْلُ الشَّبَا وَ يُقِيْمُ الصَّعَرْ

ترجمہ: اب لوگوں نے ایسے باہمت کی بیعت کی ہے جو آفتوں کو پیچھے ہٹا دیتا اور سخت چٹانوں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔

وَ يَلْبَسُ لِلْحَرْبِ اَثْوَابَهَا     وَ مَا مَنْ وَ فِيْ مِثْلِ مَنْ قَدْ غَدَرْ

ترجمہ: جو جنگی لباس پہنے ہر وقت تیار ہے اور غدر کرنے والوں میں کوئی اس کا ثانی نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ لوٹیں اور مسجد کے دروازے پر پہنچ کر سواری سے اتریں اور حطیم جانے کا ارادہ کیا۔ وہاں ان کے لیے پردہ کر دیا گیا اور ان کے پاس لوگ آ کر جمع ہو گئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل کر دیئے گئے اور خدا کی قسم میں ان کے خون کا مطالبہ ضرور کروں گی۔

## اہل کوفہ سازش میں یکتائے زمانہ تھے:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد اور طلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس فکر میں تھے کہ انھیں یہ معلوم ہو جائے کہ زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما کا لشکر کس جانب بڑھ رہا ہے اور وہ دل سے یہ چاہتے تھے کہ یہ لوگ بصرہ کی طرف بڑھیں تو بہتر ہے جب انھیں یہ بات یقینی طور پر معلوم ہوگئی کہ یہ لشکر بصرہ کی جانب بڑھ رہا ہے تو وہ اس خبر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا۔ کوفہ میں عرب کے آدمی آباد ہیں اور ان کے گھر ہیں۔

اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جس شے سے آپ خوش ہیں وہ مجھے بری محسوس ہوتی ہے کیونکہ کوفہ ایک چھاؤنی ہے جس میں عرب کے مشہور مشہور آدمی رہتے ہیں اور ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ لیکن یہ لوگ ہمیشہ ان چیزوں کے حصول کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جن کے حصول پر یہ لوگ قدرت نہیں رکھتے اور جب یہ اپنے مقصد میں ناکام ہو جاتے ہیں تو اس شخص کے خلاف سازشیں کرتے ہیں جس نے کوئی عہدہ حاصل کر لیا ہو اور اسے ذلیل وخوار کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ لوگ ایک دوسرے کی جڑیں کاٹتے اور ایک دوسرے کے خلاف فتنہ انگیزی کرتے رہتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واقعہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہہ رہے ہو لیکن ہر حکومت اپنے فرماں برداروں کے ساتھ سلوک کرتی ہے اور ان لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش آتی ہے جو شروع میں اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ اگر وہ سیدھے رہیں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ احسانات کریں گے اور ان کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ ہمارے احسانات پر قناعت کریں اور اگر وہ ایسا نہ کریں گے اور ہمیں تکلیف پہنچائیں گے تو برائی اسی کے ساتھ کی جاتی ہے جو برائی کا مستحق ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا انسان یہ کام اسی وقت کر سکتا ہے جب قناعت کر کے بیٹھ جائے۔

## ابن عمر رضی اللہ عنہما کا لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جانے سے انکار:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اہل مکہ کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ بصرہ چلنا چاہیے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے انتقام لینا چاہیے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور انہیں ساتھ چلنے کی دعوت دی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ میں تو اس معاملے میں اہل مدینہ کے ساتھ ہوں اگر وہ سب جنگ میں شامل ہوں گے تو میں بھی شامل ہوں گا اور اگر وہ تمام جنگ میں شامل ہونے کے لیے تیار نہیں ہوئے تو میں بھی جنگ میں حصہ نہ لوں گا۔

## عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی واپسی:

سری نے شعیب' سیف اور سعید بن عبداللہ کے حوالے سے ابن ابی ملکیہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب

زبیر رضی اللہ عنہ نے کوچ کا ارادہ کیا تو اپنے تمام بیٹوں کو جمع کیا ان میں سے بعض کو رخصت کیا اور بعض کو ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ لیکن ان تمام لڑکوں کو ساتھ چلنے کا حکم دیا جو اسماء سے پیدا ہوئے تھے۔ جب زبیر رضی اللہ عنہ نے دوسرے لڑکوں سے یہ کہا کہ اے فلانے تم واپس جاؤ اور اے عمرو تم واپس جاؤ تو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائیوں میں سے عروہ اور منذر سے کہا تم بھی واپس جاؤ۔

اس پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں اپنے ان دونوں بیٹوں کو ساتھ لے جانا اور ان سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر آپ ان سب کو جنگ میں لے جانا چاہتے ہیں تو آپ خود نہ جایئے اور اگر آپ کسی اور بیٹے کو پیچھے چھوڑ رہے ہیں تو انہیں بھی چھوڑ دیجئے اس لیے کہ اگر آپ سب کو لے جائیں گے تو اسماء رضی اللہ عنہا ایک قسم کی بے اولاد بن جائے گی اور اس کا کوئی سہارا باقی نہیں رہے گا۔

یہ سن کر زبیر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عروہ اور منذر رضی اللہ عنہما کو واپس کر دیا۔

ان لوگوں نے جب کوچ کیا اور اوطاس کے پہاڑوں پر پہنچے تو یہ لوگ داہنی طرف مڑ گئے اور بصرہ کا مشہور راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا۔ اور اسی راہ سے چل کر بصرہ پہنچ گئے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی پر لوگوں کا رنج و غم:

سری نے شعیب' سیف اور ابن الشہید کے حوالے سے میرے پاس ابن ابی ملیکہ کا یہ بیان لکھ کر روانہ کیا کہ جب لشکر کی روانگی کا وقت آیا تو پہلے زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما نے کوچ کیا اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوچ فرمایا۔ ان کے ساتھ دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بھی تھیں جو ان کے ساتھ ذات عرق تک گئی تھیں۔

اس روز سے زیادہ لوگ اسلام پر کبھی نہیں روئے۔ ان کا رونا اس باعث تھا کہ اسلام کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا حتی کہ اس دن کا نام یوم النخیب ''آنسوؤں کا دن'' مشہور ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ یہ لوگوں میں بہت منصف شمار ہوتے تھے۔

## مطالبہ قصاص کی وجہ:

سری نے شعیب' سیف اور محمد بن عبداللہ کے حوالے سے یزید بن معن کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب یہ لشکر اوطاس سے داہنی جانب مڑ گیا تو راہ میں ان کی ملاقات ملیح بن عوف السلمی سے ہوئی جو اپنی ماں کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور دریافت کیا۔ اے ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ یہ کیا معاملہ ہے؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی گئی اور انہیں بلا جرم قتل کر دیا گیا۔

ملیح: انھیں کس نے قتل کر دیا؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: مختلف شہروں کے اوباشوں اور مختلف قبائل کے جھگڑالو لوگوں نے اور ان میں زیادہ تر اعراب اور غلام شامل تھے۔

ملیح: اب آپ کیا چاہتے ہیں؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: ہم ان لوگوں کے خلاف جنگ کریں گے تاکہ اس خون کا بدلہ لیا جائے اور یہ خون رائیگاں نہ جائے کیونکہ اس کے رائیگاں جانے میں اللہ کے حکم کی ہمیشہ اسی طرح توہین ہوتی رہے گی اگر لوگوں نے اس قسم کے طریقہ کار کو ابھی سے نہ روکا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر امام کو جب چاہیں گے اس قسم کے بدقماش لوگ قتل کر دیا کریں گے۔

ملیح: واقعتاً یہ بہت سخت معاملہ ہے اور کیا تم نہیں جانتے کہ یہ ظاہر میں آسان بھی ہے اس کے بعد یہ دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور لشکر آگے بڑھ گیا۔

باب ۵

# حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بصرہ میں داخلہ

# اور

# عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے جنگ

سری نے شعیب' سیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ یہ لشکر سیدھی راہ چھوڑ کر آگے بڑھتا رہا حتی کہ بصرہ کے میدانوں میں پہنچ گیا یہاں پہنچ کر ان کی ملاقات عمیر بن عبداللہ التمیمی سے ہوئی۔ اس نے عرض کیا اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ آگے تشریف نہ لے جائیں بلکہ ان لوگوں میں سے کسی کو آگے روانہ فرمادیں جو وہاں کے لوگوں کو سمجھا بجھا سکے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: تم نیک آدمی معلوم ہوتے ہو لہٰذا تم ہی کوئی مشورہ دو۔

عمیر: آپ ابن عامر رضی اللہ عنہ کو آگے بھیج دیجیے کیونکہ بصرہ میں اس کی زمینیں اور مکانات وغیرہ ہیں وہ آپ کے پہنچنے سے قبل لوگوں سے ملاقات کریں اور آپ جو بات کہنا چاہتی ہوں وہ اہل بصرہ تک پہنچائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عامر رضی اللہ عنہ کو آگے روانہ فرمایا۔ جب وہ بصرہ پہنچے تو لوگ ان کے پاس آ کر جمع ہونے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ کے مشہور اور بااثر آدمیوں کے نام خطوط بھی روانہ کیے تھے۔ جن میں احنف بن قیس رضی اللہ عنہ اور صبرۃ بن شیمان وغیرہ داخل تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ کر حفیر میں ٹھہر گئیں اور جواب کا انتظار کرتی رہیں۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں قاصد کی روانگی:

جب اہل بصرہ کو ان حالات کا علم ہوا تو عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور ابوالاسود دئلی کو قاصد بنا کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں روانہ کیا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا تعلق عوام سے تھا اور ابوالاسود حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخصوص آدمیوں میں سے تھے عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا۔ تم اس عورت کے پاس جاؤ اور اسے اپنے خیالات سے آگاہ کرو اور اس کے خیالات معلوم کرو۔ یہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھیوں کے پاس حفیر پہنچے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی اجازت طلب کی' اجازت ملنے کے بعد یہ اندر گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کیا اور عرض کیا کہ ہمیں ہمارے امیر نے آپ کے پاس اس لیے روانہ کیا ہے تاکہ ہم یہ معلوم کریں کہ آپ کی یہاں تشریف آوری کی کیا وجہ ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ مجھ جیسی عورت کسی مخفی کام کے لیے سفر نہیں کر سکتی اور نہ اولاد سے کوئی بات چھپائی جا سکتی ہے۔ بات یہ ہے کہ مختلف علاقوں کے شور مچانے والوں اور قبائل کے جھگڑالو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم میں قتل وقتال کیا اور

اس میں فتنے اٹھائے اور بدعتیں ایجاد کیں اور فتنہ گروں کو حرم رسول میں پناہ دی اس طرح اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت کے مستحق ہیں اور بلا جرم مسلمانوں کے امام کو قتل کیا۔ اس طرح انھوں نے ایک حرام خون کو حلال سمجھ کر بہایا اور وہ مال لوٹ لیا جس کا لینا حرام تھا اور بلد حرم اور ماہ حرام کی حرمت کا بھی پاس نہ کیا۔ لوگوں کی آبرو ریزی کی اور انھیں جسمانی تکالیف پہنچائیں اور ان لوگوں کے شہر اور مکانات میں آ کر ٹھہر گئے جنہیں ان کا ٹھہرنا گوارا نہ تھا۔ ان لوگوں نے سوائے نقصان اور مضرت کے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ نہ ان کے دلوں میں خدا کا خوف تھا۔ جن لوگوں کے پاس یہ جا کر ٹھہرے ان میں اتنی قدرت نہ تھی کہ وہ انہیں روک سکتے کیونکہ انہیں خود اپنی جانوں کا خوف تھا۔

میں نے اس لیے سفر کیا ہے تاکہ تمام مسلمانوں کو یہ بتا دوں کہ یہ جماعت کس قسم کے لوگوں پر مشتمل ہے اور عوام ان کے باعث کس مصیبت میں مبتلا ہیں اور اب ان کا اصلاح پانا ممکن نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ ﴾

''ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں سوائے اس کے کہ یہ سرگوشی صدقہ کا حکم دے یا لوگوں کی اصلاح کرے''۔

ہم اس اصلاح کی خاطر میدان میں نکلے ہیں جس کا اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر چھوٹے بڑے اور مرد اور عورت کو حکم فرمایا ہے۔ ہم اس لیے آئے ہیں تاکہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور اس کی حفاظت کریں اور برائی سے لوگوں کو روکیں اور دنیا سے برائی کو مٹائیں۔

## طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کی شرط:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے میرے پاس محمد وطلحہ کا یہ بیان لکھ کر روانہ کیا۔ کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کر کے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے ان کی آمد کی وجہ دریافت کی۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ لے کر آئے ہیں۔

قاصدین: کیا آپ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کر چکے؟

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: ہاں! لیکن اس صورت میں کہ تلوار میری گردن پر رکھی ہوئی تھی۔ اور علی رضی اللہ عنہ سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں اور نہ میں علی رضی اللہ عنہ کی بیعت توڑنا چاہتا ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ہمارے اور قاتلوں کے درمیان حائل نہ ہوں۔

اس کے بعد یہ دونوں قاصد لوٹ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان سے رخصت طلب کی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو رخصت کیا اور ابوالاسود سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابوالاسود تو اپنے آپ کو اس بات سے بچانا کہ کہیں تیری خواہشات تجھے دوزخ میں نہ دھکیل دیں۔

﴿ كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴾

''اللہ کے لیے انصاف کے ساتھ گواہ بن جاؤ۔ اور کسی قوم کی عداوت تمھیں کسی نا انصافی کے جرم میں مبتلا نہ کر دے انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سخت پکڑ فرمانے والا ہے''۔

ان دونوں قاصدوں نے کوچ کیا۔ اور منادی نے ان کی واپسی کا اعلان کیا جب یہ دونوں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو ابوالاسود نے بولنے میں عمران رضی اللہ عنہ سے پہل کی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

يَا ابْنَ حُنَيْفٍ قَدْ أَتَيْتَ فَانْفِرْ　　وَ طَاعِنِ الْقَوْمَ وَ جَالِدْ وَ اصْبِرْ

ترجمہ: ''اے حنیف کے بیٹے جب تو یہاں آ گیا ہے تو اب میدان میں نکل اور لوگوں کو نیزوں کی انیوں پر رکھ لے۔ ان سے جنگ کر اور ثابت قدم رہ''۔

وَابْرُزْ لَهُمْ مُسْتَلْئِمًا وَ شَمِّرْ

''اور اپنی آستینیں چڑھا کر اچھی طرح مزا چکھا دے''۔

یہ سن کر عثمان بن حنیف نے إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھی۔ اور فرمایا قسم ہے کعبہ کے پروردگار کی اب اسلام کی چکی چل چکی ہے اب دیکھئے کہ چکی کا کون سا پاٹ گرتا ہے۔

## حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا جنگ سے گریز:

حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! اب تمہیں یہ جنگ ایک زبردست عذاب میں مبتلا کر دے گی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر کوئی تم میں سے بچ بھی گیا تب بھی بہت سے کام اس جنگ کے مساوی نہ ہو سکیں گے۔

عثمان رضی اللہ عنہ: تو پھر آپ ہی کوئی مشورہ دیجیے۔

عمران رضی اللہ عنہ: میں تو گھر جا کر بیٹھ رہا ہوں۔ تم بھی اپنے گھر جا کر بیٹھ جاؤ۔

عثمان رضی اللہ عنہ: جب تک امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ یہاں نہ پہنچ جائیں میں انہیں ہرگز شہر میں داخل نہ ہونے دوں گا۔

عمران رضی اللہ عنہ: اصل فیصلہ اللہ ہی کا ہے اور وہ جو ارادہ کرتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے۔

اس کے بعد حضرت عمران رضی اللہ عنہ اپنے گھر جا کر بیٹھ گئے اور عثمان رضی اللہ عنہ مقابلہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے' ہشام بن عامر عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں مشورہ دیا۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! اب یہ جھگڑا اسی طرح چلتا رہے گا جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ تم خود بھی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے یہ ایک ایسا زخم ہے جو کبھی بھر نہیں سکتا اور ایسا اختلاف ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا تم علی رضی اللہ عنہ کا حکم آنے تک خاموشی اختیار کرو۔ اور ان لوگوں سے جھگڑا مول نہ لو۔ لیکن عثمان رضی اللہ عنہ نے ہشام کی یہ رائے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

## عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی جنگی تیاریاں:

عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کرایا کہ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ لوگ ہتھیار پہن کر جامع مسجد میں جمع ہو گئے عثمان رضی اللہ عنہ نے دھوکے سے کام لینا چاہا۔ لوگ اس بات کے منتظر تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کا کیا ارادہ ہے۔ اس لیے انھیں تو تیاری کا حکم دیا۔ اور ایک شخص کو جو بنو قیس سے تعلق رکھتا تھا۔ اپنے پاس بلایا۔ یہ شخص کوفہ کا رہنے والا تھا اور انتہائی دھوکہ باز تھا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کچھ سمجھایا بجھایا۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کے اشارے پر تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ اور بولا:

''اے لوگو! میں قیس بن العقد یۃ الحمسی ہوں۔ یہ جماعت جو تمہارے پاس آئی ہے اگر اس غرض سے آئی ہے کہ انہیں اپنی جانوں کا خوف تھا اور وہ تمہاری پناہ لینا چاہتے تھے تو یہ خود ایسے مقام سے آئی ہے جہاں پرندے بھی مامون ہیں۔ اور اگر یہ جماعت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا انتقام لینے آئی ہے تو ہم لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا۔ تم لوگ اس معاملے میں میری اطاعت کرو۔ اور ان لوگوں کو جہاں سے یہ آئے ہیں وہیں واپس لوٹا دو''۔

یہ تقریر سن کر اسود بن سریع السعدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ کیا ان لوگوں نے یہ خیال کیا ہے کہ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے؟ حالانکہ تمہارا یہ کہنا قطعاً غلط ہے۔ وہ تمہارے پاس گھبرائے ہوئے اس لیے آئے ہیں تاکہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں ہم سے امداد طلب کریں۔ اور اسی طرح وہ اور لوگوں سے بھی امداد کے طالب ہیں۔ اگر واقعتاً ان لوگوں کو جیسا کہ تمہارا گمان ہے ان کے شہروں سے نکال دیا گیا ہے۔ تو اب ان کے لیے وہ کون سی رکاوٹ ہے جس کے باعث وہ دوسروں کو ان کے شہروں سے نہ نکالیں گے۔

اس پر لوگوں میں ایک شور مچ گیا اور عثمان رضی اللہ عنہ سمجھ گئے کہ بصرہ میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو کھل کر عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے لشکر کی امداد کریں گے۔ اس سے عثمان رضی اللہ عنہ کا دل ٹوٹ گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے ساتھی آگے بڑھ کر مربد پہنچے اور بالائی جانب سے مربد میں داخل ہو گئے اور وہاں ڈیرے ڈال دیئے۔ عثمان رضی اللہ عنہ بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر ان کے مقابلے میں جا کھڑے ہوئے اور اہل بصرہ میں سے جو لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک ہونا چاہتے تھے وہ ان کے لشکر میں چلے گئے۔ اس طرح دونوں فریق مربد میں صف آراء ہو گئے۔ اور ایک دوسرے کو جوش دلانے لگے حتی کہ دونوں فریق غصہ سے بے قابو ہو گئے۔

## حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ مربد کے دائیں جانب کھڑے ہوئے تھے اور ان کے پہلو میں زبیر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ مربد کے بائیں جانب کھڑے تھے وہ تقریر کے لیے آگے بڑھے۔ لوگوں نے ایک دوسرے کو خاموش کیا۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا اور بتایا کہ مدینہ رسول کی کس طرح بے حرمتی ہوئی ہے اور کس طرح وہ خون بہایا گیا ہے جس کا بہانا حرام تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ تمام مظالم بیان کیے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر کیے گئے تھے۔ پھر لوگوں کو ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کی دعوت دی اور فرمایا:

''اس قصاص میں اللہ عزوجل کے دین اور اس کے حکم کی عزت ہے۔ کیونکہ مظلوم خلیفہ کے خون کا قصاص طلب کرنا اللہ کے احکام میں سے ایک حکم ہے اگر تم قصاص طلب کرو گے تو صحیح راہ پر چلو گے اور تمہاری خلافت تمہارے ہاتھ میں آ جائے گی' اور اگر تم اس قصاص کو چھوڑ دو گے تو نہ تو کوئی حکومت قائم رہ سکتی ہے اور نہ کوئی نظام چل سکتا ہے''۔

اسی قسم کی تقریر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی کی ان تقاریر پر داہنی جانب کے لوگ بولے کہ آپ دونوں نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے اور آپ نے ہمیں حق بات کا حکم دیا ہے بائیں جانب کے لوگ بولے انہوں نے نہایت غلط بات کہی ہے۔ اور غداری کی ہے اور لوگوں کو برائی کا حکم دیا ہے۔ ان دونوں نے پہلے تو علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ اور آج یہ کہہ رہے ہیں اس پر ایک

شور مچ گیا اور لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خطاب:

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تقریر شروع فرمائی: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آواز نہایت بلند تھی‘ جیسی ایک صاحب جلال عورت کی ہونی چاہیے انھوں نے اللہ عزوجل کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا:

''لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اتہامات لگاتے تھے اور ان کے عاملوں کو مجرم گردانتے تھے۔ یہ لوگ ہمارے پاس مدینہ آتے اور عمال کے حالات بیان کر کے ہم سے مشورہ طلب کرتے۔ ان کی ظاہری گفتگو سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ یہ اصلاح کے طلب گار ہیں اور نیک لوگ ہیں۔

لیکن جب ہم حالات کی چھان بین کرتے تو ہمیں عثمان نہایت متقی اور ان الزامات سے بری نظر آتے۔ اور یہ وہ لوگ جو ان کی شکایات کرتے تھے‘ وہ تقویٰ کے بھیس میں فاجر وکذاب نظر آتے۔ ان کا ظاہر کچھ ہوتا اور باطن کچھ اور۔

ان لوگوں نے جب اس طرح دھوکہ اور فریب سے قوت مہیا کر لی تو مدینہ پہنچ کر عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر میں محصور کر لیا اور انہیں شہید کر کے ایک حرام خون کو حلال کیا۔ اس مال کو لوٹا جس کا لینا حرام تھا اور بلا جرم اور بلا وجہ مدینۃ الرسول کی بے حرمتی کی۔ وہ جس شے کے طلب گار ہیں۔ وہ تمہارے لیے مناسب نہیں۔ تمہیں چاہیے کہ تم عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لو اور اللہ عزوجل کے حکم کو قائم کرو۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾

''کیا آپ ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ جب بھی انہیں کتاب اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ کتاب اللہ کے مطابق ان کا فیصلہ کیا جائے تو ان میں سے ایک جماعت منہ پھیر کر اور اعراض کر کے چل دیتی ہے''۔

اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں پھوٹ پڑ گئی اور ان میں سے ایک جماعت بولی۔ خدا کی قسم! آپ نے سچ فرمایا اور نیک کام کا حکم دیا ہے اور دوسری جماعت بولی تم لوگ جھوٹ بولتے ہو۔ ہم تم لوگوں کی بات قطعاً نہیں سمجھے۔ اس پر ایک شور مچ گیا اور لوگ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر میمنہ سے ہٹ گئیں اور اس میدان میں جا کر ٹھہریں جہاں چمڑا صاف کرنے والے رہتے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں زبردست اختلاف پیدا ہو گیا اور آپس میں دھینگا مشتی ہونے لگی۔ بعض لوگ عثمان رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مل گئے اور بعض اس گلی کے نکڑ پر عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمے رہے جو مسجد کو جاتی تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو لے کر اس گلی کے نکڑ پر آ گئے جو محلّہ دباغین سے مسجد کو جاتی تھی۔ اور لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے مدمقابل کھڑے ہو گئے اور راستہ روک لیا۔

## جاریۃ بن قدامہ رضی اللہ عنہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو:

نصر بن مزاحم نے سیف اور سہل بن یوسف کے حوالے سے قاسم بن محمد کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت جاریۃ بن قدامۃ

السعدی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور عرض کیا۔

اے ام المومنین ؓ خدا کی قسم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا قتل ہو جانا ہمارے لیے آسان تھا اور آپ کا اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر اور ہتھیار سنبھال کر نکلنا اس سے بھی زیادہ برا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے پردے میں رہنے اور اپنے احترام کو باقی رکھنے کا حکم دیا گیا۔ لیکن آپ نے اس پردے کو توڑا اور اپنے احترام کو ختم کیا۔ یاد رکھیے کہ جو شخص آپ سے قتال کو جائز سمجھتا ہے وہ لازماً آپ کے قتل کو بھی جائز سمجھتا ہوگا۔ اگر آپ خوشی سے یہاں آئی ہیں تو فوراً واپس لوٹ جائیے اور اگر آپ مجبوراً یہاں آئی ہیں تو لوگوں سے امداد طلب کیجیے تاکہ وہ آپ کو باعزت طور پر یہاں سے نکال دیں۔

## طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما سے ایک لڑکے کی گفتگو:

بنوسعد کا ایک نوجوان لڑکا طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اے زبیر رضی اللہ عنہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ دونوں کی ماں آپ کے ساتھ ہیں۔ تو کیا تم دونوں اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لائے ہو؟

طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: نہیں!

وہ سعدی نوجوان بولا۔ تو میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ یہ کہہ کر وہ لشکر سے علیحدہ ہو گیا۔ اس سعدی نوجوان نے اس واقعہ پر یہ اشعار کہے۔

صُنْتُمْ حَلَائِلَكُمْ وَ قُدْتُمْ اُمَّكُمْ ۔۔۔ هٰذَا لَعُمْرُكَ قِلَّةُ الْاِنْصَافِ

ترجمہ: "تم نے اپنی بیویوں کو بچا لیا اور اپنی ماں کو میدان میں گھسیٹ لائے۔ تیری عمر کی قسم یہ تو نہایت بے انصافی کی بات ہے"۔

اَمَرَتَ بِجَرٍّ ذُيُوْلِهَا فِیْ بَيْتِهَا ۔۔۔ فَهَوَتْ تَشُقُّ الْبِيْدَ بِالْاِيْجَافِ

ترجمہ: بیویوں کو تو حکم دے دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں پھریں اور باہر نہ جائیں۔

غَرَضًا يُقَاتِلُ دُوْنَهَا اَبْنَائُهَا ۔۔۔ بِالنُّبْلِ وَ الْخَطِّیِّ وَالْاَسْيَافِ

ترجمہ: اور ماں کو اپنی اغراض کا آلہ کار بنا لیا۔ تاکہ ان کے بیٹے انہیں بچانے کے لیے نیزوں اور تیروں اور تلواروں سے لڑیں۔

هَتَكَتْ بِطَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرِ سُتُوْرَهَا ۔۔۔ هٰذَا الْمُخْبَرُ عَنْهُمْ وَالْكَافِیْ

ترجمہ: اس طرح زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما کے پردوں کی بھی پردہ دری ہوئی۔ یہ وہ خبر ہے جو لوگوں کی جانب سے بیان کی جا رہی ہے"۔

## محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما کی رائے:

جہینہ کا ایک لڑکا محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما کے پاس گیا۔ یہ محمد نہایت عبادت گزار شخص تھے۔ ان سے سوال کیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کون لوگ ہیں؟۔

انہوں نے جواب دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی ذمہ داری تین شخصوں پر ہے۔ تہائی ذمہ داری تو اس ہودج والی یعنی

عائشہ رضی اللہ عنہا پر ہے۔ اور تہائی ذمہ داری اس شخص پر ہے جو سرخ اونٹ پر سوار ہے یعنی میرے باپ طلحہ رضی اللہ عنہ پر اور تہائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ہے۔

یہ سن کر وہ لڑکا بولا۔ میں تو خود کو گمراہی پر سمجھتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل گیا۔ اور محمد کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

سَاَلْتُ ابْنَ طَلْحَةَ عَنْ هَالِكٍ بِجَوْفِ الْمَدِيْنَةِ لَمْ يُقْبَرِ

ترجمہ: ''میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے دریافت کیا کہ مدینہ میں جس شخص کو لوگوں نے قتل کیا ہے اور جو دفن بھی نہیں کیا جا سکا اس کی ہلاکت کی ذمہ داری کس پر ہے۔

فَقَالَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ هُمْ اَمَاتُوْا ابْنَ عَفَّانَ وَ اسْتَعْبَرِ

ترجمہ: اس نے جواب دیا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی ذمہ داری تین شخصوں پر ہے۔

فَثُلْثُ عَلٰى تِلْكَ فِيْ خِدْرِهَا وَ ثُلْثُ عَلٰى رَاكِبِ الْاَحْمَرِ

ترجمہ: تہائی تو اس عورت پر ہے جو ہودج میں سوار ہے اور تہائی سرخ اونٹ کے سوار پر۔

وَثُلْثُ عَلِيُّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ وَ نَحْنُ بَدَوِيَّةٌ قَرْقَرِ

ترجمہ: اور تہائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم لوگ تو بدوی آدمی ہیں۔ ان باتوں کو ہم نہیں سمجھتے۔

فَقُلْتُ صَدَقْتَ عَلَى الْاَوَّلِيْنِ وَاخْطَاْتَ فِي الثَّالِثِ الْاَزْهَرِ

ترجمہ: میں نے اسے جواب دیا کہ پہلے دو شخصوں کے بارے میں تم نے سچ بات کہی ہے۔ لیکن تیسرے روشن شخص کے بارے میں تم نے غلطی کی ہے''۔

## ابتدائے جنگ:

محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور ابوالاسود دئلی جب عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس سے چلے گئے تو حکیم بن جبلہ گھوڑے پر سوار آگے بڑھا۔ اور اس نے جنگ شروع کر دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں نے بھی اپنے نیزے تان لیے۔ لیکن وہ یہ سوچ کر اپنی جگہ ٹھہرے رہے کہ شاید دشمن جنگ سے رک جائے۔ لیکن حکیم نے جنگ بند نہیں کی اور آگے بڑھتا رہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھی ان سب کے لیے کافی تھے لیکن ابھی تک وہ صرف اپنی مدافعت کر رہے تھے۔ اور حکیم چاروں طرف اپنا گھوڑا بڑھا رہا تھا اور ان پر بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ قریش ہیں انہیں آج بزدل بنا کر لوٹا دو۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے بقیہ ساتھیوں نے بھی گلی کے نکڑ پر جنگ شروع کر دی تھی۔ ان گھروں میں جو شریف لوگ آباد تھے خواہ ان کا تعلق کسی فریق سے کیوں نہ ہو وہ جنگ سے بچنا چاہتے تھے۔ کچھ دیر بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے بقیہ ساتھیوں نے بھی لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا پر پتھر پھینکنا شروع کر دیئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ داہنی طرف بڑھ جائیں۔ ان کا مقصد جنگ سے بچنا تھا یہ لوگ داہنی طرف بڑھ کر مقبرۂ بنو مازن پر پہنچ گئے۔ وہاں کچھ دیر ٹھہرے۔ لیکن دشمن کا لشکر وہاں بھی ان پر ٹوٹ پڑا۔ کچھ دیر بعد رات شروع ہو گئی

جس کی وجہ سے عثمان رضی اللہ عنہ محل میں چلے گئے اور ان کے ساتھی اپنے اپنے قبیلوں میں چلے گئے۔

## ابوالجرباء کا مشورہ:

بنو عثمان بن مالک بن عمرو بن تمیم میں سے ایک شخص ابوالجرباء نامی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ اس نے انہیں مخالفین کے گھروں کے پتے بتائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نے اس سے مشورہ طلب کیا اور اس کی رائے پر چلنے کا ارادہ کیا۔ وہ انہیں بنو مازن کے مقبرے سے لے کر آگے بڑھا۔ اور جبانہ کی جانب بصرہ کی بلندی پر پہنچ گیا۔ پھر زابوقہ سے ہوتا ہوا مقبرہ بنی حصن پر آیا۔ اس کا ایک حصہ بیت المال سے ملا ہوا تھا۔ مخالف سب خواب غفلت میں مدہوش تھے اور یہ آگے بڑھ رہے تھے جب صبح ہوئی تو یہ لوگ بیت المال کے صحن میں ڈیرہ زن تھے۔

## حکیم بن جبلہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی:

صبح ہوئی تو عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو پکارنا شروع کیا' اور حکیم بن جبلہ بھی بڑبڑانے لگا اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے اس حکیم سے کہا۔ وہ کون شخص ہے جو گالیاں دے رہا تھا اور جسے تو گالیاں سکھا رہا تھا۔ میں نے یہ سب باتیں اپنے کانوں سے سنی ہیں۔

حکیم: وہ شخص عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دے رہا تھا۔

شخص مذکور: اے خبیثہ کے بیٹے تو ام المومنین کی شان میں اس قسم کی گستاخی کرتا ہے۔

یہ سن کر حکیم نے اس شخص کے سینے پر نیزہ مارا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد اس حکیم کے پاس سے ایک عورت گزری اور یہ بدستور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دے رہا تھا۔ اس عورت نے کسی سے سوال کیا کہ یہ کسے گالیاں دے رہا ہے؟ اس نے جواب دیا عائشہ رضی اللہ عنہا کو۔ یہ سن کر اس عورت نے حکیم سے کہا۔ اے خبیث عورت کے بیٹے تو ام المومنین کی شان میں یہ گستاخی کرتا ہے۔ حکیم نے یہ سن کر اس عورت کے بھی نیزہ مارا اور اسے بھی قتل کر دیا۔

پھر حکیم آگے بڑھا۔ اور اس کے اور ساتھی بھی جمع ہو گئے اور بیت المال کے سامنے جنگ شروع ہو گئی اور سورج نکلنے کے وقت سے شروع ہو کر زوال تک نہایت شدت سے جاری رہی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے کافی ساتھی مارے گئے اور دونوں فریق کے کافی لوگ زخمی ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے منادی جنگ بندی کا اعلان کر رہے تھے لیکن کسی نے ان کا اعلان نہیں سنا اور انہوں نے مخالفین کو اچھی طرح ڈھیر کر کے رکھ دیا۔ جب عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی قوت ٹوٹ گئی تو انہوں نے صلح کے لیے پکارنا شروع کیا جو ان لوگوں نے قبول کیا۔

## شرائط صلح:

آپس میں جنگ بندی ہو گئی اور باہم یہ عہد نامہ لکھا گیا کہ مدینہ ایک قاصد روانہ کیا جائے اور جب تک قاصد واپس نہ آ جائے جنگ بند رہے گی قاصد مدینہ پہنچ کر یہ معلوم کرے کہ آیا زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما نے خوشی سے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی یا ان سے زبردستی بیعت لی گئی۔ اگر طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے زبردستی بیعت لی گئی ہے تو عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ ان دونوں کے لیے بصرہ خالی کر دیں گے اور اگر ان دونوں نے خوشی سے بیعت کی تھی تو یہ دونوں بصرہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

## عہد نامہ:

عہد نامہ کی عبارت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وہ تحریر ہے جس پر طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے تمام مسلمان ساتھیوں نے اور عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے تمام ساتھیوں نے صلح کی ہے جس مدت تک کے لیے یہ صلح ہوئی ہے اس وقت تک عثمان رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں جو حصہ ہے اس پر عثمان رضی اللہ عنہ قابض رہیں گے' اور جس حصہ پر طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما قابض ہیں اس پر وہی قابض رہیں گے۔ جب تک دونوں فریق کے قاصد کعب بن سور مدینہ سے واپس آ جائیں اور دونوں فریق میں سے کسی شخص کو مسجد' بازار' راستہ یا کسی مخفی مقام پر کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا تا وقتیکہ کعب بن سور واپس نہ آ جائیں اگر وہ یہ خبر لاتے ہیں کہ لوگوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کو بیعت پر مجبور کیا تھا۔ تو بصرہ کی حکومت ان دونوں کی ہوگی اور عثمان رضی اللہ عنہ کو اختیار ہوگا خواہ وہ شہر چھوڑ کر اپنی جماعت کے پاس چلے جائیں یا طلحہ رضی اللہ عنہ وزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو جائیں اور اگر کعب یہ جواب لاتے ہیں کہ طلحہؓ وزبیر رضی اللہ عنہ نے خوشی سے بیعت کی تھی تو بصرہ کی حکومت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں رہے گی اور طلحہؓ وزبیر رضی اللہ عنہ کو اختیار ہوگا کہ خواہ وہ علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت پر قائم رہیں یا بصرہ چھوڑ کر اپنی جماعت کے پاس چلے جائیں اور بصرہ کے تمام مسلمان اس شخص کے ساتھ ہوں گے جو کامیاب ہوگا''۔

## کعب کی مدینہ آمد:

کعب بصرہ سے چل کر مدینہ پہنچے۔ لوگ ان کی آمد کی وجہ سے جمع ہو گئے۔ یہ مدینہ جمعہ کے روز پہنچے تھے کعب نے کھڑے ہو کر سوال کیا۔ اے اہل مدینہ میں اہل بصرہ کی جانب سے تمہارے پاس قاصد بن کر آیا ہوں اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اس جماعت نے طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کو علی رضی اللہ عنہ کی بیعت پر مجبور کیا تھا یا انھوں نے برضاء ورغبت بیعت کی تھی۔

## حضرت اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہما کا جواب:

تمام قوم میں سے کسی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ دونوں سے زبردستی بیعت لی گئی ہے۔ یہ سن کر تمام نے انہیں مارنے کا حکم دیا اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی انہیں مارنے کے لئے جھپٹے حضرت صہیب بن سنان اور حضرت ابوایوب بن زید رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کے ساتھ انہیں بچانے کے لئے آگے بڑھے اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی جان کا خطرہ ہے تو انہوں نے فرمایا خدا کی قسم ان دونوں سے زبردستی بیعت لی گئی ہے۔ یہ سن کر لوگ اسامہ رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنے گھر لے گئے اور ان سے فرمایا' اے اسامہ رضی اللہ عنہ کیا تم نہیں جانتے کہ ام عامر ایک احمق عورت ہے کیا تم ہماری طرح خاموش نہ رہ سکتے تھے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا تھا۔ میں ان نتائج کو دیکھ رہا تھا جہاں یہ خلافت ہمیں پہنچا رہی ہے اور تم بھی دیکھ رہے ہو کہ ہم ایک زبردست مصیبت میں مبتلا ہو چکے ہیں۔

کعب مدینہ سے واپس لوٹے اور اس دوران میں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما مکمل تیاریاں کر چکے تھے اور انھیں جن جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ مہیا کر چکے تھے۔ جب کعب بصرہ پہنچے تو محمد بن طلحہ اس وقت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے قریب کھڑے تھے۔ یہ محمد نوافل بہت پڑھتے تھے' بصرہ کے جاٹوں اور کاشتکاروں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ ہمارے خلاف کوئی خبر نہ لائے ہوں۔ انہوں نے راہ ہی میں اسے سمجھا بجھا کر پہلے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور انہیں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس تک نہ جانے دیا۔

### حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب ان حالات کا علم ہوا اور اہل مدینہ کا طرزِ عمل معلوم ہوا تو انہوں نے فوراً عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک خط تحریر کیا۔ اس میں لکھا' کہ خدا کی قسم! ان دونوں کو کسی فرقہ بندی پر مجبور نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ جماعت کی وحدت کو برقرار رکھنے کے لیے مجبور کیا گیا تھا اور ایک نیک کام کی خاطر زبردستی کی گئی تھی اگر یہ دونوں بیعت توڑنا چاہتے ہیں تو ہمارے پاس ان کا کوئی علاج نہیں اور اگر وہ کسی اور شے کے طلب گار ہیں تو ہم اس پر غور وفکر کریں گے۔

### حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی وعدہ خلافی:

ادھر یہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ ادھر مدینہ سے کعب پہنچے۔ حامیان عائشہ رضی اللہ عنہا نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم حسبِ وعدہ بصرہ خالی کر دو۔ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خط کو پیش کر کے کہا کہ یہ تو معاملہ ہی جداگانہ ہے جس کا فیصلہ سے کوئی تعلق نہیں۔

### لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کا حملہ:

حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک رات اپنے تمام آدمیوں کو جمع کیا اس رات سخت سردی پڑ رہی تھی اور زبردست آندھی چل رہی تھی۔ جس کی وجہ سے تاریکی بھی بے پناہ چھا گئی تھی اور ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ یہ دونوں لشکر لیے ہوئے عشاء کی نماز کے وقت مسجد پہنچے۔ یہ لوگ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ آگے بڑھے لیکن زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کو آگے بڑھا دیا اس پر جاٹوں اور کاشتکاروں نے ہتھیار اٹھا لیے اور لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقابلہ شروع کر دیا۔ انھوں نے بھی جنگ چھیڑ دی اور کافی دیر تک مسجد میں جنگ ہوتی رہی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے بہت سے حامیوں کو گرفتار کر لیا اور چالیس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے کچھ لوگوں کو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ انہیں ہمارے پاس بلا کر لاؤ جب عثمان رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو لوگوں نے انہیں خوب لاتوں سے روندا اور ان کے چہرے کے تمام بال اکھاڑ ڈالے۔ یہ طرزِ عمل زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کو نہایت ناگوار گزرا اور عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کیا اور ان کی رائے معلوم کرائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہیں چھوڑ دو یہ جہاں چاہیں جائیں۔ ان کا راستہ قطعاً نہ روکو لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا نے قصر کے دربانوں کو بھی نکال دیا۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے پہرہ دیا کرتے تھے چالیس آدمیوں کی دن میں ڈیوٹی تھی اور چالیس کی رات کو۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ نے عشاء اور صبح کی نماز پڑھائی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک

قاصد پیغام بری کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان دونوں کا پیغام پہنچاتا اور پھر جواب لے کر جاتا۔

## عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا حشر:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن' ابومخنف' یوسف بن یزید کے ذریعے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب لوگوں نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو پکڑ لیا تو انہوں نے ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کیا کہ ان کا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں حکم کیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ انہیں قتل کر دو۔ لیکن کسی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا اے ام المومنینؓ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ آپ عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ سوچ لیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابان کو واپس بلاؤ۔ جب ابان واپس آئے تو ان سے فرمایا انہیں قتل نہ کرو بلکہ قید کر دو اس پر ابان نے عرض کیا کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ نے اس کام کے لیے مجھے واپس بلایا ہے تو میں نہ آتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ حکم سن کر مجاشع بن مسعود نے لوگوں سے کہا کہ اسے مارو اور اس کی داڑھی کے بال نوچ لو۔ لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو چالیس کوڑے مارے اور ان کی داڑھی کے بال نوچ لیے اور مونچھیں اور پلکیں اکھاڑ ڈالیں اور قید کر دیا۔

## حوأب کا واقعہ:

احمد بن زہیر نے' وہب بن جریر' یونس بن یزید کے حوالے سے امام زہری کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ علم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ ذی قار پہنچ چکے ہیں تو وہ بصرہ واپس لوٹ گئے راہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں تو دریافت کیا کہ یہ کون سا چشمہ ہے لوگوں نے جواب دیا یہ حوأب کا چشمہ ہے۔

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انا للہ پڑھی اور فرمایا۔ یہ تو وہی معاملہ ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ کے پاس کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا شاید تم میں سے ایک عورت ایسی ہو جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور عرض کیا جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ حوأب کا چشمہ ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ الغرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ کر بصرہ پہنچ گئیں۔ وہاں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ امیر تھے۔

عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا۔ تم نے اپنے امیر کی بیعت کیوں توڑی؟

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما: ہم اسے اپنے سے زیادہ خلافت کا حقدار نہیں سمجھتے۔ اور جو کچھ اس نے کیا ہے وہ تو سامنے ہی ہے۔

عثمان رضی اللہ عنہ: تو اس شخص نے مجھے یہاں امیر بنایا ہے۔ میں انہیں جو کچھ تم کہہ رہے ہو لکھ کر بھیج دیتا ہوں اور جب تک ان کا جواب نہ آئے نماز میں پڑھاؤں گا۔

الغرض اس بات پر صلح ہوگئی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس خط لکھ کر روانہ کیا۔ ابھی دو روز بھی نہ گزرے تھے کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر نے عثمان رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دیا اور مدینۃ الرزق کے قریب زابوقہ مقام پر ان سے جنگ کی اور عثمان رضی اللہ عنہ پر غالب آئے اور انہیں پکڑ لیا۔ پہلے تو ان کے قتل کا ارادہ کیا لیکن پھر یہ خطرہ پیدا ہوگیا کہ کہیں اہل مدینہ ان کے قتل پر غضب ناک نہ ہو جائیں۔ اس

لیے انہیں قتل تو نہیں کیا لیکن انہیں مارا اور ان کے بال نوچ ڈالے۔

## طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کی تقریر:

طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہ تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''توبہ دل سے ہوتی ہے۔ ہم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی غلطیوں پر آگاہ کریں اور ہمارا ان کے قتل کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ لیکن بدعقل' عاقلوں پر غالب آ گئے اور انہیں قتل کر دیا''۔

لوگوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا۔ آپ کے خطوط جو ہمارے پاس آئے تھے ان سے تو کچھ اور ظاہر ہوتا تھا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں میرا تو تمہارے پاس کوئی خط نہیں آیا پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کے مصائب کا ذکر کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی برائیاں بیان کیں۔

اس پر بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ خاموش رہیے اور پہلے مجھے تقریر کرنے دیجیے۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تمہارا تقریر سے کیا واسطہ؟

## عبدی کی تقریر:

لیکن وہ عبدی کھڑا ہوا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:

''اے مہاجرین تم سب سے پہلے وہ اشخاص ہو جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کیا۔ اور اس لحاظ سے تمہیں ایک بہت بڑی فضیلت حاصل ہے۔ پھر جس طرح تم نے اسلام قبول کیا تھا اسی طرح اور لوگوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کی بیعت کر لی اور تم نے ہم سے اس سلسلے میں کوئی مشورہ طلب نہیں کیا۔ ہم اس پر راضی ہو گئے اور اس معاملے میں تمہاری اتباع کی۔ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کے لیے ان کی امارت میں برکت عطا فرمائی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے اور تمہیں میں سے ایک شخص کو تم پر خلیفہ بنا دیا۔ ان کی خلافت کے سلسلے میں بھی ہم سے کوئی مشورہ طلب نہیں کیا گیا۔ ہم ان کی خلافت پر راضی رہے اور ان کی اطاعت کرتے رہے جب ان کی بھی وفات ہو گئی تو خلافت کا معاملہ چھ آدمیوں کے سپرد کر دیا گیا۔ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا اور ہمارے مشورہ کے بغیر ان کی بیعت کر لی۔ پھر تم لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کسی بات پر اختلاف کیا اور اسے ہمارے مشورہ کے بغیر قتل کر ڈالا۔ پھر تم نے ہمارے مشورے کے بغیر علی رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ پھر تم نے اس سے اختلاف کیا۔ اب تم یہ چاہتے ہو کہ ہم علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کریں۔ تم ہمیں یہ بتاؤ کہ کیا علی رضی اللہ عنہ نے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا ہے یا حق کو چھوڑ دیا ہے یا وہ اعمال اختیار کر لیے ہیں جنہیں تم برا سمجھتے ہو۔ اگر فی الواقع ایسا ہے تو ہم تمہارے ساتھ ہو کر اس سے لڑیں گے اور اگر ایسا نہیں تو ہم اس سے جنگ کے لیے تیار نہیں''۔

ان لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کر لیا لیکن اہل قبیلہ انھیں بچانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگلے روز عثمان رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کر دیا اور ان کے ستر آدمی قتل کر دیئے۔

## حکیم بن جبلہ کی جنگ:

آمدم برسر مطلب' محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے بیت المال اور دربانوں پر قابو پالیا اور لوگ ان کے ساتھ ہو گئے اور جو لوگ ان کے مخالف تھے وہ روپوش ہو گئے۔ صبح کو انھیں یہ خبر معلوم ہوئی کہ حکیم ایک جماعت کے ساتھ موجود ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کے پاس کہلا کر بھیجا کہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کا راستہ نہ روکا جائے۔ زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما نے اس پر عمل کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ بصرہ سے نکل کر اپنے آدمیوں کی تلاش میں چلے گئے۔

صبح کے وقت حکیم بن جبلہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا۔ اس کے ساتھ کچھ بنو عبدالقیس اور کچھ ربیعہ کے لوگ تھے۔ یہ لوگ دارالرزق کی جانب بڑھے اور حکیم بن جبلہ کہہ رہا تھا کہ اگر میں عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد نہ کروں تو اس کا بھائی نہیں اس کے بعد یہ حکیم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گالیاں دینے لگا۔

ایک عورت نے جو اس کی ہم قوم تھی جب یہ گالیاں سنیں تو اس سے بولی اے خبیث عورت کے بیٹے تو اسی لائق ہے کہ گالیاں دیتا پھرے۔ حکیم نے اس کے نیزہ مار کر اسے قتل کر دیا۔ اس پر بنو عبدالقیس بپھر گئے صرف اس کے ساتھ چند لوگ رہ گئے۔ بنو عبدالقیس نے اس سے کہا تو نے کل بھی یہی حرکت کی تھی اور آج بھی یہی حرکت کی ہے۔ خدا کی قسم اب ہم تیرا ساتھ نہ دیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ تجھے قید میں مبتلا کرے۔ یہ لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اس کے ساتھ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے بقیہ ساتھی بھی شامل تھے اور تمام قبائل کے وہ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے جنھوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کر کے انہیں شہید کیا تھا کیونکہ وہ یہ سمجھ چکے تھے کہ اب ان کے لیے بصرہ میں کوئی جائے پناہ موجود نہیں۔ اس لیے وہ سب اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ یہ لوگ آگے بڑھ کر دارالرزق کے قریب زابوقہ پہنچے۔

## قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا جمگھٹا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا تم صرف ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کریں اور یہ اعلان کر دو جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ ہمارے مقابلے سے ہٹ جائے کیونکہ ہماری جنگ صرف قاتلین عثمانؓ سے ہے اور ہم کسی سے بھی جنگ کی پہل نہ کریں گے۔

حکیم نے جنگ شروع کر دی اور منادی کے اعلان کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے کہ اس نے بصرہ کے تمام قاتلین کو ہمارے سامنے جمع کر دیا ہے۔ اے اللہ! ان میں سے کسی کو زندہ باقی نہ چھوڑیئے۔ اور ان سے آج قصاص لے لیجیے اور انہیں قتل فرما دیجیے۔

حکیم کے ساتھیوں نے ان لوگوں سے جنگ شروع کر دی اور بہت سخت جنگ ہوئی حکیم کے لشکر میں چار سردار تھے۔ حکیم طلحہ رضی اللہ عنہ کے مدمقابل تھا۔ ذریح زبیر رضی اللہ عنہ کے مدمقابل ابن الحرش عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں اور حرقوص بن زہیر عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں۔ طلحہ رضی اللہ عنہ حکیم کے مقابلہ پر نکلے اس کے ساتھ تین سو آدمی تھے۔

## حکیم کے اشعار:

حکیم نے تلوار سے وار شروع کیا وہ اس وقت یہ رجز پڑھ رہا تھا ۔

اَضْرِبُهُمْ بِالْيَابِسِ　　ضَرْبَ غُلَامٍ عَابِسٍ

ترجمہ: ''میں انہیں عابس غلام کی مار کی طرح خشک چیز سے مارتا ہوں۔

مِنَ الْحَيَاةِ آيِسٍ　　فِي الْغُرُفَاتِ نَافِسٍ

ترجمہ: میں زندگی سے مایوس ہو کر کھڑکیوں میں جھانک رہا ہوں''۔

ایک شخص نے حکیم کے پاؤں پر تلوار ماری اور اسے کاٹ ڈالا حکیم نے کٹا ہوا پیر اس کے کھینچ مارا جس سے وہ گر گیا۔لیکن اس نے پھر اٹھ کر اسے قتل کر ڈالا اور اس کی لاش پر ٹیک لگا کر یہ شعر پڑھے۔

يَافِخِذِ لَنْ تَرَاعِيْ　　اِنَّ مَعِيْ ذِرَاعِيْ

اَحْمِيْ بِهَا كَرَاعِيْ

ترجمہ: ''اے ران تو ہرگز نہ ڈر۔میرے پاس ابھی میرا ہاتھ موجود ہے جس سے میں اپنی گردن کی حفاظت کر رہا ہوں''۔

حکیم لڑتے وقت یہ اشعار بھی پڑھ رہا تھا۔

لَيْسَ عَلَىَّ اَنْ اَمُوْتَ عَارٌ　　وَ الْعَارُ فِي النَّاسِ هُوَ الْفِرَارُ

وَالْمَجْدُ لَا يَفْضَحُهُ الدَّمَارُ

ترجمہ: ''مرنے میں میرے لیے کوئی عار نہیں۔عار تو لوگوں کے نزدیک بھاگنے میں ہے۔اور بڑائی اس میں ہے کہ اسے اس کی قوم رسوا نہ کرے''۔

جنگ کے بعد ایک شخص حکیم کے پاس سے گزرا۔اس میں ابھی کچھ جان باقی تھی اور یہ ایک اور لاش پر سر ڈالے پڑا تھا۔آنے والے نے سوال کیا۔اے حکیم کیا حال ہے؟ حکیم نے جواب دیا میں نے تیرے قاتل کو قتل کر دیا ہے۔آنے والے نے کہا۔اچھا میرا سہارا لے کر چلو۔وہ اسے اٹھا کر لایا۔حکیم کے ساتھ ستر آدمی اور مارے گئے تھے۔

## حکیم کی مرتے وقت کی تقریر:

حکیم نے اس روز ٹانگ کٹ جانے کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر تقریر کی اس وقت اس کی زبان میں کسی قسم کی لکنت نہ تھی اور اس کے چاروں طرف تلواریں چل رہی تھیں۔اس نے کہا:

''بات یہ ہے کہ ہم نے ان دونوں یعنی زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما کو پیچھے دھکیل دیا تھا۔انھوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور اس کی اطاعت کا دم بھرا۔پھر یہ دونوں اس کے مخالف ہو گئے اور قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اس سے جنگ چھیڑ دی۔اس طرح انہوں نے ہماری جماعت میں تفریق پیدا کی حالانکہ ہم بہت سے گھروں کے مالک تھے اور ہمارے بہت سے مددگار رہتے۔اے اللہ! تو گواہ ہے کہ ان دونوں کی غرض عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص نہیں''۔

ایک منادی نے اسے جواب دیا:

''اے خبیث تجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تو تو گھبرا گیا۔حالانکہ تو نے اور تیرے ساتھیوں نے امام مظلوم کے خلاف تمام الزامات لگائے تھے اور اس طرح تم نے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور تم نے لوگوں کا خون بہا کر

خوب دنیا حاصل کر لی اب تم اللہ کے عذاب کا مزا چکھو اور تم ان جہنمیوں کے پاس پہنچ جاؤ۔ جہاں جانے کے تم مستحق ہو''۔

اس روز ذریح اور اس کے ساتھی بھی قتل کیے گئے اور حرقوص بن زہیر اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھاگ گیا۔ ان لوگوں نے اپنی قوم میں جا کر پناہ لی۔

## قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل:

حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں اعلان کرایا کہ جن جن قبائل کے پاس وہ لوگ موجود ہیں جو عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے لیے مدینہ چڑھ کر گئے تھے انہیں ہمارے پاس لے آؤ۔ لوگ ان قاتلین کو کتوں کی طرح گھسیٹ گھسیٹ کر لائے اور ان سب کو قتل کر دیا اور حرقوص بن زہیر کے علاوہ اہل بصرہ میں سے کوئی ایسا شخص نہیں بچا جس نے قتل عثمان رضی اللہ عنہ میں حصہ لیا تھا۔

حرقوص بن زہیر بنوسعد خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس لیے بنوسعد نے اسے بچا لیا۔ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے بنوسعد کو اس بات پر سخت برا بھلا کہا اور ان کے لیے ایک مدت معین کر دی کہ اس دوران میں حرقوص کو حاضر کر دو۔ بنوسعد کو یہ بات بہت ناگوار گزری۔ اس لیے کہ وہ سب عثمانی تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے یہ کہلا کر بھیج دیا کہ ہم اس جنگ سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں اور جب بنوسعد مخالف ہو گئے تو ان کی دیکھا دیکھی بنوعبدالقیس بھی اپنے مقتولین کی وجہ سے بھڑک اٹھے اور جس شخص پر بھی کوئی الزام تھا وہ بھاگ بھاگ کر علی رضی اللہ عنہ کے پاس جانے لگا اور ان کی اطاعت کا دم بھرنے لگا۔

حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو عطیات اور تنخواہیں تقسیم کرنے کا حکم دیا اور جن لوگوں نے ان کی اطاعت کی تھی اور ان کی خاطر جانیں قربان کی تھیں ان کے مدارج بڑھائے۔

اس کے بعد بنوعبدالقیس اور اکثر بنوبکر بن وائل مخالف میں کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے بیت المال پر حملہ کیا۔ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر نے بھی ان کا مقابلہ کیا اور ان کے بہت سے آدمی ختم کر دیئے بقیہ لوگ بصرہ سے بھاگ کر علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کے لیے ان کے راستہ میں جمع ہو گئے۔ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما بصرہ میں مقیم رہے اور اب بصرہ کے لوگوں میں حرقوص بن زہیر کے علاوہ کسی سے قصاص لینا باقی نہ رہا۔

## اہل شام کے نام طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کا خط:

طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے یہ تمام واقعات اہل شام کو لکھ کر روانہ کیے اور تحریر کیا کہ:

''ہم قاتلین سے جنگ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو نافذ کرنے کے لیے نکلے ہیں تاکہ ہر شریف و رذیل اور قلیل و کثیر سب پر اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ کیا جا سکے اور تاکہ اللہ عزوجل ہمیں اصل احکام پر لوٹا دے۔ اس بات پر بصرہ کے نیک اور شریف لوگوں نے ہماری بیعت کی اور شریر اور جھگڑالو قسم کے لوگوں نے ہماری مخالفت کی اور ہمارے مقابلے پر ہتھیار اٹھائے۔ ان لوگوں کا کہنا یہ تھا کہ ہم ام المومنین کی اطاعت کے لیے تیار ہیں انہیں چاہیے کہ وہ حق کا حکم دیں اور لوگوں کو حق پر چلنے کے لیے آمادہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دوبارہ سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ان لوگوں کے سامنے ہر قسم کے دلائل پیش کیے گئے اور جب کوئی حجت باقی نہ رہی تو امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتل ایک

جگہ جمع ہو گئے اور اپنی پرانی روش اختیار کرتے ہوئے ہمارے مدمقابل ہوئے ان میں سے حرقوص بن زہیر کے علاوہ کوئی شخص نہیں بچا۔ اور ان شاء اللہ ایک نہ ایک روز اللہ تعالیٰ اسے بھی قید فرمائیں گے۔ یہ لوگ اسی طرح جہنم رسید ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان فرمایا ہے۔

ہم تمہیں اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ جس طرح ہم نے ان قاتلین سے جنگ شروع کی ہے تم بھی ان سے اسی طرح جنگ کرو۔ ایک دن ہم بھی اللہ عزوجل کے سامنے جائیں گے اور تم بھی اس کے سامنے جاؤ گے۔ ہم نے خدا تعالیٰ کے سامنے عذر پیش کرنے کے لیے جو ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ ہم نے پوری کر دی ہے''۔

یہ خط سیار العجلی کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔

اور اسی قسم کا ایک اور خط اہل کوفہ کے نام روانہ کیا گیا۔ بنو عمرو بن اسد میں سے ایک شخص مظفر بن معرض کو قاصد بنا کر بھیجا گیا۔ ایک خط اہل یمامہ کے نام لکھا گیا حارث السدوسی کے ہاتھ اسے روانہ کیا گیا اس وقت یمامہ کے عامل سبرۃ بن عمرو العنبری تھے۔ اسی طرح ایک خط اہل مدینہ کے نام لکھ کر ابن قدامۃ القشیری کے ہاتھوں روانہ کیا گیا۔

## اہل کوفہ کے نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خط:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہل کوفہ کے نام ایک خط تحریر فرمایا اور انھی کے قاصدوں کے ہاتھوں اسے روانہ کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس میں تحریر فرمایا:

''میں تمہیں اللہ عزوجل اور اسلام کا واسطہ دیتی ہوں کہ اللہ کی کتاب کو اور اس میں جو احکام ہیں انہیں دنیا میں قائم کرو۔ اللہ سے ڈرو اور اس کے دین کو مضبوطی سے تھام لو اور اس کتاب پر چلو۔ ہم بصرہ پہنچے اور لوگوں کو اس کی دعوت دی کہ وہ دنیا میں اللہ کی کتاب اور اس کے احکام کو نافذ کریں گے۔ نیک لوگوں نے ہماری اس بات کو قبول کر لیا۔ اور جن میں خیر کا مادہ ہی نہ تھا انھوں نے ہمارے مقابلہ پر ہتھیار اٹھائے اور یہ دعویٰ کیا کہ تمہیں بھی عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیں گے تاکہ یہ تمام حدود ختم ہو جائیں' ان لوگوں نے سخت عناد سے کام لیا اور ہمیں کا فرقرار دیا۔ ہم نے ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴾

''کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ جب انہیں کتاب اللہ کی دعوت دی جاتی ہے تاکہ اس کے مطابق ان میں فیصلہ کیا جائے تو ایک جماعت اس سے سرکشی اور اعراض کرتی ہے''۔

ان میں سے بعض نے میری بات کو قبول کیا اور ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ ہم نے اولاً انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان لوگوں کے علاوہ کوئی ان کے ساتھ نہ رہا جو میرے ساتھیوں سے جنگ کرنا چاہتے تھے۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو مجھ سے جنگ کرنے پر ابھارا۔ اللہ عزوجل نے نیک لوگوں کے ذریعہ میری امداد فرمائی اور ان کے مکر کو انھی کی طرف پلٹ دیا ہم چھبیس روز تک انہیں کتاب اور اس کے احکام قائم کرنے کی دعوت دیتے رہے اور

ان کے سامنے یہ بات پیش کرتے رہے کہ جس شخص کا خون بہانا حلال ہو اس کا خون بہانا چاہیے ان لوگوں نے اس بات سے انکار کیا اور اس میں حجتیں نکالنی شروع کیں پھر ہم سے ایک شرط پر مصالحت کی لیکن اس صلح کے بعد انہیں کچھ خوف محسوس ہوا اس لیے انہوں نے غداری کی اور عہد توڑ دیا اور جمع ہو کر مقابلہ پر آ گئے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے عثمان رضی اللہ عنہ کے تمام قاتلین کو یکجا فرما دیا اور ان سے انتقام لیا ان میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی نہ بچ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے عمیر بن مرثد' مرثد بن قیس' بنو رئاب اور بنو نواز دکی ایک جماعت کے ساتھ ہماری امداد فرمائی۔ یہ لوگ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں ہماری امداد پر تیار ہوئے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بصرہ سے عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لے لیا۔

اے اہل کوفہ تم خائنین کی جانب سے نہ جھگڑو اور نہ قاتلین کی مدد کرو اور نہ ان لوگوں سے کوئی تعلق رکھو جن پر اللہ تعالیٰ کی حد قائم ہے ورنہ تم بھی ظالم بن جاؤ گے''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام بہ نام کوفہ کے بہت سے آدمیوں کے نام خطوط تحریر فرمائے' ان میں تحریر فرمایا:

''لوگوں کو ان قاتلین کو پناہ دینے سے روکو اور ان کی مدد نہ کرو اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہو۔ کیونکہ ہماری جماعت ان حرکات سے ہرگز راضی نہیں جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف کی گئیں۔ ان لوگوں نے امت میں تفریق پیدا کی اور کتاب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی انہیں ہم نے جو حکم دیا تھا اس کے خلاف کیا ہم نے انہیں کتاب اللہ پر عمل کرنے اور اس کی حدود شرعی قائم کرنے کا حکم دیا تھا لیکن انھوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو کافر سمجھا اور ہمیں بھی کتاب اللہ کا منکر قرار دیا۔

صالحین نے ان کے اس طرز عمل کو برا سمجھا اور ان کے قول کو ایک اہم بات قرار دیا اور ان سے کہا کہ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کے بعد تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کے مقابلہ میں آؤ اور اگر وہ تمہیں حق پر چلنے کا حکم دیں تو کیا تم انہیں بھی قتل کر دو گے اور کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور مسلمانوں کے اماموں کے خون سے ہاتھ رنگو گے۔ ان لوگوں نے اس برائی کا بھی ارادہ کر لیا اور ان کے ساتھ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بھی شامل ہو گئے اور جاہل اور اوباش جاٹ اور کاشتکار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ان میں سے ایک جماعت میدان میں ہمارے مدمقابل رہی۔ چھبیس روز تک یہی حالات رہے۔ ہم انھیں حق کی اور اس بات کی دعوت دیتے رہے کہ وہ ہمارے اور حق کے درمیان حائل نہ ہوں لیکن انھوں نے غداری کی اور خیانت سے کام لیا۔ ایسے لوگوں کی ہم نے بھی کوئی پرواہ نہیں کی۔ یہ لوگ کہتے تھے کہ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی اس لیے مدینہ ایک قاصد روانہ کیا گیا' وہ وہاں سے جو خبر لے کر آیا وہ ان کے خلاف تھی۔ تب بھی انھوں نے حق کو نہ پہچانا اور نہ اسے قبول کیا۔

ان لوگوں نے صبح اندھیرے مجھے اور میرے ساتھیوں کو قتل کرنے کے لیے میرے مکان پر حملہ کیا اور یہ لوگ بڑھ کر میرے دروازے کی چوکھٹ تک پہنچ گئے ان لوگوں کے ساتھ ایک راہبر بھی تھا جو ہمارے پوشیدہ مقامات کی انھیں اطلاع دے رہا تھا۔ جب یہ لوگ میرے دروازے پر پہنچے تو وہاں ایک جماعت موجود تھی۔ جن میں عمیر بن مرثد' یزید بن عبداللہ بن مرثد' مرثد بن قیس اور بنو قیس کی ایک جماعت شامل تھی مخالفین نے ان سے جنگ شروع کر دی۔

مسلمانوں نے اسے گھیر کر قتل کر دیا اور اس طرح اللہ عزوجل نے اہل بصرہ کو ایک بات پر متحد فرما دیا۔ یعنی جو زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہ کا مطالبہ تھا۔ جب ہم قاتلین کو قتل کر چکے تو ہم نے عام معافی کا اعلان کر دیا یہ واقعہ ۳۶ھ میں ربیع الآخر کے ختم ہونے سے پانچ روز قبل پیش آیا''۔

## حکیم کا قاتل:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن کے ذریعہ عامر بن حفص کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ مجھ سے بعض بوڑھے لوگوں نے بیان کیا تھا کہ حکیم بن جبلہ کی گردن بنو حدان کے ایک شخص نے اتاری تھی۔ اس شخص کا نام ضخیم تھا حکیم کا مرنے کے بعد سر جھک گیا تھا اور اس کا چہرہ گردن کی طرف مڑ گیا تھا۔

ابن مثنیٰ کا یہ بیان ہے کہ جس حدانی نے حکیم کو قتل کیا تھا اس کا نام یزید بن الاسحم الحدانی تھا۔ بعد میں حکیم کی لاش یزید بن الاسحم اور کعب بن الاسحم کی لاشوں کے درمیان پڑی ہوئی ملی۔

## بیت المال کا بندوبست:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن اور ابوبکر الہذلی کے ذریعہ ابوالملیح کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حکیم بن جبلہ قتل کر دیا گیا تو لوگوں نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا انہوں نے فرمایا ویسے تو تمہیں اختیار ہے لیکن تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ میرا بھائی سہل مدینہ کا گورنر ہے اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو وہ ضرور اس کا بدلہ لے گا لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا کہ کون نماز پڑھائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کی تنخواہیں اور خزانہ تقسیم کرنے کا ارادہ کیا حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر آپ خزانہ تقسیم کر دیں گے تو یہ سب لوگ چلے جائیں گے بعد میں لوگوں نے باہمی فیصلے سے بیت المال کا بندوبست عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔

## حکیم کا بیت المال پر حملہ:

عمرو نے ابوالحسن علی' ابوبکر الہذلی کے ذریعہ جارود بن ابی سبرہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب وہ رات آئی جس میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ پکڑے گئے اور مدینۃ الرزق کے مکان میں غلہ جمع تھا جہاں سے لوگ کھانے کے لیے غلہ حاصل کرتے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو غلہ تقسیم کرنے کا ارادہ کیا اور حکیم بن جبلہ کو عثمان رضی اللہ عنہ کی شکست اور گرفتاری کا علم ہوا۔ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کا حال سن کر بولا خدا کی قسم! اگر میں اس کی مدد نہ کروں تو پھر میرے دل میں کچھ بھی خوف خداوندی نہیں۔

وہ بنو عبدالقیس اور بکر بن وائل کی ایک جماعت لے کر چلا ان میں عبدالقیس کی کثرت تھی۔ یہ جماعت اس کے ساتھ مدینۃ الرزق پر ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی۔ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا۔ اے حکیم کیا بات ہے؟

حکیم: ہم اس لیے آئے ہیں کہ ہم بھی یہاں سے غلہ حاصل کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ تم عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو چھوڑ

دو اور انہیں دارالامارت میں رہنے کی اجازت دے دو۔ جب تک علی رضی اللہ عنہ نہ آئیں اس وقت تک کے لیے ہمارا اور تمہارا یہی فیصلہ تھا خدا کی قسم! اگر میرے ساتھ کچھ بھی مددگار ہوتے تو میں ان لوگوں کے بدلے میں تمہیں اچھی طرح مزہ چکھاتا اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھتا جب تک ان مقتولین کے بدلے میں تم لوگوں کو قتل نہ کر دیتا۔ اور ہمارے جن بھائیوں کو تم نے قتل کیا ہے ان کے قصاص میں تمہارے خون ہمارے لیے حلال ہو چکے ہیں۔ کیا تم لوگوں کو اللہ عزوجل کا خوف نہیں کہ تم لوگوں نے خون بہانا حلال سمجھ لیا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما: ہاں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کے بدلے میں تمہارا خون حلال ہے۔

حکیم: جن لوگوں کو تم نے قتل کیا ہے کیا انھی لوگوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا۔ کیا تم اللہ کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: ہم تمہیں اس کھانے سے ایک ذرہ بھی نہ دیں گے اور نہ عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کو اس وقت تک چھوڑیں گے جب تک وہ علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔

حکیم: اے اللہ! آپ ہی فیصلہ کرنے والے اور عادل ہیں آپ گواہ ہو جایئے۔ اس کے بعد حکیم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ان لوگوں سے جنگ جائز ہے۔ اور جسے اس بات میں شک ہو وہ واپس لوٹ جائے۔

اس کے بعد حکیم نے ان لوگوں پر حملہ کیا اور نہایت ہی سخت جنگ ہوئی۔ ایک شخص نے تلوار مار کر حکیم کی ٹانگ کاٹ ڈالی۔ حکیم نے وہ کٹی ہوئی ٹانگ اس کے کھینچ ماری جو اس کی گردن پر پڑی جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ نیچے گر پڑا حکیم نے جھک کر اسے قتل کر دیا اور اس کی لاش پر تکیہ لگا کر بیٹھ گیا کچھ دیر بعد وہاں سے ایک شخص کا گزر ہوا اس نے دریافت کیا اے حکیم تجھے کس نے قتل کیا ہے۔

حکیم: میرے اس تکیہ نے۔

اس روز بنو عبدالقیس کے ستر آدمی مارے گئے۔ ہذلی کا بیان ہے کہ جب حکیم کا پاؤں کٹا تو اس نے یہ اشعار پڑھے۔

اَقُوْلُ لَمَّـا جَـدَّ بِـیْ زِمَـاعِـیْ     لِـلـرِّجْـلِ یَـا رِجْلِیْ لَنْ تَـرَاعِـیْ

اِنَّ مَعِیْ مِنْ نَجْدَۃٍ ذِرَاعِیْ

ترجمہ: ''جب میری رگ کٹ گئی تو میں نے اپنے پاؤں سے کہا: اے میرے پاؤں تو ہرگز نہ ڈر۔ ابھی میرے پاس ایک مضبوط بازو موجود ہے''۔

عامر و مسلمہ کا بیان ہے کہ اس روز حکیم کے ساتھ اس کا بیٹا اشرف اور اس کا بھائی رعل بن جبلہ بھی مارا گیا۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا جواب:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن، مثنیٰ بن عبداللہ کے حوالے سے عوف الاعرابی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک شخص زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کے پاس آیا یہ دونوں بصرہ کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے عرض کیا میں آپ دونوں کو آپ کے اس سفر پر قسم دیتا ہوں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے اس بارے میں کوئی عہد کیا تھا طلحہ رضی اللہ عنہ جواب دیئے بغیر وہاں سے کھڑے ہو گئے اس نے زبیر رضی اللہ عنہ کو قسم

دے کر سوال کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضورؐ نے تو ہم سے کوئی عہد نہ کیا تھا لیکن جب ہمیں معلوم ہوا کہ تمہارے پاس بہت درہم جمع ہیں تو ہم یہ سن کر تمہارے پاس چلے آئے تا کہ ہم بھی تمہارے شریک بن جائیں۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اعلان:

عمرو نے ابوالحسن، سلیمان بن ارقم اور قتادہ کے حوالے سے ابوعمرہ مولی الزبیر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب اہل بصرہ نے زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما کی بیعت کر لی تو زبیر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا۔ کیا ایک ہزار سوار ایسے ہیں جو میرے ساتھ چلیں تا کہ میں رات تک یا صبح تک علی رضی اللہ عنہ کے سر پر پہنچ جاؤں اور اسے قتل کر دوں تا کہ یہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس کا خاتمہ ہو جائے لیکن کسی نے اس کا جواب نہیں دیا۔

اس پر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ واقعتاً یہ وہی فتنہ ہے جس کا ہم آپس میں ذکر کیا کرتے تھے۔

خادمہ: آپ اسے فتنہ بھی کہہ رہے ہیں اور خود جنگ بھی کر رہے ہیں؟

زبیر رضی اللہ عنہ: اسے ہم خود دیکھ رہے ہیں کیونکہ میرے پاؤں کے نیچے اس کام کے علاوہ کوئی اور کام نہیں جسے میں اچھی طرح نہ سمجھتا ہوں لیکن اس کام کے بارے میں یہ فیصلہ بھی نہیں کر سکتا کہ مجھے آگے بڑھنا چاہیے یا پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔

## علقمہ کی طلحہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

احمد بن منصور نے یحییٰ بن معین، ہشام بن یوسف قاضی صنعاء، عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر اور موسیٰ بن عقبہ رحمہم اللہ کے واسطہ سے علقمۃ بن وقاص اللیثی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوچ کیا تو میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کو خلوت میں دیکھا کہ اپنی غلطی کے باعث اپنی داڑھی پر ہاتھ مار رہے تھے میں نے عرض کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو خلوت بہت محبوب ہو چکی ہے اور آپ اپنی غلطی کے باعث اپنی داڑھی پر اکثر ہاتھ مارتے ہیں۔ اگر آپ اس جنگ وغیرہ کو برا سمجھ رہے ہیں تو اسے چھوڑ کر خاموش بیٹھ جائیے۔

طلحہ رضی اللہ عنہ: ایک وہ زمانہ تھا جب ہم سب ایک دست واحد کی طرح تھے اور درست کرنے والا ہمیں درست کر دیتا تھا اس وقت اگر ہم یہ چاہتے تھے کہ لوہے کے دو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں تو ہم اس پر قدرت رکھتے تھے۔ اب میری ذات سے عثمان رضی اللہ عنہ کو تکلیف پہنچی ہے تو اس کی توبہ یہی ہے کہ ان کے خون کے مطالبہ میں لوگ میرا خون بہا دیں۔

علقمہ: تو آپ اپنے صاحبزادے محمد کو کیوں نہیں واپس کر دیتے کیونکہ آپ صاحب عیال ہیں اگر خدانخواستہ آپ شہید کر دیئے گئے تو وہ آپ کی جگہ سنبھال لیں گے۔

طلحہ رضی اللہ عنہ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص بھی اس کام سے پیچھے رہے۔ لہٰذا تم منع کر دو۔

علقمہ کہتے ہیں: کہ

میں محمد بن طلحہ رحمہ اللہ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ آپ گھر چلے جائیں کیونکہ اگر آپ کے والد کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا تو آپ ان کی اولاد اور گھر والوں کو سنبھال سکیں گے۔

محمد رضی اللہ عنہ: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ بعد میں لوگوں سے اپنے باپ کا حال دریافت کرتا پھروں۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زید بن صوحان کے نام خط:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن اور ابو مخنف کے ذریعہ مجالد بن سعید کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بصرہ پہنچیں تو انہوں نے زید بن صوحان کو ایک خط تحریر فرمایا:

''یہ خط عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ ام المومنین محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اس کے مخلص بیٹے زید بن صوحان کے نام ہے۔ اے زید جب تمہارے پاس میرا خط پہنچے تو تم میرے پاس چلے آؤ اور اس کام میں میری مدد کرو اگر تم میری مدد نہ کرو گے تو لوگ علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ذلیل ہو جائیں گے''۔

زید بن صوحان نے اس کا یہ جواب تحریر کیا:

''یہ خط زید بن صوحان کی جانب سے عائشہ رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ ام المومنین محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ہے۔ آپ اس کام کو چھوڑ کر اپنے گھر لوٹ جائیے ورنہ میں آپ سے سب سے پہلے مقابلہ کروں گا''۔

زید بن صوحان فرماتے تھے اللہ تعالیٰ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے کہ اللہ نے انہیں گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا تھا اور ہمیں جنگ کرنے کا۔ لیکن انہوں نے اس حکم کو توڑ دیا جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور جو حکم ان کے لیے تھا وہ ہمیں دینا شروع کر دیا اور جو حکم ہمارے لیے تھا اس پر ام المومنین رضی اللہ عنہا نے عمل کرنا شروع کیا۔ اور ہم نے اسے چھوڑ دیا۔

باب ۶

# حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بصرہ کی جانب کوچ

سری نے شعیب' سیف عبیدۃ بن معتب کے حوالے سے یزید الضخم کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں زبیر وطلحہ اور عائشہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں خبر ملی اور یہ معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے عراق کی جانب کوچ کر دیا ہے تو انہوں نے نہایت تیزی سے کوچ کیا ان کا مقصد یہ تھا کہ راہ ہی میں انہیں روک لیں اور مکہ واپس کر دیں۔لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ربذہ پہنچے تو انہیں یہ اطلاع ملی کہ اس جماعت نے اپنا راستہ بدل دیا ہے۔اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند روز ربذہ میں قیام کیا لیکن جب انہیں یہ خبر ملی کہ یہ لوگ بصرہ کی جانب بڑھ رہے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا اہل کوفہ مجھے بہت محبوب ہیں کیونکہ وہاں عرب کے سردار اور بڑے لوگ رہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے نام ایک خط بھی تحریر کیا کہ میں تمام شہروں کے مقابلہ میں تم لوگوں کو ترجیح دیتا۔اور سب سے زیادہ تمہیں پسند کرتا ہوں۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اہل کوفہ کے نام خط:

عمرو نے ابوالحسن' بشیر بن عاصم اور محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے حوالے سے عبدالرحمٰن کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے نام یہ خط تحریر فرمایا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''میں تم لوگوں کو سب سے بہتر سمجھتا اور تمہارے درمیان رہنا پسند کرتا ہوں' کیونکہ مجھے تمہاری دوستی کا اچھی طرح علم ہے اور مجھے اس کا بھی علم ہے کہ تم اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت رکھتے ہو۔جو شخص میرے پاس آئے گا اور میری مدد کرے گا اس نے حق کو قبول کیا اور اس فریضہ کو ادا کیا جو اس کے ذمہ تھا''۔

## حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

عمرو نے ابوالحسن' حباب بن موسیٰ' طلحۃ بن الاعلم' بشیر بن عاصم اور ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن عون کو کوفہ روانہ کیا۔جب یہ دونوں وہاں پہنچے تو لوگ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور ان سے جنگ میں شرکت کے لیے مشورہ طلب کیا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: اگر تم آخرت چاہتے ہو تو اپنی جگہ بیٹھے رہو اور اگر دنیا کے طلب گار ہو تو بے شک اس جنگ میں شریک ہو جاؤ۔

جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن عون کو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا مشورہ معلوم ہوا تو ان دونوں نے انہیں برا بھلا کہا۔اس پر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت میری گردن میں بھی پڑی ہوئی ہے اور تمہارے اس ساتھی کی گردن میں بھی پڑی ہوئی ہے جس نے تمہیں یہاں روانہ کیا ہے ہم اگر جنگ بھی کریں گے تو اس وقت جنگ کریں گے جب تمام قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ قتل کر

دیئے جائیں گے اور ان میں سے ایک شخص بھی زندہ نہ بچے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے ۳۶ھ میں ماہ ربیع الآخر کے آخر میں کوچ فرمایا: جب انہوں نے کوچ کیا تو علی بن عدی کی بہن نے جو بنو عبدالعزیٰ بن عبد شمس سے تھی یہ اشعار کہے۔

لَا هُمَّ فَاعْقِرْ بِعَلِيٍّ جَمَلَهْ وَ لَا تُبَارِكْ فِيْ بَعِيْرٍ حَمَلَهْ

اَلَا عَلِيُّ بْنُ عَدِيٍّ لَيْسَ لَهُ

ترجمہ: ''کوئی ایسا شخص نہیں جو علی رضی اللہ عنہ کے اونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالے اور خدا کرے اس اونٹ پر کبھی برکت نازل نہ ہو جس پر علی رضی اللہ عنہ سوار ہے۔ کیا علی بن عدی اس کام کو انجام نہیں دے سکتا''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بنو طے سے خطاب:

عمرو نے ابوالحسن' ابومخنف اور نمیر بن دعلہ کے ذریعہ شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربذہ میں قیام کیا تو بنو طے کی ایک جماعت ان کے پاس آئی لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ یہ طے کے وہ لوگ ہیں جو آپ کے ساتھ شامل ہو کر جنگ کرنا چاہتے ہیں اور آپ کی خلافت قبول کرتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اللہ تعالیٰ تم سب کو جزائے خیر دے اور اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کا بیٹھنے والوں کے مقابلہ میں بہت بڑا درجہ رکھا ہے۔

پھر یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے خیمے میں پہنچے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال فرمایا: تم کس شئے کی گواہی دیتے ہو۔

اہل طے: ہم ہر اس شئے کی گواہی دیتے ہیں جو آپ پسند کریں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ تم لوگ مطیع ہو کر آئے تم لوگوں نے مرتدین سے بھی جنگ کی تھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے جو چیز چلی گئی تھی تم نے اسے پورا کر دکھایا۔

سعید بن عبید الطائی: اے امیر المومنین! بعض لوگ وہ ہوتے ہیں جو اپنے مافی الضمیر کو زبان سے بہت اچھی طرح ادا کر دیتے ہیں اور خدا کی قسم میں بھی اپنے مافی الضمیر کو اپنی زبان سے اچھی طرح ادا کر سکتا ہوں میں اعلانیہ اور پوشیدہ طور پر ہر وقت آپ کا خیر خواہ رہوں گا اور ہر مقام پر آپ کے دشمن سے جنگ کروں گا اور آپ کا اپنے او پر حق سمجھوں گا جو دنیا میں کسی اور کا نہ سمجھوں گا۔ یہ صرف آپ کی فضیلت اور قرابت رسولؐ کے باعث ہوگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اللہ تجھ پر رحمت نازل فرمائے تو نے اپنے دلی خیالات کو زبان سے بہت اچھی طرح ظاہر کیا۔ یہ سعید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ صفین میں لڑتا ہوا مارا گیا۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی کوفہ کو روانگی:

سری نے شعیب وسیف کے ذریعہ محمد اور طلحہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربذہ پہنچ کر قیام کیا۔ تو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کو کوفہ روانہ کیا اور انہیں تحریر فرمایا:

''میں تم لوگوں کو تمام شہر والوں سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔ اور جو حالات پیش آئے ہیں ان میں تمہاری امداد کا طالب

ہوں۔تم لوگ اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ اور ہمارا ساتھ دو اور ہمارے ساتھ مل کر لوگوں سے جنگ کرو۔ کیونکہ ہم اصلاح کے طالب ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ تمام امت بھائی بھائی بن جائے۔ جس نے اس بات کو پسند کیا اور اسے اپنی جان پر ترجیح دی اس نے حق کو محبوب رکھا اور اس پر جان دی اور جس نے اس بات کو برا سمجھا اس نے حق سے دشمنی کی اور اسے ختم کیا''۔

یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط لے کر کوفہ روانہ ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ربذہ میں ٹھہر کر جنگی تیاریاں فرماتے رہے او مدینہ سے سواریاں اور ہتھیار منگوائے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

جب یہ سامان پہنچ گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک خطبہ دیا اور فرمایا:

''اللہ عزوجل نے ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت عطا فرمائی: اس کے ذریعہ ہمارا درجہ بلند فرمایا اور ہم سب کو بھائی بھائی بنا دیا۔ حالانکہ ہم ذلیل تھے۔ ہماری تعداد بھی کم تھی اور ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ جب تک اللہ نے چاہا۔ لوگ اسی طریقہ کار پر عمل کرتے رہے کہ اسلام ان کا دین تھا۔ حق ان میں عام تھا اور کتاب اللہ کو اپنا امام سمجھتے تھے۔

حتیٰ کہ ایک جماعت نے جسے شیطان نے ورغلا دیا تھا اس شخص کو قتل کر دیا اور اس طرح شیطان نے امت میں پھوٹ ڈال دی۔ خبردار جس طرح پہلی امتوں میں تفریق پیدا ہوئی اسی طرح اس امت میں تفریق پیدا ہو کر رہے گی۔ ہم اس پیدا ہونے والی برائی سے پناہ مانگتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ فرمایا کہ یہ تفریق ضرور پیدا ہو کر رہے گی اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور سب سے بدترین فرقہ وہ ہوگا جو مجھے چھوڑ دے گا اور اس چیز پر عمل نہ کرے گا جس پر میں عمل کرتا ہوں۔ اب تم نے سب چیزوں کو دیکھ لیا اور پا لیا ہے۔ لہٰذا اپنے دین کو لازم پکڑو اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار پر چلو اور آپ کی سنت کی اتباع کرو اور تمہیں جو مشکل درپیش آئے اس کا فیصلہ قرآن کے مطابق کرو۔ اگر قرآن اس کا حکم دیتا ہے تو اسے لازم سمجھو اور اگر قرآن اس کا انکار کرتا ہے تو اسے رد کر دو۔ تم لوگ اللہ عزوجل کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور قرآن کے حکم اور امام ہونے پر راضی ہو''۔

## رفاعہ کے لڑکے کا فیصلہ:

سری نے شعیب اور سیف کے ذریعہ محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس تحریر کر کے روانہ کیا۔ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربذہ سے بصرہ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا تو رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔

اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ کہاں جانا چاہتے ہیں اور ہمیں کس لیے لے جا رہے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہم اصلاح کی غرض سے جا رہے ہیں بشرطیکہ یہ لوگ ہماری بات قبول کر لیں۔

ابن رفاعہ: اگر انہوں نے ہماری بات قبول نہ کی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو ہم ان کا عذر قبول نہیں کریں گے اور ان کے سامنے حق پیش کریں گے اور اس پر صبر کریں گے۔

ابن رفاعہ: اگر انہوں نے تب بھی ہمیں نہ چھوڑا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو ہم اپنی مدافعت کریں گے۔

ابن رفاعہ: تو پھر کوئی حرج نہیں۔

## حجاج رضی اللہ عنہ بن غزیہ کا فیصلہ:

حجاج بن غزیہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا میں آپ کو اپنے عمل سے بھی اسی طرح راضی کروں گا جس طرح میں نے اپنی گفتگو سے آپ کو راضی کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

دِرَاكَهَــادِ رَاكَهَــا قَبْــلَ الْفَوْتِ وَانْـفِـرْ بِنَـا وَ اسْمِ بِنَا نَحْوَا لصَّوْتِ

لَا وَالِيْ نَفْسِيْ اِنْ هِبْتُ الْمَوْتِ

ترجمہ: ''مرنے سے قبل یہ چیز حاصل کر لے اور ہمارے ساتھ میدان میں نکل اور آواز پر کان لگائے رکھ۔ میری جان کچھ بھی کام نہ آئے گی اگر میں اسے موت کے لیے ہبہ نہ کردوں''۔

خدا کی قسم! ہم اللہ عزوجل کے دین کی اسی طرح مدد کریں گے جیسے اس نے ہمارا نام انصار رکھا ہے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بصرہ کی جانب روانگی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوچ فرمایا۔ مقدمۃ الجیش پر ابو لیلیٰ بن عمر الجراح کو معین کیا جھنڈا محمد بن الحنفیہ کو دیا گیا۔ میمنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سپرد تھا۔ میسرہ پر عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما یا عمرو بن سفیان بن عبدالاسد کو مامور کیا گیا۔ اور اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سات سو ساٹھ سواروں کے ساتھ کوچ فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آگے آگے رجز پڑھنے والا یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

سِيْــرُوْا اَبَــابِيْـلَ وَ حُثُّـوْا لسَّيْـرَا اِذْ عَــزَمَ السَّيْــرَ وَ قُـوْلُـوْا خَيْــرًا

ترجمہ: ''ابابیل کو چلاؤ اور تیز چلو جب چلنے کا پختہ ارادہ کر ہی لیا ہے تو تیزی سے چلو۔

حَتّــى يُلَاقُــوْا وَ تُلَاقُــوْ خَيْــرًا نَـغْــزُوْ بِهَــا طَـلْـحَةَ وَالـزُّبَيْـرَا

ترجمہ: تاکہ وہ بھی اور تم بھی دونوں خیر حاصل کر لو۔ ہم طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما سے جنگ کے لیے جا رہے ہیں''۔

یہ رجز پڑھنے والا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ایک سرخ اونٹنی پر سوار تھے جس کے پیچھے ایک کمیت گھوڑا بندھا ہوا تھا۔

## مرہ کاہن کا واقعہ:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر فید مقام پر پہنچا تو وہاں بنو سعد بن ثعلبہ بن عامر کے ایک غلام سے ملاقات ہوئی جس کا نام مرہ تھا۔ اس نے لوگوں سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں اور کہاں جا رہے ہیں؟

لوگوں نے جواب دیا یہ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں:

مرہ: یہ ایک فنا ہو جانے والا ایسا دستر خوان ہیں جس پر بہت سے لوگوں کا خون بہتا ہوگا۔

یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سن لی اور اسے بلا کر اس کا نام دریافت کیا۔

مرہ: میرا نام مرہ ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ: اللہ تیری زندگی تلخ کرے۔ کیا تو پوری قوم کا کاہن ہے؟
مرہ: میں کاہن نہیں بلکہ فال دیکھنے والا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب فید میں قیام کیا تو ان کے پاس بنو اسد اور بنی طے کے آدمی آئے اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم اپنی جگہ پر مہاجرین میں جمے رہو۔ تمہاری طرف سے یہی کافی ہے۔

## عامر کوفی کی آمد:

ابھی حضرت علی رضی اللہ عنہ فید ہی میں مقیم تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا۔ آپ نے اس سے اس کا نام دریافت کیا:

عامر: میرا نام عامر بن مطر ہے۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیا بنو لیث خاندان سے ہو؟
عامر: نہیں بلکہ بنو شیبان سے ہوں۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ: کوفہ کے حالات بیان کرو۔ اس نے کوفہ کے تمام حالات بیان کیے۔ آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے کیا خیالات ہیں؟
عامر: اگر آپ صلح کے خواہاں ہیں تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اس میدان کے مرد ہیں۔ اور اگر آپ جنگ کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس کے حامی نہیں۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم! میرا ارادہ صرف اصلاح کا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ یہ لوگ ہمارے پاس پھر واپس لوٹ آئیں۔
عامر: میں نے تو جو حالات تھے وہ بیان کر دیئے ہیں۔ اس کے بعد عامر خاموش ہو گیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہے۔

## عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی واپسی:

عمرو نے ابوالحسن' ابومحمد اور عبداللہ بن عمیر کے حوالے سے محمد بن الحنفیہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ربذہ میں قیام پذیر تھے تو ان کے پاس عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ پہنچے ان کے سر' داڑھی اور پلکوں کے بال اکھاڑ دیئے گئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین! آپ نے مجھے داڑھی والا بھیجا تھا لیکن اب میں آپ کے پاس بغیر داڑھی کے واپس آیا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو نے اجر و ثواب حاصل کیا۔ بات یہ ہے کہ مجھ سے قبل دو شخص لوگوں کے والی ہوئے (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) ان دونوں نے کتاب اللہ پر عمل کیا۔ پھر تیسرا شخص (عثمان رضی اللہ عنہ) لوگوں کا والی بنا۔ لوگوں نے ان کے بارے میں جو کچھ کہا اور جو ان کے ساتھ سلوک کیا وہ سامنے ہے پھر لوگوں نے میری بیعت کی اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے بھی بیعت کی۔ لیکن ان دونوں نے بعد میں بیعت توڑ دی اور لوگوں کو مجھ پر چڑھا لائے۔

مجھے تعجب تو اس بات پر ہے کہ یہ دونوں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہ کے کیسے مطیع و فرماں بردار تھے لیکن میرے اتنے مخالف ہیں۔ خدا کی

قسم! یہ دونوں یہ بات خوب جانتے ہیں کہ میں گزشتہ لوگوں سے کم نہیں ہوں۔ اے اللہ انہوں نے میرے لیے جو مشکل پیدا فرمائی ہے اسے حل فرما اور انہوں نے اپنی ذات کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے اس میں انہیں ذلیل نہ کر۔ اور ان کے عمل کی برائی انہیں دکھا دیجیے۔

## حکیم کے قتل کی خبر:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ثعلبیہ میں قیام کیا تو ان کے پاس ایک شخص آیا جو عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ اور ان کے دربانوں کا حال دیکھ کر آیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے سامنے تمام حالات بیان کیے اور دعا فرمائی۔ اے اللہ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کو جو مسلمانوں کے قتل میں مبتلا ہو چکے ہیں مجھے ان کے قتل سے عافیت میں رکھ اور ہمیں ان سب سے بچائے رکھ۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اساد پہنچے تو انہیں حکیم بن جبلہ اور دیگر قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ملی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور فرمایا۔ اب کیا وجہ ہے جو مجھے طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما سے نجات نہیں ملتی۔ جب کہ ان دونوں نے اپنا قصاص لے لیا ہے۔ یا خدا ان دونوں کو مجھ سے نجات دے دے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ﴾

''زمین میں جو بھی مصیبت آتی ہے یا تمہاری جانوں پر جو مصیبت نازل ہوتی ہے اسے ہم پہلے ہی لوح محفوظ میں تحریر کر چکے ہیں''۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ شعر پڑھا۔

دَعَا حَكِيْمٌ دَعْوَةَ الزِّمَاعِ　　　حَلَّ بِهَا مَنْزِلَةُ النِّزَاعِ

ترجمہ: ''جب حکیم نے جنگ کی دعوت دی تو اس جنگ سے جھگڑے کی وجہ ہی ختم ہوگئی''۔

## قبیلہ ربیعہ اور بنو عبد القیس کی آمد:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ذی قار پہنچے تو وہاں ان سے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ آ کر ملے۔ ان کے چہرے پر کوئی بال باقی نہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب انہیں دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ جب یہ ہمارے پاس سے گئے تھے تو بوڑھے تھے اور جب لوٹ کر آئے تو جوان ہو کر آئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ذی قار میں ٹھہرے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے یہیں انہیں یہ خبر ملی کہ ربیعہ اور بنو عبد القیس طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما سے ٹوٹ گئے ہیں اور راہ میں ٹھہرے ہوئے لشکر علی رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قبیلہ ربیعہ میں عبد القیس سب سے بہتر ہیں ویسے تو تمام ربیعہ ہی میں بھلائی ہے اور پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

يَا لَهْفَ نَفْسِيْ عَلٰى رَبِيْعَهْ　　　رَبِيْعَةُ السَّامِعَةُ الْمُطِيْعَهْ

ترجمہ: ''کاش میری جان اس ربیعہ قبیلہ پر فدا ہو جائے جو بات سنتا اور اطاعت کرتا ہے۔

قَدْ سَبَقَتْنِيْ فِيْهِمُ الْوَقِيْعَةُ دَعَا عَلِيٌّ دَعْوَةً سَمِيْعَةً
حَلُّوْبِهَا الْمَنْزِلَةَ الرَّفِيْعَةَ

ترجمہ: ان لوگوں میں مجھ سے قبل ہی واقعہ گزر چکا ہے اور علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ایسی چیز کی دعوت دی ہے جو قابل قبول ہے۔ انہوں نے اس دعوت کے ذریعہ بہت بڑا درجہ حاصل کر لیا ہے''۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو بکر بن وائل پیش کیے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے بھی وہی الفاظ کہے جو بنو طے اور اسد کے لیے فرمائے تھے۔

## حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا قاصدین کو جواب:

جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط دیا۔ اور لوگوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے امداد طلب کی۔ لیکن ان دونوں کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب شام ہوئی تو سمجھدار لوگ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ اس جنگ میں شرکت کے لیے آپ کیا فرماتے ہیں؟

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کل گذشتہ جو رائے تھی وہ آج نہیں ہے۔ وہ شخص (علی رضی اللہ عنہ) جسے تم اس کے معاملات میں کمزور سمجھ رہے ہو اسی نے تمہیں ان حالات میں مبتلا کیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ اور ابھی تو بہت کچھ حالات اور پیش آنے والے ہیں۔ راستے صرف دو ہیں ایک آخرت کا راستہ اور ایک دنیا کا راستہ تم جس راستہ کو چاہو اختیار کرو۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا یہ اثر ہوا کہ کوئی شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ میں شرکت کے لیے تیار نہیں ہوا۔ یہ بات محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کو بہت بری معلوم ہوئی' ان دونوں نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو بہت برا بھلا کہا۔

ان کی باتیں سن کر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت میری گردن میں بھی پڑی ہوئی ہے اور تمہارے اس امیر کی گردن میں بھی پڑی ہوئی ہے اگر جنگ میں ہماری شرکت ضروری بھی ہوئی تو ہم اس وقت تک ہرگز جنگ نہ کریں گے جب تک علی رضی اللہ عنہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل سے فارغ نہ ہو جائیں گے۔ خواہ یہ قاتلین دنیا کے کسی کونے پر کیوں نہ ہوں۔

یہ سن کر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ کوفہ سے واپس ہوئے اور ذی قار میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا۔

## حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اشتر کے ساتھ کوفہ کی طرف چل چکے تھے اور جلد کوفہ پہنچنا چاہتے تھے یہ حالات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر سے فرمایا۔ اے اشتر تم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو جواب دینے کے صحیح معنی میں اہل ہو۔ اور تم ہی ان پر اعتراضات کر سکتے ہو اس لیے تم اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کوفہ جاؤ اور ان خراب حالات کی اصلاح کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور اشتر کوفہ پہنچے اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے کوفہ کے آدمیوں کی مدد طلب کی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کوفیین سے فرمایا۔ میں اس روز بھی تمہارا امیر تھا جب لوگ بھوک میں مبتلا تھے اور آج بھی

تمہارا امیر ہوں۔ اس کے بعد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی اور فرمایا:

''اے لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو مختلف مقامات میں آپ کے ساتھ رہے اللہ عزوجل کے احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ان لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں جو لوگ آپ کی صحبت میں نہیں رہے۔ تمہارا ہم پر ایک حق ہے جسے میں ادا کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اللہ عزوجل کی قدرت کو معمولی نہ سمجھو اور نہ اللہ عزوجل کے احکامات کا مقابلہ کرو۔

دوسری رائے یہ ہے کہ تمہارے پاس مدینہ سے جو بھی شخص آئے اسے تم مدینہ واپس کر دو تاوقتیکہ تمام اہل مدینہ ایک امر پر متفق نہ ہو جائیں۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ اس بات کو جانتے ہیں کہ تم میں سے کون شخص امامت و خلافت کے لائق ہے۔ اس جنگ میں شامل ہو کر خود کو تکلیف میں مبتلا نہ کرو کیونکہ یہ ایک خاموش فتنہ ہے۔ جس میں سونے والا جاگنے والے سے بہتر ہے۔ اور کھڑا ہونے والا سوار ہونے والے سے بہتر ہے۔ تم لوگ عرب کے کیڑوں کی طرح بن جاؤ۔ تلواروں کو میان میں کر لو۔ نیزوں کو توڑ دو۔ اور کمانیں توڑ کر پھینک دو۔ مظلوم اور پریشان کی مدد کرو اور اس وقت تک خاموش بیٹھے رہو۔ جب تک اس خلافت کے معاملے پر اتفاق نہ ہو جائے اور یہ فتنہ دور نہ ہو جائے''۔

## امام مسروق کی حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور اشتر ناکام ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں حالات سے آگاہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں کوفہ روانہ کیا ان کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بھی بھیجا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کوفہ جا کر وہاں کے خراب حالات کو درست کرو، یہ دونوں کوفہ پہنچے اور مسجد میں گئے۔ سب سے پہلے ان کے پاس امام مسروق بن الاجدع آئے اور انہوں ان دونوں کو سلام کیا۔ پھر عمار رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہو کر سوال کیا۔

اے ابوالیقظان رضی اللہ عنہ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کس وجہ سے قتل کیا ہے؟

عمار رضی اللہ عنہ: اپنی اغراض ختم ہونے اور اپنی خوشیاں مٹ جانے کی وجہ سے۔

مسروق: خدا کی قسم جس قسم کی تم نے برائی کی ہے اسی قسم کا برا بدلہ تمہیں بھی ملے گا۔ کاش تم صبر کرتے کیونکہ صابرین کے لیے بہترین اجر ہے۔

## حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:

جب حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں کی آمد کا علم ہوا تو وہ مسجد تشریف لائے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر سینے سے چمٹا لیا اس کے بعد حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا:

اے ابوالیقظان رضی اللہ عنہ کیا اور لوگوں کی طرح تو نے بھی امیر المومنین کی دشمنی اختیار کر لی تھی۔ اور اس طرح تو نے اپنے آپ کو فاجروں میں شامل کر لیا۔

عمار رضی اللہ عنہ: میں ایسا کیوں نہ کرتا اور مجھے یہ بات کیوں بری معلوم ہوتی۔

ابھی عمار رضی اللہ عنہ بات بھی پوری نہ کر پائے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے درمیان میں بات کاٹ دی اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے

مخاطب ہو کر فرمایا: اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! آپ نے لوگوں کو ہماری مدد سے کیوں روک دیا ہے خدا کی قسم! ہمارا ارادہ لوگوں کی اصلاح کرنا ہے اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ جیسی ہستی کے بارے میں کسی برائی کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ نے یہ بات سچ فرمائی۔ لیکن جس سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہوگا۔ جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا سوار سے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب مسلمانوں کو بھائی بھائی بنایا ہے اور ہمارے اموال اور خون ایک دوسرے پر حرام کیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ﴾

''اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ''۔

نیز ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ﴾

''اور آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تم پر بہت رحیم ہے''۔

اور ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّلَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ﴾

''اور جو شخص کسی مومن کو جان کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ کا غضب اور لعنت اس پر نازل ہوتی رہے گی اور اس کے لیے اللہ نے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے''۔

اس بات پر عمار رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے۔ انہوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا اور لوگوں کو مخاطب کر کے بولے:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم اس کے لیے خاص طور پر دیا ہوگا تو جس چیز سے بیٹھ جانا چاہتا ہے تو اس میں تجھ سے کھڑا ہونے والا بہتر ہے''۔

یہ سن کر بنو تمیم کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عمار رضی اللہ عنہ سے کہا: اے غلام تو کل تک فتنہ مچانے والوں کے ساتھ شامل تھا اور آج ہمارے امیر کے منہ لگ رہا ہے۔

اس پر زید بن صوحان اور ان کی جماعت نے شور مچایا اور لوگ بھی چلانے لگے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خاموش کیا اور پھر آگے بڑھ کر منبر پر جا کر بیٹھے۔ لوگ بھی خاموش ہو گئے تھے۔

## زید بن صوحان کی تقریر:

زید بن صوحان گدھے پر سوار ہو کر مسجد کے دروازے تک پہنچے ان کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دو خط تھے۔ ایک خاص ان کے نام تھا اور ایک تمام اہل کوفہ کے نام۔ یہ عام خط انہوں نے لوگوں سے منگوا کر اس مخصوص خط کے ساتھ شامل کر دیا تھا وہ

دونوں خط لے کر آئے۔ عام خط میں تحریر تھا۔ اے لوگو! اپنی جگہ قائم رہو۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہو اور قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی سے جنگ نہ کرو۔

یہ خط سنانے کے بعد زید بن صوحان نے لوگوں سے کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی ایک حکم دیا گیا تھا اور ہمیں بھی ایک حکم دیا گیا تھا۔ ان کے لیے تو حکم دیا تھا کہ وہ گھر میں بیٹھیں اور ہمارے لیے یہ حکم تھا کہ ہم اس وقت تک جنگ کریں جب تک کوئی فتنہ باقی رہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اب ہمیں اس بات کا حکم دے رہی ہیں جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور خود اس پر عمل کر رہی ہیں جو ہمارے لیے تھا۔

زید نے ابھی تقریر پوری نہ کی تھی کہ شبث بن ربعی نے انہیں کھڑے ہو کر ٹوک دیا۔ اے عمانی (کیونکہ زید بنو عبدالقیس سے تعلق رکھتے تھے اور عمان کے باشندہ تھے۔ یہ بحرین کے رہنے والے نہ تھے)۔

''تو وہی شخص ہے جس نے جنگ جلولاء میں چوری کی تھی اور اس کی سزا میں خدا نے تیرا ہاتھ کاٹ ڈالا تھا اور اب تو ام المومنین کی مخالفت کر رہا ہے۔ اللہ تجھے تباہ کرے۔ ام المومنینؓ نے تو اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان مصالحت سے رہیں۔ اور میں بھی پروردگار کعبہ کی قسم یہی کہتا ہوں''۔

ان تقاریر سے لوگوں میں ایک شور مچ گیا۔

## حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی دوسری تقریر:

اب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ دوبارہ تقریر کرنے کھڑے ہوئے اور لوگوں سے فرمایا:

''اے لوگو! تم میری اطاعت کرو اور تم ایک کپڑے کی طرح خاکسار بن جاؤ کہ ظالم تمہارے پاس آ کر پناہ لے سکے اور خوف زدہ تمہارے پاس آ کر مامون ہو جائے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور ہم یہ لوگ اس فتنہ سے واقف ہیں جس کی حضورؐ نے خبر دی ہے۔ وہ فتنہ جب سامنے آئے گا تو لوگوں کو شبہات میں مبتلا کر دے گا اور جب ختم ہو گا تب اس کی حقیقت ظاہر ہو گی۔ یہ فتنہ لوگوں کو اسی طرح کھا جائے گا جیسا کہ پھیلنے والی بیماری شمال و جنوب آگے اور پیچھے ہر طرف پھیلتی ہے اس میں کبھی کبھی سکون بھی ہو جاتا ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ کون شخص اس میں مبتلا ہو گا اور کسے یہ باقی چھوڑے گی تم لوگ اپنی تلواریں توڑ دو۔ نیزوں کو بیکار کر دو۔ تیروں کو توڑ دو اور کمانیں جلا ڈالو اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ اگر قریش جنگ ہی کے طالب ہیں اور مدینہ کو چھوڑنا چاہتے ہیں تو تم ان کا ساتھ چھوڑ دو۔ تلخی کے وقت اہل علم کو چھوڑ دینے سے فتنہ کی چھٹن اور بڑھ جاتی ہے اور اس کی شاخیں پھوٹ آتی ہیں۔ اگر تم میری بات مانو گے تو اپنی جانوں کو آرام دو گے۔ اگر تم انکار کرو گے تو یہ فتنہ تمہیں گھیر لے گا اور کھال اتار کر پھینک دے گا تم لوگ میری نصیحت کو قبول کرو۔ میری بات نہ ٹھکراؤ اور میری اطاعت کرو تاکہ تمہارا دین اور دنیا دونوں محفوظ رہیں اور اس فتنہ کی بدبختی میں وہی شخص مبتلا ہو جس نے اس فتنہ کو جنم دیا ہے''۔

## زید بن صوحان کی جوابی تقریر:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی تقریر کے بعد زید بن صوحان کھڑا ہوا۔ اس کا کٹا ہوا ہاتھ لٹک رہا تھا۔ اس نے کہا:

''اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! اگر تو فرات کو اس کے راستے سے لوٹانا چاہتا ہے تو لوٹا دے۔ اور اگر تو اس پر قدرت رکھتا ہے تو ایسا کر دکھا لیکن مجھے اس پر مجبور نہ کر۔ اس کے بعد زید نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿ الٓمّٓ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْکٰذِبِیْنَ ﴾

''کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ انہیں صرف یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے آزمائے بغیر چھوڑ دیا جائے گا اور ہم نے پہلی قوموں کو بھی آزمایا تھا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ ان میں سے کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے''۔

اے لوگو! تم امیر المومنین اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کے لیے چلو اور سب کے سب فوراً کوچ کرو تاکہ تم حق کو حاصل کر سکو''۔

## قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کی تقریر:

اس کے بعد قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا:

''میں تمہارا ناصح ہوں اور تمہارے لیے یہ بات بطور شفقت کہہ رہا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ہدایت پا جاؤ۔ میں تم سے جو بات کہوں گا وہ حق ہو گی۔ امیر نے جو بات کہی ہے وہ بھی حق ہے۔ بشرطیکہ اس کا کوئی ذریعہ موجود ہو اور زید نے جو کچھ کہا ہے اس میں اتنی بات کا اور اضافہ کر لو کہ تم اس کام میں کسی سے نصیحت طلب نہ کرو۔ کیونکہ کوئی شخص فتنہ میں مبتلا ہونے اور اس کی طرف چلنے کے بعد اس سے بچ نہیں سکتا۔

لیکن بات یہ ہے کہ امارت و خلافت کے بغیر نہ تو لوگوں کا انتظام ہو سکتا ہے نہ ظالم سے انتقام لیا جا سکتا ہے اور نہ مظلوم کی بات سنی جا سکتی ہے۔ یہ علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں' جنہیں خلیفہ منتخب کر لیا گیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو دعوت دینے میں انصاف سے کام لیا ہے وہ لوگوں کو اصلاح کی دعوت دیتے ہیں اس لیے تم فوراً کوچ کرو اور اس کام میں ان کے تابعدار بن جاؤ''۔

## سیحان کی تقریر:

اس کے بعد سیحان کھڑے ہوئے۔ انھوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

''اے لوگو! اس کام کے لیے اور لوگوں کے لیے ایک نہ ایک والی ہونا ضروری ہے تاکہ ظالم کی مدافعت اور مظلوم کی مدد کی جائے اور لوگوں کو متحد کیا جا سکے اسی بات کی جانب یہ امیر تمہیں دعوت دے رہا ہے تاکہ اس امیر اور زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو اختلافات ہیں ان پر غور کیا جا سکے۔ علی رضی اللہ عنہ تمام امت کے نزدیک امین اور دین کے فقیہ ہیں جو شخص بھی ان کا ساتھ دینے کے لیے جائے گا ہم اس کے ساتھ جائیں گے''۔

## حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی تقریر:

جب سیحان اپنی تقریر ختم کر چکا تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ اپنی تقریر کرنے کھڑے ہوئے۔

انہوں نے فرمایا:

''اے لوگو! یہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ جو تمہیں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلے پر لے جانا چاہتے ہیں۔ میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں' اور آخرت میں بھی آپ کی زوجہ ہوں گی۔ لیکن تم حق کو دیکھو اور علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ کرو''۔

ایک شخص نے دوران تقریر کھڑے ہو کر کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس کے لیے تم جنت کی شہادت دے رہے ہو اس کے مقابلے میں اس شخص کی مدد کر رہے ہو جس کے لیے تم جنت کی گواہی نہیں دیتے۔

یہ سن کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمار رضی اللہ عنہ تم اپنی تقریر سے ہمیں معاف رکھو۔ کیونکہ اصلاح کے لیے پہلے اہلیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

## حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر:

اس کے بعد خود حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے تقریر فرمائی انہوں نے فرمایا:

''اے لوگو! اپنے امیر کی دعوت کو قبول کرو اور اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے چلو۔ کیونکہ علی رضی اللہ عنہ اس کے اہل ہیں کہ ان کی مدد کی جائے۔ خدا کی قسم! عقلمند لوگ انہی کے ساتھ شامل ہوں گے اور اسی میں دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔ تم لوگ ہماری دعوت کو قبول کرو اور جس آزمائش میں ہم اور تم مبتلا ہو گئے ہیں اس میں ہماری مدد کرو''۔

لوگوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر کو غور سے سنا اور ان کی دعوت کو قبول کیا اور ان کے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئے۔ بنو طے کی ایک جماعت حضرت عدی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی اور ان سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے اور ہمارے لیے کیا حکم ہے۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ: ہم اس پر غور کر رہے ہیں کہ لوگ کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ لیکن جب حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا ہم اس شخص کی بیعت کر چکے ہیں اور اب وہ ہمیں نیک کام کی دعوت دے رہا ہے۔ اور اس عظیم حادثہ میں ہماری مدد کا طلب گار ہے۔ اس لیے ہم ان کی مدد کے لیے جائیں گے اور دیکھیں گے کہ کیا معاملات ہیں۔

## ہند بن عمرو کی تقریر:

ہند بن عمرو نے کھڑے ہو کر کہا:

''اے لوگو! امیر المومنینؓ نے ہمیں دعوت دی اور اپنے متعدد پیامبر ہمارے پاس بھیجے۔ حتیٰ کہ اب ان کے صاحبزادے آئے ہیں ان کی بات سنو اور ان کے حکم کو تسلیم کر کے اپنے امیر کی امداد کے لیے چلو۔ اس معاملہ میں انہی کے ساتھ شامل ہو کر غور کرو۔ اور اپنی رائے سے ان کی مدد کرو''۔

## حجر بن عدی کی تقریر:

اس کے بعد حجر بن عدی نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

''اے لوگو! امیر المومنین کے حکم کو قبول کرو۔ اور سواری اور بغیر سواری ان کی مدد کے لیے چلو۔ میں تم سب سے قبل چلنے کے لیے تیار ہوں''۔

## مقطع بن ہشیم اور اشتر کا واقعہ:

حجر بن عدی کے بعد اشتر نے کھڑے ہو کر زمانہ جاہلیت اور شدت کا ذکر کیا۔ پھر اسلام کی نرمی کو بیان کیا اور آخر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ ابھی یہ تقریر ہی کر رہا تھا کہ مقطع بن ہشیم بن فجیع العامری البکائی نے کھڑے ہو کر اشتر کو ٹوکا اور غصہ سے کہا۔ اللہ تیری صورت بگاڑے اے بنجوں والے اور بھونکنے والے کتے خاموش ہو جا اس بات پر لوگ کھڑے ہو گئے اور اشتر کو بٹھا دیا۔ مقطع نے کھڑے ہو کر کہا:

''خدا کی قسم! آئندہ ہم کبھی اپنے کسی امام کا ذکر بھی نہ کر سکیں گے اور ہم پر پردہ ڈال دیا جائے گا۔ خدا کی قسم! اگر یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر راضی نہ ہوں گے تو ہماری موجودگی ہی میں لوگوں کی زبانیں کاٹ دی جائیں گی۔ اس لیے علی رضی اللہ عنہ جو بات تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں اسے قبول کرو''۔

## لشکروں کی روانگی:

مقطع کی تقریر پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا: اس بوڑھے نے سچی بات کہی ہے۔ میں کل کوچ کرنے والا ہوں۔ جو شخص میرے ساتھ چلنا چاہے وہ سواری پر میرے ساتھ چلے اور جو دریا کی راہ جانا چاہے وہ دریا کی راہ چلا جائے۔ اس پر کچھ لوگوں نے خشکی سے چلنے کا فیصلہ کیا اور کچھ نے دریائی راہ سے۔ چھ ہزار دو سو افراد خشکی کی راہ چلنے کے لیے تیار ہوئے اور دو ہزار آٹھ سو افراد دریائی راہ سے گئے۔

## عبد خیر کا حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مکالمہ:

نصر بن مزاحم العطار نے عمر بن سعید اور اسد بن عبداللہ کے ذریعے کچھ اہل علم کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ عبد خیر الخیوانی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے سوال کیا۔ اے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کیا ان دونوں شخصوں یعنی طلحہ و زبیر اور علی رضی اللہ عنہم کی بیعت نہ کی تھی؟

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: ہاں کی تھی۔

عبد خیر: وہ کیا برائیاں پیش آئیں جن کے باعث بیعت توڑنا جائز ہوا؟

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: مجھے معلوم نہیں۔

عبد خیر: جب آپ نہیں جانتے تو میں آپ سے اس سلسلے میں کوئی سوال نہ کروں گا۔ جب تک آپ کو اس کا علم نہ ہو جائے۔ لیکن یہ فرمائیے کہ جب آپ اسے فتنہ قرار دیتے ہیں تو آپ یہ تو جانتے ہوں گے کہ اس فتنہ سے کون شخص محفوظ رہے گا۔ اس وقت لوگ چار جماعتوں میں منقسم ہیں۔ علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں۔ طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ میں' معاویہ رضی اللہ عنہ شام میں اور چوتھی جماعت حجاز میں ہے کہ جو اس جنگ میں کسی قسم کا حصہ نہیں لے رہی ہے اور نہ کوئی دشمن اس سے جنگ کر رہا ہے۔

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ: یہی لوگ سب سے بہتر ہیں۔ بقیہ سب فتنہ میں مبتلا ہیں۔

عبد خیر: آپ پر کینہ پرستی چھائی ہوئی ہے۔

## اشتر کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درخواست:

اشتر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ نے ان دونوں آدمیوں سے قبل ایک اور شخص کو کوفہ روانہ کیا تھا اور یہ دونوں آدمی جو آپ نے بھیجے ہیں واقعتاً اس لائق ہیں کہ آپ کی مرضی کے مطابق لوگوں کو آمادہ کرسکیں۔ یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ کیا حالات پیش آئیں گے۔لیکن اگر امیر المومنین مجھے ان کے پیچھے روانہ کریں تو یہ بہتر ہے کیونکہ اہل مصر میرے بہت مطیع ہیں۔اگر میں وہاں چلا جاؤں گا تو مجھے توقع ہے کہ اہل مصر میں سے کوئی شخص میری مخالفت نہ کرے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اچھا تم بھی چلے جاؤ۔

اشتر وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا۔لوگ جامع مسجد میں جمع تھے۔اشتر کا جس قبیلے یا مسجد پر سے گزر ہوتا اور وہاں اسے کچھ لوگ نظر آتے تو وہ انہیں دعوت دیتا اور کہتا میرے پیچھے قصر چلے آؤ اس طرح وہ لوگوں کی ایک جماعت لے کر قصر پہنچ گیا۔قصر پہلے بھرا ہوا تھا۔اشتر یہ جماعت لیے ہوئے اندر داخل ہوا۔

## ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

مسجد میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے تقریر کر رہے تھے' اور انہیں جنگ میں شمولیت سے منع کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں فرمایا:

> ''اے لوگو! یہ اندھا اور بہرا فتنہ ہے جو سب کو روند ڈالے گا۔ اس فتنہ میں سونے والا بیٹھنے والے سے' بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے' کھڑے ہونے والا چلنے والے سے' چلنے والا دوڑنے والے سے اور دوڑنے والا سوار سے بہتر ہے۔ یہ پیٹ کے کیڑے کی طرح کھا جانے والا فتنہ ہے جو تمہارے پاس تمہاری امن گاہ سے آیا ہے۔ یہ فتنہ بردبار انسان کو بھی ایسا بنا دے گا جیسا کہ کوئی کل کا بچہ ہو۔ اے لوگو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں اور اس فتنہ سے خوب واقف ہیں یہ جب آئے گا تو لوگوں کو شبہات میں مبتلا کر دے گا اور جب ختم ہوگا تو اس کی حقیقت روشن ہوگی''۔

عمار رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرنا چاہتے تھے حتیٰ کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا ہمارے اس کام سے تم علیحدہ ہو جاؤ اور ہمارے منبر سے اتر جاؤ تمہاری ماں مرے۔

عمار رضی اللہ عنہ: کیا تم نے یہ حدیث واقعتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: یہ میرا ہاتھ موجود ہے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں حق کہہ رہا ہوں۔

عمار رضی اللہ عنہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمہارے لیے مخصوص طور پر فرمایا ہوگا۔

تجھ جیسے بیٹھنے والے سے اس میں کھڑا ہونے والا بہتر ہے۔ اللہ اس شخص کو ضرور غالب فرمائے گا جو اس فتنہ پر غالب آئے اور اس کا مقابلہ کرے۔

## ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں اشتر کی گستاخیاں:

نصر بن مزاحم نے عمر بن سعید اور نعیم کے ذریعے ابومریم الثقفی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ خدا کی قسم! میں اس روز مسجد میں تھا۔

عمار رضی اللہ عنہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے تکرار کر رہے تھے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اپنی بات دہرا رہے تھے کہ اتنے میں ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے کچھ غلام چلاتے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو آواز دیتے ہوئے آئے۔ کہ اشتر قصر میں داخل ہو گیا ہے اس نے ہمیں مار کر قصر سے نکال دیا۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر قصر گئے تو اشتر نے چلا کر کہا۔ تیری ماں مرے ہمارے قصر سے نکل جا۔ اللہ تیری جان نکالے۔ خدا کی قسم! تو تو پرانا منافق ہے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: مجھے یہاں سے جانے کے لیے شام تک مہلت دو۔

اشتر: ہاں شام تک مہلت ہے لیکن رات گزارنے کی اجازت نہیں۔

یہ حالات دیکھ کر لوگ قصر میں گھس پڑے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا سامان لوٹنا شروع کر دیا۔ اشتر نے ان لوگوں کو روکا اور انہیں قصر سے باہر نکال کر کہا۔ میں نے اسے باہر نکال دیا ہے۔ اس بات پر لوگ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پر دست درازی سے رُک گئے۔

باب ۷

# صلح کی گفت وشنید

سری نے شعیب وسیف اور عمرو کے حوالے سے امام شعبی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب اہل کوفہ ذی قار پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ چند اشخاص کے ساتھ جن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے ان سے ملنے کے لیے آئے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے اہل کوفہ تمہیں عجم اور وہاں کے بادشاہوں کی شان وشوکت عطا کی گئی ہے۔ تم نے عجم کی قوتوں کو پاش پاش کیا ہے حتیٰ کہ تم ان کے وارث بنے۔ تم نے لوگوں کو اپنی حفاظت سے بے بہرہ بنا دیا اور دوسرے لوگوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی میں نے تمہیں اس لیے بلایا ہے تاکہ تم ہمارے ساتھ ہمارے بصرہ والے بھائیوں کے پاس چلو۔ اگر وہ اپنی بات سے رجوع کریں تو ہمارا مقصد بھی یہی ہے اور اگر وہ ہماری بات سے انحراف کریں تو اولاً اس کا نرمی سے علاج کریں اور ان پر اصل حقیقت ظاہر کر دیں ہم اس وقت تک کوئی دست درازی نہ کریں گے جب تک وہ ہم پر ظلم نہ کریں۔ اور اصلاح کے جتنے بھی طریقے ممکن ہوں گے ہم ان سب کو اختیار کریں گے اور ان شاء اللہ فساد سے احتراز کریں گے اور ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی میں طاقت وقوت نہیں''۔

الغرض ذی قار میں سات ہزار دوسو آدمی جمع ہو گئے اور بنو عبدالقیس جو بصرہ اور ذی قار کے درمیان پڑے ہوئے تھے وہ ان کے علاوہ تھے۔ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آمد کا انتظار کر رہے تھے وہ بھی کئی ہزار تھے۔ نیز دریا کی راہ سے دو ہزار چار سو آدمی آ رہے تھے۔

## اہل کوفہ کے رؤسا:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا۔ کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذی قار میں قیام فرمایا تو اولاً محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر کو کوفہ روانہ کیا ان کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور اشتر کو۔ پھر حضرت حسن اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کو۔ حسن وعمار رضی اللہ عنہما کے وہاں جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ جو شخص جنگ میں شامل ہونا چاہتے تھے وہ جنگ میں شمولیت کے لیے روانہ ہو گئے اور جو سردار خود حاضر نہ ہو سکے تو ان کے متبعین مدد کے لیے آئے یہ تمام لشکر پانچ ہزار پر مشتمل تھا جن میں سے نصف خشکی کے راستے سے آئے اور نصف دریا کے راستے سے' اور جو لوگ جنگ کے لیے نہیں آئے یا اس کے لیے کوشش نہیں کی ان کی تعداد بہت قلیل تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوچ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ انہیں صرف اس جماعت کی شمولیت کا انتظار تھا اس جماعت کے سردار قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ' سعید بن مالک' ہند بن عمرو اور ہشیم بن شہاب تھے اور کوچ کرنے والے لشکر کے سردار زید بن صوحان' اشتر مالک بن الحارث' عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' مسیب بن نخبہ اور یزید بن قیس تھے ان کے ساتھ ان کے پیروکار تھے۔ ان کے علاوہ کچھ اور بھی ایسے لوگ تھے جو رتبہ میں ان سے کسی طرح کم نہ تھے۔ صرف فرق یہ تھا کہ وہ لوگ امیر نہ تھے۔ مثلاً حجر بن عدی اور ابن محدوج البکری

اور ان دونوں کے علاوہ اور بھی ایسے لوگ تھے کہ کوفہ میں ان کے برابر کوئی صائب الرائے نہ تھا ان میں سے اکثر و بیشتر مدد کے لیے آئے تھے۔

## بصرہ کی جانب قاصد کی روانگی:

جب یہ تمام لشکر ذی قار پہنچ گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انھیں اہل بصرہ کے پاس قاصد بنا کر روانہ کیا۔ یہ قعقاع رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔ تم بصرہ جا کر طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے ملو اور انہیں باہمی محبت اور جماعت کے اتحاد کی دعوت دو اور جماعت میں تفریق بندی سے انھیں ڈراؤ۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا۔

اگر طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما تم سے کوئی ایسی بات کریں جس کے بارے میں میں نے تمہیں کوئی حکم نہ دیا ہو تو تم کیا طریقہ اختیار کرو گے؟

قعقاع رضی اللہ عنہ: اولاً تو میں ان سے وہ بات کہوں گا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا ہے لیکن اگر بالفرض انھوں نے کوئی ایسا سوال پیدا کیا جس کا آپ نے مجھے حکم نہ دیا ہو تو پھر میں اپنی رائے سے جواب دوں گا۔ اور حتیٰ الامکان ان کی بات کا صحیح صحیح اور پورا پورا جواب دیا جائے گا اور جو مناسب ہوگا اس پر عمل کیا جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: واقعتاً تم اس کام کے اہل ہو۔

## قعقاع رضی اللہ عنہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو:

قعقاع رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے چل کر بصرہ پہنچے اور سب سے اوّل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے انہیں سلام کیا اور عرض کیا۔ اے میری ماں! آپ کے یہاں تشریف لانے اور اتنی تکالیف اٹھانے کی کیا وجہ ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: میں لوگوں کی اصلاح کے لیے یہاں آئی ہوں۔

قعقاع رضی اللہ عنہ: تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی بلوا لیجیے تاکہ وہ میری بات سن سکیں اور میں ان کے خیالات معلوم کرسکوں۔

## قعقاع رضی اللہ عنہ کی زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما سے گفتگو:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آدمی بھیج کر ان دونوں کو طلب فرمایا۔ جب یہ دونوں آ گئے تو قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر عرض کیا۔ میں نے ام المومنین رضی اللہ عنہا سے اس شہر میں تشریف آوری کی غرض دریافت کی۔ انہوں نے فرمایا میں لوگوں کی اصلاح کے لیے آئی ہوں۔ کیا آپ دونوں حضرات کو اس سے اتفاق ہے یا اختلاف؟

زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما: ہمیں اس سے اتفاق ہے۔

قعقاع رضی اللہ عنہ: تو پھر اصلاح کی کیا صورت ہے وہ صورت بیان فرمائیے۔ خدا کی قسم! اگر ہم اسے بہتر کام سمجھیں گے تو اسے ضرور قبول کریں گے اور اگر غلط سمجھیں گے تو اس سے احتراز کریں گے۔

زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما: جب تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین قتل نہ کیے جائیں گے اس وقت تک معاملات درست نہیں ہو سکتے کیونکہ اگر

اس قصاص کو چھوڑ دیا گیا تو یہ قرآن کا ترک ہوگا اور قصاص لینے میں حکم قرآنی کا احیاء ہے۔

قعقاع رضی اللہ عنہ: تم لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں میں سے بصرہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ حالانکہ ان کے قتل سے قبل معاملات زیادہ بہتر طور پر درست ہو سکتے تھے۔ تم نے چھ سو قاتلین کو قتل کیا صرف ایک شخص قتل سے بچ سکا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان لوگوں کے قتل پر چھ ہزار آدمی غضب ناک ہو گئے اور انہوں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا۔ اگر تم ان لوگوں سے اور ان لوگوں سے جنہوں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے جنگ کرو گے تو یہ تمام قبائل تم پر ٹوٹ پڑیں گے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جس چیز سے تم لوگ ڈر رہے ہو اور جس کے باعث تم نے یہ اختلاف کیا ہے اس سے بھی زیادہ خطرناک حالات پیش آ جائیں گے۔ اسی قتل کے باعث نصر واور ربیعہ کے آدمیوں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور وہ تم سے جنگ کرنے اور تمہیں رسوا کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں اور یہ صرف ان مقتولین کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگر آپ لوگ دوسرے شہر والوں کے ساتھ بھی یہی کرتے رہے تو اتنی زبردست تباہی آئے گی کہ پھر آبادی کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا: پھر تمہاری کیا رائے ہے؟

قعقاع رضی اللہ عنہ: اس کام کے لیے سکون واطمینان کی ضرورت ہے۔ جب فضا سازگار ہو جائے گی اور اشتعال و ہیجان ختم ہو جائے گا۔ اور ایک دوسرے سے مطمئن ہو جائیں گے تو اس وقت اس معاملے پر غور کیا جائے گا اگر تم لوگ ہماری بیعت کر لو گے اور یہ ایک بہتری کی علامت اور رحمت کا سبب ہوگی اور اس طرح ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص بھی لے سکیں گے اور امت میں بھی عافیت اور سلامتی پیدا ہو جائے گی اور اگر تم جنگ کے علاوہ کسی اور بات کو قبول نہ کرو گے تو اس سے ایک بہت بڑا شر پیدا ہوگا۔ اور قصاص بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس امت پر آفتیں نازل فرمادے گا۔ تم لوگ عافیت کے طلب گار بنو اور پہلے کی طرح خیر کی کوشش کرو۔ ہمیں بلاؤں میں مبتلا نہ کرو۔ اور نہ علیؓ کے لیے پیچیدگیاں پیدا کرو۔ کیونکہ اس سے تم بھی تباہ ہو جاؤ گے اور ہم بھی تباہ ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم! میں تم کو صرف اسی شے کی دعوت دینے کے لیے آیا ہوں۔ مجھے تو حالات درست ہونے کی کوئی توقع نہیں اب تو اللہ عزوجل جب عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا انتقام لے لیں گے تب ہی حالات درست ہوں گے ورنہ روز بروز مصائب بڑھتے جائیں گے اور ان حالات پر کوئی شخص بھی قابو نہ پا سکے گا۔ یہ حالات کوئی عام حالات کی طرح نہیں ہیں۔ یہ حالات ایسے نہیں ہیں جیسے کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو یا ایک جماعت یا ایک قبیلہ ایک آدمی کو قتل کر دے۔

زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما: تم نے جو بات کہی ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اب تم جا سکتے ہو اگر تمہارے اور علی رضی اللہ عنہ کے یہی خیالات ہیں تو ہم اس مصالحت پر آمادہ ہیں۔

## صلح کی امید:

قعقاع رضی اللہ عنہ بہت خوش خوش حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں ان حالات سے مطلع کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت خوش ہوئے اور تمام لوگ صلح کی گفتگو کرنے لگے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے جو صلح سے بہت خوش تھے اور بعض ایسے تھے جو صلح کو نہایت

ناپسند کرتے تھے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ذی قار میں آ کر ٹھہرے تو بصرہ کے لوگ ان کے لشکر میں آنے جانے لگے ابھی قعقاع رضی اللہ عنہ واپس بھی نہ آئے تھے کہ بنو تمیم اور بنو بکر کے وفد آئے تا کہ یہ معلوم کریں کہ کوفہ سے جوان کے بھائی آئے ہیں ان کی کیا رائے ہے۔ اور وہ کس ارادے سے یہاں آئے ہیں۔ تا کہ اہل کوفہ کو یہ بتا دیا جائے کہ ان کی غرض و غایت اصلاح کی ہے اور وہ علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کے طالب گار نہیں۔

یہ کوفہ اور بصرہ کے قبائل ایک دوسرے کے پاس آنے جانے لگے اور کوئی بھی صلح کے طلب گار بن گئے تو یہ سب لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اپنے خیالات ظاہر کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جریر بن شرس سے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ اس نے بتایا کہ ان دونوں کا معاملہ نہایت معمولی بھی ہے اور نہایت اہم بھی ہے پھر اس نے تمثیل کے طور پر یہ اشعار پڑھے۔

اَلَا اَبْلِغْ بَنِیْ بَکْرٍ رَسُوْلًا فَلَیْسَ اِلٰی بَنِیْ کَعْبٍ سَبِیْلُ

ترجمہ: ''بنو بکر کے پاس آپ کوئی قاصد کیوں روانہ نہیں فرماتے۔ کیونکہ بنی کعب تک پہنچنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔

سَیَرْجِعُ ظُلْمُکُمْ مِنْکُمْ عَلَیْکُمْ طَوِیْلُ السَّاعِدَیْنِ لَهٗ فُضُوْلُ

ترجمہ: عنقریب تمہارا ظلم تم پر لوٹ جائے گا۔ وہ لمبے بازوؤں والا ہے اور اسے کاٹنا آتا ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی تمثیلاً یہ اشعار پڑھے:

اَلَمْ تَعْلَمْ اَبَا سِمْعَانَ اَنَّا نَرُدُّ الشَّیْخَ مِثْلَکَ ذَا الصُّدَاعِ

ترجمہ: ''اے ابوسمعان کیا تو نہیں جانتا کہ ہم تجھ جیسے بوڑھے کو پاگل بنا کر لوٹا دیتے ہیں۔

وَ یَذْهَلُ عَقْلُهٗ بِالْحَرْبِ حَتّٰی یَقُوْمَ فَیَسْتَجِیْبَ لِغَیْرِ دَاعِ

ترجمہ: اس کی جنگ کرتے کرتے عقل جاتی رہی ہے حتیٰ کہ کسی کے پکارے بغیر یہ مدد کو کود پڑتا ہے۔

فَدَافَعَ عَنْ خُزَاعَةَ جَمْعُ بَکْرٍ وَ مَا بِكَ یَا سُرَاقَةُ مِنْ دِفَاعِ

ترجمہ: بکر کی جماعت نے خزاعہ کے حملہ کو روک دیا ورنہ اسے سراقہ تجھ سے دفاع کب ممکن تھا''۔

## کلیب کا خواب:

مصعب بن سلام التمیمی نے محمد بن سوقہ اور عاصم کے حوالے سے کلیب الجرمی کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حیات میں ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص ہے جسے لوگوں کی حکومت سپرد کر دی گئی ہے اور وہ شخص بستر پر بیمار پڑا ہے اس کے سرہانے ایک عورت کھڑی ہے لوگ اس امیر پر حملہ کر رہے ہیں اور اسے ڈرا رہے ہیں۔ اگر وہ عورت انہیں روک دیتی تو وہ رک جاتے لیکن اس عورت نے انہیں قطعاً منع نہیں کیا لوگوں نے آگے بڑھ کر اس امیر کو پکڑ لیا اور اسے قتل کر دیا۔

میں اپنا یہ خواب سفر و حضر میں لوگوں سے بیان کرتا۔ وہ یہ خواب سن کر بہت تعجب کرتے لیکن اس خواب کی تعبیر کسی کی سمجھ میں نہیں آتی' جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اور ہمیں ان کی شہادت کی خبر ملی اس وقت ہم جہاد سے واپس آ رہے تھے اس وقت ہمارے ساتھی بولے اے کلیب تیرے خواب کی یہ تعبیر ہے۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں لوگوں کی رائے:

ہم جہاد سے واپس ہو کر بصرہ پہنچے ابھی کچھ روز ہی گزرے تھے کہ لوگوں میں یہ مشہور ہوا کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما آ رہے ہیں اور ان کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اس سے لوگوں کو خوف پیدا ہوا اور تعجب بھی' لوگوں کا خیال تھا کہ ان دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو کر لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسایا تھا اور اس سے زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کی جو رسوائی ہوئی ہے اس کا خیال کرتے ہوئے اور بطور توبہ ان اقصاص لینے نکلے ہیں۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا فیصلہ:

ام المومنین فرمایا کرتی تھیں ہم تم لوگوں کی وجہ سے عثمان رضی اللہ عنہ کی تین باتوں سے ناراض رہے' ایک نو جوانوں کو امیر بنانے سے اور غمامہ اور لوگوں کو کوڑے مارنے سے۔ لیکن یہ بات بہت ہی ناانصافی کی ہوگی کہ ہم عثمان رضی اللہ عنہ کی خاطر تمہاری غلطیوں پر ناراض نہ ہوں۔ تم سے ہماری ناراضگی تین باتوں پر ہے اول عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر۔ دوئم ماہ ذی الحجہ کی بے حرمتی پر' سوئم مدینۃ الرسول ﷺ کی بے حرمتی پر۔

## کلیب کی عمر بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے گفتگو:

لوگوں نے زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما سے سوال کیا۔ تم نے کیا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں بیعت تو ضرور کی تھی لیکن اس طرح کہ ہماری گردنوں پر تلواریں رکھی ہوئی تھیں۔

کلیب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ کے قریب پہنچ چکے تھے مجھ سے اور دو آدمیوں سے میری قوم نے کہا کہ تم علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کے پاس جاؤ اور زبیر رضی اللہ عنہ و طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حال معلوم کرو' کیونکہ ہم لوگ اس اختلاف سے بہت شش و پنج میں پڑ گئے تھے۔

ہم بصرہ سے علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف چلے جب لشکر گاہ کے قریب پہنچے تو سامنے سے ایک نہایت حسین و جمیل شخص خچر پر سوار آتا نظر آیا اس وقت میں اپنے ساتھی سے گفتگو کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ کیا تم نے اس عورت کو دیکھا ہے یہ بعینہ اس عورت کے مشابہ ہے جسے میں نے خواب میں والی کے سرہانے کھڑے دیکھا تھا۔

آنے والے نے یہ تاڑ لیا کہ ہم کچھ گفتگو کر رہے ہیں جب وہ ہمارے قریب پہنچا تو ہم سے بولا ٹھہرو۔ تم مجھے دیکھ کر کیا گفتگو کر رہے تھے۔ ہم نے انکار کیا کہ کوئی گفتگو نہیں کر رہے تھے۔ اس نو وارد نے چلا کر کہا:

''خدا کی قسم! تمہیں اس وقت تک نہ چھوڑا جائے گا جب تک تم مجھے بات نہ بتاؤ گے''۔

اس کی اس بات سے ہم پر ہیبت طاری ہوگئی۔ ہم نے اسے واقعہ بتایا وہ شخص یہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ خدا کی قسم! یہ تو نہایت عجیب بات ہے۔

ہم نے لشکر کے ایک آدمی سے دریافت کیا۔ یہ کون شخص تھا؟ اس نے جواب دیا یہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما ہے۔ اب یہ بات سمجھ چکے تھے کہ وہ عورت جو اس امیر کے سرہانے کھڑی تھی وہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں اس باعث ہماری ان اختلافات سے نفرت اور بڑھ گئی۔

## خلافت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خیالات:

ہم لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انھیں سلام کیا اور ان سے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے بیعت اور ان کے اختلاف کے بارے میں دریافت کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''بات یہ ہے کہ لوگوں نے اس شخص یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی۔ میں ان اختلافات سے علیحدہ تھا۔ ان لوگوں نے انہیں شہید کر دیا۔ پھر مجھے امیر بنایا۔ حالانکہ میں اس امارت پر راضی نہ تھا اور اگر مجھے دین کا خوف نہ ہوتا تو میں ان لوگوں کی بات ہرگز قبول نہ کرتا۔ پھر ان دونوں شخصوں نے بیعت توڑنے کا ارادہ کیا۔ میں نے ان سے اس پر عہد و پیمان لیے اور انھیں عمرہ کے لیے اجازت دے دی یہ دونوں اپنی ماں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کے پاس پہنچے اور انھیں راضی کر لیا۔ اور ان کے سامنے وہ چیز پیش کی جو ان دونوں کے لیے حلال نہ تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس خیال سے ان دونوں کا ساتھ دیا تاکہ اسلام کا اتفاق ختم نہ ہو جائے اور مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا نہ ہو جائے''۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں نے ہم سے کہا خدا کی قسم! ہم ان لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرنا نہیں چاہتے جب تک یہ خود جنگ نہ کریں۔ ہم تو میدان میں اصلاح کی خاطر نکلے ہیں۔

اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی چلانے لگے اور ہم سے بولے فوراً بیعت کرو۔ میرے ساتھیوں نے تو بیعت کر لی لیکن میں بیعت سے رُکا رہا، اور عرض کیا میری قوم نے مجھے معلومات کے لیے بھیجا ہے میں اپنی جانب سے کوئی کام نہیں کر سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اگر وہ بیعت نہ کریں؟

کلیب: تو میں بھی بیعت نہ کروں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: لیکن اگر تمہاری قوم نے تمہیں قاصد بنا کر بھیجا ہو۔

کلیب: تاوقتیکہ میں ان کے پاس لوٹ کر نہ جاؤں اور ان سے گھاس پانی کا حال بیان نہ کروں تاکہ وہ بھی گھاس اور پانی پر پہنچ جائیں اس وقت تک میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تیری خود کیا رائے ہے؟

کلیب: میں تو زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کا ساتھ نہیں دے سکتا بلکہ اس معاملے میں ان کا مخالف ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو ہاتھ بڑھاؤ۔

کلیب کہتے ہیں خدا کی قسم! میں ان کی بات کا انکار نہ کر سکا اور میں نے ہاتھ پھیلا دیا اور بیعت کر لی۔ اسی لیے کلیب کہا کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ عرب کے سمجھدار لوگوں میں سے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم نے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی کوئی بات سنی تھی؟

کلیب: زبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ان سے زبردستی بیعت لی گئی ہے۔ اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے تمثیلاً میرے سامنے یہ اشعار پڑھے تھے۔

اَلَا اَبْلِغْ بَنِیْ بَکْرٍ رَسُوْلًا فَلَیْسَ اِلٰی بَنِیْ کَعْبٍ سَبِیْلُ

ترجمہ: ''کوئی قاصد بھیج کر بنی بکر کو یہ خبر پہنچا دے کہ بنو کعب کے مقابلے میں کامیابی کی کوئی راہ نہیں۔

سَيَرْجِعُ ظُلْمُكُمْ مِنْكُمْ عَلَيْكُمْ  طَوِيْلُ السَّاعِدَيْنِ لَهُ فُضُوْلُ

ترجمہ: عنقریب تمہارا ظلم تم پر لوٹے گا کیونکہ وہ لمبے بازوؤں والا ہے اسے کاٹنا آتا ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: نہیں اس طرح نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَبَا سِمْعَانَ اَنَّا  نُصِمُّ الشَّيْخَ مِثْلَكَ ذَا الصُّدَاعِ

ترجمہ: ''اے ابوسمعان تو یہ نہیں جانتا ہم تجھ جیسے پاگل انسان کو کاٹ کر رکھ دیتے ہیں۔

وَ يَذْهَلُ عَقْلُهُ بِالْحَرْبِ حَتّٰى  يَقُوْمَ فَيَسْتَجِيْبَ لِغَيْرِ دَاعِ

ترجمہ: لڑتے لڑتے اس کی عقل اتنی جاتی رہی کہ مدد کے لیے پکارنے والے کے بغیر مدد کے لیے دوڑ پڑتا ہے''۔

## ابتدائے جنگ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذی قار سے کوچ کر کے بصرہ کے ایک جانب ڈیرے ڈالے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے خندقیں کھود رکھی تھیں۔ ہمارے بصری ساتھی ایک دوسرے سے کہنے لگے ہم نے تو اپنے کوفہ کے بھائیوں کو یہ کہتے سنا تھا کہ ہم صلح کی غرض سے نکلے ہیں اور ہمارا ارادہ جنگ کا ہرگز نہیں ہے۔

ہم لوگ آپس میں صلح کی باتیں کر ہی رہے تھے کہ دونوں لشکروں کے بچے ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے پھر ان میں تیراندازی ہوئی ان کی دیکھا دیکھی دونوں لشکروں کے غلام بھی شامل ہو گئے۔ پھر بے وقوف لوگ بھی اس میں کود پڑے اور باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی۔ لشکر علی رضی اللہ عنہ نے لشکر زبیر رضی اللہ عنہ کو خندق میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ خندق پر زبردست جنگ ہوتی رہی حتی کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہ بھی میدان جنگ میں نکل آئے اور اب خندق میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی گھس گئے تھے اور زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما کے آدمی باہر آ چکے تھے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعلان:

جب جنگ تیزی سے جاری تھی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا کہ کوئی شخص بھاگتے ہوئے کا پیچھا نہ کرے نہ زخمی پر حملہ کرے اور نہ کسی کے گھر میں داخل ہو۔

جب جنگ ختم ہوگئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں بیعت کا اعلان کرایا سب نے اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے بیعت کی۔ بیعت سے فراغت ہو چکی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لشکروں سے مخاطب ہو کر فرمایا جس کی کوئی شئے جاتی رہی ہو اور وہ کسی دوسرے کے پاس نظر آئے تو پہچان کر اپنی چیز واپس لے لے۔

اس کے بعد بنو قیس کے چند نوجوانوں کی ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال فرمایا: تمہارے امراء کہاں ہیں؟

ان کے خطیب نے جواب دیا اونٹ کے نیچے پہنچ جاؤ۔ یہ کہہ کر وہ خطیب اپنے خطبہ میں مشغول ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: یہ نہایت ہی برا خطیب ہے۔

جب بیعت کی تکمیل ہو چکی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کا عامل بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا

ارادہ تھا کہ جب تک انتظامات درست نہ ہو جائیں اس وقت تک خود بصرہ میں قیام کریں۔

## اشتر کی اونٹ کی پیشکش:

کلیب کا بیان ہے کہ مجھے اشتر نے حکم دیا کہ بصرہ میں جو سب سے زیادہ قیمتی اونٹ ہو وہ خرید لو۔ میں نے تلاش کر کے ایک نہایت قیمتی اونٹ خریدا۔ اشتر نے مجھے حکم دیا کہ اسے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ اور ان سے میرا سلام کہنا اور یہ اونٹ پیش کرنا۔ میں وہ اونٹ لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گیا انھوں نے اشتر کا نام سن کر اس کے لیے بددعاء کی اور اونٹ واپس کر دیا۔ میں نے اشتر سے جا کر تمام واقعہ بیان کیا اس پر اشتر نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھے اس لیے برا کہہ رہی ہیں کہ ان کا بھانجا جنگ میں ضائع ہو گیا۔

## اشتر کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناراضگی:

اشتر کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کا عامل بنا دیا ہے تو وہ غصہ میں بھنا کر بولا کیا اسی لیے ہم نے اس بوڑھے (عثمان رضی اللہ عنہ) کو قتل کیا تھا کہ یمن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دے دیا جائے حجاز قثم بن عباس رضی اللہ عنہما کو، بصرہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اور کوفہ خود علی رضی اللہ عنہ لے لیں۔

یہ کہہ کر اشتر نے اپنی سواری منگائی اور اس پر سوار ہو کر لشکر کو چھوڑ کر چلا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے کوچ کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے چل کر اشتر کے سر پر پہنچ گئے اور اس کے سامنے یہ ظاہر ہونے نہیں دیا کہ اس گفتگو کی انہیں اطلاع مل چکی ہے اور فرمایا اتنی جلدی کیا ہے کہ ہمیں پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھ آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ پیدا ہوا تھا کہ اگر یہ لشکر چھوڑ کر چلا گیا تو لوگوں کے پاس جا کر ایک نیا فتنہ کھڑا کرے گا۔ اور ایک نئی بغاوت کھڑی ہو جائے گی۔

## قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا لشکر علی رضی اللہ عنہ سے اخراج:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب بصرہ والوں کے وفد کوفہ والوں کے پاس پہنچے اور حضرت قعقاع رضی اللہ عنہ ام المومنین رضی اللہ عنہا اور زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما سے مل کر واپس آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ بھی صلح کے خواہاں ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب لوگوں کو جمع فرمایا اور ایک خطبہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا اور حضور پر درود کے بعد زمانہ جاہلیت اور اس کی بدبختی کا ذکر کیا پھر اسلام کی سعادت کا ذکر کیا اور اس کے بعد فرمایا:

> ''اس امت پر یہ بھی اللہ کا ایک انعام تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ اوّل کے ذریعہ اس امت کے اتحاد کو برقرار رکھا پھر خلیفہ دوئم اور سوئم کے زمانے میں بھی اسی طرح رہا۔ پھر یہ حادثہ پیش آیا اور مختلف قوموں نے اپنی دنیا طلبی کی خاطر امت میں پھوٹ ڈال دی اور ان لوگوں کو اس بات کا حسد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کو کیوں فضیلت عطا فرمائی۔ اس لیے یہ لوگ چاہتے تھے کہ زمانے کو پھر دور جاہلیت میں تبدیل کر دیں تا کہ ایک کو دوسرے پر کوئی فضیلت باقی نہ رہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم اور اپنے ارادے کو پورا کر کے رہتا ہے۔

خبردار! میں کل یہاں سے بصرہ کی جانب کوچ کروں گا۔ تم لوگ بھی میرے ساتھ کوچ کرو۔ اور ہمارے ساتھ کوئی ایسا شخص ہرگز نہ جائے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں کسی قسم کی معاونت کی ہو یا اس میں کسی قسم کا حصہ لیا ہو۔

یہ بے وقوف لوگ مجھ سے جدا ہو جائیں''۔

## قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

یہ اعلان سن کر وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حصہ لیا تھا یا قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی تھے یکجا جمع ہوئے ان جمع ہونے والوں میں علباء بن الہیثم' عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' سالم بن ثعلبۃ العبسی' شریح بن اوفی الضبیعہ اور اشتر نخعی شامل تھے۔ اور مصریوں کے ساتھ ابن السوداء اور خالد بن ملجم تھے۔ ان لوگوں میں باہم مشورہ ہوا۔ یہ لوگ کہنے لگے خدا کی قسم! یہ تو ایک ظاہری بات ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ کتاب اللہ سے واقف ہیں اس وجہ سے وہ لازماً ایک نہ ایک روز قرآن پر عمل کرتے ہوئے قاتلین سے قصاص کا مطالبہ کریں گے اور جس وقت وہ یہ مطالبہ کریں گے اس وقت کوئی مخالف نہ ہوگا اور ہماری تعداد دوسروں مقابلے میں کم ہو جائے گی اور وہ وقت ہوگا جب کہ علی رضی اللہ عنہ قوم پر جان دیں گے اور قوم ان پر جان دے گی اور جب ہماری تعداد اتنی بڑی کثرت کے مقابلے میں کچھ نہ ہوگی تو خدا کی قسم! تمہیں دھکے دے دیئے جائیں گے اور تمہیں کسی جگہ بھی نجات کی صورت نظر نہیں آئے گی۔

اشتر نخعی: طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے ارادوں سے تو ہم خوب واقف ہیں لیکن علی رضی اللہ عنہ کے ارادوں سے آج تک واقف نہ ہو سکے خدا کی قسم! تمام لوگوں کی ہمارے بارے میں ایک ہی رائے ہے اور اگر زبیر، طلحہ اور علی رضی اللہ عنہم نے صلح کر لی تو وہ صلح ہمارے خونوں پر ہوگی آؤ کیوں نہ ہم علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کر کے اسے عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا دیں اس سے ایک نیا فتنہ پیدا ہوگا جو ہماری مرضی کے عین مطابق ہوگا اور ہم اس میں سکون سے زندگی گزار لیں گے۔

عبداللہ بن السوداء: تمہاری رائے نہایت غلط ہے۔ اے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ ذی قار میں کوفہ کا ڈھائی ہزار لشکر موجود ہے اس کے علاوہ ابن حنظلیہ کے ساتھ پانچ ہزار کا لشکر ہے یہ سب اس شوق میں مر رہے ہیں کہ تم سے جنگ کرنے کی اجازت دے دی جائے یہ لشکر تیری پسلیاں بھی توڑ کر رکھ دے گا۔

علباء بن الہیثم: یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم انہیں چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں اور انہیں آپس میں لڑنے دیں اگر لڑتے لڑتے ان کی تعداد کم ہو جائے گی تب ہم ان کے دشمنوں کی کثرت کے باعث ان پر غالب رہیں گے اور اگر یہ کثرت میں بھی ہوں گے تب بھی یہ تم سے ایک نہ ایک روز صلح کرنے پر مجبور ہوں گے اس لیے تم ان لوگوں کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے شہروں کو چلو اور اس وقت تک خاموش بیٹھے رہو جب تک تمہارے شہروں میں کوئی ایسا امیر نہ آ جائے جو تمہاری پشت پناہی کر سکے اور تمہیں لوگوں سے بچا سکے۔

ابن السوداء: یہ رائے بھی انتہائی بری ہے تمہیں لوگوں سے محبت ظاہر کرنی چاہیے اس لیے اس وقت تم لوگوں کے دشمن ہو اور تم لوگوں کے ساتھ رہ کر بچ نہیں سکتے اور اگر تیری رائے پر عمل کیا گیا تو ہمارے منتشر ہو جانے کی وجہ سے لوگ ہمیں ہر طرف سے گھیر لیں گے۔

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم! نہ تو میں کسی بات پر خوش ہوں اور نہ کسی بات پر ناراض۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی وجہ سے لوگ زبردست پریشانی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ جو حالات گزر چکے وہ تو گزر چکے لیکن ہم اب لوگوں کی نظروں

میں گر چکے ہیں۔ ہمارے پاس گھوڑے بھی موجود ہیں اور بہترین ہتھیار بھی موجود ہیں اگر تم سب آگے بڑھو گے تو ہم بھی آگے بڑھ جائیں گے اور اگر تم اپنی جگہ رک جاؤ گے تو ہم بھی رک جائیں گے۔

ابن السوداء: تم نے نہایت اچھی بات کہی ہے۔

سالم بن ثعلبہ: تم میں سے اگر کوئی شخص دنیاوی زندگی کا طلب گار ہے تو میں اس کا طلب گار نہیں' خدا کی قسم! جب تم کل دشمن سے جنگ کرو گے تو میں اپنے گھر واپس نہ لوٹوں گا اور اگر میری زندگی باقی بھی رہی تو میں تم سے اس حال میں ملاقات کروں گا کہ اونٹوں کو اچھی طرح ذبح کر کے آؤں گا اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو تم لوگوں کے سروں پر اپنی تلواروں کو اچھی طرح استعمال کرے گا تو معاملات انہی کے قبضہ میں ہوں گے جن کی تلوار ہوگی یعنی جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔

ابن السوداء: یہ ایک کام کی بات ہے۔

شریح: تم لوگ میدان میں نکلنے سے قبل ایک نہ ایک فیصلہ کرلو اور اس کام کو مؤخر نہ کرو جس کا جلدی کرنا ضروری ہے اور جس کام کی تاخیر بہتر ہے اس میں عجلت سے کام مت لو۔ ہم لوگوں کے نزدیک یہ نہایت ہی برے لوگ ہیں۔ اور یہ معلوم نہیں کہ جب کل یہ دونوں لشکر باہم ملاقات کریں گے تو ان کی ملاقات کا انجام کیا ہوگا۔

## آخری فیصلہ:

ابن السوداء: اے لوگو! تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم ان لوگوں کے ساتھ ملے جلے رہو اور ان کے ساتھ مل کر کام کرو۔ اور جب کل دونوں فریق آپس میں ملیں تو جنگ چھیڑ دو اور سوچنے تک کا موقعہ نہ دو۔ اور جب تم علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گے تو انہیں کوئی شخص ایسا نظر نہ آئے گا جس کے ذریعہ جنگ رکوا سکیں اس طرح اللہ علی' طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم اور ان لوگوں کو جو صلح کے خواہاں ہیں اور تمہاری منشاء کے خلاف کام کرنا چاہتے ہیں ایک مصیبت میں مبتلا کر دے گا۔

اس رائے سے سب نے اتفاق کیا اور اس فیصلہ کے بعد یہ ٹولی منتشر ہوگئی۔ دیگر لوگوں کو ان حالات کی کچھ خبر نہ تھی۔

صبح کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوچ کیا اور وہاں سے کوچ کر کے بنو عبدالقیس کے پاس پہنچے اور ان کے بعد اہل کوفہ سے جا کر ملے جو سب سے آگے تھے لوگ ایک دوسرے سے مل جل رہے تھے۔ اہل بصرہ کو بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کی اطلاع مل چکی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ کے قریب قیام فرمایا۔

## حضرت زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما کا فیصلہ:

جس وقت لشکر علی رضی اللہ عنہ بصرہ کے سامنے پہنچا تو ابوالجرباء نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے زبیر رضی اللہ عنہ بہترین رائے یہ ہے کہ تم اسی وقت ایک ہزار سوار روانہ کرو تاکہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی پہنچنے سے قبل ہی فیصلہ کر دیا جائے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: اے ابوالجرباء ہم جنگی تدابیر سے خوب واقف ہیں لیکن ان لوگوں نے صلح کا پیغام دیا ہے اور یہ اختلاف ایسا نیا حادثہ ہے جو اس سے قبل پیش نہ آیا تھا۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ اگر کوئی شخص بلاوجہ اور بلا دلیل قیامت کے روز جب اللہ کے سامنے پیش ہوگا تو اس کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا اور جب علی رضی اللہ عنہ ہم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے اور وہ صلح کا پیغام بھیج رہے ہیں تو ان

سے جنگ چھیڑنا کیسے درست ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ آج صلح کی تکمیل ہو جائے گی تم لوگوں کو خوشی منانی چاہیے اور صبر کرنا چاہیے۔

اس کے بعد صبرۃ بن شیمان سامنے آیا اور بولا۔ اے طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما یہ موقعہ غنیمت ہے۔ آپ دونوں ہمیں لے کر چلیے کیونکہ جنگ میں تدبیر بہادری سے زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: اے صبرہ ہم بھی مسلمان ہیں اور وہ بھی مسلمان ہیں اور آج سے قبل ہمارے سامنے جب کوئی معاملہ پیش آتا تو یا تو اس بارے میں قرآن نازل ہو جاتا یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا فیصلہ کیا جاتا۔ یہ ایک نیا معاملہ ہمارے سامنے پیش آیا ہے اور قوم کا یہ خیال ہے کہ آج لڑائی چھیڑنا مناسب نہیں اور یہی علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا خیال ہے ورنہ ہم بھی مناسب یہی سمجھتے تھے کہ آج مہلت دینا اور تاخیر کرنا مناسب نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہی تو وہ چیز ہے جس کی ہم اس برائی سے قبل دعوت دیا کرتے تھے اور یہ قوم کی برائی سے بہتر ہے اگرچہ بظاہر یہ ایسا کام ہے جسے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ شاید یہ صلح کھل کر ہمارے سامنے آ جائے کیونکہ مسلمانوں کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپس میں ایثار سے کام لیں۔

## کعب بن سور کو اس کی قوم کا جواب:

کعب بن سور نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا' جب اس لشکر کا اگلا حصہ یہاں پہنچ گیا ہے تو اب تمہیں کس شئے کا انتظار ہے۔ ان کی گردنیں اتار دو۔

اس کی قوم نے جواب دیا: اے کعب یہ ایسا معاملہ ہے جس کا تعلق ہمارے بھائیوں سے ہے۔ اور ابھی تک اس کی حالت ہم پر مشتبہ ہے۔ خدا کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو مبعوث فرمایا ہے اس وقت سے آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کوئی ایسی راہ اختیار نہیں کی تھی جس کے بارے میں ہم یہ نہ جانتے ہوں کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ لیکن یہ معاملہ ایسا ہے کہ ہم ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ ہمیں آگے بڑھنا چاہیے یا پیچھے ہٹ جانا چاہیے۔ آج کے دن کیا طریقہ بہتر ہے اور کون سا طریقہ ہمارے بھائیوں کو برا معلوم ہوگا ہو سکتا ہے کہ کل یہ کام ہمارے نزدیک برا ہو اور ہمارے بھائی اسے بہتر سمجھیں۔ ہم ان کے سامنے ایک حجت پیش کرنا چاہتے ہیں ممکن ہے کہ وہ اسے حجت نہ سمجھیں اور ہمارے دوسرے ہم خیال لوگوں کے مقابلے پر حجت میں پیش کریں۔ ہم تو صلح کے خواستگار ہیں بشرطیکہ یہ لوگ بھی اسے قبول کرلیں اور اسے پورا کر دکھائیں۔ ورنہ آخری علاج تو داغ لگانا ہی ہے۔

## طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خیالات:

اہل کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اس قوم سے جنگ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ ان سوال کرنے والوں میں اعور بن بنان المنقری بھی داخل تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: لوگوں کی اصلاح کرنا اور دہکتی آگ کو بجھانا بہتر ہے شاید اللہ تعالیٰ اس ذریعہ سے اس امت کو متحد فرما دے اور یہ باہمی اختلافات ختم ہو جائیں اور مجھے امید ہے کہ یہ لوگ میری بات قبول کرلیں گے۔

اعور: اگر انھوں نے ہماری بات قبول نہ کی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو اس وقت تک ہم ان سے جنگ نہ کریں گے جب تک یہ ہم سے جنگ نہ کریں۔

اعور: اگر ان لوگوں نے ہم سے جنگ کی؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہم اپنی جانوں کی مدافعت کریں گے۔

اعور: کیا انہیں بھی اسی طرح اجر ملے گا۔ جس طرح ہمیں اجر ملے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہاں ضرور ملے گا۔

ابو سلامۃ الدالانی نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ کیا ان لوگوں کے لیے شرعی طور پر یہ دلیل کافی ہے کہ وہ خون عثمان رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان کی نیت اس سے اللہ عزوجل کی رضامندی ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہاں!

ابو سلامہ: آپ نے جو قصاص عثمان رضی اللہ عنہ میں تاخیر فرمائی ہے کیا آپ کے لیے یہ جواز کی دلیل بن سکتی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہاں! کیونکہ جب کسی شئے کی اصل حقیقت کا علم نہ ہو تو اس میں حکم یہ ہے کہ ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس میں احتیاط پائی جاتی ہو اور جس کا نفع عام ہو۔

ابو سلامہ: اگر کل ہماری اور ان کی جنگ ہو گئی تو اس کا آخرت میں انجام کیا ہو گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: مجھے امید ہے کہ ہمارا یا ان کا جو شخص مارا جائے گا بشرطیکہ اس کی غرض رضائے خداوندی ہو تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

مالک بن حبیب نے کھڑے ہو کر سوال کیا۔ آپ کی جب ان لوگوں سے ملاقات ہو گی تو آپ کیا طریقہ کار اختیار کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہم پر بھی اور ان پر بھی یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکی ہے کہ اصلاح اسی میں ہے کہ اس جنگ سے باز آ جانا چاہیے۔ اگر وہ میری بیعت کر لیتے ہیں تو بہت ہی بہتر ہو گا اور اگر وہ جنگ کے علاوہ کسی چیز پر تیار نہ ہوں گے تو یہ ایک ایسا زخم ہو گا جو کبھی بھر نہیں سکتا۔

مالک: جنگ ہوئی تو ہمارے مقتولوں کا کیا حشر ہو گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: جس کی غرض و غایت اللہ عزوجل کی رضا ہے تو اسے اس کا فائدہ ضرور پہنچے گا اور یہ اس کی نجات کا سبب ہو گا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک عام خطبہ دیا اور اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

''اے لوگو! اپنی جانوں کو اپنے قابو میں رکھو' اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور ان لوگوں کو کچھ کہنے سے اپنی زبانیں بند رکھو کیونکہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ اگر تمہارے ساتھ وہ کچھ زیادتی کریں تو تم صبر کرو اور ہم سے آگے بڑھنے سے احتراز کرو کیونکہ جو آج دشمنی برتے گا وہ کل بھی دشمن ہی سمجھا جائے گا''۔

اس خطبہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوچ کا حکم دیا اور آگے بڑھ کر پہلے مقدمۃ الجیش کو آگے جانے کا حکم دیا' جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس قوم کے پاس پہنچے جن کے پاس حکیم بن سلامہ اور مالک بن حبیب کو روانہ کیا تھا۔ تو ان سے فرمایا اگر تم اسی فیصلہ پر قائم

ہو جو قعقاع رضی اللہ عنہ فیصلہ کر کے آئے تھے تو تم اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور ہمارے لشکر کو نیچے اترنے دو اور ہمیں اس کا موقعہ دو کہ ہم اس معاملے پر غور کر سکیں۔

## بنو قیس کی جنگ سے علیحدگی:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اس مقام پر پہنچے جہاں بنو قیس ٹھہرے ہوئے تھے تو ان کے لشکر کو دیکھ کر بنو سعد آستینیں چڑھائے ہوئے لشکر علی رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے ان کے ساتھ احنف بن قیس رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ بنو سعد وہ قبیلہ تھا' جس نے حرقوص بن زہیر کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا اور یہ قبیلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کا خواہاں نہ تھا۔

احنف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا بصرہ میں جو ہماری قوم کے لوگ ہیں ان کا خیال ہے کہ اگر آپ کل ان پر غالب آ گئے تو آپ ان سب کو قتل کر دیں گے اور ان کی عورتوں کو باندیاں بنا لیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیا مجھ جیسے سے یہ توقع بھی کی جا سکتی ہے اور کیا یہ صورت کفار کے علاوہ کسی اور کے لیے حلال ہے؟ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا:

﴿ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰي وَ كَفَرَ ﴾

''آپ ان کے داروغہ نہیں ہیں۔ سوائے اس شخص کے جس نے روگردانی کی اور کفر اختیار کیا''۔

اور یہ سب لوگ مسلمان ہیں کیا تو اپنی قوم کو مجھ سے بچا لے گا۔

احنف رضی اللہ عنہ: ہاں! میں اپنی قوم کو بچا سکتا ہوں۔ آپ میری دو باتوں میں سے ایک قبول فرما لیں اگر آپ پسند فرمائیں تو میں تن تنہا آپ کے ساتھ جنگ میں شامل ہو جاتا ہوں اور اگر آپ چاہیں تو میں دس ہزار ننگی تلواریں آپ سے روک لوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: مجھے تمہاری دوسری رائے پسند ہے۔

احنف رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور چلا چلا کر آواز دی۔ اے آل خندف' جب بنو خندف آ گئے تو بنو تمیم کو آواز دی۔ جب وہ بھی آ گئے تو بنو سعد کو پکارا اور انھیں حکم دیا کہ سب لوگ جنگ سے علیحدہ رہیں۔ احنف رضی اللہ عنہ ان لوگوں کو لے کر علیحدہ ہو گیا اور یہ دیکھتا رہا کہ اس اختلافات کا کیا انجام ہوتا ہے۔ جب جنگ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کامیاب ہو گئے تو ان لوگوں نے بھی آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال:

احنف رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مؤرخین نے نقل کیا ہے لیکن محدثین کرام نے احنف رضی اللہ عنہ سے جو واقعہ نقل کیا ہے وہ اس کے خلاف ہے احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے بصرہ سے حج کے ارادہ سے کوچ کیا تھا اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ شمولیت کی غرض سے ہم پہلے مدینہ گئے۔

ہنوز ہم اپنی منزل پر کجاوے اتارنے میں مشغول تھے کہ ایک شخص گھبرایا ہوا آیا اور بولا لوگ پریشانی میں مبتلا ہیں اور مسجد میں جمع ہیں۔ ہم مسجد میں پہنچے وہاں لوگ جمع تھے اور درمیان میں علی' زبیر' طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور لوگوں نے ہمیں بتایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیمار تھے اور سر سے پٹی بندھی ہوئی تھی۔ انہوں نے مسجد میں پہنچ کر سوال کیا کیا علی رضی اللہ عنہ یہاں موجود ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا۔ جی ہاں موجود ہیں۔ پھر انہوں نے طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے کہا جی ہاں وہ بھی موجود ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں تمہیں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ کون شخص ہے جو فلاں کا باغ خریدے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا۔ میں نے وہ باغ بیس یا پچیس ہزار میں خریدا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے وہ باغ خرید لیا ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا اسے مسجد میں شامل کر دو تمہیں اس کا اجر ملے گا''۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا آپ سچ فرماتے ہیں۔ احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور بھی کئی امور ذکر فرمائے۔

## خلافت علی رضی اللہ عنہ پر طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی رضامندی:

احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد میں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں گیا اور ان سے عرض کیا میری ناقص رائے تو یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے جائیں گے۔ آپ یہ فرمائیے کہ میں ان کے بعد کس کی بیعت کروں۔ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب دیا علی رضی اللہ عنہ کی۔

احنف رضی اللہ عنہ: کیا آپ دونوں حضرات خلافت علی رضی اللہ عنہ پر راضی ہیں۔ اور کیا فی الواقع آپ دونوں مجھے ان کی بیعت کا حکم دے رہے ہیں؟

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما: ہاں!

## خلافت علی رضی اللہ عنہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رضامندی:

احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں مکہ چلا گیا ابھی میں مکہ ہی میں مقیم تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی مکہ میں تشریف فرما تھیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ مجھے کس شخص کی بیعت کا حکم دیتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لو۔

احنف رضی اللہ عنہ: کیا آپ علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر راضی ہیں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: ہاں!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ حکم ملنے کے بعد میں مدینہ واپس آیا اور وہاں پہنچ کر میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد میں اپنے گھر والوں کے پاس بصرہ چلا آیا اور مجھے یہ یقین ہو چکا تھا کہ اب خلافت کا معاملہ سنبھل گیا ہے اور اب اس میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی۔

## احنف رضی اللہ عنہ کی پریشانی:

احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ہنوز بصرہ ہی میں مقیم تھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما لشکر لیے ہوئے خریبہ کے ایک کنارے پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نے اس مخبر سے سوال کیا کہ آخر یہ لوگ کس ارادے سے آئے ہیں۔

مخبر: ان لوگوں نے تمہیں بلایا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے لیے تم سے مدد کے طلب گار ہیں۔

احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر میں عجیب پریشانی میں مبتلا ہو گیا۔ کیونکہ یہ ہرگز ممکن نہ تھا کہ میں ان لوگوں کی رسوائی کا سبب بنتا جن کے ساتھ ام المومنین رضی اللہ عنہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری موجود ہوں۔ میرا دل ہرگز یہ گوارا کرنے کے لیے تیار نہ تھا کہ میں ان لوگوں کے مقابلے پر جاؤں۔

دوسری جانب یہ بھی ایک ناممکن مسئلہ تھا کہ میں ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر حضورؐ کے چچا زاد بھائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر جاؤں حالانکہ انہی لوگوں نے مجھے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حکم دیا تھا۔

## احنف رضی اللہ عنہ کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو:

آخر کار میں ان لوگوں کے پاس گیا۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے ہیں تم ان کا قصاص لینے کے لیے ہماری مدد کرو۔

احنف رضی اللہ عنہ: میں نے عرض کیا اے ام المومنین رضی اللہ عنہا! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کہ میں نے جب آپ سے یہ دریافت کیا تھا کہ میں کس کی بیعت کروں تو آپ نے فرمایا تھا علی رضی اللہ عنہ کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: تم سچ کہتے ہو لیکن حالات بھی تو بدل گئے ہیں۔

اس کے بعد میں نے طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کیا میں نے آپ سے یہ سوال نہ کیا تھا کہ میں کس کی بیعت کروں تو آپ دونوں حضرات نے مجھے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا حکم دیا۔

## احنف رضی اللہ عنہ کی جنگ سے علیحدگی:

احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ام المومنین اور طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے سامنے تین صورتیں پیش کیں کہ یا تو وہ مجھے جسر کی طرف جانے دیں تاکہ سرزمین عجم میں پہنچ کر میں اس وقت تک علیحدہ بیٹھا رہوں جب تک اللہ تعالیٰ اس اختلاف کا فیصلہ نہ فرما دیں یا ام المومنین رضی اللہ عنہا مجھے مکہ جانے کی اجازت دے دیں تاکہ میں وہاں جا کر خاموش بیٹھ جاؤں اور فیصلہ کا انتظار کرتا رہوں یا قریب ہی کسی مقام پر مجھے علیحدہ بیٹھ جانے کی اجازت دیں۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا وغیرہ: ہم اس معاملہ پر غور کر کے تمہیں اپنے فیصلہ سے مطلع کر دیں گے۔ لیکن کچھ دیر بعد ان لوگوں نے فرمایا تم جسر جا سکتے اور اور اپنے حالات سے باخبر کرتے رہنا۔ لیکن تم جیسے عقلمند انسان کا اتنے دور چلے جانا مناسب نہیں۔ لہٰذا تم قریب ہی رہو۔ تاکہ تمہیں تمام حالات معلوم رہیں اور علی رضی اللہ عنہ کے طریقہ کار کو بھی تم دیکھ سکو۔

اس فیصلے کے بعد احنف رضی اللہ عنہ نے جلجاء مقام میں گوشہ نشینی اختیار کر لی یہ مقام بصرہ سے چھ میل تھا احنف رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ

ہزار آدمی جنگ سے علیحدہ ہو گئے۔

احنف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری علیحدگی کے بعد دونوں فوجوں میں جنگ ہوئی اور سب سے اوّل حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ کعب بن سور قرآن اٹھائے ہوئے دونوں لشکروں کو حکم قرآن قبول کرنے کی دعوت دے رہے تھے۔ لیکن کسی نے قبول نہ کیا حتیٰ کہ دونوں طرف کے بہت سے آدمی ختم ہو گئے۔

## شہادت زبیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ سے علیحدگی اختیار کر کے صفوان چلے گئے۔ یہ مقام بصرہ سے اتنے ہی فاصلے پر واقعہ ہے جتنا کہ قادسیہ۔ بنو مجاشع کا ایک شخص نعر نامی راہ میں ملا۔ اس نے ان سے عرض کیا اے حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہاں جا رہے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ میرے ساتھ چلئے میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں آپ کی جانب کوئی نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ احنف رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور اس شخص کی امان کو منظور کر لیا۔ احنف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اب آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: مسلمانوں نے ایک دوسرے کو تلواروں سے کاٹ کر رکھ دیا ہے اس لیے اب سب سے بڑی چیز مسلمانوں کا اتحاد ہے اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نعر کے ساتھ اس کے گھر چلے گئے۔

یہ تمام باتیں عمیر بن جرموز' فضالۃ بن حابس اور نفیع بھی سن رہے تھے۔ یہ تینوں زبیر رضی اللہ عنہ اور نعر کے پیچھے لگ گئے اس وقت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ایک کمزور سے گھوڑے پر سوار تھے۔ عمیر بن جرموز نے ان کے پیچھے سے نیزے کا وار کیا۔ لیکن وار اوچھا پڑا' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے پلٹ کر حملہ کیا ان کا حملہ اتنا سخت تھا کہ عمیر کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔ اس نے نافع اور فضالہ کو آواز دی یہ دونوں اس کی مدد کے لیے پہنچ گئے اور تینوں نے مل کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

احنف رضی اللہ عنہ کا یہ تمام واقعہ یعقوب بن ابراہیم نے عمر بن جاوان سے بھی نقل کیا ہے۔

## ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی کوفہ روانگی:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن بشیر بن عاصم اور ابن ابی لیلیٰ کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ ربذہ میں مقیم تھے تو ان کی خدمت میں کوفہ سے ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور انھوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو وہاں جو حالات پیش آئے تھے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے جو مدد دینے سے انکار کیا تھا۔ یہ تمام واقعات بیان کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تمام واقعات سن کر فرمایا۔ میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور مجھ سے اشتر نے کوفہ کی امارت کی درخواست بھی کی ہے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو کوفہ واپس بھیجا اور ان کے ہاتھ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط لکھ کر روانہ کیا:

''میں ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو تمہارے پاس روانہ کر رہا ہوں تم ان کے ساتھ کوفہ سے میری مدد کے لیے آدمی روانہ کرو میں نے تمہیں کوفہ کا والی اسی لیے بنایا تھا کہ تم حق پر میری اعانت کرو''۔

یہ خط پہنچنے کے بعد حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے سائب بن مالک اشعری رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں خط پڑھ کر سنایا اور ان سے رائے

طلب کی۔ انھوں نے فرمایا۔ خط آپ کے نام ہے اگر آپ اس پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن میں اپنی ذات کے لیے اس جنگ میں شرکت ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔

ہاشم بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے یہاں کے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا۔ اس میں لکھا کہ یہاں میرا واسطہ ایک ایسے شخص سے پیش آ رہا ہے جس میں انتہائی غلو پایا جاتا ہے۔ یہ شخص انتہائی مشاق ہے کینہ اور عداوت اس کے لب ولہجہ سے ظاہر ہے۔ ہاشم نے یہ خط محل بن حلیفۃ الطائی کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کیا۔

## حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی معزولی:

ہاشم کا خط پہنچے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو کوفہ روانہ کیا۔ تاکہ یہ لوگ اہل کوفہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت پر آمادہ کریں اور انھی کے ساتھ قرظۃ بن کعب الانصاری رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک خط تحریر کیا۔ اس میں لکھا:

''مجھے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں تمہارے عہدے سے سبکدوش کر دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس نیک کام میں تمہارا کوئی حصہ نہیں لکھا ہے میں حسن بن علی اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کو اس لیے روانہ کر رہا ہوں تاکہ وہ لوگوں کو میری امداد پر آمادہ کریں اور قرظۃ بن کعب رضی اللہ عنہ کو شہر کا والی بنا کر بھیج رہا ہوں۔ تم ذلیلانہ اور عاجزانہ طور پر ہماری حکومت ان کے سپرد کر دو اگر تم نے حکومت ان کے سپرد نہ کی تو میں نے حکم دیا ہے کہ قرظہ رضی اللہ عنہ تم سے زبردستی حکومت چھین لیں۔ اگر تم نے حکومت دینے میں اس سے مقابلہ کیا اور پھر وہ کامیاب ہو گیا تو وہ تمہاری جڑیں کاٹ کر پھینک دے گا''۔

یہ خط جب حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو وہ فوراً حکومت سے علیحدہ ہو گئے۔

## حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی تقریر:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں تشریف لے گئے ان دونوں حضرات نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے لوگو! امیر المومنین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جو اتنا طویل سفر اختیار کیا ہے تو اب وہ دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اس میں میری حیثیت ایک ظالم کی ہوگی یا ایک مظلوم کی میں ہر اس شخص کو جو حقوق خداوندی کا پاس کرتا ہے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ فوراً میری مدد کے لیے روانہ ہو جائے۔ کیونکہ اگر میں مظلوم ہوں تو اسے میری اعانت کرنی چاہیے اور اگر میں ظالم ہوں تو اسے مجھ سے مطالبہ کرنا چاہیے۔ خدا کی قسم طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما وہ اشخاص ہیں جنہوں نے سب سے اوّل میری بیعت کی تھی اور ان دونوں ہی نے سب سے پہلے غداری کی ہے تو کیا میں مال قربان کر کے یا حکم تبدیل کر کے ان کی خوشی پوری کر سکتا ہوں تم سب لوگ فوراً یہاں سے کوچ کر و اور لوگوں کو بھلائی کا حکم دو۔ اور برائی سے روکو''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت:

عمرو نے ابوالحسن' ابومخنف' جابر اور شعبی کے حوالے سے ابوالطفیل کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہارے پاس کوفہ سے بارہ ہزار لشکر آ رہا ہے۔ جب یہ لشکر آیا تو ذی قار کے ایک کونہ پر ایک شخص نے بیٹھ کر اس لشکر

کو شمار کیا تو اس میں ایک آدمی کم تھا نہ زیادہ۔

## کوفی لشکر:

عمرو نے ابوالحسن، بشیر بن عاصم، محمد بن ابی لیلیٰ کے حوالے سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے کوفہ سے بارہ ہزار کا لشکر آیا تھا۔ اور یہ سات حصوں پر منقسم تھا۔ ایک حصہ میں قریش، کنانہ، اسد، تمیم، رباب اور مزینہ شامل تھے۔ ایک حصہ میں بنوبکر بن وائل اور بنو تغلب تھے ان کے امیر وعلۃ بن مخدوج الذہلی تھے ایک حصہ مذحج اور اشعریین پر مشتمل تھا ان کے امیر حجر بن عدی تھے ایک حصہ میں بجیلہ، انمار، خثعم اور ازد شامل تھے۔ ان کے امیر مخنف بن سلیم الازدی تھے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بصرہ آمد:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن اور مسلمۃ بن محارب کے ذریعہ قتادہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ذی قار سے کوچ فرما کر بصرہ کے سامنے زاویہ میں قیام کیا احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا کر بھیجا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اور اگر آپ فرمائیں تو چار ہزار تلواریں آپ کے مقابلے سے روک دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احنف رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا کر بھیجا۔ تم نے اپنے ساتھیوں کے لیے علیحدگی کس لیے بہتر سمجھی ہے۔ احنف رضی اللہ عنہ نے جواباً کہلایا اس لیے تا کہ ان کی جنگ صرف اللہ عزوجل کی خاطر ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس کہلا کر بھیجا کہ بہتر یہ ہے کہ تم ان لوگوں کو جنگ سے روک رکھو۔

## شقیق بن ثور کی آمد:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر زاویہ سے چل کر عبداللہ بن زیاد کے قصر کے سامنے جا کر ٹھہرا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی فرضہ سے اپنا لشکر لے کر یہیں آ گئیں اور دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کے روبرو پڑاؤ ڈالا۔

اسی دوران شقیق بن ثور نے عمرو بن مرحوم العبدی کے پاس آدمی روانہ کیا کہ تم بھی لشکر لے کر آؤ اور راہ میں مجھے ساتھ لیتے جانا۔ میرا ارادہ لشکر علی رضی اللہ عنہ میں شمولیت کا ہے یہ دونوں شخص بنوعبدالقیس اور بنوبکر بن وائل کو ساتھ لے کر آئے اور امیر المومنین کے لشکر میں شامل ہو گئے لوگوں کا ان قبیلوں کے بارے میں یہ خیال تھا کہ یہ قبیلے جس کے ساتھ جنگ میں شامل ہو جائیں وہ ضرور کامیاب ہوتا ہے۔

شقیق بن ثور نے ان قبیلوں کا جھنڈا اپنے غلام اشراشہ نامی کو دے دیا اس پر وعلۃ بن محدوج الذہلی نے اس کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم نے حسب ونسب کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور اپنی قوم کی عزت اشراشہ کے ہاتھ میں دے دی۔ شقیق نے اسے جواب میں کہلا کر بھیجا کہ جس طرح آج ہم نے اپنی بڑائی کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اسی طرح تم بھی اپنی بڑائی کا خیال ترک کر دو۔

یہ دونوں لشکر آمنے سامنے تین روز تک ٹھہرے رہے اس دوران میں ان لشکروں میں کسی قسم کی جنگ نہیں ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیغامبر لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا میں آ جا رہے تھے اور آپس میں پیغام رسانی کا سلسلہ جاری تھا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما سے گفتگو:

عمرو نے ابوبکر الہذلی کے ذریعہ قتادہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زاویہ سے طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہما کے لشکر کی جانب کوچ کیا ادھر لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا بھی فرضہ سے لشکر علی رضی اللہ عنہ کی جانب بڑھ رہا تھا یہ دونوں لشکر نصف جمادی الآخر میں عبیداللہ بن زیاد کے قصر کے سامنے ٹھہرے۔ یہ جمعرات کا روز تھا۔

جب دونوں لشکر آمنے سامنے ٹھہر گئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہتھیار پہن کر اور گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں نکلے۔ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ زبیر رضی اللہ عنہ جا رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما میں زبیر رضی اللہ عنہ اس لائق ہیں کہ اگر انہیں اللہ یاد دلایا جائے تو وہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت زیادہ خدا کا خوف کر سکتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد سامنے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جاتے ہوئے نظر آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دونوں کے پاس تشریف لے گئے حتیٰ کہ ان تینوں حضرات کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''تم دونوں نے بہت سالشکر' سامان حرب اور گھوڑے جمع کر لیے ہیں لیکن یہ تو بتاؤ کہ اللہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے کون سا عذر تیار کیا ہے۔ تم دونوں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو سوت کاتنے کے بعد اسے ریزہ ریزہ کر دیا کرتی تھی۔ کیا میں تمہارا دینی بھائی نہیں ہوں کیا تم پر میرا خون اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں۔ وہ کون سی وجہ ہے جس کے باعث تمہارے نزدیک میرا خون حلال ہو گیا ہے؟''۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: آپ نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر ابھارا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: جس روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو پورا پورا بدلہ دیں گے اس روز لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ اصل حق کیا ہے۔ اے طلحہ رضی اللہ عنہ تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کر رہے ہو تو اللہ تعالیٰ ان کے قاتلین پر لعنت فرمائے۔

اے زبیر رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں جس روز تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنوغنم کے محلّہ سے گزر رہے تھے تو حضورؐ میری جانب دیکھ کر ہنسے اور تم حضورؐ کی جانب دیکھ کر ہنسنے لگے اور تم نے اس وقت یہ بھی کہا کہ یہ ابوطالب کا بیٹا اپنی برائی سے باز نہیں آتا تمہاری اس بات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ ابوطالب کے بیٹے میں تو کوئی برائی نہیں ہے۔ اور اس کے بعد حضورؐ نے تم سے مخاطب ہو کر فرمایا اے زبیر! تم ایک روز اس سے جنگ کرو گے' حالانکہ تمہاری زیادتی ہو گی''۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: تم نے سچ کہا ہے اور خدا کی قسم! اگر مجھے حضورؐ کا یہ فرمان پہلے سے یاد ہوتا تو میں ہرگز یہ سفر نہ کرتا اور خدا کی قسم! اب میں تم سے ہرگز بھی جنگ نہ کروں گا۔

اس گفتگو کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس چلے آئے۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی جنگ سے علیحدگی:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ چونکہ یہ عہد فرما چکے تھے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کریں گے اس لیے وہ اس عہد کا پاس کرتے ہوئے میدان سے واپس لوٹے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا اے ام المومنینؓ آپ کا جو فیصلہ ہے تو غور و فکر کے بعد میں آپ کے فیصلہ سے متفق نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: آخر تمہارا کیا ارادہ ہے؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: میرا ارادہ ہے کہ میں ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر خود کہیں چلا جاؤں۔
عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ: پہلے تو تم نے یہ دو غار کھودے اور جب لوگ ان غاروں میں گرنے لگے تو تم انہیں چھوڑ کر جانا چاہتے ہو دراصل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے جھنڈے دیکھ کر تمہیں یقین ہو گیا ہے کہ ان کے نیچے تمہاری موت ہے اس لیے تم میدان چھوڑ رہے ہو۔
حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: میں قسم کھا چکا ہوں کہ اب علی رضی اللہ عنہ سے جنگ نہ کروں گا اور مجھے وہ بات بھی یاد ہے جو مجھے اس نے یاد دلائی تھی۔
عبداللہ رضی اللہ عنہ: تو آپ اپنی قسم کا کفارہ دے دیجیے اور جنگ کیجیے۔

اس گفتگو کے بعد عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے غلام مکحول کو بلایا اور اسے آزاد کر دیا اس واقعہ کو عبدالرحمٰن بن سلیمان التیمی نے ان اشعار میں ذکر کیا ہے۔

لَمْ اَرَكَا لَيُوْمِ اَخَا اِخْوَانِ اَعْجَبَ مِنْ مُكَفِّرِ الْاَيْمَانِ
بِالْعِتْقِ فِيْ مَعْصِيَتِهِ الرَّحْمَانِ

ترجمہ: ''میں نے آج سے زیادہ بھائی چارہ کا دن نہیں دیکھا۔ مجھے تو قسم کا کفارہ دینے والے پر تعجب ہے۔ کہ وہ خدا کی نافرمانی میں غلام آزاد کر رہا ہے۔

يُعْتِقُ مَكْحُوْلًا لِصَوْنِ دِيْنِهٖ كَفَّارَةً لِلّٰهِ عَنْ يَمِيْنِهٖ
وَالنَّكْثُ قَدْ لَاحَ عَلٰى جَبِيْنِهٖ

ترجمہ: اس نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے مکحول کو آزاد کیا اور اس طرح قسم کا کفارہ ادا کیا۔ اس کے بیٹے کی نظر میں قسم توڑ دینا زیادہ بہتر تھا''۔

## حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اور بنو عدی کا فیصلہ:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ والوں کے پاس کہلا بھیجا کہ تم احنف رضی اللہ عنہ کی طرح دونوں فریق سے علیحدہ رہو اس کے بعد حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے عدی کے پاس قاصد بھیجا۔ قاصد جب وہاں پہنچا تو اس نے بنو عدی کو مسجد کے دروازے پر جمع کیا اور کہا کہ ابو نجید عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے تم لوگوں کو سلام کہا ہے اور یہ کہلا کر بھیجا ہے کہ خدا کی قسم اگر میں حصین پہاڑ پر بکریاں اور بھیڑیں لے کر چلا جاؤں اور وہاں میں ان کا دودھ پیا کروں اور ان کے بال کاٹا کروں تو مجھے یہ اس سے زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں ان دونوں جماعتوں میں سے کسی جماعت میں شامل ہو کر دوسرے فریق پر ایک تیر چلاؤں۔

اس پر بنو عدی نے ایک آواز ہو کر جواب دیا کہ خدا کی قسم ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔

عمرو بن علی نے یزید بن زریع اور ابو لغامۃ العدوی کے ذریعہ حجیر بن الربیع کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا اور فرمایا تم اپنی قوم کے پاس جاؤ اور ان سب کو جمع کر کے ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے تمہارے پاس روانہ کیا ہے۔ وہ تمہیں سلام کہتے ہیں اور اس اللہ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں جس کے علاوہ کوئی معبود

نہیں کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں ایک حبشی غلام ہو جاتا جس کے ناک کان کٹے ہوتے اور پہاڑ کی چوٹی پر مرتے دم تک بکریاں چراتا رہتا۔ لیکن یہ پسند نہیں کہ ان دونوں جماعتوں میں سے کسی کے ساتھ شریک ہو کر دوسرے پر تیر چلاؤں۔

جب قاصد وہاں پہنچا اور اس نے بنوعدی کو جمع کر کے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا یہ پیغام پہنچایا تو تمام رؤسائے قبیلہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! ہم کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کو نہیں چھوڑ سکتے۔

اس طرح اہل بصرہ کئی فرقوں میں منقسم تھے۔ ایک جماعت تو طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھی دوسری جماعت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور تیسری جماعت کسی کے ساتھ بھی جنگ میں شامل نہ ہونا چاہتی تھی۔

## کعب بن سور کی کوشش:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جس مکان میں تشریف فرما تھیں اسے چھوڑ کر قبیلہ ازد میں تشریف لے آئی تھیں اور مسجد حلوان میں قیام فرمایا۔ آئندہ جنگ انھی ازدیوں کے میدان میں ہوئی تھیں۔ ان ازدیوں کا سردار صبرہ بن شیمان تھا اس سے کعب بن سور نے کہا کہ لشکر جب آپس میں مل جاتے ہیں تو پھر ان کا رکنا مشکل ہو جاتا ہے تم میری بات مانو اور جنگ میں ذرا سا بھی حصہ نہ لو اور اپنی قوم کو لے کر علیحدہ ہو جاؤ۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ صلح نہ ہو سکے گی۔ اس لیے تم قبیلہ مضر اور ربیعہ کو آپس میں لڑنے دو۔ اگر یہ صلح کر لیتے ہیں تو بہت ہی بہتر ہے اور اگر یہ دونوں آپس میں لڑتے ہیں تو کل فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہوگا یہ کعب زمانہ جاہلیت میں عیسائی تھے۔

صبرہ نے جواب دیا مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ تجھ میں ابھی تک نصرانیت باقی ہے۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں لوگوں کی اصلاح سے علیحدہ رہوں؟ اور کیا تو یہ چاہتا ہے کہ اگر صلح نہ ہو تو میں ام المومنینؓ اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کو رسوا کر دوں۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ ترک کر دوں۔ خدا کی قسم میں تو ایسا ہرگز نہ کروں گا الغرض اہل یمن نے جنگ میں شرکت کا فیصلہ کرلیا۔

## بنوحنظلہ کا فیصلہ:

سری نے شعیب' سیف اور ضریس البجلی کے حوالے سے ابن العمیر کا یہ بیان میرے پاس تحریر کر کے روانہ کیا۔ کہ جب احنف بن قیس' حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس لوٹا تو اس کی ملاقات ہلال بن وکیع بن مالک بن عمرو سے ہوئی ہلال نے اس سے دریافت کیا' کیا ارادہ ہے؟

احنف رضی اللہ عنہ: علیحدہ رہنے کا۔ لیکن تمہارا کیا ارادہ ہے؟

ہلال: ام المومنین کی حمایت کرنے کا۔ کیا تم ہمارے سردار ہوتے ہوئے ہمارا ساتھ چھوڑ دو گے؟

احنف رضی اللہ عنہ: میں تو آئندہ اس وقت بھی سردار رہوں گا جب تو قتل کر دیا جائے گا اور میں زندہ بچ جاؤں گا۔

ہلال: یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ تو تو بوڑھا آدمی ہے۔

بنوسعد نے احنف رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور ان لوگوں نے جنگ سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے وادی السباع میں جا کر قیام فرمایا اور بنوحنظلہ نے ہلال کا ساتھ دیا اسی طرح بنوعمرو نے ابوالجرباء کا۔ ان دونوں قبیلوں نے جنگ میں حصہ لیا۔

## بنوضبہ کا فیصلہ:

سری نے شعیب' سیف اور محمد کے حوالے سے ابوعثمان کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا۔ کہ جب احنف رضی اللہ عنہ حضرت

علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس آئے تو انہوں نے آ کر قبیلہ زید کو آواز دی اور اس سے کہا کہ تم اس جنگ سے علیحدہ رہو اور ان دونوں فریقوں کا ساتھ چھوڑ دو خواہ یہ کامیاب ہوں یا ناکام۔

منجاب بن راشد نے چلا کر کہا اے بنو رباب تم ہرگز اس جنگ سے علیحدہ نہ رہنا۔ بلکہ اس میں شریک ہو کر اس کی کامیابی سے فیض یاب ہونا۔

اس طرح اس قبیلہ میں پھوٹ پڑ گئی۔ احنف رضی اللہ عنہ نے بنو تمیم کو آواز دی اور اس سے کہا کہ تم لوگ اس جنگ سے علیحدہ رہنا۔ اور کسی کا ہرگز ساتھ نہ دینا خواہ وہ کامیاب ہو یا ناکام۔

یہ سن کر ابوالجرباء کھڑا ہوا۔ یہ بنو تمیم کی شاخ بنو عثمان بن مالک بن عمرو سے تھا۔ اس نے کہا اے بنو عمرو بن تمیم تم اس جنگ میں ضرور شریک ہونا تاکہ اس کی کامیابی سے تم فائدہ اٹھا سکو یہ ابوالجرباء بنو عمرو بن تمیم کا سردار تھا۔ اور بنو ضبہ کا رئیس منجاب بن راشد تھا۔

جب احنف رضی اللہ عنہ نے زید مناۃ کو آواز دی اور ان سے یہ کہا کہ تم اس جنگ سے علیحدہ رہنا اور دونوں فریق میں سے کسی کا ساتھ نہ دینا۔ تو ہلال بن وکیع نے جواب میں کہا اے زید مناۃ تم ہرگز علیحدہ نہ رہنا اور اس کے بعد ہلال نے بنو حنظلہ کو آواز دی اور اس سے کہا تم لوگ جنگ میں ضرور شریک ہونا یہ ہلال بنو حنظلہ کا رئیس تھا۔ صرف بنو سعد نے احنف رضی اللہ عنہ کی بات کو قبول کیا۔ اور ان لوگوں نے وادی السباع جا کر گوشہ نشینی اختیار کر لی۔

## سرداران لشکر:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ بنو ہوازن' بنو سلیم اور اعجاز کا امیر مجاشع بن مسعود السلمی تھا عامر کا سردار زفر بن الحارث' غطفان کا اعصر بن النعمان الباہلی اور بکر بن وائل کا مالک بن مسمع تھا اور قبیلہ بنو عبد القیس اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حامی تھا لیکن اس میں سے صرف ایک شخص جنگ میں شریک ہوا۔ باقی علیحدہ رہے۔ بکر بن وائل میں سے کچھ جنگ میں شریک ہوئے اور کچھ جدا رہے اور جو علیحدہ بیٹھے رہے ان کا سردار سنان تھا۔

قبیلہ ازد تین سرداروں پر منقسم تھا۔ صبرۃ بن شیمان۔ مسعود اور زیاد بن عمرو' مضر کا رئیس' خیریت بن راشد اور قضاعہ اور ان کے حلفاء رعبی الجرمی کے ماتحت تھے۔ یہ اس سردار کا لقب ہے اور اسی سے وہ مشہور ہے۔ بقیہ تمام اہل یمن پر ذوالآجرۃ الحمیری رئیس تھا۔

## صلح کی توقعات:

طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے زابوقہ سے آگے بڑھ کر ارزاق نامی گاؤں کے قریب ڈیرے ڈالے ان کے ساتھ تمام مضر بھی یہیں ٹھہرے۔ ان لوگوں میں صلح میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ تھا۔ بقیہ اہل یمن ان لوگوں کے نشیب میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انھیں بھی یقین تھا کہ صلح ضرور ہو جائے گی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد حدان میں مقیم تھیں اور بقیہ لشکر زابوقہ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ یہ تمام لشکر مذکورہ امراء کے ماتحت تھا اس لشکر کی مجموعی تعداد تیس ہزار تھی۔

ان لوگوں نے حکیم اور مالک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا کہ ہم اس فیصلہ پر قائم ہیں جو قعقاع رضی اللہ عنہ کر کے گئے تھے۔

آپ سامنے تشریف لے آئیے اس کے بعد طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما لشکر علی کی جانب بڑھے اور ادھر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر آئے حتیٰ کہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مدمقابل ٹھہر گئے۔ ہر قبیلہ اپنے اہل قبیلہ کے مدمقابل تھا۔ مضر مضر کے مقابلے پر ربیعہ ربیعہ کے مقابلے پر اور اہل یمن یمنیوں کے مقابلے پر۔ ان میں سے کسی کو صلح کے بارے میں کوئی شبہ نہ تھا۔ یہ تمام قبائل ایک دوسرے کے لشکر میں آتے جاتے اور باہم ملتے جلتے۔ ان سب میں ہر وقت صلح ہی کا تذکرہ تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیس ہزار لشکر تھا اور اہل کوفہ کے سردار وہی لوگ تھے جو کوفہ سے آتے وقت تھے۔ قبیلہ عبدالقیس تین سرداروں کے ماتحت تھا۔ جذیمہ اور بکر ابن الجارود کے ماتحت تھے۔ شہری عبداللہ بن السوداء کے اور ہجر والے ابن الاشج کی ماتحتی میں تھے بصرہ کے وہ باشندے جو قبیلہ بکر بن وائل سے تعلق رکھتے تھے ابن الحارث کی ماتحتی میں تھے۔ جاٹ اور کاشتکاروں کا رئیس دنور بن علی تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ذوقار پہنچے تھے تو ان کے ساتھ دس ہزار لشکر تھا اور دس ہزار لشکر کوفہ سے آیا تھا اس طرح اس کی تعداد بیس ہزار ہوگئی تھی۔

## محمد بن الحنفیہ کی روایت:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن' بشیر بن عاصم' فطر بن خلیفہ اور منذر الثوری کے حوالے سے محمد بن الحنفیہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب ہم مدینہ سے چلے تو ہماری تعداد صرف سات سو تھی سات ہزار لشکر کوفہ سے مدد کے لیے آیا اور ادھر ادھر سے دو ہزار افراد اور آ کر شامل ہوگئے۔ ان میں اکثریت بنو بکر بن وائل کی تھی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اطراف سے آنے والوں کی تعداد چھ ہزار تھے۔

## صلح کا فیصلہ:

محمد اور طلحہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب یہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے ٹھہر گئے اور سب کو اطمینان ہوگیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر سے آگے بڑھے۔ ادھر سے حضرت زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما بھی بڑھے۔ دونوں لشکروں کے درمیان ان تینوں کی ملاقات ہوئی اور اختلافی امور پر گفت وشنید کے بعد تینوں اس نتیجہ پر پہنچے کہ صلح سے بہتر کوئی شے نہیں اس لیے آپس میں ہرگز نہ لڑنا چاہیے ورنہ اختلافات بڑھتے چلے جائیں گے الغرض اس فیصلہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے لشکر میں واپس آ گئے اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما اپنے لشکر میں واپس چلے گئے۔

باب ۸

# جنگِ جمل

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شام کے وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ فرمایا۔ ادھر طلحہ و زبیر نے محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہم کو گفتگو کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا ان دونوں قاصدوں نے دونوں لشکروں میں پہنچ کر صلح کی گفتگو کی اور تمام شرائط صلح آپس میں طے پا گئیں۔ یہ واقعہ جمادی الآخر میں پیش آیا جب شام ہوئی تو حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے لشکر کے سرداروں کے پاس کہلا کر بھیجا کہ ہماری غرض و غایت قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص لینا تھا تو وہ معاملات آپس میں طے پا گئے ہیں اور باہم صلح ہو گئی ہے۔ یہی حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے سرداران لشکر کے پاس کہلا کر بھیجا۔

لوگوں نے اعلان صلح کی وجہ سے نہایت بے فکری کے ساتھ رات گزاری حتیٰ کہ جب سے یہ اختلافات رونما ہوئے تھے اس وقت سے لے کر آج تک اطمینان کی کوئی اس جیسی رات نہ گزری تھی۔

## قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کی شیطنت:

وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور ان کے قتل میں شریک کار تھے پوری رات جاگتے رہے۔ اب سب میں مجلس مشاورت گرم تھی حتیٰ کہ ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ خاموشی کے ساتھ جنگ چھیڑ دینی چاہیے۔ ان کے یہ تمام مشورے انتہائی پوشیدہ طور پر طے پائے کیونکہ ان لوگوں کو یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ صلح سے انہیں نقصان پہنچے گا۔

یہ شیاطین صبح اندھیرے لشکر سے نکلے اور ان کی آمد کی ان کے پڑوسیوں تک کو خبر نہ ہوئی۔ یہ تاریکی ہی میں فیصلہ کر کے باہر نکل آئے تھے ان قاتلین میں سے مضری مضر قبیلہ کی طرف گئے' اور ربیعہ قبیلے کے آدمی قبیلہ ربیعہ کی طرف اور یمنی یمنیوں کی جانب بڑھے اور ان پر حملہ کر دیا۔ اس پر ایک شور مچ گیا۔ اور اہل بصرہ اور دیگر قبائل نے اپنے اپنے حامیوں کو پکارنا شروع کر دیا۔ حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما مضری سرداروں کے ساتھ معلومات کے لیے باہر نکلے ان دونوں نے میمنہ کی جانب جو قبیلہ ربیعہ پر مشتمل تھا۔ عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو معلومات کے لیے روانہ کیا اور میسرہ کی طرف عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور خود دونوں قلب میں ٹھہر گئے اور لوگوں سے معلوم کیا تو لوگوں نے بتایا کہ اہل کوفہ نے رات کو حملہ کر دیا ہے۔

حضرت زبیر و طلحہ رضی اللہ عنہما: ہم تو پہلے ہی سمجھتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ اس وقت تک باز نہ آئیں گے جب تک لوگوں کا خون نہ بہا لیں گے۔ اور اس طرح ایک حرام کام کو حلال نہ بنالیں گے اس کے بعد یہ دونوں اہل بصرہ کو واپس لے کر لوٹے ان کی صف بندی کی حتیٰ کہ پورا لشکر محاذ پر صفیں درست کر کے کھڑا ہو گیا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل کوفہ کے کانوں میں یہ شور پہنچا اور اہل کوفہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریب ایک آدمی اس لیے چھوڑ رکھا تھا کہ اگر کوئی حملہ وغیرہ ہو تو وہ اطلاع دے سکے جب یہ شور مچا تو اس شخص نے بتایا کہ ویسے تو رات خیریت سے گذری لیکن

ابھی کچھ دیر قبل کچھ آدمی ادھر بڑھے۔ ہم نے انہیں واپس لوٹا دیا۔ جب وہ پیچھے ہٹ گئے تو ہم نے دیکھا کہ وہ ایک شخص کے پاس جمع ہیں ہم ان کی طرف بڑھے لیکن اتنے میں جنگ چھڑ چکی تھی۔

یہ حالات دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میمنہ اور میسرہ کے رؤساء کو حکم دیا کہ تم لوگ اپنے اپنے مقام پر جاؤ۔ اور یہ بات تو میں پہلے سے جانتا تھا کہ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اس وقت تک ہرگز باز نہ آئیں گے جب تک لوگوں کا خون نہ بہالیں گے اور اس طرح ایک حرام کام کو حلال کر لیں گے۔ میں یہ خوب جانتا تھا کہ یہ دونوں ہرگز بھی میری اطاعت نہ کریں گے۔

سبائی برابر جنگ بھڑکا رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے چلا کر فرمایا تم لوگ اپنے ہاتھ روک لو اور گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی رائے یہ تھی کہ اس وقت تک جنگ نہ کی جائے جب تک فریق ثانی پر حجت قائم نہ کر دی جائے۔ یہ لوگ نہ تو بھاگنے والے کو قتل کر رہے تھے اور نہ زخمی پر ہاتھ اٹھا رہے تھے اور دونوں لشکر اسی پر عمل پیرا تھے۔ اور دونوں طرف یہی اعلانات ہو رہے تھے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی میدان میں آمد:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ اور ابو عمرو کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ کعب بن ثور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور ان سے عرض کیا کہ اب آپ میدان میں چلئے کیونکہ اب لوگ جنگ کے علاوہ کسی چیز پر تیار نہیں شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ صلح کرا دے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہودج میں سوار ہوئیں اس ہودج پر زرہیں چڑھا دی گئی تھیں۔ وہ اپنے عسکر نامی اونٹ پر سوار تھیں جو یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے دو سو دینار میں خرید کر دیا تھا۔ جب وہ شہر کے مکانات سے باہر نکلیں تو شور کی آواز آنے لگی۔ وہ ٹھہر گئیں۔ راہ میں جب بھی شور کی آواز آتی وہ ٹھہر جاتیں' ایک جگہ وہ ٹھہری ہوئی تھیں کہ انہوں نے زبردست شور کی آواز سنی' انہوں نے سوال کیا یہ کیسا شور ہے؟

لوگوں نے جواب دیا دونوں لشکروں کے ملنے کا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کیا یہ صلح کے ساتھ باہم مل رہے ہیں یا کوئی برائی پیدا ہوگئی ہے؟

لوگ: جنگ شروع ہوگئی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: تو یہ دونوں فریقوں میں سے اس فریق کی آواز ہوگی جس نے شکست کھائی ہوگی۔

ابھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئی تھیں کہ شکست کی خبر پہنچی۔ اور زبیر رضی اللہ عنہ سامنے آتے نظر آئے۔ وہ میدان چھوڑ کر وادی السباع چلے گئے۔

## حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت:

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جنگ میں مشغول تھے کہ ایک بے نشانہ تیر آ کر ان کے گھٹنے میں لگا لیکن وہ لڑائی میں برابر مشغول رہے جب ان کا موزہ خون سے بھر گیا۔ اور ان کے لیے کھڑا ہونا دشوار ہوگیا تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا مجھے اپنے پیچھے بٹھا کر کسی ایسی جگہ لے چلو جہاں میں دم لے سکوں۔ وہ غلام انہیں شہر بصرہ میں لے آیا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے بارے میں تمثیلاً یہ اشعار پڑھے۔

فَاِنْ تَکُنِ الْحَوَادِثُ اَقْصَدَتْنِیْ وَاَخْطَاهُنَّ سَهْمِیْ حِیْنَ اَرْمِیْ

ترجمہ: ''کیا حوادثات نے مجھی کو چھانٹ لیا ہے کہ جب میں تیر مارتا ہوں تو وہ خطا جاتا ہے۔

فَقَدْ ضُیِّعْتُ حِیْنَ تَبِعْتُ سَهْمًا سِفَاهًا مَّا سَفِهْتُ وَ ضَلَّ حِلْمِیْ

ترجمہ: جب میں نے تیر کا پیچھا کیا تو میں اپنی بے وقوفی سے خود ہی ہلاک ہو گیا اور میں کچھ بھی نہ سمجھ سکا اور میری عقل جاتی رہی۔

نَدِمْتُ نَدَامَةَ الْکُسَعِیِّ لَمَّا شَرَیْتُ رِضٰی بَنِیْ سَهْمٍ بِرَغْمِیْ

ترجمہ: میں اس وقت کسی کی طرح نادم ہوا جب میں نے تیر اندازوں کی رضامندی مجبوراً خرید لی۔

اَطَعْتُهُمْ بِفُرْقَةِ اٰلِ لَاىٍ فَاَلْقُوْا لِلسِّبَاعِ دَمِیْ وَ لَحْمِیْ

ترجمہ: میں نے ان لوگوں کی اطاعت کی اور آل لوی میں تفرقہ اندازی پیدا کر دی تو اب میرا خون اور گوشت درندوں کو ڈال دو''۔

## جنگ جمل کی دوسری روایت:

امام طبری فرماتے ہیں کہ گزشتہ واقعہ سیف کا بیان کردہ ہے۔ لیکن دوسرے راویوں نے اس واقعہ کو اور طرح نقل کیا ہے۔ انہوں نے امام زہری سے اس واقعہ کی کیفیت یہ نقل کی ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان ستر آدمیوں کے قتل ہونے کی خبر پہنچی جو بصرہ میں حکیم بن جبلۃ العبدی کے ساتھ مارے گئے تھے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بارہ ہزار لشکر لے کر آگے بڑھے اور بصرہ پہنچے۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

یَا لَهْفَ نَفْسِیْ عَلٰی رَبِیْعَهْ رَبِیْعَةُ السَّامِعَةُ الْمُطِیْعَهْ

سُنَّتُهَا كَانَتْ بِهَا الْوَقِیْعَهْ

ترجمہ: ''کاش! میری جان ربیعہ پر قربان ہو جائے جو بات سنتے اور اطاعت کرتے ہیں۔ تمام جنگوں میں ان کی عادت یہی رہی ہے''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مکالمہ:

جب دونوں لشکر آمنے سامنے پہنچ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر سے نکلے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو آواز دی۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ قریب آ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا۔ یہ لشکر لے کر تم کیوں آئے ہو؟

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: اس لیے کہ میں آپ کو اس خلافت کا اہل اور اپنے سے زیادہ مستحق نہیں سمجھتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد تم بھی خلافت کے اہل نہ تھے اور ہم تمہیں بنو عبدالمطلب ہی میں شمار کیا کرتے تھے لیکن تمہارے اس برے بیٹے نے تمہیں اس مقام پر پہنچا دیا اور ہمارے اور تمہارے درمیان تفریق پیدا کر دی اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند اور باتیں ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دونوں کے پاس سے گزرے اور مجھ سے فرمایا یہ تیرا پھوپی زاد بھائی کیا کہہ رہا ہے۔ حالانکہ یہ ایک روز تجھ سے جنگ کرے گا اور یہ اس کا تجھ پر ظلم ہوگا۔

یہ سن کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ میدان سے یہ جواب دیتے ہوئے واپس لوٹے۔ خدا کی قسم میں اب تم سے کبھی جنگ نہ کروں گا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جب اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے فرمایا مجھے تو اس جنگ میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: آپ جب میدان میں نکلے تھے تو بھلائی سوچ کر نکلے تھے لیکن جب آپ نے علی رضی اللہ عنہ کے جھنڈے دیکھے تو آپ کو ان کے نیچے اپنی موت نظر آنے لگی۔ اس لیے آپ نے جنگ سے جی چرانا شروع کر دیا عبداللہ رضی اللہ عنہ باپ کو غصہ دلانے کے لیے اسی طرح طعنے دیتے رہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: لیکن میں علی رضی اللہ عنہ کے سامنے قسم کھا چکا ہوں کہ میں اس سے جنگ نہ کروں گا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: اپنے غلام سرجس کو آزاد کر کے قسم کا کفارہ ادا کر دیجیے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے آزاد کر دیا اور صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ تم مجھ سے عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص طلب کر رہے ہو حالانکہ تم ہی نے انہیں قتل کیا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ روز بد دکھایا جس کا دیکھنا ہم ہرگز بھی پسند نہ کرتے تھے۔

نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کو اس لیے لے کر آئے تاکہ ان کی پشت پناہی میں تم جنگ کر سکو حالانکہ تم نے اپنی بیوی کو اپنے گھر میں چھپا کر بٹھا دیا ہے کیا تم نے میری بیعت نہ کی تھی؟

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ: بیعت تو ضرور کی تھی لیکن اس صورت میں کہ تلوار میری گردن پر رکھی ہوئی تھی۔

## قرآن اٹھانے کا حکم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنے آپ کو اس کام کے لیے پیش کر سکتا ہے کہ وہ قرآن اٹھا کر فریقین کے درمیان کھڑا ہو جائے اور انہیں قرآن پر چلنے کی دعوت دے۔ اگر اس کا وہ ہاتھ کاٹ دیا جائے تو دوسرے ہاتھ میں قرآن لے لے اور اگر دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا جائے تو قرآن دانتوں سے تھام لے۔ ایک نوجوان نے اس کام کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خواہش تھی کہ کوئی اور شخص اس کام کو انجام دے اس لیے آپ تمام لشکر میں گھومے اور ہر ایک کے سامنے یہ بات پیش کی۔ لیکن اس نوجوان کے علاوہ کوئی بھی اپنے آپ کو موت کے منہ میں دینے کے لیے تیار نہیں ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان سے فرمایا یہ قرآن ان کے سامنے پیش کرو اور ان سے کہو کہ یہ قرآن اوّل سے آخر تک ہمارے اور تمہارے خونوں کا فیصلہ کرے گا۔ لیکن مخالفین کے لشکر نے اس نوجوان پر حملہ کر دیا۔ قرآن اس کے ہاتھ میں تھا انہوں نے اس کے دونوں ہاتھ کاٹ ڈالے تو اس نے قرآن دانتوں سے تھام لیا حتیٰ کہ یہ نوجوان شہید کر دیا گیا۔

## ابتدائے جنگ:

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تمہارے لیے جنگ حلال ہو گئی ہے۔ تم ان سے جنگ کرو۔ اس روز ستر آدمی اونٹ کی مہار تھامے ہوئے مارے گئے۔ جب اونٹ کی کونچیں کٹ گئیں اور لوگوں کو شکست ہوئی تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ایک تیر آ کر لگا جس سے وہ شہید ہو گئے' زہری کہتے ہیں' لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ تیر مارنے والا مروان بن الحکم تھا۔

## عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کا زخمی ہونا:

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہودج میں

سے سوال کیا کہ یہ کس نے مہار تھام رکھی ہے لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے رے اسماء کی بے اولادگی۔ جب عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ لڑتے لڑتے زخمی ہو گئے تو انہوں نے اپنے آپ کو زخمیوں میں ڈال دیا تا کہ لوگ انہیں مردہ سمجھیں۔ جنگ ختم ہو جانے کے بعد وہ خاموشی سے میدان جنگ سے نکل آئے اور زخموں کی مرہم پٹی کی جس سے وہ اچھے ہو گئے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی واپسی:

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج اٹھا کر نیچے رکھ دیا اور اس پر ایک خیمہ لگا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیمہ کے باہر کھڑے ہو کر کہا آپ نے لوگوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کی اور وہ کامیاب بھی ہو گئے۔ آپ نے ان کے درمیان اپنی قوم کو بڑی آزمائش میں ڈالا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں روانہ فرمایا اور کچھ مرد اور عورتیں ان کے ساتھ کر دیں' ان کا سامان سفر تیار کرایا اور بارہ ہزار درہم خدمت میں پیش کرنے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اس مال کو بہت کم سمجھا اور خزانہ سے بہت سا مال نکال کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کیا اور فرمایا اگر امیر المومنین نے اس مال کو لینے کی اجازت نہ دی تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے۔

## قاتل زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے جہنم کی بشارت:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ انہیں ابن جرموز نے شہید کیا تھا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد ابن جرموز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچا اور دربان سے کہا کہ اندر جا کر قاتل زبیر رضی اللہ عنہ کے لیے اجازت طلب کرو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں اجازت دے دو اور اسے جہنم کی بشارت سنا دو۔

## حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت میں احنف کا ہاتھ:

محمد بن عمارہ نے عبیداللہ بن موسیٰ' فضیل' سفیان بن عضبہ کے حوالے سے قرۃ بن الحارث کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں اس جنگ کے وقت احنف بن قیس کے ساتھ تھا اور میرا چچا زاد بھائی جون بن قتادہ' حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ ان کے پاس سے کچھ سوار گزرے انہوں نے یا امیر کہہ کر آپ کو سلام کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد ان سواروں نے عرض کیا۔ مخالفین کا لشکر فلاں مقام پر آ کر ٹھہرا ہے' ہم نے آج تک ایسا ہتھیار بند اور کم تعداد لشکر کوئی نہیں دیکھا جس میں اس سے زیادہ رعب پایا جاتا ہو۔ اس کے بعد یہ سوار آگے بڑھ گئے اس کے بعد ایک اور سوار آیا اس نے بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یا امیر کہہ کر سلام کیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس سوار نے آ کر بتایا کہ مخالفین کا لشکر فلاں فلاں مقام پر پہنچ گیا ہے اور جب انہوں نے آپ کے لشکر کی تعداد وغیرہ کا حال سنا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں آپ کا رعب ڈال دیا ہے تو وہ پشت پھیرنے لگے ہیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب تو تو یہی خبر بیان کرے گا خدا کی قسم! ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے ہمارے بغیر چارۂ کار نہیں۔ اس کے بعد وہ سوار بھی چلا گیا۔ اس کے بعد ایک اور سوار آیا اس وقت گھوڑے میدان سے بھاگ رہے تھے۔

اس سوار نے بھی اے امیر کہہ کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔اس سوار نے عرض کیا یہ لوگ جو آپ کے مدمقابل آئے ہیں اس میں عمار رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں۔میں ان سے ملا ہوں۔میری اوران کی گفتگو بھی ہوئی ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: عمار رضی اللہ عنہ تو اس لشکر میں شامل نہیں۔

سوار: خدا کی قسم وہ ساتھ ہیں۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم وہ ہرگز ان کے ساتھ شامل نہیں۔

سوار: خدا کی قسم وہ ساتھ میں شامل ہیں۔

جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ سوار ان کی بات کی برابر تردید کررہا ہے تو انہوں نے اپنے کسی رشتہ دار سے کہا تم اس کے ساتھ جاؤ اور دیکھو کہ کیا واقعتاً عمار رضی اللہ عنہ اس لشکر میں شامل ہیں۔وہ دونوں مخالفین کے لشکر کی طرف گئے۔جون بن قتادہ کہتے ہیں میں انہیں دور سے دیکھ رہا تھا وہ دونوں لشکر کے ایک کنارے پر کچھ دیر کھڑے رہے۔پھر واپس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کیا خبر لائے ہو ان کے رشتہ دار نے جواب دیا اس سوار نے سچ کہا تھا۔عمار رضی اللہ عنہ اسی لشکر کے ساتھ ہیں۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ: اس کی ناک کٹ جائے اور اس کی کمر ٹوٹ جائے۔اسے آنے کی کیا ضرورت تھی اس کے بعد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ہتھیار اتار دیئے۔

جون بن قتادہ کا بیان ہے کہ مجھے میری ماں نے گھر سے یہ کہہ کر روانہ کیا تھا کہ زندگی اور موت میں تو زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینا۔ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ہتھیار اتارے تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ لازماً زبیر رضی اللہ عنہ نے عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ارشاد سنا ہوگا یا حضورؐ نے عمار رضی اللہ عنہ کو کوئی حکم دیا ہوگا جو اس وقت زبیر رضی اللہ عنہ کو یاد آ گیا ہے۔

جب جنگ شروع ہوئی تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو کر میدان سے لوٹ گئے۔جون بھی میدان سے واپس چلا آیا اور احنف کے ساتھ جا کر شامل ہو گیا۔

جون کا بیان ہے کہ دو شخص احنف کے پاس آئے اور اس سے کچھ کانا پھوسی کی کچھ دیر آہستہ آہستہ باتیں ہوتی رہیں پھر یہ دونوں سوار واپس چلے گئے اس کے بعد عمرو بن جرموز احنف کے پاس آیا اور اس نے آ کر کہا میں نے اسے وادی السباع میں پایا تھا اور میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔جون کہتا ہے کہ میں یہ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا اصل قاتل احنف ہے۔

## قرآن اٹھانے کا حکم:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن' بشیر بن عاصم اور حجاج بن ارطاۃ کے واسطہ سے عمار بن معاویہ الذہنی کا یہ بیان ذکر کیا ہے۔یہ عمار قبیلہ بجیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔اس کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمل کے روز اپنے ہاتھ میں قرآن لیا اور تمام لشکر میں قرآن لے کر گھومے اور فرمایا کون شخص ہے جو یہ قرآن اٹھا کر مخالفین کو اسے قبول کرنے کی دعوت دے اور اٹھانے والا یہ بھی سمجھ لے کہ وہ مقتول ہو کر رہے گا۔کوفہ کے ایک نوجوان نے یہ بات قبول کی۔یہ نوجون سپید قبا پہنے ہوئے تھا۔اس نے عرض کیا۔یہ کام میں انجام دوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کی نوجوانی پر ترس آیا اور انہوں نے فرمایا کوئی اور شخص ہے جو یہ کام انجام دے۔ اور وہ یہ سمجھ لے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

اس بار بھی لشکر میں سے اس نوجوان کے علاوہ کوئی نہ نکلا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرآن اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے مخالفین کو قرآن کی دعوت دی۔ لیکن لوگوں نے اس کا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا اس نے قرآن بائیں ہاتھ میں تھام لیا۔ لوگوں نے وہ ہاتھ بھی قطع کر دیا تو اس نے قرآن کو سینے سے چمٹا لیا۔ اس کی تمام قبا خون سے تر ہو چکی تھی۔ نتیجتاً اس نوجوان کو قتل کر دیا گیا۔ جب یہ قتل ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب ان لوگوں سے جنگ حلال ہو گئی ہے۔

اس نوجوان کی ماں نے اس کا مرثیہ کہا۔

لَاهُمَّ اِنَّ مُسْلِمًا دَعَاهُمْ يَتْلُوْ كِتَابَ اللّٰهِ لَا يَخْشَاهُمْ

ترجمہ: ''ایک مسلمان نے ان لوگوں کو دعوت دی اور وہ برابر تلاوت قرآن میں مشغول تھا اسے مخالفوں کا کوئی ڈر نہ تھا۔

وَ اُمُّهُمْ قَائِمَةٌ تَرَاهُمْ يَأْتَمِرُوْنَ الْغَيَّ لَا تَنْهَاهُمْ

قَدْ خُضِبَتْ مِنْ عِلَقٍ لُحَاهُمْ

ترجمہ: ان لوگوں کی ماں کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھیں۔ یہ لوگ سرکشی پر اترے ہوئے تھے اور ان کی ماں انہیں نہ روکتی تھی۔ ان لوگوں کی داڑھیاں خون سے تر ہو چکی تھیں''۔

## قبیلہ ازد کی وفاداری:

عمرو نے ابوالحسن، ابومخنف اور جابر کے حوالے سے شعبی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میمنہ نے اہل بصرہ کے میسرہ پر حملہ کیا ان دونوں دستوں میں انتہائی سخت جنگ ہوئی۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب پناہ لی۔ ان میں اکثر بنوضبہ اور ازدی شامل تھے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے اردگرد سورج چڑھنے کے وقت سے عصر تک جنگ کرتے رہے پھر یہ لوگ پیچھے ہٹنے لگے یہ دیکھ کر ایک ازدی نے پکار کر کہا کہاں جا رہے ہو واپس لوٹو۔ محمد بن حنفیہ نے ازدیوں پر خوب سخت حملے کیے محمد کے ساتھی چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ ہم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دین پر ہیں۔

بنولیث کے ایک شاعر نے اس جنگ کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے۔

سَائِلْ بِنَا يَوْمَ لَقِيْنَا الْاَزْدَا وَ الْخَيْلُ تَعْدُوْا اَشْقَرًاوَّ وَرْدَا

ترجمہ: ''جس روز ہم نے ازدیوں سے جنگ کی تھی تو اس روز کا حال ہم سے معلوم کرو۔ رنگ برنگے گھوڑے ازدیوں پر چڑھ رہے تھے۔

لِمَا قَطَعْنَا كَبِدَهُمْ وَ الزَّنْدَا سُحْقًا لَّهُمْ فِيْ رَأْيِهِمْ وَ بُعْدَا

ترجمہ: ہم نے ان کے جگر چیر کر پھینک دیئے اور کھوپڑیاں اتار لیں۔ ان کی رائے پر تباہی اور بربادی نازل ہوئی''۔

## حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن، جعفر بن سلیمان کے حوالے سے مالک بن دینار کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اوران کے نیزوں سے چوکے مار کر فرمایا۔ اے زبیر رضی اللہ عنہ! کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں میں واپس جارہا ہوں۔

عامر بن حفص کا بیان ہے کہ جمل کے روز عمار زبیر رضی اللہ عنہما کے سامنے آئے اور نیزہ تان لیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو الیقظان رضی اللہ عنہ کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟

عمار رضی اللہ عنہ: اے ابوعبداللہ رضی اللہ عنہما ہرگز نہیں۔

## لشکر زبیر رضی اللہ عنہ کی شکست:

محمد وطلحہ کا بیان ہے کہ جب شروع دن میں لوگ شکست کھانے لگے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں آواز دی میں زبیر رضی اللہ عنہ ہوں میرے پاس آؤ۔ بھاگ کر کہاں جاتے ہو میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قریب کھڑا ہوا تھا وہ پکار کر کہہ رہا تھا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہو۔

اس کے بعد زبیر رضی اللہ عنہ میدان سے لوٹ گئے اور وادی السباع کی طرف چلے دو آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا باقی لوگ ایک دوسرے سے جنگ میں مصروف تھے جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ دو سواران کا پیچھا کر رہے ہیں تو وہ میدان کو واپس لوٹ آئے اور آکر سخت حملہ کیا اور دشمنوں کی صفیں تتر بتر کردیں جب دشمن واپس لوٹے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ حملہ کرنے والے زبیر رضی اللہ عنہ تھے۔ ساتھیوں نے زبیر رضی اللہ عنہ کو پکارا۔ یہ علباء بن الہیثم اور ایک جماعت کو لے کر آگے بڑھے۔ دوسری جانب سے قعقاع رضی اللہ عنہ ایک جماعت لیے ہوئے آرہے تھے۔ جب وہ طلحہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پہنچے تو طلحہ رضی اللہ عنہ لوگوں سے پکار پکار کر کہہ رہے تھے۔ اے لوگو! میرے پاس آؤ اور ثابت قدمی دکھاؤ۔ قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا آپ زخمی ہو چکے ہیں اور جو چیز آپ لے کر کھڑے ہوئے تھے وہ بھی جان بلب ہے لہٰذا تم کسی گھر میں جا کر آرام کرلو۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا مجھے کسی گھر میں لے چلو اس غلام نے اور اس کے ساتھ دو اور آدمیوں نے انہیں سہارا دیا اور انہیں بصرہ لے کر آئے۔

اس کے بعد بھی جنگ ہوتی رہی پھر لشکر طلحہ رضی اللہ عنہ شکست کھانے لگا یہ لوگ شکست کھا کر بصرہ بھاگ جانا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا کہ مضر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو گھیر لیا ہے تو یہ سب پلٹ پڑے اور قلب لشکر میں پہنچ کر میدان میں ڈٹ گئے اور اب نئے سرے سے جنگ شروع ہوگئی تھی' ربیعہ قبیلہ کے آدمی بصرہ ہی ٹھہر گئے تھے وہ واپس نہیں لوٹے۔

## سبائیوں کا قرآن قبول کرنے سے انکار:

یہ حال دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کعب کو حکم دیا کہ سواری سے نیچے اترو اور قرآن اٹھالو اور انہیں کتاب اللہ کی دعوت دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا قرآن کعب بن سور کو دے دیا کعب قرآن لے کر آگے بڑھے اور مخالفین کے سامنے گئے لیکن لشکر علی رضی اللہ عنہ میں آگے آگے سبائی تھے انہیں برابر یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں صلح نہ ہو جائے۔ کعب جب قرآن لے کر آگے بڑھے تو یہ کعب کے سامنے آگئے حضرت علی رضی اللہ عنہ پیچھے لشکر میں تھے وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ مخالف جنگ کے علاوہ کسی اور چیز پر تیار نہیں' جب کعب نے ان کے سامنے قرآن پیش کیا تو ان لوگوں نے انہیں نیزے مار مار کر ختم کر دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہودج کو تیروں کا نشانہ بنالیا۔

## سبائیوں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر حملہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آواز دی اے میرے بیٹو! ادھر آؤ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نہایت چیخ چیخ کر کہہ رہی تھیں اللہ اللہ اللہ کو یاد کرو اور روزِ حساب کا خیال کرو۔ لیکن یہ سبائی کوئی بات ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔ وہ برابر آگے بڑھ رہے تھے جب یہ برابر آگے بڑھ بڑھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر حملہ کرتے رہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے لوگو! قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر لعنت بھیجو۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان پر لعنت بھیجی اور اہل بصرہ بھی لعنت بھیجنے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان میں یہ لعنت کے الفاظ پڑے تو انہوں نے سوال کیا یہ شور و ہنگامہ کیسا ہے لوگوں نے جواب دیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے حامی قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کا ساتھ دینے والوں پر لعنت بھیج رہے ہیں یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کا ساتھ دینے والوں پر لعنت بھیجے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن الحارث کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم دونوں اپنی اپنی جگہ ڈٹے رہو۔

جب اہل بصرہ نے یہ دیکھا کہ سبائیوں کا اصل رُخ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جانب ہے وہ اس کے علاوہ کہیں اور حملہ نہیں کر رہے ہیں اور جنگ سے باز نہیں آتے تو بصرہ کے مضریوں نے اونٹ کو گھیر لیا اور اس کے بعد کوفہ کے مضریوں پر حملہ کیا اس اژدہام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی پھنس گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیچھے سے اپنے بیٹے محمد کی گردن پکڑی اور محمد سے فرمایا کہ حملہ کرو۔ انھوں نے کچھ پس و پیش کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ کر محمد نے حملہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ان کے پاس چھوڑ دیا۔

کوفہ کے مضریوں نے بصرہ کے مضریوں پر حملہ کیا اور اونٹ کے آگے لڑائی شروع ہوگئی۔ جنگ زوروں پر جاری تھی اور کسی کی کامیابی کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مضریوں کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تھے ان میں زید بن صوحان بھی تھا۔ اس سے اس کی قوم کے ایک شخص نے کہا تو اپنی قوم کے پاس واپس آجا تیرا اس جگہ کیا کام ہے کیونکہ مضری تیرے سامنے ہے اور اونٹ بھی تیرے سامنے موجود ہے اور چاروں طرف موت کا بازار گرم ہے۔

زید: موت زندگی سے بہتر ہے اور میں موت ہی کا طلب گار ہوں۔

الغرض زید اور اس کا بھائی سیحان دونوں لڑتے لڑتے مارے گئے صعصعہ نے ان دونوں کا مرثیہ پڑھا۔ ان کے مرنے کے بعد جنگ اور شدت اختیار کر گئی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ صورت دیکھی' تو یمنیوں اور ربیعوں کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم اپنے اپنے قریب والوں کی مدد کے لیے پہنچ جاؤ۔

بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں سے کہا ہم تمہیں کتاب اللہ قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

حامیانِ عائشہ رضی اللہ عنہا: تم کیا کتاب اللہ کی دعوت دو گے جب کہ تم اللہ کی نافذ کردہ حد کو بھی قائم نہ کر سکے اور جب کہ اللہ کی جانب دعوت دینے والے کعب بن سور کو تم نے قتل کر دیا یہ جواب جس شخص نے دیا تھا اسے قبیلہ ربیعہ نے نیزے مار کر قتل کر دیا اس کے قتل ہونے کے بعد اونٹ کی حفاظت کے لیے مسلم بن عبداللہ العجلی اس کی جگہ کھڑا ہوا لوگوں نے اسے بھی ختم کر دیا۔ کوفہ کا میمنہ بصرہ کے میمنہ پر حملہ کر رہا تھا اس حملہ میں کوفیوں نے بہت سے بصریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

## کوفیوں کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر حملہ:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ پہلی جنگ دوپہر تک شدت سے جاری رہی اس جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی اسی جنگ کے دوران چلے گئے۔ لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پناہ لی اور اہل کوفہ جنگ کے علاوہ کوئی دوسرا فیصلہ قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے' اور لوگوں کا تمام تر حملہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے حامیوں کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قریب فریقین میں نہایت سخت جنگ ہوئی اور بے انتہا شور اٹھا۔ ظہر کے وقت جنگ بند ہوگئی لیکن ظہر کے بعد پھر دوبارہ جنگ شروع ہوئی یہ جنگ آخری جمادی الآخر میں بروز جمعرات ہوئی۔

شروع روز میں حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں جنگ جاری رہی دوپہر کے وقت لشکر کی کمان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کر رہی تھیں اس وقت نہایت شدید جنگ ہوئی اور ظہر کے وقت علی رضی اللہ عنہ کے میمنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے میسرہ کو شکست دے دی لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا میمنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میسرہ پر غالب رہا اور بصرہ کے قبیلہ ربیعہ نے کوفہ کے ربیعوں کو شکست دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجبور ہو کر بصرہ کے مضریوں کے مقابلہ میں کوفیوں کے مضریوں کو بھیجا اور فرمایا موت سے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں نہ وہ بھاگنے والے کو چھوڑتی ہے اور نہ کھڑے ہونے والے کو۔

## جھنڈے کی واپسی:

عمرو نے ابوالحسن' ابوعبداللہ القرشی' یونس بن ارقم' علی بن عمرو الکندی اور زید بن حساس کے واسطہ سے محمد بن الحنفیہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ کہ جمل کے روز میرے والد نے لشکر کا جھنڈا مجھے عنایت کیا اور فرمایا آگے بڑھو۔ میں برابر آگے بڑھتا رہا لیکن جب میرے آگے نیزے اور سنانیں آڑے آ گئیں تو میں رک گیا کسی نے میرے پیچھے سے کہا تیری ماں مرے آگے کیوں نہیں بڑھتا۔ میں نے جواب دیا آگے کوئی جگہ نظر نہیں آتی چاروں طرف نیزے اور سنانیں ہیں کہنے والے نے ہاتھ بڑھا کر میرے ہاتھ سے جھنڈا لے لیا۔ میں نے اسے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ میرے والد تھے۔ وہ فرما رہے تھے ؎

اَنْتِ الَّتِیْ غَرَّكِ مِنِّی الْحُسْنٰی  يَاعَيْشَ اَنَّ الْقَوْمَ قَوْمٌ اَعْدَا

اَلْخَفْضُ خَيْرٌ مِّنْ قِتَالِ الْاَبْنَا

ترجمہ: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! آپ نے اپنے آپ کو دھوکہ میں ڈال لیا اور قوم کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا۔ بیٹوں کے قتل ہونے سے تو یہ بہتر تھا کہ آپ جھک جانا قبول فرما لیتیں''۔

## جھنڈے کے نیچے قتل عام:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ دونوں لشکروں میں اتنی سخت جنگ ہوئی کہ ہر جگہ پر قلب لشکر کا گمان ہوتا تھا اہل یمن نے نہایت جوانمردی دکھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جھنڈا سنبھالتے ہوئے کوفہ کے دس آدمی مارے گئے۔ ان میں سے پانچ ہمدانی تھے اور بقیہ یمنی' جب ایک آدمی مارا جاتا تو دوسرا جھنڈا سنبھال لیتا۔ آخر میں یزید بن قیس نے جھنڈا سنبھالا۔ آخر وقت تک یہ جھنڈا اسی کے پاس رہا یزید جنگ کے وقت یہ رجز پڑھ رہا تھا ؎

قَدْ عِشْتِ يَا نَفْسُ وَ قَدْ غَنِيْتِ  دَهْرًا فَقَطْكِ الْيَوْمَ مَا بَقِيْتِ

ترجمہ: ''اے نفس! تو نے بہت زندگی گزاری اور زمانے سے بے پرواہ ہو چکا ہے جب تو ابھی تک زندہ ہے تو اور کب تک زندہ رہے گا۔

اَطْلُبُ طُوْلَ الْعُمْرِ مَا حَيِّيتِ

تو جب تک زندہ رہے میں تو زندگی کا طلب گار رہوں گا''۔

یہ اشعار یزید نے بطور تمثیل پڑھے تھے۔ ورنہ یہ اشعار اس سے قبل کے کسی اور شخص کے ہیں' نمران بن ابی نمران الھمدانی نے اس جنگ کے وقت یہ اشعار پڑھے۔

جَــرَّدْتُ سَيْــفِــىْ فِــىْ رِجَــالِ الْاَزْدِ اَضْــرِبُ فِــىْ كُهُــوْ لِهِــمْ وَالْــمُــرْدِ

كُلَّ طَوِيْلِ السَّاعِدَيْنِ نَهْدِ

ترجمہ: ''میں ازدیوں کے درمیان اپنی تلوار چلا رہا تھا اور ان کے بوڑھوں اور نوجوانوں کو قتل کر رہا تھا۔ اور ہر لمبے بازو والے چیتے کو میدان میں گرار رہا تھا''۔

ربیعہ میدان میں آگے بڑھے اس وقت اہل کوفہ کے میسرہ کے جھنڈے کے نیچے لڑتے لڑتے زید' صعصعہ' سلیمان اور عبداللہ بن رقبہ المغیرہ مارے گئے ان کے بعد ابوعبیدۃ بن راشد بن سلمٰی یہ دعاء کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اے اللہ! آپ ہی نے ہمیں گمراہی سے ہدایت عطا فرمائی ہے اور ہمیں جہالت سے محفوظ رکھا اور ہمیں ایسی آزمائش میں مبتلا کیا جس کے بارے میں ہم آج تک شک وشبہ میں مبتلا تھے اس کے بعد یہ قتل کر دیا گیا پھر حصین بن معبد بن النعمان قتل ہوا۔ قتل ہوتے وقت اس نے جھنڈا اپنے بیٹے معبد کو دے دیا اور اس سے کہا اے معبد اس جھنڈے کو قریب ہی رکھنا اور زیادہ آگے نہ بڑھنا اس کے بعد یہ جھنڈا آخر وقت تک اسی کے ہاتھ میں رہا۔

## تاریخ کا عجیب وغریب واقعہ:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب کوفہ اور بصرہ کے مضریوں میں جنگ ختم ہوگئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں یہ اعلان کیا گیا کہ اب جنگ ختم ہو چکی ہے اب اپنے ہاتھ پاؤں تلاش کرو۔ لوگ اپنے ہاتھوں اور پیروں کی تلاش میں مصروف ہو گئے اس سے قبل اور نہ اس کے بعد کوئی ایسی جنگ ہوئی ہے اور نہ آج تک کوئی ایسا واقعہ سننے میں آیا ہے جس میں لوگوں کے اتنے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں جیسا کہ اس جنگ میں کٹے تھے یہ نہ معلوم ہو سکا تھا کہ یہ کس کا ہاتھ ہے اور یہ کس کا پاؤں ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا شہادت سے قبل ہاتھ کٹ چکا تھا ان دونوں لشکروں میں سے جس کا بھی ہاتھ پاؤں کٹ جاتا تھا وہ اس بات کی کوشش کرتا تھا کہ وہ قتل ہو جائے اس لیے وہ برابر میدان جنگ میں جما رہتا تھا۔

## قبیلہ غسان کی شجاعت:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا ہے کہ جب جنگ زوروں پر ہونے لگی تو اہل کوفہ کا میمنہ اہل بصرہ کے قلب میں گھس گیا اسی طرح اہل بصرہ کا میسرہ اہل کوفہ کے قلب میں گھس گیا۔ لیکن اہل کوفہ کے میمنہ اور

میسرہ نے مخالفین کو اپنے دستوں میں قطعاً گھسنے نہیں دیا۔ اسی طرح بصرہ کے میسرہ نے بھی مخالف کو اس کا قطعاً موقعہ نہیں دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں سے سوال کیا جوان کے بائیں جانب تھے کہ یہ کون سا قبیلہ ہے صبرۃ بن شیمان نے جواب دیا آپ کے لڑکے ازد ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے آل غسان تمہاری شجاعت عام سننے میں آتی ہے آج اپنی شجاعت و بہادری کو قائم رکھتے ہوئے اپنی عزت کی حفاظت کرو۔ اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا:

وَ جَالَدَ مِنُ غَسَّانَ اَهُلُ حِفَاظِهَا وَ هِنُبٌ وَ اَوُسٌ جَالَدتُ وَ شَبِيُبُ

ترجمہ: ''غسانی جو حفاظت کرنا جانتے ہیں انہوں نے جنگ کی اسی طرح ہنب' اوس اور شبیب نے بھی جنگ کی''۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے داہنی جانب والوں سے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ انہوں نے عرض کیا بکر بن وائل۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہارے بارے میں شاعر یہ کہتا ہے۔

رَجَاءُ وُا الَيُنَافِى الُحَدِيُدِ كَانَّهُمُ مِنَ الُعِزَّةِ الْقَعُسَاءِ بَكُرُ بُنُ وَائِلِ

ترجمہ: ''بکر بن وائل اپنی عزت کی خاطر ہم پر اس طرح چڑھ کر آئے کہ وہ سر سے پیر تک لوہے میں غرق تھے''۔

اے بکر بن وائل تمہارے مقابلے میں بنو عبدالقیس ہیں تم آج ان سے بڑھ کر جنگ کرو۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس دستہ سے سوال کیا جوان کے آگے تھا۔ تم کون لوگ ہو انہوں نے جواب دیا ہم بنو ناجیہ ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: خوب چہ خوب۔ آج ابطحی اور قریشی تلواریں باہم ٹکرا رہی ہیں آج تم لوگ ایسی جنگ کرو جس سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

### بنوضبہ کی شجاعت:

کچھ دیر بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اردگرد بنوضبہ آ گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انھیں دیکھ کر فرمایا اب چنگاریاں اچھی طرح بھڑک اٹھی ہیں جب بنوضبہ نرم پڑ گئے تو ان کے ساتھ بنو عدی شامل ہو گئے حتیٰ کہ اکثریت بنو عدی کی ہو گئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا تم کون لوگ ہو۔ انھوں نے جواب دیا ہم لوگ مخلوط ہیں کوئی متعینہ قبیلہ نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تک بنوضبہ میرے اردگرد لڑتے رہے اس وقت تک اونٹ کا سر جھکنے نہیں پایا۔ انھوں نے آخر وقت تک اونٹ کے سر کو سیدھا رکھا۔ انھوں نے ایسی جنگ کی کہ ان پر کوئی الزام قائم نہیں کرسکتا اور جتنے ان کے ہاتھ پاؤں کٹے ہیں اتنے کسی قبیلہ کے نہیں کٹے اور وہ دونوں لشکروں میں سے سب سے زیادہ غالب رہے کہ مخالفین اونٹ پر تیراندازی کر رہے تھے اور بنوضبہ برابر کٹ کٹ کر گر رہے تھے اور مجھے بچا رہے تھے۔

پھر دونوں قلب لشکر مل گئے اور قوم نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ علیحدہ علیحدہ رہیں اس لیے وہ ایک دوسرے سے مل گئے۔

### ابن یثربی کی جوانمردی:

اس کے بعد ابن یثربی نے اونٹ کی مہار پکڑی یہ ابن یثربی وہ ہے جس نے علباء بن الہیثم' زید بن صوحان اور ہند بن عمرو کے قتل کا دعویٰ کیا تھا یہ جنگ کے دوران یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

اَنَا لِمَنْ یُنْکِرُنِی ابْنُ یَثْرِبِیْ قَاتِلُ عِلْبَاءَ وَهِنْدِ الْجَمَلِیْ
وَ ابْنٍ لِّصُوحَانَ عَلٰی دِیْنِ عَلِیٍّ

ترجمہ: ''میں ابن یثربی ہوں جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور میں علباء اور ہند الجملی کا قاتل ہوں۔ میں زید بن صوحان کا بھی قاتل ہوں جو علی رضی اللہ عنہ کے دین پر تھا''۔

## حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ابن یثربی کو اپنے مقابلے کے لیے للکارا اور کہا کہ میں دنیا کا بہت مزا چکھ چکا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ میں تیرے مقابلے کی طاقت نہیں۔ اگر تو سچا ہے تو اپنے دستے سے آگے نکل کر میرے مقابلے پر آ۔ ابن یثربی نے اونٹ کی مہار بنو عدی کے ایک شخص کو دے دی اور دستہ سے نکل کر دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہو گیا لوگوں نے عمار رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا جب ابن یثربی عمار رضی اللہ عنہ کے قریب آیا تو عمار رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال اس کے کھینچ ماری جو اس کی تلوار پر پڑی۔ تلوار اچٹ کر اس کی ٹانگوں پر گئی اور اس کے دونوں پیر کٹ گئے۔ عمار رضی اللہ عنہ کو یہ دیکھ کر افسوس ہوا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکری ابن یثربی کو اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن کاٹنے کا حکم دیا۔

## عمرو بن بجرہ اور ربیعۃ العقیلی کا قتل:

جب ابن یثربی قتل ہو گیا تو اس عدوی نے لگام کسی اور کو دے دی اور خود میدان میں آ کر مبارز طلب کیا عمار رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے پر آنا ہی چاہتے تھے کہ ربیعۃ العقیلی اس کے مقابلے پر نکلا عدوی کا نام عمرو بن بجرہ تھا۔ اس کی آواز بہت بلند تھی اس وقت عقیلی یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

یَا اُمَّنَا اَعَقَّ اُمٍّ نَعْلَمُ وَالْاُمُّ تَغْذُوْا وَلَدًا وَ تَرْحَمُ

ترجمہ: ''اے ماں ہم آپ کو بہت ہی نامہربان دیکھ رہے ہیں حالانکہ مائیں تو بچوں کو غذا دیتی اور ان پر رحم کرتی ہیں۔

اَلَا تَرَیْنَ کَمْ شُجَاعٍ یُکْلَمُ وَ تُخْتَلٰی مِنْهُ یَدٌ وَّ مِعْصَمُ

ترجمہ: کیا آپ نہیں دیکھتیں کہ کتنے بہادر زخمی ہو رہے ہیں اور ان کے ہاتھ اور کلائیاں کاٹی جا رہی ہیں''۔

اس کے بعد یہ دونوں آپس میں گتھ گئے اور دونوں نے ایک دوسرے کو سخت زخمی کر دیا اور دونوں مارے گئے۔

## حارث بن ضبہ کا رجز:

عطیہ بن بلال کا بیان ہے کہ بنو ضبہ کے ایک شخص نے عدوی کی جگہ مہار تھامی اس کا نام حارث تھا ہم نے اس سے سخت کوئی آدمی نہیں دیکھا وہ برابر یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

نَحْنُ بَنُوْ ضَبَّةَ اَصْحَابُ الْجَمَلِ نَنْعِی ابْنَ عَفَّانَ بِاَطْرَافِ الْاَسَلِ

ترجمہ: ''ہم ضبہ کی اولاد ہیں اور اونٹ والے ہیں۔ ہم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا نیزوں کی نوکوں سے بدلہ لینے آئے ہیں۔

اَلْمَوْتُ اَحْلٰی عِنْدَنَا مِنَ الْعَسَلِ رُدُّوْا عَلَیْنَا شَیْخَنَا ثُمَّ بَجَلِ

ترجمہ: ہمارے نزدیک موت شہد سے بھی زیادہ میٹھی چیز ہے۔ ہمارے امیر کو ہمیں واپس کر دو اور ہمیں کچھ نہیں چاہیے''۔

## بنوضبہ کی جاں نثاری:

عمرو بن شعبہ نے حسن مفضل بن محمد اور عدی بن ابی عدی کے ذریعہ ابو رجاء العطاردی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں جنگ جمل کے دن ایک شخص کو دیکھ رہا تھا یہ اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھا اور تلوار ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں اس پھرتی کے ساتھ تبدیل کرتا تھا جیسے آگ کی چنگاری ہو اور یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

نَحْنُ بَنُوضَبَّةَ اَصْحَابِ الْجَمَلِ نُنَازِلُ الْمَوْتَ اِذَا الْمَوْتُ نَزَلِ

ترجمہ: ''ہم بنوضبہ ہیں۔اونٹ والے ہیں۔جب موت نازل ہوتی ہے تو ہم موت میں گھس جاتے ہیں۔

وَ الْمَوْتُ اَشْهٰی عِنْدَنَا مِنَ الْعَسَلِ نَنْعَی ابْنَ عَفَّانَ بِاَطْرَافِ الْاَسَلِ

رُدُّوْا عَلَیْنَا شَیْخَنَا ثُمَّ بَجَلِ

ترجمہ: موت ہمیں شہد سے بھی زیادہ مرغوب ہے۔ہم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بدلہ نیزوں کی نوکوں سے لینے آئے ہیں۔ہمارے امیر کو ہمیں واپس کر دو پھر ہمارا تم سے کوئی جھگڑا نہیں''۔

عمرو نے ابوالحسن کے ذریعہ مفضل الضبی سے نقل کیا ہے کہ یہ اشعار پڑھنے والا وسیم بن عمرو بن ضرار الضبی تھا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے جانوں کی قربانی:

عمرو نے ابوالحسن کے ذریعہ ہذلی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جمل کے روز عمرو بن یثربی اپنی قوم کو جوش دلا رہا تھا لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑ پکڑ کر رجز پڑھ رہے تھے۔

نَحْنُ بَنُوْ ضَبَّةَ لَا نَفِرُّ حَتّٰی نَرٰی جِمَّا جِمًّا تَخِرُّ

یَخِرُّ مِنْهَا الْعَلَقُ الْمُحْمَرُّ

ترجمہ: ''ہم بنوضبہ ہیں۔بھاگنے والے نہیں تاوقتیکہ کھوپڑیاں گرتی نہ دیکھ لیں۔اور جب تک خون کی سرخ دھاریں نہ چلنے لگیں''۔

یَا اُمَّنَا یَا عَیْشُ لَنْ تَرَاعِیُ کُلُّ بَنِیْكَ بَطَلٌ شُجَاعُ

ترجمہ: اے ہماری ماں! اے عائشہ رضی اللہ عنہا! آپ ہرگز خوف نہ کیجیے۔آپ کے تمام بیٹے بہادر مرد میدان ہیں۔

یَا اُمَّنَا یَا زَوْجَةَ النَّبِیّ یَا زَوْجَةَ الْمُبَارَكِ الْمَهْدِیْ

ترجمہ: اے ہماری ماں! اے نبی کی زوجہ اور مبارک ذات اور ہدایت کرنے والے کی زوجہ''۔

اس وقت مہار پر چالیس آدمی قتل ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تک بنوضبہ کی آوازیں ختم نہ ہوئیں اس وقت تک اونٹ کا سر بالکل سیدھا رہا۔

## ابن یثربی کا قتل:

اس روز عمرو بن یثربی نے علباء بن الہیثم الدوسی ہند بن عمرو الجملی اور زید بن صوحان کو قتل کیا۔عمرو جنگ کے وقت یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

اَضْرِبُهُمْ وَ لَا اَرَی اَبَا حَسَنْ كَفٰی بِهَا حُزْنًا مِّنَ الْحَزَنْ
اِنَّا نَمِرُّ الْاَمْرَا اِمْرَارَ الرَّسَنْ

ترجمہ: ''میرے لیے یہ غم کیا کم ہے کہ میں لوگوں کو قتل کر رہا ہوں لیکن مجھے علی رضی اللہ عنہ کہیں نظر نہیں آتا۔ ہم تو کاموں کو پھانسیوں پر کر گزرتے ہیں''۔

ہذلی کا بیان ہے کہ صفین کے روز بھی یہ شعر تمثیلاً پڑھا گیا تھا۔ اس روز عمرو بن یثربی کے مقابلے پر حضرت عمار رضی اللہ عنہ آئے اس وقت ان کی عمر نوے سال تھی یہ اون کی ایک کملی پہنے ہوئے تھے جو درمیان سے کھجور کے پتوں سے باندھ رکھی تھی عمرو بن یثربی ان کی للکار پر ان کی جانب لپکا حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اپنی ڈھال اس کے آگے کر دی عمرو نے اپنی تلوار ڈھال کے نیچے سے چھونی چاہی تو لوگوں نے چاروں طرف سے اس پر تیروں کی بارش کر کے اسے گرا دیا وہ اس وقت یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

اِنْ تَقْتُلُوْنِیْ فَاَنَا بْنُ یَثْرِبِیْ قَاتِلُ عِلْبَاءَ وَ هِنْدِ الْجَمَلِیْ
ثُمَّ اِبْنِ صُوْحَانَ عَلٰی دِیْنِ عَلِیْ

ترجمہ: ''اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو میں ابن یثربی ہوں۔ میں نے ہی علباء اور ہند الجملی کو قتل کیا ہے۔ میں ہی ابن صوحان کا قاتل ہوں جو علی رضی اللہ عنہ کے دین پر تھا''۔

جب یہ زخمی ہو کر گر گیا تو لوگ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پکڑ کر لے گئے۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ تو نے اپنے آپ کو آج مجھ سے بچا لیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا دور ہو جا تو وہی شخص ہے کہ جب میرے تین آدمی تیرے مقابل گئے تو تو نے ان کے چہروں پر تلواریں مار مار کر ختم کر دیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

### اونٹ کا قتل:

عمرو نے ابوالحسن' ابومخنف' اسحاق بن راشد اور عباد کے ذریعہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جنگ جمل میں میں زخمی ہو گیا تھا اور تلواروں اور نیزوں کے میرے سینتیس زخم آئے تھے اور میں نے اس روز جیسی جنگ کبھی نہ دیکھی تھی کہ نہ تو ہم ہی شکست کھاتے تھے اور نہ مخالفین ہی کو شکست ہو رہی تھی اور ہم میں سے ہر شخص سیاہ پہاڑ کی طرح ڈٹا ہوا تھا اور جو شخص بھی مہار پکڑتا تھا وہ قتل ضرور ہو جاتا تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ نے اونٹ کی مہار پکڑی وہ بھی شہید ہوئے اس کے بعد اسود بن ابی البختری نے مہار تھامی وہ بھی ختم ہو گئے پھر میں نے آگے بڑھ کر مہار تھام لی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا۔ یہ کون ہے میں نے جواب دیا آپ کا بھانجا۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہائے اسماء رضی اللہ عنہا کا غم۔ اتنے میں میرے سامنے سے اشتر نکلا۔ میں اسے جھپٹ گیا۔ ہم دونوں کشتی لڑتے لڑتے نیچے گر گئے۔ میں نے چلانا شروع کیا اے لوگو! مجھے بھی قتل کر دو اور مالک کو بھی قتل کر دو (یعنی اشتر کو)۔

الغرض ہمارے اور مخالفین کے آدمی برابر جنگ میں مصروف رہے حتیٰ کہ ہم مغلوب ہونے لگے اور مہار ہمارے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور علی رضی اللہ عنہ نے چلا کر کہا اونٹ ذبح کر دو۔ اگر اونٹ ذبح ہو گیا تو یہ لوگ منتشر ہو جائیں گے۔ ایک آدمی نے اونٹ کو زخمی کر کے گرا دیا اونٹ کے زخمی ہوتے ہی اس کے منہ سے ایسی بری آواز نکلی کہ میں نے آج تک کبھی نہ سنی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے محمد

بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ہودج اٹھالو اور اس پر ایک خیمہ لگا دو اور دیکھو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کوئی زخم تو نہیں پہنچا۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے خیمہ کے اندر اپنا سر داخل کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غصہ سے کہا تو تباہ و برباد ہو جائے کون ہے؟

محمد: آپ کا وہ رشتہ دار جس سے آپ انتہائی ناراض ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کیا خثعمیہ کا بیٹا۔

محمد: جی ہاں! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے آپ کو عافیت سے رکھا۔

## اشتر اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کا مقابلہ:

اسحاق بن ابراہیم بن حبیب بن الشہید نے ابوبکر بن عیاش سے علقمہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے اشتر سے سوال کیا تو نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر مجبور کیا تھا لیکن تیرے بصرہ جانے کی کیا ضرورت پیش آئی تھی۔

اشتر: ان لوگوں نے بیعت کرنے کے بعد بیعت توڑ دی اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بغاوت پر مجبور کیا۔ میں دل میں اللہ سے یہ دعا کرتا تھا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہو جائے اور اس سے میری ملاقات بھی ہوئی لیکن کچھ دیر کے لیے افسوس میرے بازو میرا ساتھ نہ دے سکے کہ میں تلوار سے اس کی گردن اتار لیتا اس نے تو مجھے گھوڑے پر سوار تک بھی نہ رہنے دیا اور نیچے گرا دیا۔

## اشتر اور عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ:

علقمہ کہتے ہیں میں نے اشتر سے دریافت کیا کہ یہ جملہ کہ "مجھے اور مالک کو قتل کر دو" کیا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

اشتر: نہیں بلکہ یہ جملہ عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے مقابلے پر آئے ہم دونوں میں دو دو ہاتھ ہوئے اس کے بعد انھوں نے مجھے پچھاڑا اور میں نے انھیں پچھاڑا جب ہم دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو رہے تھے تو انھوں نے چلا کر کہا اے لوگو! مجھے بھی قتل کر دو اور مالک کو بھی قتل کر دو لوگ میرا نام نہ جانتے تھے اس لیے میں بچ گیا۔ ورنہ مجھے ضرور قتل کر دیتے۔

## ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

عبداللہ بن احمد نے احمد، سلیمان، عبداللہ، طلحہ بن النضر اور عثمان بن سلیمان کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے ایک جوان آیا اور اس نے کہا اے لوگو! دو شخصوں سے بچتے رہنا، ان دونوں میں ایک اشتر ہے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کی ایک ٹانگ زخم کے باعث کھلی ہوئی ہے۔ اشتر کا بیان ہے کہ جب میرا ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے اپنا نیزہ میرے پاؤں کی طرف بڑھایا۔ میں نے دل میں یہ کہا کہ یہ کتنا احمق آدمی ہے اگر یہ میرا پاؤں کاٹ بھی دے گا تو کیا میں اسے چھوڑ دوں گا لیکن جب ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے ایک دم سے نیزہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر میرے منہ پر وار کرنا چاہا تو میں نے دل میں خیال کیا کہ واقعتاً یہ بھی کوئی یکتا بہادر ہے۔

## عمرو بن الاشرف کا قتل:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن، ابومخنف، ابن عبدالرحمٰن اور عبدالرحمٰن کے حوالے سے جندب سے نقل کیا ہے۔ کہ عمرو بن اشرف

نے اونٹ کی مہار تھامی یہ اتنا بہادر تھا کہ جو شخص بھی اس کے سامنے آتا وہ اسے اپنی تلوار پر رکھ لیتا' اتنے میں حارث بن زبیر اس کے مدمقابل آیا وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

یَا اُمَّنَا یَا خَیْرَ اُمٍّ نَعْلَمُ اَمَا تَرَیْنَ کَمْ شُجَاعٍ یُکْلَمُ
وَتُخْتَلٰی هَامَتُهٗ وَالْمِعْصَمُ

ترجمہ: ''اے ہماری ماں! ہم جانتے ہیں کہ آپ بہترین ماں ہیں لیکن کیا آپ یہ نہیں دیکھ رہی ہیں کہ کتنے بہادر زخمی ہو رہے ہیں۔ اور کتنی کھوپڑیاں اور بازو کٹ کٹ کر گر رہے ہیں''۔

ان دونوں میں دو دو ہاتھ ہوئے اور کچھ دیر بعد دونوں زمین پر اپنے پاؤں رگڑ رہے تھے کچھ دیر کی تکلیف کے بعد دونوں مر گئے۔ جندب کا بیان ہے کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں مدینہ پہنچا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا۔ تم کون ہو؟

جندب: میں قبیلہ ازد کا ایک آدمی ہوں اور کوفہ میں رہتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کیا تم جنگ جمل میں موجود تھے؟

جندب: جی ہاں!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کیا ہمارے ساتھ شریک تھے یا ہماری مخالفت میں تھے۔

جندب: میں آپ کا مخالف تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے یہ شعر پڑھا تھا۔ یَا اُمَّنَا یَاخَیْرَ اُمٍّ نَعْلَمُ

جندب: جی ہاں! وہ میرا چچازاد بھائی تھا۔

یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بے انتہا روئیں حتیٰ کہ ان کے چپ ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔

## عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کا قتل:

عمرو نے ابوالحسن' ابن ابی لیلیٰ اور دینار بن العیزار کے حوالے سے اشتر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن حکیم بن حزام اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہما کو دو چیتوں کی طرح لڑتے دیکھا قریش کا جھنڈا انھی عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ہم نے عبداللہ کو چاروں طرف سے گھیر کر قتل کر دیا لیکن عبداللہ نے مرتے مرتے عدی رضی اللہ عنہ کے نیزہ کھینچ مارا' اور اس کی آنکھ پھوڑ دی۔

## عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

عمرو نے ابوالحسن' ابن ابی لیلیٰ اور دینار بن العیزار کے ذریعہ اشتر نخعی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے مقابلہ کیا میں نے اس سے زیادہ بہادر اور خوفناک کوئی شخص نہیں دیکھا۔ میں اسے چمٹ گیا اور ہم دونوں زمین پر گر پڑے' اس نے چلا چلا کر کہا اے لوگو مجھے اور مالک دونوں کو قتل کر دو۔

## علم برداروں کا قتل عام:

عمرو نے ابوالحسن اور ابومخنف کے حوالے سے محمد بن مخنف کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ مجھ سے قبیلے کے ان بوڑھوں نے بیان کیا جو جنگ جمل میں موجود تھے کہ اس روز کوفہ کے ازدیوں کا جھنڈا مخنف بن سلیم کے پاس تھا یہ شخص اسی روز مقتول ہوا اس کے قتل ہونے

کے بعد اس کے گھر والوں میں سے صعب نے جھنڈا سنبھالا۔ لیکن وہ بھی قتل ہوا اس کے بعد اس کے بھائی عبداللہ بن سلیم نے جھنڈا تھاما' وہ بھی قتل ہوا آخر میں علاء بن عروہ نے جھنڈا سنبھالا اور فتح کے وقت تک جھنڈا اسی کے ہاتھ میں رہا۔

کوفی قیسیوں کا جھنڈا قاسم بن مسلم کے پاس تھا۔ وہ بھی قتل ہوا اس کے بعد زید بن صوحان نے جھنڈا اٹھایا وہ بھی قتل ہوا پھر سیحان بن صوحان نے جھنڈا تھاما' وہ بھی قتل ہوا ان کے بعد متعدد اشخاص جھنڈا سنبھالتے رہے اور قتل ہوتے رہے ان میں عبداللہ بن رقیہ اور راشد بھی قتل ہوئے' پھر منقذ بن نعمان نے جھنڈا سنبھالا لیکن اس نے یہ جھنڈا اپنے بیٹے منقذ کو دے دیا جو آخر وقت تک اسی کے پاس رہا۔

کوفیوں میں سے بکر بن وائل کا جھنڈا بنو ذہل میں سے حارث بن حسان رضی اللہ عنہ بن خوط الذہلی کے پاس تھا۔ ابوالعرفاء الرقاشی نے اس سے کہا آج اپنی اور اپنی قوم کی عزت بچا۔ اس نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا اے بکر بن وائل تمہارے امیر کے برابر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں کسی کا درجہ نہ تھا۔ تم ان کی مدد کرو اس کے بعد حارث آگے بڑھا اور قتل کر دیا گیا۔ جھنڈا سنبھالتے ہوئے اس کا بیٹا اور پانچ بھائی قتل ہوئے اس روز بشیر بن حسان بن خوط جنگ کرتے ہوئے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

اَنَا ابْنُ حَسَّانَ ابْنِ خُوطٍ وَّ اَبِیْ رَسُوْلُ بَکْرٍ کُلُّهَا اِلَی النَّبِیْ

ترجمہ: ''میں حسان بن خوط کا بیٹا ہوں اور میرے باپ تمام بکر بن وائل کی جانب سے حضورؐ کے پاس قاصد بن کر گئے تھے''۔

اس کا بیٹا لڑتے وقت یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

اَنْعَی الرَّئِیْسَ الْحَارِثَ بْنِ حَسَّانَ لِاٰلِ ذُهْلٍ وَّ لِاٰلِ شَیْبَانَ

ترجمہ: ''میں بنو ذہل اور بنو شیبان کے رئیس حارث بن حسان کا بدلہ لینے آیا ہوں''۔

بنو ذہل کا ایک شخص یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

تَنْعَیْ لَنَا خَیْرَ امْرِئٍ مِّنْ عَدْنَانَ عِنْدَ الطِّعَانِ وَ نِزَالِ الْاَقْرَانِ

ترجمہ: ''تو ہم سے بنو عدنان کے ایک بہترین شخص کا بدلہ طلب کر رہا ہے جو نیزوں کے چلنے اور بہادروں کے ٹکرانے کے وقت آگے آگے رہتا تھا''۔

اہل کوفہ کے بنو محدوح میں سے بھی بہت سے آدمی قتل ہوئے اور بنو ذہل کے پینتیس آدمی مارے گئے ان میں سے ایک شخص نے اپنے بھائی سے جو لڑ رہا تھا کہا۔ اگر واقعتاً ہم حق پر ہیں تو آج ہم نے جنگ بھی عمدہ کی۔ اس نے جواب دیا ہم حق پر کیوں نہ ہوں گے کیونکہ لوگ تو دائیں بائیں بھاگتے ہیں اور ہم نے اپنی نبیؐ کے اہل بیت کا دامن تھام رکھا ہے۔ یہ دونوں بھی لڑتے لڑتے قتل ہو گئے۔

اہل بصرہ کے قیسیوں کا جھنڈا عمرو بن مرحوم کے پاس تھا۔ قبیلہ قیس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ بکر بن وائل کا سردار شقیق بن ثور تھا اور اس قبیلہ کا جھنڈا شقیق کے غلام رشراشہ کے پاس تھا اور بصرہ کے ازدیوں کی ریاست عبدالرحمٰن بن جشم بن ابی حنین الحمامی کے پاس تھی یہ لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور جھنڈا عمرو بن الاشرف العتکی کے پاس تھا۔ اس کے گھر والوں میں سے تیرہ آدمی قتل ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ازدیوں کی ریاست صبرۃ بن شیمان الحدانی کے پاس تھی۔

## اونٹ کا قتل:

عمرو نے ابوالحسن' ابولیلیٰ' ابوعکاشتہ الہمدانی اور رفاعۃ البجلی کے حوالے سے ابوالبختری الطائی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ جمل کے روز بنوضبہ اور ازدیوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ یہ لوگ اونٹ کی مینگنیاں اٹھاتے انھیں سونگھتے اور ان پر اپنی جان قربان کرتے اور کہتے یہ ہماری ماں کے اونٹ کی مینگنیاں ہیں جن کی خوشبو مشک سے بڑھ کر ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی آدمی ان پر حملہ کرتا تو یہ شعر پڑھتا ؎

جَرَّدْتُ سَيْفِيْ فِيْ رِجَالِ الْاَزْدِ اَضْرِبُ فِيْ كُهُوْلِهِمْ وَ الْمُرْدِ
كُلَّ طَوِيْلِ السَّاعِدَيْنِ نَهْدِ

ترجمہ: ''میں ازدیوں میں اپنی تلوار چلا رہا تھا اور ان کے بوڑھوں اور جوانوں کو قتل کر رہا تھا۔ میں نے ہر لمبے بازو والے چیتے کو قتل کیا''۔

لوگ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ ایک چلانے والے نے چلا کر کہا کہ اونٹ کو ذبح کر دو۔ کوفیوں میں سے بجیر بن دلجہ الضبی نے اونٹ کو ذبح کر دیا۔ کسی نے اس سے سوال کیا تو نے اونٹ کو کس لیے ذبح کیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ جب میں نے یہ دیکھا کہ میری قوم قتل ہو رہی ہے تو مجھے یہ ڈر پیدا ہوا' کہ کہیں میری قوم فنا نہ ہو جائے اور مجھے امید تھی کہ اگر میں اونٹ کو ذبح کر دوں گا تو کچھ لوگ تو باقی رہ جائیں گے۔

## کعب بن سور کی لاش کے ساتھ بے حرمتی:

عمرو نے ابوالحسن کے حوالے سے صلت بن دینار کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ لشکر علی رضی اللہ عنہ میں سے بنوعقیل کا ایک شخص کعب بن سور رحمۃ اللہ علیہ کی لاش کے پاس سے گزرا۔ یہ مقتول پڑے ہوئے تھے اس نے اپنا نیزہ ان کی آنکھوں میں داخل کر کے اسے خوب ہلایا اور بولا میں نے تجھ سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا انقد مال نہیں دیکھا۔

## اونٹ کی خاطر قتل عام:

عمرو نے ابوالحسن کے حوالے سے عوانہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جنگ جمل میں لوگوں نے صبح سے رات تک جنگ کی۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے یہ اشعار پڑھے ؎

شَفَى السَّيْفُ مِنْ زَيْدٍ وَّ هِنْدٍ نُفُوْسَنَا شِفَاءً وَّ مِنْ عَيْنَىْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمِ

ترجمہ: ''ہماری تلواروں نے ہماری جانوں کا بدلہ زید اور ہند سے اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے لے لیا ہے۔

صَبَرْنَا لَهُمْ يَوْمًا اِلَى اللَّيْلِ كُلِّهٖ بُصُمِّ الْقَنَا وَ الْمُرْهِفَاتِ الصَّوَارِمِ

ترجمہ: ہم نے رات تک پورے دن نیزوں اور کاٹنے والی تلواروں سے مقابلہ کیا''۔

ابن صامت کے اشعار ہیں ؎

يَا ضَبَّ سِيْرِىْ فَاِنَّ الْاَرْضَ وَاسِعَةٌ عَلٰى شِمَالِكَ اَنَّ الْمَوْتَ بِالْقَاعِ

ترجمہ: ''اے ضبہ آگے بڑھ۔ کیونکہ زمین وسیع ہے۔ اپنے بائیں ہاتھ چل کیونکہ میدان میں موت چھائی ہوئی ہے۔

كَتِيبَةٍ كَشُعَاعِ الشَّمْسِ إِذْ طَلَعَتْ　　　لَهَا أَتِيٌّ إِذَا مَا سَأَلَ دِفَاعِ

ترجمہ: یہ ایک ایسا دستہ ہے جیسے طلوع ہونے والے سورج کی کرنیں ہوتی ہیں جب بھی دفاع کرنے والے کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو بنوضبہ کا نام پیش کیا جاتا ہے۔

إِذَا نُقِيمُ لَكُمْ فِي كُلِّ مُعْتَرَكٍ　　　بِالْمُشْرِفِيَّةِ ضَرْبًا غَيْرَ أَبْدَاعِ

ترجمہ: ہم تمہارے لیے ہر میدان میں ڈٹ کر ایسی تلواروں سے مقابلہ کریں گے جو کاٹنے والی ہوں گی اور واپس لوٹنے والی نہ ہوں گی''۔

## عمیر بن ہلب کا واقعہ:

عباس بن محمد نے روح بن عبادہ اور روح کے حوالے سے ابورجا کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں جنگ جمل کے بعد مقتولوں کے درمیان رہا تھا۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو تکلیف سے اپنے پاؤں زمین پر رگڑ رہا ہے اور یہ اشعار پڑھ رہا ہے۔

لَقَدْ أَوْرَدَتْنَا حَوْمَةَ الْمَوْتِ أُمُّنَا　　　فَلَمْ نَنْصَرِفْ إِلَّا وَ نَحْنُ رِوَاءُ

ترجمہ: ''جب ہماری ماں آپ ہمیں موت کی وادی میں لے آئی ہیں اب ہم ہرگز واپس نہ جائیں گے بلکہ موت ہی سے سیراب ہوں گے۔

أَطَعْنَا قُرَيْشًا ضَلَّةً مِنْ حُلُومِنَا　　　وَ نُصْرَتُنَا أَهْلَ الْحِجَازِ عَنَاءُ

ترجمہ: ہم نے اپنے عقلمندوں کی غلطی سے قریش کی اطاعت کر لی اور اہل حجاز کی امداد سے بے پروائی برتی''۔

میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے کلمہ پڑھ۔

زخمی: تم کون ہو؟

ابورجا: میں کوفہ کا باشندہ ہوں۔

یہ سنتے ہی اس زخمی نے مجھے پکڑ لیا اور میرے دونوں کان اکھاڑ لیے جیسا کہ تمہیں نظر آ رہے ہیں۔ پھر مجھ سے بولا کہ جب تو اپنی ماں کے پاس جائے تو اس سے کہنا کہ عمیر بن الضبی نے میرے کان اکھاڑ لیے ہیں۔

عمرو نے ابوالحسن کے حوالے سے مفضل الراویہ عامر بن حفص اور عبدالمجید الاسدی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جنگ جمل میں عمیر بن الاہلب الضبی زخمی ہو گیا جنگ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص اس کے پاس سے گزرا یہ زخمیوں میں پڑا ہوا تھا۔ عمیر نے اس گذرنے والے سے کہا ذرا میرے قریب آؤ۔ جب یہ قریب گیا تو عمیر نے اس کے کان کاٹ لیے۔ یہ عمیر اس وقت یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

لَقَدْ أَوْرَدَتْنَا حَوْمَتَهُ الْمَوْتِ أُمُّنَا　　　فَلَمْ نَنْصَرِفْ إِلَّا وَ نَحْنُ رِوَاءُ

ترجمہ: ''اے ہماری ماں آپ ہمیں موت کی وادی میں لے آئی ہیں تو ہم اب واپس نہ لوٹیں گے۔ بلکہ موت ہی سے سیراب ہوں گے۔

لَقَدْ كَانَ عَنْ نَصْرِ بْنِ ضَبَّةَ أُمُّهُ　　　وَ شِيعَتُهَا مَنْدُوحَةٌ وَّ غَنَاءُ

ترجمہ: وہ نصر بن ضبہ کی ماں تھیں اور ان کے ساتھی بہادر اور موت سے بے پروا تھے۔

اَطَعْنَا بَنِیْ تَیِمِ ابْنِ مُرَّۃَ شَقْوَۃً و ھَلْ تَیِمٌ اِلَّا اَعْبُدٌ وَّ اَمَاءٌ

ترجمہ: ہماری بدبختی یہ ہے کہ ہم نے تیم بن مرہ کی اولاد کی اطاعت کی اور تیمی سب کے سب غلام اور باندیاں ہیں''۔

## ہانی بن خطاب کے اشعار:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے مقدام الحارثی کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ ہم میں ایک شخص تھا جس کا نام ہانی بن خطاب تھا۔ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت میں حصہ لیا تھا لیکن جنگ جمل میں یہ حاضر نہ تھا جب اس نے بنوضبہ کا یہ رجز سنا۔

نَحْنُ بَنُوْ ضَبَّۃَ اَصْحَابُ الْجَمَلِ

تو اسے یہ رجز ناگوار گزرا۔ اس نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

اَبَتْ شُیُوْخُ مَذْحِجٍ وَّ ھَمْدَانْ اَنْ لَّا یَرُدُّوْا نَعْثَلًا کَمَا کَانْ

خَلْقًا جَدِیْدًا بَعْدَ خَلْقِ الرَّحْمَانْ

ترجمہ: ''مذحج و ہمدان کے شیوخ نے اس سے انکار کیا کہ وہ نعثل (عثمان رضی اللہ عنہ) کو ان کی پرانی حالت پر لوٹا دیں۔ اور خدا کی تخلیق کے بعد نئی تخلیق سے بھی انہوں نے انکار کیا''۔

## ابوالجرباء کا رجز:

سری نے شعیب' سیف اور صعب کے حوالے سے عطیہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ ابوالجرباء جنگ جمل کے دن یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

اَسَامِعٌ اَنْتَ مُطِیْعٌ لِعَلِیٍّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَذُوْقَ حَدَّ الْمُشْرِفِیِّ

ترجمہ: ''کیا تو علی رضی اللہ عنہ کا حکم ایسے ہی سن لے گا اور ایسے ہی اس کی اطاعت کرلے گا۔ تلوار کی دھار کا مزہ چکھنے سے قبل یہ ہرگز نہ ہو سکے گا۔

وَ خَاذِلٌ فِی الْحَقِّ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ اَعْرِفُ قَوْمًا لَسْتُ فِیْہِ بِعْنِیْ

ترجمہ: کیا تو ازواج النبی کے حق کی اس طرح توہین کرسکتا ہے۔ میں اس قوم کو خوب جانتا ہوں۔ صد شکر ہے کہ میں اس قوم میں داخل نہیں''۔

## عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا حشر:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ اس روز ام المومنین بڑے بڑے بہادروں اور مضر کے سمجھ دار لوگوں کے حلقے میں تھیں جو شخص بھی لگام تھامتا تھا وہی جھنڈا سنبھالتا تھا اور ام المومنین کا ساتھ چھوڑنا کوئی سہل کام نہ تھا اور مہار صرف وہی شخص تھامتا تھا جو اونٹ کے ادھر ادھر جنگ کررہا ہو اور لوگ اس کی وفاداری سے واقف ہوں ان میں سے جب کوئی شخص مہار تھامتا تو کہتا میں فلاں بن فلاں ہوں تاکہ ام المومنین کو معلوم ہو جائے۔

خدا کی قسم! علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی اس پر پے در پے حملہ آور ہوتے لیکن یہ شخص بڑی کوششوں اور محنت کے بعد ہی قتل ہوتا۔ کیونکہ جو بھی علی رضی اللہ عنہ کا ساتھی آگے بڑھتا وہ قتل کر دیا جاتا یا اس کے ہاتھ پاؤں بے کار ہو جاتے اور وہ اس وقت تک پیچھے نہ لوٹتا جب تک وہ علی رضی اللہ عنہ کے لشکریوں کو پیچھے قلب تک نہ دھکیل دیتا۔

اسی طرح عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ایک مہار پکڑنے والے پر حملہ کیا اس نے عدی رضی اللہ عنہ کی آنکھ پھوڑ دی اور اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا اتنے میں اشتر آگے بڑھا عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا۔ حالانکہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا پاؤں کٹ چکا تھا اور زخموں سے چور تھے لیکن کچھ دیر مقابلے کے بعد دونوں کے ہتھیار بیکار ہو گئے اور دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اشتر کو زمین پر پھینک دیا اور اس پر چڑھ بیٹھے وہ تکلیف سے چیخنے لگا۔

## ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا اشتر سے مقابلہ:

سری نے شعیب' سیف اور ہشام کے حوالے سے عروہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جو شخص بھی آگے بڑھ کر مہار پکڑتا تھا تو وہ ام المومنین کو آگاہ کرنے کے لیے یہ کہتا تھا کہ میں فلاں ابن فلاں ہوں جب عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے مہار پکڑی تو وہ خاموش رہے اور زبان سے کچھ نہ بولے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: تو کون ہے جو کچھ بھی نہیں بولتا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: میں آپ کا بھانجا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: ہائے رے اسماء رضی اللہ عنہا کا غم۔ اسماء رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں۔

اسی دوران میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اور اشتر اونٹ تک پہنچ گئے عبداللہ بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ اشتر کے مقابلہ پر بڑھے ان دونوں میں دو دو ہاتھ ہوئے اور اشتر نے عبداللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اس کے بعد عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اس کے مقابلے پر گئے اشتر نے ان کے سر پر وار کیا جس سے ان کے سر پر کافی گہرا زخم آیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر وار کیا لیکن وہ اوچھا پڑا اس کے بعد دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے کبھی عبداللہ رضی اللہ عنہ اشتر کو نیچے پھینک دیتے اور کبھی وہ انہیں' جب یہ آپس میں گتھم گتھا ہو رہے تھے تو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے مجھے اور مالک کو قتل کر دو۔

مالک یعنی اشتر کا بیان ہے۔ میں یہ پسند نہ کرتا تھا کہ وہ میرا اشتر کہہ کر ذکر کریں خواہ مجھے اس کے بدلے سرخ اونٹ کیوں نہ ملیں اس لیے کہ وہ لوگوں میں اشتر ہی مشہور تھا۔ اگر عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اس کے نام کے بجائے اشتر کہہ کر اس کا ذکر کرتے تو وہ ضرور قتل کر دیا جاتا۔

## محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما کا قتل:

سری نے شعیب' سیف اور صعب کے حوالے سے عطیہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما نے جب آگے بڑھ کر اونٹ کی مہار تھامی تو عرض کیا اے ام المومنین رضی اللہ عنہا! آپ مجھے کچھ حکم دیجیے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حکم یہ ہے کہ اگر تو میدان چھوڑے تو تو آدم کے بہترین بیٹے کی مثل بن جا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب تک محمد رضی اللہ عنہ پر کوئی حملہ آور نہ ہوتا تھا یہ اس پر حملہ نہ کرتے تھے اور جنگ کے وقت یہ کلمہ ان کی زبان

پڑھا۔ حٰمٓ لَا یُنصَرُونَ ۔

انھیں کئی آدمیوں نے گھیر کر قتل کر دیا ان میں سے ہر شخص اس کا مدعی تھا کہ میں محمد کا قاتل ہوں۔ ان کے قتل کے مدعی یہ لوگ تھے۔ مکعبر الاسدی، مکعبر الضبی، معاویۃ بن شداد العبسی اور عفان بن الاشقر النصری، ان میں سے کسی نے ان کے جسم سے نیزہ پار کر دیا تھا۔ انہیں کے بارے میں ان قاتلین میں سے ایک شخص کہتا ہے۔

وَاَشْعَثُ قَوَّامٍ بِاٰیَاتِ رَبِّہٖ　　　قَلِیْلِ الْاَذٰی فِیْمَا تَرَی الْعَیْنُ مُسْلِمُ

ترجمہ: ''جس کے بال پراگندہ تھے۔ جو شخص نفلوں میں کھڑے ہو کر اپنے پروردگار کی آیات خوب تلاوت کیا کرتا۔ جو کبھی کسی کو تکلیف نہ پہنچاتا تھا۔ جس جیسی ہستی کسی مسلمان کی آنکھ نے نہ دیکھی تھی۔

ھَتَکْتُ لَہٗ بِالرُّمْحِ جَیْبَ قَمِیْصِہٖ　　　فَخَرَّ صَرِیْعًا لِلْیَدَیْنِ وَ لِلْفَمِ

ترجمہ: میں نے نیزے سے اس کی قمیص کا گریبان چاک کر ڈالا اور وہ اوندھے منہ زمین پر گرا۔

یُذَکِّرُنِیْ حٰمٓ وَ الرُّمْحُ شَاجِرٌ　　　فَھَلَّا تَلَا حٰمٓ قَبْلَ التَّقَدُّمِ

ترجمہ: وہ مجھے حم یاد دلا رہا تھا اور نیزہ اس کا سینہ پھاڑ رہا تھا کیوں نہ تو نے یہاں آنے سے پہلے حم پڑھی۔

عَلٰی غَیْرِ شَیْءٍ غَیْرَ اَنَّ لَیْسَ تَابِعًا　　　عَلِیًّا وَّ مَنْ لَّا یَتَّبِعُ الْحَقَّ یَنْدَمِ

ترجمہ: کوئی خاص بات نہ تھی میں نے اسے صرف اس لیے قتل کیا کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ کی اتباع نہ کی تھی اور جو شخص حق کی اتباع نہ کرے وہ نادم ہوتا ہے''۔

## قعقاع رضی اللہ عنہ کا حملہ:

سری نے شعیب، سیف اور صعب کے حوالے سے عطیہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس روز اشتر سے کہا کہ ہم آپس کی لڑائی کو تم سے زیادہ جانتے ہیں بہتر یہ ہے کہ تم میدان سے لوٹ جاؤ اور اس وقت مہار زفر بن الحارث کے ہاتھ میں تھی اور یہ سب سے آخر میں مہار تھامنے آیا تھا اور خدا کی قسم بنو عامر کا کوئی بزرگ ایسا نہ تھا جو مہار تھامتے ہوئے ختم نہ ہو گیا ہو۔ اس روز جو لوگ قتل ہوئے ان میں اسحاق بن مسلم کے دادا ربیعہ بھی تھے۔

زفر مہار تھامے نے ہوئے یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

یَا اُمَّنَا یَا عَیْشَ لَنْ تُرَاعِیْ　　　کُلُّ بَنِیْكَ بَطَلٌ شُجَاعُ

لَیْسَ بِوَھَّامٍ وَّ لَا بِرَاعِیْ

ترجمہ: ''اے ہماری ماں! اے عائشہ رضی اللہ عنہا! آپ ہرگز نہ گھبرایئے آپ کے تمام بیٹے خوفناک مرد میدان ہیں۔ نہ تو وہ وہم میں مبتلا ہونے والے ہیں نہ ڈرنے والے ہیں''۔

قعقاع رضی اللہ عنہ اس کے جواب میں یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

اِذَا وَرَدْنَا اٰجِنًا جَھَرْنَاہُ　　　وَ لَا یُطَاقُ وِرْدُ مَا مَنَعْنَاہُ

ترجمہ: ''جب ہم گناہ میں مبتلا ہو گئے ہیں تو اب ہم اسے برملا کریں گے اور جس چیز سے ہم منع کرتے تھے اب اسے ایسے ہی نہ

چھوڑ دیا جائے گا''۔

قعقاع رضی اللہ عنہ نے یہ شعر تمثیلاً پڑھا تھا۔

## قعقاع رضی اللہ عنہ کی تدبیر:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ اس روز اونٹ کی حفاظت کے لیے سب سے آخر میں زفر بن الحارث نے جنگ کی قعقاع رضی اللہ عنہ اس کی طرف حملہ کے لیے بڑھے اور اس وقت حالت یہ ہو چکی تھی' کہ بنو عامر کا تیس سال سے زیادہ عمر والا کوئی آدمی زندہ نہ بچا تھا اور یہ لوگ نہایت تیزی کے ساتھ موت کے منہ میں جا رہے تھے۔

قعقاع رضی اللہ عنہ نے بجیر بن دلجہ سے کہا اپنی قوم کو بچالے اور اونٹ فوراً ذبح کر دے۔ ورنہ یہ سب ختم ہو جائیں گے اور ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی ختم ہو جائیں گی اے آل ضبہ۔ اے عمرو بن دلجہ میرے پاس آ اور میری بات مان لے۔

عمرو بن دلجہ: کیا میرے لیے اس وقت تک امان ہے جب تک یہ کام کر کے نہ لوٹوں۔

قعقاع رضی اللہ عنہ: ہاں!

عمرو بن دلجہ نے آگے بڑھ کر اونٹ کی پنڈلی کاٹ ڈالی اور اونٹ ایک بازو پر گر پڑا اور دھر دھری لینے لگا۔

قعقاع رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے جو اونٹ کے قریب تھے کہا۔ تم لوگوں کے لیے امان ہے اس کے بعد زفر اور بقیہ بنو عامر نے اونٹ کو گھیر لیا اور زفر و قعقاع رضی اللہ عنہ نے ہودج اٹھا کر زمین پر رکھا اور لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشیمانی:

سری نے شعیب' سیف اور صعب کے حوالے سے عطیہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب شام ہو گئی اور علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اونٹ اور اس کے ارد گرد جو لوگ تھے انہیں گھیر لیا گیا اور بجیر بن دلجہ نے اونٹ کو ذبح کر دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے فرمایا تمہیں امان ہے لوگوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ روک لیے۔ جب جنگ ختم ہو گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطور افسوس یہ اشعار پڑھے۔

اِلَیْکَ اَشْکُوْ عَجُرِیْ وَ بَجَرِیْ    وَ مَعْشَرًا غَشُّوْا عَلَیَّ بَصَرِیْ

ترجمہ: ''اپنے غموں اور کمزوری کی اے خدا! تجھ سے فریاد ہے۔ دراصل ایک جماعت نے میری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تھا۔

قَتَلْتُ مِنْهُمْ مُضَرًا بِمُضَرِیْ    شَفَیْتُ نَفْسِیْ وَ قَتَلْتُ مَعْشَرِیْ

ترجمہ: میں نے ان کے مضریوں کو مضریوں کے ذریعہ قتل کیا اور اس طرح میں نے اپنے دل کی پیاس بجھائی لیکن اپنی قوم ہی کو قتل کر ڈالا''۔

## حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تدفین:

سری نے شعیب اور سیف اور اسماعیل بن ابی خالد کے حوالے سے حکیم بن جابر کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے روز کہہ رہے تھے ''اے اللہ میری جان کا عثمان رضی اللہ عنہ کو بدلہ دے دیجیے تاکہ وہ راضی ہو جائیں'' ابھی وہ میدان میں کھڑے ہی تھے کہ ایک تیر آیا اور ان کے گھٹنے میں پیوست ہو گیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ ڈٹے رہے حتیٰ کہ ان کا موزہ خون سے

بھر گیا۔ جب کھڑا ہونا دشوار ہو گیا تو اپنے غلام سے فرمایا مجھے اپنے پیچھے بٹھا لو اور مجھے ایسی جگہ لے چلو جہاں مجھے کوئی پہچاننے والا نہ ہو میں نے آج کی طرح کوئی بوڑھا ایسا نہیں دیکھا جس کا خون اس طرح ضائع ہوا ہو۔

غلام نے انہیں اپنے پیچھے سوار کیا اور انہیں لے کر بصرہ کے ایک ٹوٹے ہوئے مکان میں پہنچا اور اس مکان کے صحن میں طلحہ رضی اللہ عنہ کو لٹا دیا۔ اسی مکان میں طلحہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور بنی سعد کے علاقے میں دفن کیے گئے۔

## زید بن صوحان کا قتل:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے بختری العبدی کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل میں جو اہل کوفہ شریک تھے ان میں سے تہائی قبیلہ ربیعہ کے افراد تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو دستے معین فرمائے تھے تو مضر کو مضر کے مقابلہ پر، ربیعہ کو ربیعہ اور یمن کو یمن کے مقابلے پر رکھا۔

بنو صوحان نے عرض کیا اے امیر المومنینؓ ہمیں مضر کے مقابلے کی اجازت دیجیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منظور کر لیا۔ کسی نے زید بن صوحان سے کہا تو نے آخر یہ بات کیوں پسند کی کہ تو مضر سے مقابلہ کرے اور اونٹ کی طرح حملہ آور ہو۔ کیا تجھے وہاں تیری موت کھینچے لیے جا رہی ہے تم ہماری طرف چلے آؤ۔

زید: میں تو خود موت کا متمنی ہوں۔ الغرض زید اسی وقت مارے گئے اور صعصعہ بھی مارا گیا۔

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے صعب بن عطیہ کا یہ بیان مجھے لکھ کر بھیجا کہ ہم میں سے ایک شخص کا نام حارث تھا۔ اس نے مضریوں سے کہا آخر تم کیوں ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو۔ ہمیں تو یہ نظر آ رہا ہے کہ ہم موت کے منہ میں جا رہے ہیں اور پھر اس قتل کا آخر تم کیا بدلہ چکاؤ گے۔

## کعب بن سور کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے:

عبداللہ بن احمد نے احمد، سلیمان، ابن المبارک اور جریر کے حوالے سے زبیر بن الحریث کا یہ بیان ذکر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے حرمین کے ایک شیخ ابو جبیر نامی نے ذکر کیا کہ میں کعب بن سور کے پاس سے گزرا اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھا۔ اس نے مجھ سے کہا اے ابو جبیر خدا کی قسم میری مثال وہی ہے جو ایک کہنے والے نے کہی ہے:

يَا بُنَيَّ لَا تَبِنْ وَ لَا تُقَاتِلْ

''اے میرے بیٹے نہ تو تو پہل کر اور نہ جنگ کر''۔

زبیر بن حریث کہتا ہے کہ اس کے قتل ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی لاش کے پاس سے گزرے اور فرمایا خدا کی قسم! جہاں تک میں جانتا ہوں تو حق پر قائم تھا۔ انصاف کی دعوت دیتا تھا اور ایسا اور ایسا تھا۔ الغرض حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی خوب تعریف کی۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جنگ کی طلب گار نہ تھیں:

سری نے شعیب، ابن صعصعہ، عمرو بن جاوان کے حوالے سے جریر بن اشرس کا یہ بیان مجھے تحریر کر کے بھیجا کہ اس روز شروع دن میں طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے جنگ چلتی رہی اس کے بعد طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے لشکر کو شکست ہو گئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صلح کی

طلب گار تھیں لیکن لوگوں نے انہیں گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ مضر نے انہیں دیکھ کر گھیر لیا اور بھاگتے ہوئے لوگ پھر جنگ کے لیے بھڑ گئے۔ بقیہ دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ میں جنگ جاری رہی۔

## کعب بن سور کا قتل:

کعب بن سور نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قرآن لیا اور دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو کر لوگوں کو اللہ کی قسم دی کہ وہ آپس میں خون نہ بہائیں۔ اس کے بعد اپنی زرہ اتار کر نیچے پھینک دی اور ڈھال توڑ دی۔ لیکن علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اس پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور اسے قتل کر دیا اور خود کچھ مہلت دیئے بغیر لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا پر حملہ کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے سب سے پہلے کعب بن سور شہید ہوا۔

## مسلم بن عبداللہ کا قتل:

سری نے شعیب' سیف اور مخلد کے حوالے سے کثیر کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ ہم نے مسلم بن عبداللہ کو بنوابین کو بلانے کے لیے روانہ کیا لیکن لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے تیروں پر رکھ لیا۔ جیسا کہ قلب علی رضی اللہ عنہ نے کعب کے ساتھ کیا تھا۔ اس طرح دونوں لشکروں کے درمیان سب سے پہلے مسلم بن عبداللہ شہید ہوا۔ مسلم کی ماں نے اس کا مرثیہ کہا۔

لَا هُـــمَّ اِنَّ مُسْـلِـمًـا اَتَــاهُــمْ مُسْتَسْلِـمًــا لِـلْـمَوْتِ اِذْ دَعَـا هُـمْ

ترجمہ: ''جب مسلم لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کو صلح کی دعوت دینے آیا تھا تو دراصل وہ صلح کے لیے نہ آیا تھا بلکہ موت کے لیے آیا تھا۔

اِلَـى كِتَـابِ الـلّٰــهِ لَا يَـخْشَـاهُـمْ فَــرَمَـلُـوْهُ مِـنْ دَمٍ اِذْ جَـاهُـمْ

ترجمہ: وہ کتاب اللہ کی دعوت دینے آیا تھا اس لیے اسے ان سے کوئی خوف نہ تھا لیکن جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اسے خاک وخون میں ملا دیا۔

وَ اُمُّهُــمْ قَــائِـمَةٌ تَــرَاهُــمْ يَــاْتَـمِـرُوْنَ الْـغَـيَّ لَاتَـنْـهَـا هُـمْ

ترجمہ: ان کی ماں انھیں کھڑی دیکھ رہی تھیں۔ لوگوں کو سرکشی کا حکم دے رہی تھیں اور برائی سے نہ روکتی تھیں''۔

## ابن یثربی کی جوانمردی:

سری نے شعیب' سیف' صعب اور حکیم کے حوالے سے شریک کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جنگ جمل کے دن جب شام کے وقت کوفہ کے دونوں بازو شکست کھا گئے تو وہ سب قلب میں جمع ہو گئے۔

کعب بن سور سے قبل ابن یثربی بصرہ کے قاضی رہ چکے تھے وہ خود مع اپنے بھائیوں کے لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا میں شامل ہو گئے ان کے بھائیوں کے نام عبداللہ اور عمرو تھے۔ یہ ابن یثربی گھوڑے پر سوار تھے۔ لشکر میں شامل ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے آگے حفاظت کے لیے کھڑے ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کون ہے ایسا جوانمرد جو اونٹ پر حملہ کرے' ان کے اس کہنے پر ہند بن عمرو المرادی اونٹ کی جانب بڑھا ابن یثربی نے اسے روکا دونوں میں تلواروں کے دو دو ہاتھ چلے اور ابن یثربی نے ہند کو زمین پر ڈھیر کر دیا۔ اس کے قتل کے بعد سیحان بن صوحان اس کے مقابلے پر آیا ابن یثربی اس کے مدمقابل ہوا ابھی دو دو ہاتھ نہ ہونے پائے تھے کہ

ابن یثربی نے اسے بھی ختم کر دیا۔ اس کے بعد صعصعہ مقابلے پر آیا ابن یثربی نے اسے بھی قتل کر دیا اس طرح انہوں نے جنگ کے دوران تین شخص قتل کیے۔ علباء ہند اور سیحان اور صعصعہ اور زید کو بھی ان کے پاس پہنچا دیا۔

## عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی غلطی:

سری نے شعیب' سیف اور عمرو بن محمد کے حوالے سے شعبی کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جنگ جمل میں زیادہ تر قریشیوں نے اونٹ کی مہار پکڑی اور یہ سب کے سب قتل ہوئے جب اشتر حملہ کے لیے آگے بڑھا تو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما مقابلے کے لیے آگے آئے پہلے دونوں میں دو دو وار ہوئے اشتر نے عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے سر پر وار کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے خالی دیا اور اسے چمٹ گئے اور اسے گھوڑے سے نیچے پھینک دیا دونوں گتھم گتھا ہونے لگے اس وقت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ مجھے اور مالک دونوں کو قتل کر دو لیکن لوگ اشتر کو مالک کے نام سے پہچانتے نہ تھے اگر وہ اشتر کہتے تو اس وقت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے دس ہزار حامی موجود تھے وہ ان سے بچ کر نہ جا سکتا تھا۔ اشتر عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تڑپ رہا تھا وہ بڑی مشکل سے ان سے جان بچا کر بھاگا۔ اور علی کے حامیوں میں سے جب کوئی شخص اونٹ پر حملہ کرتا اور پھر اتفاق سے وہ بچ جاتا تو پھر وہ اونٹ کا رخ نہ کرتا اس دن مروان اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما زخمی ہو گئے تھے۔

## ابن یثربی کے اشعار:

عبداللہ بن احمد نے سلیمان' عبداللہ' جریر بن حازم' محمد بن ابی یعقوب اور ابن عون کے حوالے سے ابو رجاء کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ اس روز عمرو بن یثربی الضبی جو عمیرۃ القاضی کا بھائی تھا یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

نَحْنُ بَنُوْضَبَّةَ اَصْحَابُ الْجَمَلِ   نَنْزِلُ بِالْمَوْتِ اِذَا الْمَوْتُ نَزَلَ

ترجمہ: ''ہم بنوضبہ ہیں اور اونٹوں والے ہیں جب موت نازل ہوتی ہے تو ہم موت کے منہ میں کود پڑتے ہیں۔

اَلْقَتْلُ اَحْلٰی عِنْدَنَا مِنَ الْعَسَلْ   نَنْعَی ابْنَ عَفَّانَ بِاَطْرَافِ الْاَسَلْ

رُدُّوْا عَلَيْنَا شَيْخَنَا ثُمَّ بَجَلْ

ترجمہ: ہمارے نزدیک قتل شہد سے بھی زیادہ میٹھی شے ہے ہم عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا نیزوں کی نوکوں سے بدلہ لینے آئے ہیں۔ ہمارے شیخ کو ہمیں واپس کر دو پھر تمہارے لیے راستہ کھلا ہے''۔

## ابن یثربی کا قتل:

سری نے شعیب' سیف کے حوالے سے داؤد بن ابی ہند کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ابن یثربی اس روز یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

اَنَا لِمَنْ اَنْكَرَنِی ابْنُ يَثْرِبِی   قَاتِلُ عِلْبَاءَ وَ هِنْدِ الْجَمَلِی

وَ ابْنٍ لِّصُوْحَانَ عَلٰی دِيْنِ عَلِیٍّ

ترجمہ: ''اس کا کون انکار کر سکتا ہے کہ میں ابن یثربی ہوں اور علباء اور ہند الجملی اور صوحان کے بیٹے کا قاتل ہوں جو دین علی رضی اللہ عنہ پر قائم تھا''۔

اس کے بعد ابن یثربی نے اپنے مقابلے کے لیے لوگوں کو للکارا ایک آدمی اس کے مقابلے پر آیا اس نے اسے قتل کر دیا اور

اس کے بعد پھر دوسرا مقابل طلب کیا اور شخص مقابلے پر آیا ابن یثربی نے اسے بھی قتل کر دیا۔

آخر میں عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لیے نکلے عمرو بن یثربی کے مقابلے پر جتنے بھی آدمی گئے تھے ان میں یہ سب سے زیادہ کمزور تھے۔ جب یہ میدان میں نکلے تو لوگوں نے اناللہ پڑھی اور میں اپنے دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ خدا کی قسم! یہ بھی اوروں کے پاس پہنچ جائیں گے۔ عمار رضی اللہ عنہ کوتاہ قد تھے ان کی ٹانگیں پتلی پتلی تھیں بغل میں تلوار لٹکائے ہوئے تھے ابن یثربی ان کے مقابلے پر آیا اور ان کو تلوار مارنے لگا انہوں نے ڈھال بڑھائی۔ عمار رضی اللہ عنہ نے بھی وار کیا لیکن ابھی ابن یثربی ان کے وار کا جواب دینے نہ پایا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے اس پر پتھروں کی بارش کر دی اور پتھر مار مار کر اسے نیچے گرا دیا۔

## عمیر بن ابی الحارث کا جواب:

سری نے شعیب' سیف اور حماد البرجمی کے حوالے سے خارجۃ بن الصلت کا یہ بیان مجھے تحریر کر کے بھیجا' کہ جب جمل کے روز ایک ضبی نے یہ اشعار پڑھے۔

نَحْنُ بَنُوْ ضَبَّةَ اَصْحَابُ الْجَمَلِ　　نَنْعِي ابْنَ عَفَّانَ بِاَطْرَافِ الْاَسَلُ

رُدُّوْا عَلَيْنَا شَيْخَنَا ثُمَّ بَجَلْ

ترجمہ: ''ہم بنوضبہ ہیں اور اونٹوں والے ہیں ہم نیزوں کی نوکوں سے ابن عفان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے آئے ہیں۔ ہمارے شیخ کو ہمیں واپس کر دو پھر تمہارے لیے راستہ کھلا ہے''۔

عمیر بن ابی حارث نے اس کے جواب میں یہ شعر کہا۔

كَيْفَ نَرُدُّ شَيْخَكُمْ وَ قَدْ قَحَلْ　　نَحْنُ ضَرَبْنَا صَدْرَهٗ حَتّٰى انْجَفَلْ

ترجمہ: ''ہم تمہارے شیخ کو کیسے واپس کر دیں وہ تو ختم بھی ہو چکا ہے ہم نے اس کے سینے پر ایسا وار کیا کہ آنتیں تک باہر نکل آئیں''۔

## حارث بن قیس کے اشعار:

سری نے شعیب' سیف اور صعب کے حوالے سے حکیم کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جنگ جمل میں بنوضبہ کے ایک آدمی نے جس کا نام عمرو بن دلجہ یا بجیر بن دلجہ تھا اونٹ کو ذبح کیا۔ اس کے بارے میں حارث بن قیس کے یہ اشعار ہیں۔ یہ حارث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھیوں میں سے تھا۔

نَحْنُ ضَرَبْنَا سَاقَهٗ فَانْجَدَلَا　　مِنْ ضَرْبَةٍ بِالنَّفْرِ كَانَتْ فَيْصَلَا

ترجمہ: ''ہم نے اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے اونٹنی گر پڑی اور ہمارا یہ وار فیصلہ کن ثابت ہوا۔

لَوْ لَمْ نَكُوْنُ لِلرَّسُوْلِ ثَقَلَا　　وَ حُرْمَةٍ لَا قَتَسَمُوْنَا عُجَّلَا

ترجمہ: اگر ہمیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اور عزت کا خیال نہ ہوتا تو ہم بہت جلد ہی فیصلہ کر لیتے''۔

## شدید جنگ:

سری نے شعیب' سیف' محمد بن نویرہ کے حوالے سے ابو عثمان کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ قعقاع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جیسی جنگ

جمل کے روز دونوں لشکروں کے قلب نے جنگ کی ہے ایسی جنگ میں نے کبھی نہ دیکھی تھی کہ ہم لوگ اپنے پہلوؤں پر ٹیک لگا کر نیزوں سے ان کی مدافعت کر رہے تھے اور لشکر عائشہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی عالم تھا حتیٰ کہ اگر آدمی لاشوں پر چلنا چاہتے تو چل سکتے تھے۔

عیسیٰ بن عبدالرحمٰن المروزی نے حسن بن الحسین العرنی یحییٰ بن یعلی الاسلمی' سلیمان بن قرم اور اعمش کے حوالے سے عبداللہ بن سنان الکاہلی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جمل کے روز پہلے ہم نے تیروں سے جنگ کی جب وہ ختم ہو گئے تو نیزے سنبھال لیے حتیٰ کہ نیزے بھی ہمارے اور ان کے سینوں سے پار ہوتے ہوتے کند ہو گئے اور ان کا یہ عالم ہو گیا کہ اگر ان پر گھوڑے چلنا چاہتے تو چل سکتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس وقت للکار کر کہا اے مہاجرین کی اولاد تلواریں سنبھالو۔

شیخ کا بیان ہے کہ جب بھی میں ولید کے گھر جاتا تو اس جنگ کا ضرور ذکر کرتا۔

## جنگ جمل کا چرچا:

عبدالاعلیٰ بن واصل نے ابونعیم اور فطر کے حوالے سے ابوبشیر کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں جنگ جمل میں اپنے مالک کے ساتھ شریک تھا اس وقت جب بھی میں ولید کے مکان کے سامنے سے گزرتا تو وہاں سے لوہاروں کے لوہا کوٹنے کی آوازیں آتیں اور وہ آپس میں اس جنگ کا چرچا کرتے ہوتے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ پر تیروں کی بوچھار:

عیسیٰ بن عبدالرحمٰن المروزی نے حسن بن حسین' یحییٰ بن یعلی اور عبدالملک بن مسلم نے عیسیٰ بن حطان کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ پہلے تو لوگ آپس میں گتھ گئے۔ جب ہم میدان سے لوٹے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک سرخ اونٹ پر سوار تھیں اس اونٹ پر سرخ ہودج رکھا ہوا تھا جو تیروں کی بوچھار سے تیروں کا ایک تھیلا معلوم ہو رہا تھا۔

عبداللہ بن احمد نے 'احمد' سلیمان' عبداللہ اور ابن عون کے حوالے سے ابورجاء کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ ہم لوگ آپس میں جنگ جمل کا ذکر کر رہے تھے تو میں نے کہا میں اس وقت بھی گویا یہ دیکھ رہا ہوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج تیروں کی بوچھار سے ایسا محسوس ہو رہا ہے گویا وہ تیروں کا ایک تھیلا ہے۔ ابن عون کہتا ہے کہ میں نے ابورجاء سے سوال کیا کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روز خود بھی لڑائی میں حصہ لیا تھا ابورجاء نے جواب دیا مجھے تو صرف معلوم ہے کہ ان پر تیروں کی بوچھار کی گئی تھی۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے کیا کیا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جنگ کے بعد بصرہ میں قیام:

سری نے شعیب' سیف اور محمد بن راشد السلمی کے حوالے سے میسرہ ابوجمیلہ کا یہ بیان مجھے تحریر کر کے بھیجا کہ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اونٹ کے ذبح ہونے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے اور ان کے ہودج کے بندھن کاٹے اور ان کا ہودج اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بصرہ لے جاؤ یہ دونوں انہیں بصرہ لے گئے اور عبداللہ بن خلف الخزاعی کے مکان میں انھیں ٹھہرایا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عمار رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر بھیجا کہ جنگ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک

جماعت کو حکم دیا کہ مقتولین کے درمیان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج اٹھا لیا جائے' قعقاع رضی اللہ عنہ اور زفر بن الحارث نے پہلے ہی ہودج اونٹ پر سے اتار کر اونٹ کے ایک طرف رکھ دیا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس حکم کے بعد محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ ہودج کے قریب پہنچا اور ہودج کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: یہ کون ہے؟

محمد: آپ کا نیک بھائی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: نہیں بلکہ نافرمان بھائی۔

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا اے میری ماں! آج آپ نے اپنے بیٹوں کی جنگ کیسی پائی؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: تو کون ہے؟

عمار رضی اللہ عنہ: آپ کا نیک بیٹا عمار رضی اللہ عنہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: میں تیری ماں نہیں ہوں۔

عمار رضی اللہ عنہ: کیوں نہیں خواہ آپ برا کیوں نہ مانیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: اگر تم کامیاب ہو گئے تو اس پر فخر کر رہے ہو۔ حالانکہ جیسا تم نے دوسروں کو نقصان پہنچایا ہے ویسا ہی تمہیں بھی پہنچا ہے افسوس! خدا کی قسم! جن کی عادات اس قسم کی ہوتی ہے۔ وہ تو کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

اس گفتگو کے بعد لوگوں نے ہودج اٹھا کر ایسی جگہ رکھ دیا جہاں قریب میں کوئی آدمی نہ تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہودج ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ایک پرندہ ہے جس کے پر نکل آئے ہوں۔

## اعین بن ضبیعہ کی بدتمیزی:

جب ہودج علیحدہ رکھ دیا گیا تو اعین بن ضبیعۃ المجاشعی خاموشی کے ساتھ ہودج کے قریب پہنچا اور ہودج کے اندر جھانکا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کون ہے۔ اللہ تجھ پر لعنت کرے۔

اعین نے چلا کر کہا خدا کی قسم! آج میں نے حمیرا کو دیکھ لیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: اللہ تعالیٰ تیرا پردہ چاک کرے تیرے ہاتھ کاٹے اور تجھے ننگا کرے۔

اس واقعہ کے کچھ روز بعد اعین کو بصرہ میں قتل کر دیا گیا اور اسے پھانسی پر لٹکا دیا گیا اس کے ہاتھ بھی کاٹے گئے اور بنواز د کے ایک ٹوٹے ہوئے مکان میں لوگوں نے اسے ننگا کر کے اس پر تیر اندازی کی۔

آخر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے میری ماں! اللہ ہماری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: ہاں اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حاضری:

سری نے شعیب' سیف' صعب اور حکیم کے حوالے سے شریک کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

اور عمار رضی اللہ عنہ نے ہودج کی رسیاں کاٹ کر اور اسے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا تو محمد نے ہودج کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا آپ کا بھائی محمد ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: یعنی قابل مذمت بھائی۔

محمد: اے میری بہن آپ کو کوئی زخم تو نہیں پہنچا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: تمہیں میرے زخم سے کیا واسطہ؟

محمد: پھر تو میں بالکل ہی گمراہ ہو جاؤں گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: نہیں بلکہ ہدایت یافتہ۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا اے میری ماں! آپ کا کیا حال ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: الحمد للہ بخیریت ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: خدا تمہاری بھی مغفرت کرے۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عبداللہ بن خلف کے گھر میں قیام:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب جنگ جمل کے بعد محمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لے کر چلا۔ اس وقت رات کا آخری حصہ تھا وہ انہیں لے کر بصرہ میں داخل ہوا اور عبداللہ بن خلف الخزاعی کے مکان میں صفیہ بنت الحارث بن طلحۃ بن ابی طلحۃ بن عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدار کے پاس ٹھہرا دیا یہ صفیہ ام طلحۃ الطلحات بن عبداللہ بن خلف کی ماں تھیں۔ یہ واقعہ بقول واقدی ۱۵/ جمادی الآخر ۳۶ھ کو پیش آیا۔

## نماز کی حالت میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت:

سری نے شعیب' سیف اور ولید بن عبداللہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب جنگ جمل میں لوگ زبیر اور طلحہ رضی اللہ عنہما کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی جنگ چھوڑ کر احنف کی لشکر گاہ کی طرف چلے جب احنف رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا اور انھوں نے واقعہ بیان کیا تو احنف بولا خدا کی قسم! یہ شکست ممکن نہیں اور لوگوں سے بولا کہ میدان جنگ کی خبر کون لے کر آئے گا۔

عمرو بن جرموز نے کہا کہ میں لے کر آتا ہوں۔ اس نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا پیچھا کیا جب وہ قریب آ گیا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اس پر نظر پڑی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں غصہ بے پناہ تھا۔ اس لیے غصہ سے بولے تم میرے پیچھے پیچھے کیوں آ رہے ہو۔

ابن جرموز: آپ سے حال دریافت کرنے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا ایک غلام عطیہ نامی تھا جو ان کی خدمت کے لیے ساتھ رہتا۔ اس نے عرض کیا کہ آپ ایک راہ چلتے ہوئے انسان کی طرف بیکار توجہ نہ کیجیے۔ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔

ابن جرموز: ہاں نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نماز کے لیے سواری سے اترے اور آگے بڑھ کر نماز پڑھانی شروع کی پیچھے سے ابن جرموز نے نماز کی حالت میں زبیر رضی اللہ عنہ کے اس جگہ سے نیزہ مارا جہاں سے زرہ پھٹی ہوئی تھی اور انھیں شہید کر کے ان کا گھوڑا' ان کی زرہ اور ان کی انگوٹھی اتار لی اور غلام کو چھوڑ دیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو وادی السباع میں دفن کرنے کے بعد اپنی قوم کے پاس واپس آیا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کا واقعہ سنایا۔

ان کی شہادت کا حال سن کر احنف نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ تو نے یہ کام اچھا کیا یا برا۔ پھر وہ ابن جرموز کو اپنے ساتھ لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا اور ان سے تمام حال بیان کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار منگوائی۔ جب تلوار آ گئی تو اسے دیکھ کر فرمایا یہ وہی تلوار ہے جس کے ذریعہ زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے بہت سی تکالیف دور کیں۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ تلوار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے احنف سے فرمایا تو نے بہت برا کام کیا۔

احنف: میں نے تو یہ کام اچھا ہی سمجھ کر کیا تھا اور یہ جو کچھ بھی ہوا ہے آپ ہی کے حکم سے ہوا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ نرمی اختیار کریں کیونکہ آپ کے قدم اس راہ پر چل رہے ہیں جس راہ سے منزل تک پہنچنا بہت دشوار ہے آپ کو کل گزشتہ اتنی ضرورت نہ تھی جتنی کہ آئندہ آپ کو میری ضرورت پیش آئے گی۔ آپ میرا احسان نہ بھولیے اور میری دوستی کو اپنی ہی آئندہ بہتری کے لیے نبھانے کی کوشش کیجیے اور آپ آئندہ مجھ سے اس قسم کا کوئی تذکرہ نہ کریں تو میں آپ کا خیر خواہ رہوں گا۔

## شکست خوردہ لوگوں کا حشر:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالہ سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تو شروع دن ہی میں سوار ہو کر مدینہ کی طرف چلے گئے تھے لیکن راہ میں انہیں ابن جرموز نے شہید کر دیا۔

محمد وطلحہ کا بیان ہے کہ حکم کے دونوں بیٹے عبدالرحمٰن اور یحییٰ اور عتبۃ بن ابی سفیان ہزیمت کے بعد بصرہ سے بھاگ کر نکلے اور مختلف شہروں میں چھپتے پھرتے تھے آخر کار یہ تینوں عصمۃ بن ابیر التیمی کے پاس پہنچے اور اس سے دریافت کیا تم کون ہو۔

عصمہ: میں عصمۃ بن ابیر التیمی ہوں۔ کیا تمہیں پناہ کی ضرورت ہے؟

مفرورین: ہاں!

عصمہ: پھر تم ایک سال تک میری امان میں رہ سکتے ہو۔ وہ انھیں اپنے ساتھ لے گیا اور انھیں اپنی حفاظت میں رکھا اور ان کی حفاظت کے لیے آدمی متعین کر دیئے۔ جب ایک سال گزر گیا تو عصمہ نے ان سے کہا جس شہر میں جانا چاہو میں تمہیں وہاں پہنچا دوں گا۔ انہوں نے شام کا نام لیا وہ انہیں تیم الرباب کے چار سو سواروں کی حفاظت میں لے کر چلا۔ جب قبیلہ کلب کے شہروں میں دومۃ الجندل کی حدود پر پہنچا تو ان لوگوں نے اس سے کہا۔ اب تم جا سکتے ہو۔ واقعتاً تم نے اپنی ذمہ داری کو خوب نبھایا ہے اسی عصمہ کے بارے میں شاعر کہتا ہے ۔

وَفَـى ابُنُ اُبَيْـرٍ وَّالـرِّمَـاحُ شَوَارِعٌ     بِـاٰلِ اَبِـى الْـعَـاصِ وَفَـاءً مُّـذَكَّـرًا

ترجمہ: ''ابن ابیر نے ابوالعاص کی اولاد کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کیا حالانکہ نیزے چاروں طرف تنے ہوئے تھے''۔

## ابن عامر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

ابن عامر رضی اللہ عنہ بھی زخمی تھا وہ بھی بصرہ سے بھاگا راہ میں بنوحرقوص کا ایک شخص مری نامی اسے ملا اس نے اس سے امان کی درخواست کی اس نے اسے امان دی اور کچھ روز اپنے پاس رکھا اس کے بعد مری نے اس سے کہا۔ تم کون سے شہر جانا چاہتے ہو؟

ابن عامر رضی اللہ عنہ: دمشق۔

مری بنوحرقوص کے کچھ سواروں کے ساتھ اسے لے کر دمشق چلا اور دمشق تک اس کا ساتھ دیا حارثہ بن بدر کا بیان ہے کہ مری جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھا اور اس جنگ میں اس کا ایک بیٹا اور ایک بھائی قتل ہوئے۔

اَتَـانِـیُ مِـنَ الْاَنْـبَـآءِ اَنَّ ابُنَ عَـامِـرٍ اَنَـاخَ وَ اَلْـقَـی فِـیُ دَمِشُقِ الْـمَـرَاسِـیَـا

ترجمہ: ''میرے پاس یہ خبر آئی کہ ابن عامر رضی اللہ عنہ یہاں سے کوچ کر کے دمشق گیا''۔

## مروان کی جائے پناہ:

مروان بن الحکم شکست کے بعد بنوغزہ کے ایک مکان پر پہنچا اور مکان کے مکینوں سے کہا کہ تم مالک بن مسمع کے پاس جاؤ اور اسے جا کر بتادو کہ مروان آیا ہے۔ یہ لوگ مالک کے پاس گئے اور اسے مطلع کیا۔ مالک نے اپنے بھائی مقاتل سے سوال کیا کہ اس شخص نے خود کو ہم پر ظاہر کر دیا ہے اور اپنا پتہ بتا دیا ہے۔ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔

مقاتل: آپ اپنے بھتیجے کو بھیج دیجیے کہ وہ اسے اپنی امان میں لے لے پھر ایک آدمی امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیے کہ وہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے مروان کے لیے امان طلب کرے اگر وہ امان دے دیں تو ہمارا منشا بھی یہی ہے اور اگر وہ امان نہ دیں تو اسے یہاں سے نکال دینا چاہیے لیکن اس طرح کہ اسے اپنی تلواروں کی حفاظت میں لے کر کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیا جائے' اور اس دوران میں اگر کوئی اس پر حملہ آور ہو تو ہم اپنی تلواروں سے اس کی حفاظت کریں اس صورت میں اگر ہم محفوظ رہے اور ہمیں کسی مقابلے کی ضرورت پیش نہ آئی تو فبہا اور اگر ہم اس کی حفاظت میں مارے جائیں گے تو عزت وشرافت کی موت مریں گے۔

مالک نے اپنے رشتہ داروں سے بھی مشورہ کیا تھا لیکن اوروں کے مشورے کو اس نے قبول نہ کیا اور مقاتل کی رائے کو پسند کرتے ہوئے مروان کے پاس ایک آدمی روانہ کیا کہ اسے میرے گھر میں لا کر ٹھہرا دو۔ مالک نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ اگر مروان کی حفاظت میں کوئی سد راہ ہوا تو میں اس کا مقابلہ کروں گا اس نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا۔ امان کی خاطر جان دینا ہی وفاداری ہے بنومروان نے آگے چل کر اس قبیلہ کی وفاداری کا نہایت عمدہ صلہ دیا اور انھیں بہت سے فوائد پہنچائے اور انھیں بڑے بڑے رتبوں پر فائز کیا۔

## عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہم:

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے وزیر نامی ایک ازدی شخص کے مکان میں پناہ لی اور اس سے کہا کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور انہیں میری جائے پناہ بتا دو اور یہ بھی کہہ دو کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع نہ ہونے پائے۔ وہ شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچا اور ان سے تمام واقعہ عرض کیا۔

ام المومنینؓ: جاؤ محمد کو میرے پاس لاؤ۔
وزیر: عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے مجھے اس سے منع کیا ہے کہ محمد کو اس کی اطلاع نہ ہونے پائے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک دوسرا شخص بھیج کر محمد کو طلب کیا۔ جب محمد آیا تو اس سے فرمایا اس شخص کے ساتھ جاؤ اور میرے بھانجے کو میرے پاس لے آؤ۔ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اس ازدی کے ساتھ گیا اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا اور ان سے کہا خدا کی قسم! میں تیرے پاس مجبور ہو کر آیا ہوں اور ام المومنینؓ نے مجھے اس پر مجبور کیا۔

الغرض عبداللہ رضی اللہ عنہ اور محمد دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں روانہ ہوئے اور تمام راستے دونوں ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے رہے اور وجہ یہ پیش آئی کہ محمد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہا اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے محمد کو برا بھلا کہا حتی کہ یہ دونوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس عبداللہ بن خلف کے مکان میں پہنچ گئے۔

عبداللہ بن خلف رضی اللہ عنہ جنگ جمل سے قبل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور عبداللہ کے بھائی عثمان رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں لڑتے ہوئے قتل ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے زخمیوں کی تلاش کے لیے کچھ آدمی روانہ کیے جتنے بھی زخمی تھے سب کو اس مکان میں بلا لیا اور اپنی پناہ میں لے لیا۔ مروان کو اپنی پناہ میں لینے کا اعلان فرمایا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا افسوس:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جنگ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے پردہ کر دیا گیا۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردے میں بیٹھ گئیں تو سب سے پہلے قعقاع رضی اللہ عنہ بن عمروان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ام المومنین کو سلام کیا۔ ام المومنینؓ نے فرمایا کہ میں نے کل دو شخصوں کو دیکھا تھا جو تلواریں لیے ہوئے میرے سامنے حملہ آور ہوئے تھے اور فلاں فلاں رجز پڑھ رہے تھے کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟

قعقاع رضی اللہ عنہ: جی ہاں! وہ شخص جو یہ کہہ رہا تھا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ بہت نامہربان ماں ہیں خدا کی قسم! اس شخص نے جھوٹ بولا۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ بہت ہی نیک ماں ہیں لیکن کوئی آپ کی اطاعت نہیں کرتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کاش! میں آج سے بیس سال قبل مر گئی ہوتی۔

قعقاع رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے نکل کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور انہیں بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سوال کیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: آخر وہ دو شخص کون تھے؟

قعقاع رضی اللہ عنہ: اس میں سے ایک تو ابوہالہ تھا جو آپ کا ساتھی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کاش! میں اس واقعہ سے بیس سال قبل مر گیا ہوتا۔ الغرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں نے ایک ہی بات کہی۔

## جنگ جمل کے مقتولین جنتی ہیں:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان میرے پاس تحریر کر کے بھیجا کہ رات کی تاریکی میں جو زخمی چل سکتے

تھے اٹھ اٹھ کر بصرہ پہنچ گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے معلوم کیا کہ ان کے ساتھ اور علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کل کتنے آدمی تھے اور ان میں سے کتنے قتل ہوئے اور کتنے بچے تا کہ انہیں یہ معلوم ہو جائے کہ کتنے آدمی لا پتہ ہیں۔

جب وہ عبداللہ بن خلف کے مکان میں تھیں تو لوگوں نے انھیں گھیر لیا۔ جب ان سے کسی کی موت کا ذکر کیا جاتا تو وہ فرماتیں اللہ ان پر رحم کرے' ان کے کسی ساتھی نے سوال کیا کہ ایسے لوگوں پر اللہ کیسے رحم فرمائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ فلاں جنت میں جائے گا اور فلاں جنت میں جائے گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے امید ہے کہ جس شخص کا دل اور لوگوں کی طرف سے صاف ہوگا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

## گناہوں کی مغفرت:

سری نے شعیب' سیف' عطیہ اور ابوایوب کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنی آیات نازل ہوئیں ان تمام آیات سے زیادہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے نازل ہونے پر خوش ہوئے:

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴾

''اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے۔ وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سی چیزیں تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے''۔

اس آیت کے نازل ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمانوں کی جان پر دنیا میں جو بھی مصیبت آتی ہے وہ اس کے گناہوں کی بدولت آتی ہے اور ان میں سے بہت سے گناہ تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور دنیا میں اسے جو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے لیے کفارہ اور مغفرت کا سبب ہوتی ہے جس کی قیامت کے روز کوئی سزا نہ ملے گی اور جو کچھ اللہ عزوجل نے دنیا میں معاف فرما دیا ہے وہ معاف ہو چکا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی شے کو معاف کرنے کے بعد اس پر سزا نہیں دیتا۔

## مقتولین کی تدفین:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر بھیجا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تین روز تک لشکر گاہ میں مقیم رہے اور بصرہ میں قیام نہیں کیا کیونکہ لوگ اپنے اپنے مقتولین کو تلاش کر کے دفن کر رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی تمام مقتولین کا چکر لگایا جب کعب بن سور کی لاش پر سے ان کا گزر ہوا تو اپنی جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگ یہ کہتے تھے کہ ان کے ساتھ بے وقوف لوگ آئے ہیں حالانکہ یہ تو ایک عالم کی لاش ہے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کی لاش پر سے گزرے تو فرمایا یہ تو قریش کے سردار ہیں لوگ ان پر جان دیتے تھے اور سب ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے متحد تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جس لاش پر سے بھی گزرتے اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور فرماتے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جو لوگ یہ کہتے تھے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صرف فتنہ گر لوگ ہیں وہ غلط کہتے ہیں یہ مرنے والا شخص تو انتہائی عابد اور مجتہد آدمی تھا۔ اس کے بعد علی رضی اللہ عنہ نے تمام مقتولین کوفہ اور مقتولین بصرہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دونوں طرف کے قریشی لوگوں کی بھی یہ قریشی مدینہ اور

مکہ کے رہنے والے تھے اور اطراف میں ایک بڑی قبر میں سب کو دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ میدان میں جتنی چیزیں ملیں سب جمع کر کے لے آؤ' جب سب چیزیں جمع ہو گئیں تو مسجد بصرہ میں بھیج کر اعلان کرایا کہ ہر شخص اپنی چیز پہچان کر لے لے لیکن ہتھیار خزانہ میں داخل کیے جائیں گے اور جس چیز کا کوئی پہچاننے والا موجود نہ ہو تو وہ تم لے سکتے ہو کیونکہ وہ اللہ عزوجل نے تمہیں عطا کیا ہے۔ ایک مسلمان کے لیے دوسرے مرنے والے مسلمان کا مال حلال نہیں اور یہ ہتھیار چونکہ ان کے ہاتھوں میں تھے اس لیے حکومت کے دیئے بغیر ملکیت میں نہیں آ سکتے۔

## مقتولین کی تعداد:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جنگ جمل میں اونٹ کے اردگرد لڑتے ہوئے دس ہزار آدمی مارے گئے۔ ان میں سے آدھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھی تھے اور آدھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔

قبیلہ ازد کے دو ہزار' یمن کے پانچ سو' مضر کے دو ہزار' بنو قیس کے پانچ سو' بنو تمیم کے پانچ سو' بنو ضبہ کے ایک ہزار اور بنو بکر بن وائل کے پانچ سو آدمی مارے گئے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ پہلی جنگ میں بصرہ کے پانچ ہزار آدمی مارے گئے اور اس کے بعد دوسری جنگ میں پانچ ہزار آدمی مارے گئے۔ اس طرح بصرہ کے مقتولین کی تعداد دس ہزار تھی۔ اور پانچ ہزار کوفی مارے گئے۔ بنو عدی کے ستر قاری قرآن قتل ہوئے بنو عدی کے نوجوان اور وہ لوگ اس کے علاوہ ہیں جو قاری نہ تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب تک بنو عدی کی آوازیں آتی رہیں مجھے کامیابی کی امید رہی۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حاضری:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوشنبہ کے روز بصرہ میں داخل ہوئے' پہلے مسجد پہنچے اور نماز پڑھی لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خچر پر سوار ہو کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں گئے اور عبداللہ بن خلف رضی اللہ عنہ کے مکان پر پہنچے یہ بصرہ کا سب سے بڑا مکان تھا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ یہاں پہنچے تو عورتوں کو روتے ہوئے دیکھا یہ خلف کے بیٹے عبداللہ اور عثمان پر رو رہی تھیں اور صفیہ بنت الحارث بھی منہ ڈھانپے رو رہی تھیں۔ جب صفیہ نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان سے بولی۔ اے علی رضی اللہ عنہ! اے دوستوں کے قاتل۔ اے جماعت میں تفریق پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ تیرے بیٹوں کو بھی اسی طرح یتیم کرے جس طرح تو نے عبداللہ بن خلف رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو یتیم بنایا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور آگے بڑھتے چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچے اور انہیں سلام کیا اور بیٹھنے کے بعد فرمایا مجھے صفیہ نے برا بھلا کہا ہے میں نے اسے بچپن کے بعد آج دیکھا ہے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلنے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صفیہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا خچر روک کر دروازوں کی جانب اشارہ کر کے فرمایا۔ میری طبیعت یہ چاہتی ہے کہ ان بند کمروں کے دروازوں کو کھول کر جو لوگ ان میں چھپے ہیں انہیں قتل کر دوں۔ ہاں میری طبیعت یہی چاہتی ہے کہ میں انہیں قتل کر دوں۔

ان کمروں میں زخمی پوشیدہ تھے جنہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پناہ لی تھی۔ اس جملے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ صفیہ کو بتادیں کہ مجھے تمہاری اس حرکت کا علم ہے لیکن تب بھی میں نے ان سے تغافل اختیار کر رکھا ہے یہ سن کر صفیہ خاموش ہوگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر تشریف لے گئے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو ایک ازدی بولا خدا کی قسم! ہم اس عورت کو ضرور قتل کر دیں گے۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور فرمایا:

''خبردار! نہ تو کسی کی پردہ دری کرو۔ نہ کسی مکان میں داخل ہو۔ نہ کسی عورت کو ایذا پہنچائی جائے اگرچہ وہ تمہاری توہین کرے۔ تمہارے امراء اور نیک لوگوں کو برا کہے' کیونکہ عورت کمزور ہوتی ہے۔ ہمیں تو مشرکہ عورتوں پر بھی ہاتھ اٹھانے سے روکا گیا تھا اور جو شخص عورت پر ہاتھ اٹھاتا یا اسے مارتا تو لوگ اس کی اولاد کو طعنہ دیا کرتے تھے کہ تیرے باپ نے فلاں عورت کو مارا تھا۔ خبردار! اگر مجھے یہ معلوم ہوا کہ تم میں سے کسی نے کسی عورت کو اس لیے تکلیف پہنچائی ہے کہ اس نے تمہیں کچھ کہا تھا اور تمہاری آبروریزی کی تھی تو میں تمہیں انتہائی بدترین سزا دوں گا''۔

## توہین عائشہ رضی اللہ عنہا کی سزا:

ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنینؓ دو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازہ پر گئے اور صفیہ نے آپ کو جو برا بھلا کہا تھا اس کے عوض میں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی کی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیا عائشہ رضی اللہ عنہا کی شان میں؟

شخص مذکور: جی ہاں!

حضرت علی رضی اللہ عنہ: انہوں نے کیا کہا؟

شخص مذکور: ان میں سے ایک شخص نے تو یہ مصرعہ پڑھا ع

جُزِيتِ عَنَّا اُمَّنَا عَقُوقًا

''ہماری ماں کو نامہربان ہونے کی سزا ملی''۔

دوسرے نے یہ مصرعہ پڑھا ع

يَا اُمَّنَا تُوبِیُ فَقَدُ خَطِئتِ

''اے ہماری ماں! آپ توبہ کر لیجیے۔ آپ نے غلطی کی ہے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قعقاع بن عمرو رضی اللہ عنہ کو بھیج کر ان دونوں کو اور ان کے ساتھیوں کو طلب کیا اور فرمایا میں انھیں قتل کروں گا لیکن کچھ دیر بعد فرمایا میں نے سزا میں کچھ تخفیف کر دی ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے کپڑے اتروا کر ان کے سو سو کوڑے لگوائے۔

سری نے شعیب' سیف اور حارث بن حصیرہ کے حوالے سے ابوالکنود کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ یہ دونوں شخص کوفہ کے قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے اور یہ دونوں بھائی تھے ان کا نام عجل اور سعد تھا ان کے باپ کا نام عبداللہ تھا۔

## اہل بصرہ کی بیعت:

سری نے شعیب اور سیف کے حوالے سے محمد وطلحہ رحمہما اللہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر بھیجا کہ احنف رضی اللہ عنہ نے شام ہی کے وقت بیعت کر لی تھی کیونکہ وہ اور بنو سعد بصرہ سے باہر تھے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سب کے ساتھ بصرہ میں داخل ہوئے تو اہل بصرہ نے اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اور ان لوگوں نے بھی بیعت کی جو زخمی تھے یا کسی کی امان میں تھے جب مروان واپس لوٹا تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔

## تقسیم مال:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل بصرہ کی بیعت سے فارغ ہو گئے تو بیت المال کا جائزہ لیا اس میں چھ لاکھ سے زیادہ کا مال تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جو ان کے ساتھ شریک تھے ان سب کے حصہ میں پانچ پانچ سو درہم آئے اور فرمایا کہ اگر اللہ نے تمہیں شام پر کامیابی دی تو اتنے ہی عطیات تمہیں اور دیئے جائیں گے۔ سبائیہ کو یہ تقسیم ناگوار گزری اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مختلف قسم کے اعتراضات کیے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اصول:

سری نے شعیب وسیف اور محمد بن راشد کے حوالے سے راشد کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اصول تھا کہ وہ کسی بھاگتے ہوئے اور زخمی کو قتل نہ کرتے تھے اور نہ کسی کا پردہ فاش کرتے تھے اور نہ کسی کا مال لیتے تھے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ان لوگوں کا خون تو ہمارے لیے حلال ہے اور ان کے مال حرام ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا یہ تمہارے بھائی ہیں جس نے ہم سے درگزر کیا وہ ہم میں داخل ہے اور ہم ان میں داخل ہیں اور جو شخص ہمارے مقابلے میں قتل ہوا وہ میری جانب سے ابتداء کے باعث ہوا اس لیے ان کے مال کا خمس نہیں لیا جا سکتا اسی وقت سے وہ لوگ جو بعد میں خارجی ہو گئے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف اندرونی سازشیں کرنے لگے۔

## اشتر کا مذاق:

ابوکریب محمد بن العلاء نے یحییٰ بن آدم' ابوبکر بن عیاش اور عاصم بن کلیب کے واسطہ سے کلیب کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب لوگوں نے جنگ سے فراغت حاصل کر لی تو مجھے اشتر نے ایک اونٹ خریدنے کا حکم دیا میں نے مہرہ کے ایک شخص سے سات سو میں ایک اونٹ خریدا اشتر نے مجھ سے کہا یہ اونٹ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو یہ اونٹ تیرے اونٹ کے بدلے میں اشتر مالک بن الحارث نے بھیجا ہے۔

میں وہ اونٹ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں لے کر پہنچا اور عرض کیا کہ مالک اشتر نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ اونٹ بھیجا ہے اور کہا ہے کہ یہ اونٹ آپ کے اونٹ کے بدلے میں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: اللہ اس پر کبھی سلامتی نہ بھیجے۔ اس نے عرب کے سردار محمد بن طلحہ رحمہما اللہ کو قتل کیا اور میرے بھانجے کے ساتھ جو کچھ کیا وہ بھی معلوم ہے۔

کلیب کہتا ہے کہ میں واپس اشتر کے پاس آیا اور اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول بیان کیا۔ اشتر نے اپنے زخمی بازو کھول

کر دکھائے اور بولا کہ محمد رضی اللہ عنہ نے بھی تو میرے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ میں اسے کیوں نہ قتل کرتا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مکہ کو روانگی:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر بھیجا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ سے مکہ جانے کا ارادہ کیا۔ مروان اور اسود بن ابی البختری راستہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حج کے زمانے تک مکہ ہی میں مقیم رہیں اور حج سے فراغت کے بعد مدینہ واپس ہوئیں۔

## اہل کوفہ کے نام فتح کا مراسلہ:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے مجھے طلحہ کا یہ بیان تحریر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے عامل کو فتح کی خوشخبری لکھ کر روانہ کی اس میں تحریر فرمایا:

''یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب سے ہے ہم نے نصف جمادی الآخر میں خریبہ کے مقام پر جو بصرہ کا ایک میدان ہے دشمن سے مقابلہ کیا اللہ عزوجل نے انھیں وہ چیز عطا کی جو وہ مسلمانوں کو ہمیشہ عطا کرتا رہتا ہے۔ ہمارے اور ان کے بکثرت لوگ مارے گئے۔ ہماری جانب سے جو لوگ مارے گئے ہیں ان میں ثمامۃ بن المثنیٰ' ہند بن عمرو' علباء بن الہیثم' سیحان بن صوحان' زید بن صوحان اور محدوج داخل ہیں''۔

عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ کو بھی اسی مضمون کا ایک خط تحریر فرمایا۔ اور کوفہ جو شخص فتح کی خوشخبری لے کر گیا تھا وہ زفر بن قیس تھا۔ جو جمادی الآخر کے آخر میں کوفہ پہنچا۔

## زیاد اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کی عدم شرکت:

بیعت کے الفاظ یہ تھے۔ تیرے ذمہ اللہ کا عہد و پیمان ہے جسے پورا کرنا لازم ہے۔ جس سے ہم صلح کریں گے اس سے تم صلح کرو گے اور جس سے ہم جنگ کریں گے اس سے تم جنگ کرو گے۔ اور اپنی زبان اور ہاتھ ہمارے خلاف استعمال نہ کرو گے۔

زیاد بن ابی سفیان ان لوگوں میں سے تھے جو علیحدہ رہے اور جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ یہ حارث بن الحارث کے مکان میں مقیم تھے۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بیعت سے فارغ ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ امان طلب کرنے اور اتباع کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرے چچا مجھ سے علیحدہ رہے اور جنگ میں میرا ساتھ نہیں دیا۔

عبدالرحمٰن: اے امیر المومنین! خدا کی قسم! وہ آپ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں وہ تو دل و جان سے آپ کے ساتھ شریک ہونا چاہتے تھے۔ لیکن مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ بیمار ہیں میں ان کی خدمت میں جاؤں گا اور واپس آ کر امیر المومنین کو ان کے حال سے مطلع کروں گا۔

لیکن عبدالرحمٰن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی جائے پناہ نہیں بتائی اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن کو زیاد کی جائے پناہ بتانے کا حکم دیا۔ عبدالرحمٰن نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس مقام سے آگاہ کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اچھا تو تم آگے آگے چلو اور مجھے وہ جگہ بتاؤ۔

عبدالرحمٰن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ زیاد کے پاس پہنچے تو اس سے فرمایا۔ تم علیحدہ بیٹھے رہے اور میرے ساتھ جنگ میں شرکت نہیں کی۔

زیاد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ کر اپنی تکلیف دکھائی کہ میرے یہ تکلیف ہے اور عدم حاضری کا عذر کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا یہ عذر قبول کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں بصرہ کا امیر بنانا چاہا۔

زیاد: اس کام کے لیے آپ کے گھر والوں میں سے ایسا شخص زیادہ بہتر ہوگا جس پر لوگ مطمئن ہوں کیونکہ ایسے ہی شخص پر لوگ اطمینان کر سکتے ہیں اور اس کی اطاعت کر سکتے ہیں' میں اسے مشورہ دیتا رہوں گا۔

الغرض دونوں کا اس پر اتفاق ہوگیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کا امیر بنایا جائے اس فیصلہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی جائے قیام پر واپس لوٹ آئے۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بصرہ کی امارت پر تقرر:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کا والی بنایا اور خراج اور بیت المال زیاد کے سپرد کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ زیاد کے مشورہ کو ہمیشہ غور سے سننا (ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب بھی لوگوں میں کوئی شورش برپا ہوتی میں ہمیشہ زیاد سے مشورہ کرتا)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما: یہ آپ جانتے ہی ہیں کہ آپ حق پر ہیں۔ اور آپ کے مخالفین باطل پر ہیں۔ آپ کے لیے جو امور مناسب تھے میں نے ان کے بارے میں آپ کو مشورہ دیا تھا اور آپ یہی سمجھتے رہے کہ میں نے آپ کو صحیح مشورہ نہیں دیا۔ جس طرح میں اس کا قائل ہوں کہ میں راہ حق پر ہوں اور لوگ باطل پر ہیں۔ میں ہر اس شخص کی گردن ماردوں گا جو آپ کے متبعین کی خلاف ورزی کرے اور آپ کے حکم کی نافرمانی کرے کیونکہ اسلام کی عزت اور لوگوں کی اصلاح اسی میں ہے کہ ایسے شخص کی گردن ماردی جائے اس لیے میں ایسے شخص کی گردن ماردوں گا۔

جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما واپس چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس نے مجھے ہمیشہ بہترین رائے دی ہے۔

سبائیہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوچ کرنے سے پہلے ہی بلا اجازت بصرہ چل دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً ان کے پیچھے کوچ کیا تاکہ آگے جا کر وہ لوگوں میں فتنہ نہ پھیلائیں حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابھی بصرہ ہی میں قیام کرنا چاہتے تھے۔

## مدینہ میں جنگ کی اطلاع:

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمد وطلحہ کا یہ بیان مجھے تحریر کیا کہ اہل مدینہ کو جنگ جمل کی اطلاع جمعرات ہی کے روز مل گئی تھی جس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ ایک گدھ مغرب سے قبل مدینہ کے اوپر سے گزرا جس کے پنجوں میں گوشت کے لوتھڑے لٹکے ہوئے تھے لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور اس کے پتھر مارے جس کی وجہ سے گدھ کے پنجے سے ایک ٹکڑا نیچے گر پڑا لوگوں نے اسے دیکھا تو وہ ایک انسانی ہاتھ تھا اور انگلی میں ایک انگوٹھی تھی جس پر عبدالرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کا نام کندہ تھا۔

یہ گدھ مدینہ اور مکہ اور اس کے قرب وجوار کے علاقے میں پھیل گئے اور جہاں جہاں یہ گدھ گئے وہاں انسانوں کے ہاتھ اور

پیر بھی اٹھا کر لے گئے جس سے دور دراز کے لوگوں کو اس جنگ کی اطلاع مل گئی۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی کی تیاری:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی کے لیے جن چیزوں کی ضرورت تھی مہیا کیں۔ سواری' سامان اور زادِ راہ وغیرہ اور جو لوگ مکہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آئے تھے ان میں سے جو بچ گئے وہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گئے ان میں سے صرف وہ لوگ باقی رہ گئے جنہوں نے بصرہ میں قیام پسند کیا اور بصرہ کی مشہور و معروف چالیس عورتوں کو ساتھ کیا اور محمد سے فرمایا اپنی بہن کے لیے کوچ کی تیاری کرو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی اطلاع مل گئی تھی جب کوچ کا دن آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں رخصت کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ لوگ بھی حاضر ہوئے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا باہر تشریف لائیں اور لوگوں کو رخصت کیا۔ کوچ کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا:

''اے میرے بیٹو! ہم جلد بازی میں ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہو گئے آئندہ ہمارے ان اختلافات کے باعث کوئی شخص ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے خدا کی قسم! میرا اور علی رضی اللہ عنہ کا شروع ہی سے اختلاف تھا لیکن یہ اختلاف اسی قسم کا تھا جیسے ساس اور داماد میں ہوتا ہے۔ فی الحقیقت علی رضی اللہ عنہ میرے نزدیک نیک آدمی ہیں''۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے لوگو! خدا کی قسم! ام المومنینؓ نے سچ فرمایا اور نیک بات کہی ہے میرا اور ان کا اختلاف واقعتاً اسی قسم کا تھا اور عائشہ رضی اللہ عنہا دنیا و آخرت میں تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہیں''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے شروع رجب ۳۶ ھ میں ہفتہ کے روز بصرہ سے کوچ کیا اور کئی میل تک حضرت علی رضی اللہ عنہ انہیں پیدل چھوڑنے آئے اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ ایک دن تک ام المومنین کا ساتھ دینے کے بعد واپس آئیں۔

## مقتولین کی کثرت:

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن اور محمد بن الفضل الخراسانی کے حوالے سے سعید القطعی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہم مقتولین جمل کے بارے میں آپس میں گفتگو کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس جنگ میں چھ ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے۔

عبداللہ بن احمد بن سبویہ نے احمد' سلیمان بن صالح' عبداللہ' جریر بن حازم اور زبیر بن الحریث کے حوالے سے ابوعبیدہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں نے لمازۃ بن زیاد سے سوال کیا کہ آخر تو علی رضی اللہ عنہ کو کیوں برا کہتا ہے؟

لمازہ: میں اس شخص کو کیسے برا نہ کہوں جس نے میری قوم کے ڈھائی ہزار افراد کو قتل کر دیا ہو۔

جریر بن حازم کہتے ہیں ابن ابی یعقوب کا بیان ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جمل کے روز دو ہزار پانچ سو آدمی قتل کیے جن میں سے ایک ہزار تین سو پچاس ازدی تھے' آٹھ سو بنوضبہ کے افراد تھے اور تین سو پچاس دوسرے قبائل کے آدمی تھے۔

مجھ سے میرے والد نے سلیمان اور عبداللہ کے حوالے سے جریر کا یہ بیان ذکر کیا کہ جمل کے دن معرض بن علاط بھی قتل کیا گیا

اس کے بھائی حجاج نے اس کے قتل پر یہ شعر کہا۔

لَمْ اَرْیَوْمًا کَانَ اَکْثَرَ سَاعِیًا بِکَفِّ شِمَالٍ فَارَقَتْهَا یَمِیْنُهَا

ترجمہ: ''میں نے اس روز سے زیادہ معرض کو جنگ کرتے نہیں دیکھا۔ اس کا داہنا ہاتھ کٹ چکا تھا اور وہ بائیں ہاتھ سے لڑ رہا تھا''۔

معاذ کہتے ہیں کہ مجھے عبداللہ نے جریر کے حوالے سے بیان کیا کہ معرض بن علاط جنگ جمل میں مارا گیا۔ تب اس کے بھائی حجاج نے یہ شعر کہا تھا۔

لَمْ اَرْیَوْمًا کَانَ اَکْثَرَ سَاعِیًا بِکَفِّ شِمَالٍ فَارَقَتْهَا یَمِیْنُهَا

ترجمہ: ''میں نے اس روز سے زیادہ معرض کو جنگ کرتے نہیں دیکھا اس کا داہنا ہاتھ کٹ چکا تھا اور وہ بائیں ہاتھ سے لڑ رہا تھا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عمار رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

عبداللہ نے احمد' سلیمان' عبداللہ اور جریر بن حازم کے واسطے سے ابو یزید المدینی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جنگ سے فراغت کے بعد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا۔ آپ سے جو پردہ نشینی کا عہد لیا گیا تھا۔ آپ کا یہ سفر اس عہد کے کتنا متضاد ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: کیا یہ ابوالیقظان ہیں؟

عمار رضی اللہ عنہ: جی ہاں!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا: خدا کی قسم! میں یہ جانتی ہوں کہ تو خوب حق کہنے والا ہے۔

عمار رضی اللہ عنہ: ہر قسم کی تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے آپ کی زبان سے میرے لیے اس فیصلہ کا اظہار کرایا۔

باب ۹

# امارتِ مصر

## محمد بن ابی حذیفہ کا قتل:

اسی ۳۶ھ میں محمد بن ابی حذیفہ قتل کیا گیا اور اس کے قتل کی وجہ یہ پیش آئی کہ جب مصری محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے لیے گئے تو محمد بن ابی حذیفہ مصر ہی میں مقیم رہا اس نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کو وہاں سے نکال کر خود وہاں کا انتظام سنبھال لیا۔ محمد بن ابی حذیفہ مصر ہی میں مقیم رہا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس اختلاف پر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی حذیفہ کے مقابلہ کے لیے کوچ کیا اور یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ قیس بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ مصر نہ آئے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے تو ان دونوں نے محمد بن ابی حذیفہ کو دھوکا دینا شروع کیا حتیٰ کہ اسے کھینچتے کھینچتے عریش لے آئے اور وہاں کے قلعہ میں اس کا محاصرہ کر لیا اس وقت اس کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے منجنیق کے ذریعہ قلعہ پر سنگ باری کی حتیٰ کہ یہ اپنے تیس آدمیوں کے ساتھ مجبور ہو کر قلعہ سے اتر آیا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لشکر نے انھیں پکڑ کر قتل کر دیا۔

## محمد بن ابی حذیفہ کی احسان فراموشی:

ہشام بن محمد نے ابومخنف لوط بن یحییٰ بن سعید بن مخنف بن سلیم اور محمد بن یوسف الانصاری کے واسطہ سے عباس بن سہل الساعدی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبۃ بن ربیعۃ بن عبد شمس بن عبد مناف ہی وہ شخص ہے جس نے مصریوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف اکسا کر بھیجا جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا اور انھیں شہید کر دیا۔ محمد بن ابی حذیفہ خود مصر میں مقیم رہا۔ اس وقت حضرت عثمان کی جانب سے مصر کا والی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا۔ جو قریش میں بنو عامر بن لوی سے تھا۔ محمد بن ابی حذیفہ اسے مصر سے نکال کر خود مصر پر قابض ہو گیا۔ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ مصر کے علاقہ تخوم میں آ گئے اس کی حدود فلسطین سے ملتی تھیں اور وہاں ٹھہر کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حالات کا انتظار کرنے لگے ایک دن ادھر سے ایک سوار کا گزر ہوا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے دریافت کیا کہ تم اپنے پیچھے لوگوں کے کیا حالات چھوڑ کر آئے ہو:

سوار: مسلمانوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے اللہ کے بندے ان کی شہادت کے بعد لوگوں نے کیا کیا۔

سوار: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سوار: تم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے برابر سمجھ لیا ہے؟

عبداللہ رضی اللہ عنہ: ہاں! حقیقت بھی یہی ہے۔

اس شخص نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو غور سے دیکھا اور کچھ پہچان کر بولا تم عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ امیر مصر ہو۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: ہاں!

سوار: اگر تم زندگی چاہتے ہو تو بہت جلد اپنی جان بچاؤ۔ اس لیے کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے بارے میں اچھی رائے نہیں ہے اگر انھیں تم پر قدرت حاصل ہوگئی تو یا تو تم لوگوں کو قتل کر دیں گے یا تمہیں مسلمانوں کے شہروں سے نکال دیں گے اور امیر میرے پیچھے پیچھے تمہارے پاس پہنچنے والے ہیں۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: امیر کون متعین ہوا ہے؟

سوار: قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: اللہ تعالیٰ محمد بن ابی حذیفہ کو تباہ و برباد کرے جس نے اپنے چچازاد بھائی کے خلاف بغاوت کی اور لوگوں کو ان کے قتل پر اکسایا۔ حالانکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی تربیت و کفالت کی اور ہر قسم کے اخراجات کی تمام ذمہ داری اپنے سر لی اور سینکڑوں اس پر احسانات کیے اس نے احسان فراموشی کر کے ان کی نیکیوں کا یہ بدلہ دیا کہ ان کے گورنروں پر حملے کیے اور لوگوں کو ان کے قتل پر اکسایا اور مدینہ بھیجا حتی کہ وہ شہید کر دیے گئے اور اس طرح محمد نے ایسے شخص کو خلیفہ بنانا منظور کر لیا۔ جس سے اس کی رشتہ داری بہت دور کی ہے حالانکہ اپنے اس طرز عمل سے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کسی شہر کی ایک ماہ کے لیے بھی حکومت حاصل نہ کر سکا اور نہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے اس کا اہل سمجھا۔

سوار: تم اپنی جان جلد بچاؤ۔ کہیں تم قتل نہ کر دیئے جاؤ۔

عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ وہاں سے بھاگ کر دمشق حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا۔

امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ جب والی مصر بنائے گئے تو محمد بن ابی حذیفہ زندہ تھا۔

## مصر کی امارت پر قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا تقرر:

اسی سنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس بن سعد بن عبادۃ الانصاری رضی اللہ عنہ کو مصر کا والی بنا کر بھیجا۔

ہشام بن محمد الکلبی نے ابو مخنف اور محمد بن یوسف بن ثابت کے حوالے سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو انھوں نے قیس بن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور ان سے فرمایا تم مصر جاؤ۔ میں نے تمہیں وہاں کا والی متعین کیا ہے اپنے گھر جا کر تیاری کر و اور اپنے ساتھ ان لوگوں کو لیتے جاؤ جن پر تمہیں بھروسہ ہو اور جنہیں تم اپنے ساتھ لے جانا پسند کرو اور ایک لشکر بھی ساتھ لے جاؤ تاکہ دشمنوں پر تمہارا رعب طاری ہو سکے اور جس کی حمایت سے تم حکومت چلا سکو۔ جب تم وہاں پہنچ جاؤ تو محسن پر احسان کرنا اور جو شخص اختلاف کرے اس پر سختی کرنا' عام اور خاص لوگوں کے ساتھ نرمی برتنا کیونکہ نرمی میں برکت ہے۔

قیس رضی اللہ عنہ: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے میں نے آپ کا مقصد سمجھ لیا ہے آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ لشکر ساتھ لے کر جاؤں تو خدا کی قسم! اگر مدینہ سے لشکر لے کر گیا تو کبھی بھی مصر میں داخل نہ ہو سکوں گا یہ لشکر تو میں آپ ہی کے لیے

چھوڑے جاتا ہوں کیونکہ آپ کو اس لشکر کی زیادہ حاجت ہے اور ہر صورت میں ان کا آپ کے قریب ہی رہنا بہتر ہے تاکہ کسی مقام پر بھی آپ کوئی لشکر بھیجنا چاہیں تو آپ کے پاس فوج کی ایک خاصی تعداد موجود ہو میں تو اپنے ساتھ صرف اپنے گھر والوں اور آپ کی نصیحتوں کو لے کر جاؤں گا اور اللہ عزوجل ہی اس کام میں امداد فرمائے گا۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے دوستوں میں سے سات آدمی اپنے ساتھ لے کر گئے اور مصر پہنچے۔ جامع مسجد میں پہنچ کر منبر پر بیٹھے اور امیر المومنین کا خط پڑھ کر سنانے کا حکم دیا۔

## مصریوں کے نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط:

یہ خط مصریوں کو پڑھ کر سنایا گیا اس میں تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''اللہ کے بندے امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہر اس مومن و مسلم کے نام جسے میرا خط پہنچے۔ میں اولاً اس اللہ کی حمد و ثنا کرتا ہوں کہ جس کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنی حکمت اور حسن تدبیر سے اسلام کو منتخب فرمایا۔ اس کو اپنے لیے پسند کیا اور اسی کو اپنے فرشتوں اور رسولوں کے لیے۔ اور اپنے بندوں کے پاس رسول بھیجے۔ پھر اپنی مخلوق میں سے کچھ لوگوں کو منتخب فرمایا۔ اللہ عزوجل کا اس امت پر بڑا کرم ہے اور یہ اس امت کی فضیلت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امت میں مبعوث فرمایا۔ آپ نے لوگوں کو کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم فرمائی اور فرائض کے احکام سکھائے اور سنت کی تعلیم دی تاکہ لوگ ہدایت پا جائیں آپ نے لوگوں کو ایک دین پر جمع فرمایا تاکہ وہ آئندہ متفرق نہ ہوسکیں ان کا تزکیہ نفس فرمایا تاکہ وہ پاک ہو جائیں' انھیں نرمی کی تعلیم دی تاکہ وہ کسی پر ظلم نہ کریں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام امور تعلیم فرما چکے تو اللہ عزوجل نے آپ کو وفات دی۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

پھر آپ کے بعد مسلمانوں نے یکے بعد دیگرے دو نیک آدمیوں کو خلیفہ بنایا جنہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسولؐ پر عمل کیا اور نہایت عمدہ طور پر خلافت کے امور انجام دیے اور سنت رسولؐ سے سرمو انحراف نہ کیا پھر اللہ عزوجل نے ان دونوں کو بھی وفات دی۔

ان دونوں کے بعد ایک اور شخص خلیفہ بنایا گیا۔ اس نے نئی نئی باتیں ایجاد کیں جس کی وجہ سے لوگوں کو اس کے خلاف بولنے کا موقع ملا پہلے تو لوگوں نے باہم چہ میگوئیاں کیں پھر عیب جوئی کی پھر انھیں قتل کر دیا۔

اس کے بعد لوگ میرے پاس آئے اور میری بیعت کی میں اللہ عزوجل سے ہدایت و تقویٰ کا طلب گار ہوں۔

خبردار! ہم پر تمہارا جو حق ہے وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریں اور اس کے احکام تم پر نافذ کریں اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجراء کریں اور تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے خیر خواہ رہیں۔ اصل میں اللہ ہی مدد کرنے والا ہے اور وہی ہمارے لیے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔

میں نے تمہارے پاس قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر بھیجا ہے تم اس کا ساتھ دو اور حق کے معاملے میں اس کی

معاونت کرو۔ میں نے اسے یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم میں جو بھلے لوگ ہوں ان کے ساتھ وہ نیک سلوک کرے شریروں کے ساتھ سختی کرے اور خواص اور عوام ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ میں اس کے طریقہ کار سے خوش اور اس کی اصلاح و ہدایت کی امید رکھتا ہوں میں اللہ عزوجل سے اپنے اور تمہارے لیے نیک اور خالص عمل اور بہترین ثواب اور وسیع رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ''۔

## قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کا خطبہ:

خط ختم ہو جانے کے بعد قیس بن سعد رضی اللہ عنہما خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثنا اور حضورؐ پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا:

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے حق ظاہر فرمایا اور باطل کو مٹایا اور ظالموں کو ذلیل وخوار کیا۔ اے لوگو! ہم نے اس شخص کی بیعت کی ہے جسے ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہتر سمجھتے تھے تو اے لوگو! تم فوراً کھڑے ہو اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فوراً بیعت کرو اگر ہم کتاب وسنت کے مطابق عمل نہ کریں تو ہماری بیعت تم پر لازم نہیں''۔

یہ خط اور تقریر سن کر لوگ فوراً کھڑے ہوئے اور قیس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس طرح مصر پر قیس رضی اللہ عنہ کا تسلط قائم ہو گیا اور قیس رضی اللہ عنہ نے ہر جگہ اپنے والی مقرر کر دیئے۔

## اہل خربتا:

صرف ایک گاؤں خربتا نامی پر قیس رضی اللہ عنہ کا تسلط نہ ہو سکا انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو بہت زیادہ اہم سمجھا۔ یہاں بنوعدلج کا ایک شخص جس کا نام یزید بن الحارث تھا اس گاؤں کا امیر تھا۔ ان لوگوں نے قیس رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا کر بھیجا۔ ہم تم لوگوں سے جنگ کرنا نہیں چاہتے' آپ تمام مصر میں جہاں چاہیں اپنے افسران بھیج دیجیے۔ لیکن ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دیجیے تاکہ ہم اس پر غور کر سکیں کہ لوگ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ مسلمۃ بن مخلد الانصاری الساعدی رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کیا۔ قیس رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم میرے خلاف بغاوت کر رہے ہو اگر پورا ملک شام اور ملک مصر میری حکومت میں ہو تو میں ان دونوں ملکوں کی حکومت پسند نہیں کروں گا اور ان سے زیادہ تیرے قتل کو بہتر سمجھوں گا۔

مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں کہلا کر بھیجا کہ جب تک تم مصر کے گورنر ہو میں تمہارے خلاف کوئی بغاوت نہ کروں گا۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہما نہایت سمجھ دار اور ایک مدبر انسان تھے انہوں نے اہل خربتا کے پاس کہلا کر بھیجا کہ میں تمہیں بیعت پر مجبور نہیں کرتا۔ میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑے دیتا ہوں اور تم سے کوئی تعرض نہ کروں گا لیکن تم مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں سے واجب الادا خراج وصول کر کے روانہ کرو کیونکہ خراج کے معاملہ میں تو کسی کا بھی اختلاف نہیں۔

راوی کہتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل کے لیے تشریف لے گئے اس وقت مصر کے والی قیس رضی اللہ عنہ ہی تھے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ سے کوفہ تشریف لائے تب بھی یہی امیر مصر تھے۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قیس رضی اللہ عنہ کے نام خط:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تمام مخلوق میں قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے لیے سب سے زیادہ خطرناک سمجھتے تھے کیونکہ مصر کی سرحدات شام سے ملحق تھیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خطرہ تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک جانب سے علی رضی اللہ عنہ شام پر حملہ آور ہوں اور دوسری جانب سے قیس حملہ کر بیٹھیں اس طرح میں دونوں جانب سے گھیرے میں آ جاؤں گا۔

اس خطرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک خط تحریر کیا۔ جس وقت یہ خط تحریر کیا گیا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں مقیم تھے اور ابھی صفین کی جانب کوچ نہ کیا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خط میں تحریر فرمایا:

''یہ خط معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی طرف سے قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کے نام ہے۔ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کیے انہوں نے جو کام کیے یا کسی کو سزا دی یا کسی کو کچھ کہا یا کسی کو کسی کی جگہ افسر بنایا نوجوانوں کو حکومت دی۔ تم نے ان میں سے ہر کام پر اعتراضات کیے۔ لیکن تم خود جانتے ہو کہ ان میں سے ایک کام بھی ایسا نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کا خون تمہارے لیے حلال ہو جاتا۔ تم نے ایک بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے اور ایک گناہ عظیم اپنے سر لیا ہے۔ اے قیس رضی اللہ عنہ! اللہ عزوجل سے توبہ کر کیونکہ تو بھی ان لوگوں میں داخل ہے جنہوں نے عوام کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف ابھارا تھا شاید تو یہ ایک مومن کے قتل کے بدلے میں کچھ تھوڑی بہت کام آ جائے۔

جہاں تک تمہارے خلیفہ علی رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے تو وہ شخص ہے جس نے لوگوں کو دھوکے میں ڈالا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر ابھارا۔ حتیٰ کہ لوگوں نے انھیں شہید کر دیا۔ تیری قوم کا بڑا حصہ ان کے خون سے محفوظ نہیں ہے۔ اے قیس رضی اللہ عنہ! اگر تجھ سے یہ ہو سکے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کرے تو اس معاملے میں ہمارا ساتھ دے میں جب غالب آ جاؤں گا تو تجھے عراق' عرب اور عراق فارس کا حاکم بنا دوں گا اور اپنے گھر والوں میں سے جس کے لیے بھی تو پسند کرے گا اسے حجاز کی حکومت دے دوں گا اور جب تک میری حکومت قائم رہے گی اس وقت تک اس عہدے پر برقرار رہو گے اور اس کے علاوہ وہ بھی جو تم مانگنا چاہو میں دینے کے لیے تیار ہوں۔ تم اپنی رائے سے مجھے مطلع کرو''۔

والسلام

جب قیس رضی اللہ عنہ کے پاس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ خط پہنچا تو انہوں نے یہ تدبیر سوچی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو ٹال دینا چاہیے' اور اپنے دلی خیالات ظاہر نہ کیے جائیں اور نہ اس سے جنگ میں عجلت سے کام لیا جائے۔

## قیس رضی اللہ عنہ کا جواب:

ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے قیس رضی اللہ عنہ نے یہ جواب تحریر کیا:

''میرے پاس تمہارا خط پہنچا۔ میں اس کا تمام مفہوم سمجھ گیا ہوں۔ تم نے جو یہ تحریر کیا ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک رہا ہوں تو یہ صحیح نہیں نہ میں نے ان کی مخالفت کی اور نہ ان کی خدمت میں حاضریاں دیں بلکہ میں ہر طرح علیحدہ رہا۔

تم نے جو یہ تحریر کیا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کے خلاف اکسایا اور لوگوں کو ان کے قتل پر آمادہ کیا حتیٰ کہ لوگوں نے

انہیں قتل کر دیا تو مجھے ان کے اس طریقہ کار کی اطلاع نہیں۔
تمہارا یہ کہنا کہ میرے قبیلے کا اکثر حصہ ان کے خون سے پاک نہیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے میرے ہی خاندان میں قیام فرمایا تھا۔
تم نے اپنی متابعت اور اس کے صلہ کے بدلے میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ قابل غور وفکر ہے۔ اور یہ ایسا معمولی کام بھی نہیں جس میں عجلت سے کام لیا جاسکے بہرصورت میں تم پر حملہ کرنے سے رکا رہوں گا اور میری جانب سے کوئی ایسی بات پیش نہیں آئے گی جو تمہیں ناگوار ہوحتیٰ کہ تم بھی دیکھ لو گے اور ہم بھی دیکھیں لیں گے اصل پناہ دینے والا اللہ عزوجل ہے''۔
والسلام

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دوسرا خط:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کا یہ خط پڑھا تو انہیں یہ بہت متضاد نظر آیا۔ ایک جانب قرب کا دعویٰ بھی اور دوسری جانب بے رخی بھی' اس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ قیس رضی اللہ عنہ میرے ساتھ کوئی چال چلنا چاہتا ہے اس لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے ایک اور خط تحریر کیا:

''میں نے تمہارا خط پڑھا جس سے تم مجھے قریب بھی نظر نہ آئے کہ میں تم سے صلح کا وعدہ کرلوں اور دور بھی نظر نہ آئے کہ جنگ کی تیاری کرلوں۔ اس معاملہ میں تمہاری مثال اونٹ کی گردن کی طرح ہے کہ جدھر چاہا موڑ دیا۔ یاد رکھو مجھ جیسے شخص کو دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔ اور نہ مجھ سے کوئی چالاکی کھیلی جاسکتی ہے۔ میرے پاس بے پناہ لشکر ہے اور میرے قبضہ میں بے پناہ گھوڑوں کی لگامیں ہیں''۔ والسلام

## قیس رضی اللہ عنہ کا جواب:

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب تحریر کیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''تم جو اس دھوکے میں مبتلا ہو اور یہ طمع رکھتے ہو کہ میں اس شخص کی اطاعت ترک کردوں گا جو خلافت کا سب سے زیادہ مستحق ہے' سب سے زیادہ حق گو سب سے زیادہ ہدایت یافتہ اور سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی رشتہ دار ہے۔
تم نے مجھے اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے تو کیا میں اس شخص کی اطاعت کرلوں جس کی بلحاظ فضیلت کوئی حیثیت نہیں جو خوب جھوٹ بولنے والا اور گم کردہ راہ ہے' اور جو اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت دور ہے جو گمراہ اور گمراہ کنندوں کی اولاد ہے اور ابلیس کے حامیوں میں سے ایک حامی ہے۔
تم نے جو یہ تحریر کیا ہے کہ تم مصر کو سواروں اور پیدلوں سے بھر دو گے تو خدا کی قسم! میں تجھے کسی کام میں مشغول نہ کروں گا تاوقتیکہ تو اپنی جان کی قدر نہ کرنے لگے۔ اور واقعتاً تجھ میں خوب کوشش کا مادہ پایا جاتا ہے''۔

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کا یہ خط پڑھا تو وہ اس کی جانب سے قطعاً مایوس ہو گئے اور اب ان کو قیس رضی اللہ عنہ کا وجود اور زیادہ کھٹکنے لگا۔

## قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کی ذہانت:

عبداللہ بن احمد المروزی نے سلیمان' عبداللہ' یونس کے واسطے سے زہری کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مصر پر قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مامور تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں انصار کا جھنڈا انھی کے پاس رہتا۔ یہ نہایت بہادر اور صاحب الرائے انسان تھے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہر وقت اس کوشش میں مصروف رہتے کہ کسی طرح قیس رضی اللہ عنہ کو مصر سے نکال دیا جائے تاکہ یہ مصر پر قبضہ کر سکیں لیکن قیس رضی اللہ عنہ اپنی ذہانت اور چالاکی سے ان کی کوئی تدبیر نہ چلنے دیتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ نہ تو معاویہ رضی اللہ عنہ مصر فتح کر سکے اور نہ قیس رضی اللہ عنہ کو اپنے قابو میں لے سکے۔ حتیٰ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کے خلاف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے دھوکہ دہی شروع کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قریش کے سمجھدار لوگوں سے قیس رضی اللہ عنہ کے معاملے میں مشورہ کرتے اور کہتے میرے نزدیک اس سے بڑھ کر آج تک کوئی چالاکی نہیں کھیلی گئی جیسی علی رضی اللہ عنہ نے کھیلی ہے کہ قیس رضی اللہ عنہ کو امیر مصر بنا کر مجھ سے مصر کو بچا لیا اور خود عراق میں بیٹھا ہوا ہے۔ میں تو قریش سے یہی کہتا ہوں کہ تم قیس رضی اللہ عنہ کو ہرگز برا نہ کہو اس لیے کہ فی الحقیقت وہ ہمارا دوست ہے وہ ظاہر میں تو ہم سے دشمنی برتتا ہے اور اندرون خانہ ہمارا ساتھ دیتا ہے۔ اور اس کا ثبوت خربتا کے باشندے ہیں کہ قیس رضی اللہ عنہ انہیں عطیات بھی دیتا ہے ان کے ساتھ سلوک بھی کرتا ہے اور انہیں پناہ بھی دیتا ہے اور ان میں سے ہر ایک آنے جانے والے کے ساتھ مہربانی سے پیش آتا ہے۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تدبیر اور قیس رضی اللہ عنہ کی معزولی:

میرا ارادہ تو یہ تھا کہ عراق میں جو میرے حامی موجود ہیں انہیں میں اصل حقیقت تحریر کر دوں لیکن یہاں عراق میں جو علی رضی اللہ عنہ کے جاسوس موجود ہیں وہ یہ بات علی رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیں گے اس لیے خاموش ہوں۔

یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے قیس رضی اللہ عنہ کو معزول کرنے کے لیے کہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ اہل خربتا سے جنگ کرو اہل خربتا کی تعداد اس وقت دس ہزار تھی۔ قیس رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے سے انکار کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ:

> ''یہ سب لوگ مصر کے سرکردہ اور شریف لوگ ہیں ان میں سے اکثر و بیشتر حافظ قرآن ہیں میرا اور ان کا یہ فیصلہ ہوا ہے کہ میں ان کی جائے پناہ پر حملہ نہ کروں گا اور نہ ان کے روزینہ اور عطیات بند کروں گا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ ان کا میلان معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب ہے میرے لیے اور آپ کے لیے اس سے بہترین کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور انہیں چھیڑنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اگر میں ان سے جنگ چھیڑوں گا تو وہ میرے مدمقابل بن کر کھڑے ہو جائیں گے اور یہ سب لوگ عرب کے سردار ہیں ان میں حضرت بسر بن ارطات' حضرت مسلمۃ بن مخلد اور حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔ اس لیے آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجیے میں خود ہی بہتر سمجھ سکتا ہوں کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بجز جنگ کے کسی بات کو تسلیم نہ کیا اور قیس رضی اللہ عنہ نے جنگ کرنے سے انکار کر دیا' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ:

''اگر آپ کا خیال ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ در پردہ ملا ہوا ہوں تو آپ مجھے معزول فرما دیں اور میری جگہ کسی اور شخص کو عامل بنا دیں''۔

## اشتر کی موت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر کے اشتر کو امیر مصر متعین کیا۔ جب اشتر دریائے قلزم پر پہنچا تو اس نے وہاں شربت پیا جس میں شہد کی مکھی بھی تھی۔ اس کے پینے سے اشتر کی موت واقع ہوگئی۔ اس واقعہ کی خبر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھی پہنچی اس پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ نے شہد میں اپنے لشکر رکھے ہیں۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اشتر کی موت کا علم ہوا تو انہوں نے اس کی جگہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو امیر مصر متعین کیا' زہری کا بیان تو یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کے مرنے کے بعد محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا امیر بنایا تھا۔ لیکن ہشام بن محمد یہ کہتا ہے کہ اشتر کو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد امیر مصر بنایا گیا۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک نئی تدبیر:

آمدم برسر مطلب۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات سے مایوس ہو گئے کہ قیس رضی اللہ عنہ ان کا ساتھ نہیں دے سکتے تو انہیں یہ امر بہت شاق گذرا کیونکہ وہ قیس رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور سیاست وتدبر سے واقف تھے۔ اس سے قبل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں یہ مشہور کر چکے تھے کہ قیس رضی اللہ عنہ نے ان کا ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا ہے اللہ سے دعا کرو کہ وہ ہمارے ساتھ رہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قیس رضی اللہ عنہ کا وہ پہلا خط بھی پڑھ کر سنایا تھا جس میں انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نرمی اور قرب کا اظہار کیا تھا۔

دوسری تدبیر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ کی کہ قیس رضی اللہ عنہ کی جانب سے خود ایک خط تحریر کیا اور وہ اہل شام کو پڑھ کر سنایا۔ اس میں یہ تحریر کیا گیا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کی جانب سے امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے نام! سلام علیک۔ میں آپ کے سامنے اس اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں نے جب تمام امور پر غور وفکر کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے لیے ایسی جماعت کا ساتھ دینا کسی صورت میں جائز نہیں جس نے اپنے امام کو قتل کر دیا ہو اور امام بھی کیسا جو خدا کا فرماں بردار۔ محرمات سے بچنے والا اور انتہائی متقی اور پرہیز گار انسان ہو۔ ہم اللہ عزوجل سے اپنے گناہوں کی مغفرت کے طلب گار ہیں اور اس سے اپنے دین کی حفاظت کا سوال کرتے ہیں۔

میں آپ سے دوستی کا خواہش مند ہوں اور میں آپ کے ساتھ شامل ہو کر امام مظلوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو قتل کروں گا آپ مجھ سے جتنا مال اور جتنے افراد طلب کریں گے میں وہ آپ کی خدمت میں لے کر فوراً پہنچوں گا''۔

والسلام

اس خط کے سنانے سے تمام ملک شام میں یہ شہرت پھیل گئی کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جاسوسوں نے یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچائی۔ جب انہیں یہ خبر معلوم ہوئی تو انہیں ایک زبردست فکر

لاحق ہوگئی اور وہ انتہائی پریشان بھی ہوئے اور اس خبر پر بہت متعجب بھی ہوئے انہوں نے اپنے بیٹوں اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں تمام صورتِ حال سے مطلع کر کے ان سے مشورہ طلب کیا۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ: اے امیر المومنین ہمیشہ مشکوک کام کو ترک کر کے وہ کام اختیار کرنا چاہیے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہو۔ 47
اس لیے آپ قیس رضی اللہ عنہ کو مصر سے معزول کر دیجیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: خدا کی قسم! میں قیس رضی اللہ عنہ کے معاملے میں اس خبر کو ہرگز بھی صحیح نہیں کہہ سکتا۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ: اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ انہیں ضرور معزول کر دیں کیونکہ خدا کی قسم! اگر قیس رضی اللہ عنہ حق پر قائم ہے تو وہ آپ کے معزول کر دینے سے آپ کا ساتھ نہ چھوڑے گا۔

## قیس رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام خط:

ابھی کوئی فیصلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا اس میں تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو عزت وشرف بخشنے میں آپ کو یہ مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ میرے مصر پہنچنے سے قبل ہی مصر میں کچھ ایسے افراد تھے جو تمام فتنوں سے علیحدہ تھے انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ میں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دوں ان سے اس وقت تک کسی قسم کا کوئی تعرض نہ کروں جب تک لوگوں کا ایک خلیفہ پر اتفاق رائے نہ ہو جائے۔ تاکہ یہ لوگ اپنی کوئی رائے قائم کر سکیں۔ میں یہی بہتر سمجھتا ہوں کہ انہیں قطعاً نہ چھیڑا جائے اور نہ ان سے جنگ مول لی جائے بلکہ ان کے ساتھ سلوک کر کے انھیں اپنی جانب مائل کیا جائے شاید اللہ عزوجل ان کے دلوں میں حق ڈال دے اور انھیں گمراہی سے نکال لے''۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المومنینؓ مجھے تو یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ قیس رضی اللہ عنہ خود ان لوگوں کی جانب مائل ہے۔ اس لیے آپ قیس رضی اللہ عنہ کو جنگ کرنے کا حکم دیجیے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قیس رضی اللہ عنہ کو حکم:

اس مشورہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کو ایک خط تحریر کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''تم نے جس جماعت کا ذکر کیا ہے تم اس جماعت کے مقابلے پر فوراً لشکر لے کر جاؤ اگر وہ اور مسلمانوں کی طرح بیعت کر لیتے ہیں تو فبہا ورنہ ان سے جنگ کرو''۔

## قیس کا جواب:

جب قیس رضی اللہ عنہ کو یہ خط ملا تو انھوں نے فوراً اس کا جواب تحریر کیا:

''اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ مجھے آپ کے حکم پر بہت ہی تعجب ہوا ہے کیا آپ مجھے ایسی جماعت سے جنگ کرنے کا حکم دیتے ہیں جو آپ کی حفاظت کر رہے ہیں اور آپ کے دشمنوں کو روکے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ان سے جنگ کریں گے تو

آپ کے دشمن ان کی حمایت کریں گے اور ان پر چڑھ دوڑیں گے۔ اے امیر المومنینؓ آپ میری یہ بات تسلیم کیجیے اور ان سے جنگ نہ کیجیے کیونکہ ان سے جنگ نہ کرنا بہتر ہے''۔ والسلام

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جب یہ خط پہنچا تو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے مشورہ دیا کہ اے امیر المومنین آپ قیس رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان کی جگہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مصر بھیج دیجیے۔ وہ خود ان لوگوں سے نبٹ لے گا۔ خدا کی قسم! مجھے قیس رضی اللہ عنہ کا یہ قول معلوم ہو چکا ہے کہ مصر پر پورے طور پر اس وقت تک حکومت قائم نہیں ہوسکتی جب تک مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کر دیا جائے۔ قیس رضی اللہ عنہ نے تو یہ بھی کہا تھا کہ خدا کی قسم مجھے مسلمہ رضی اللہ عنہ کا قتل پورے ملک شام اور ملک مصر کی حکومت سے زیادہ پسند ہے میرا جس وقت بھی بس چلے گا میں مسلمہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دوں گا۔

عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی امارت کا اس لیے مشورہ دیا تھا کہ وہ ماں کی جانب سے ان کا بھائی تھا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو مصر کی امارت پر بھیج دیا۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی امارت مصر:

ہشام نے ابن مخنف اور حارث کے حوالے سے کعب الوالبی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خط تحریر کر کے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کیا۔ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر پہنچا تو قیس رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔ آخر یہ امیر المومنین کو کیا ہوگیا ہے کہ انہوں نے میرے اور اپنے درمیان ایک اور شخص حائل کر دیا آخر اس تغیر کی کیا ضرورت تھی۔

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ: نہیں یہاں کی حکومت آپ ہی کے قبضہ میں رہے گی۔
قیس رضی اللہ عنہ: یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ میں تیرے ساتھ ایک لحہ بھی یہاں مقیم رہوں۔

قیس رضی اللہ عنہ نے اپنی معزولی سے غضب ناک ہو کر مصر چھوڑ دیا اور مدینہ کا رخ کیا۔

## قیس اور حسان رضی اللہ عنہما کا مکالمہ:

جب قیس رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور قیس رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی تھے انہوں نے قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے تجھے مصر کی حکومت سے معزول کر دیا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا گناہ تیرے سر علیٰ حالہ باقی رہا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا تجھے اچھا بدلہ دیا۔

قیس رضی اللہ عنہ: اے دل اور آنکھ کے اندھے۔ خدا کی قسم اگر میری اور تیری جماعت کی جنگ ہوتی تو میں تیری گردن مار دیتا۔ تم میرے پاس سے چلے جاؤ۔

اس واقعہ کے بعد قیس اور سہل بن حنیف حضرت علی رضی اللہ عنہم کے پاس کوفہ پہنچے۔ قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حسان رضی اللہ عنہ کی گفتگو نقل کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی۔ پھر قیس اور سہل رضی اللہ عنہما دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک رہے۔

## مروان کی بے وقوفی:

عبداللہ بن احمد المروزی نے اپنے باپ' سلیمان' عبداللہ اور یونس کے حوالے سے زہری کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب محمد بن

ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر پہنچا تو قیس رضی اللہ عنہ مصر چھوڑ کر مدینہ آ گئے۔ مدینہ میں مروان اور اسود بن ابی البختری نے اسے ڈرانا اور دھمکانا شروع کیا۔ یہ اس خوف سے کہ کہیں کوئی مجھے قتل نہ کر دے مدینہ سے بھاگ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی تو انہوں نے مروان اور اسود بن ابی البختری کو ڈانٹ کا خط تحریر کیا کہ تم نے قیس رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے نکال کر علی رضی اللہ عنہ کی نہایت زبردست مدد کی ہے۔ اگر تم ایک لاکھ کے لشکر سے علی رضی اللہ عنہ کی مدد کرتے تو وہ بھی مجھے اتنا گراں نہ گزرتا جیسا کہ مدینہ سے قیس رضی اللہ عنہ کا نکل کر علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ جانا گراں گزرا ہے۔

الغرض حضرت قیس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تمام حالات معلوم ہوئے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قتل ہوا تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ قیس رضی اللہ عنہ نہایت سمجھدار اور مدبر انسان ہیں جس نے بھی ان کی معزولی کا مجھے مشورہ دیا تھا اس نے اچھا نہیں کیا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام کام قیس رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے انجام دیتے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عہد نامہ:

ہشام نے ابومخنف اور حارث کے حوالے سے کعب الوالبی کا بیان ذکر کیا ہے کہ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر گیا تو میں بھی اس کے ساتھ تھا اس نے مصر پہنچنے کے بعد لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عہد نامہ پڑھ کر سنایا۔ عہد نامہ کے الفاظ یہ تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ وہ عہد ہے جو اللہ کے بندے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اسے مصر کی ولایت سونپتے وقت لیا ہے۔ امیر المومنینؓ نے اسے خلوت وجلوت میں تقویٰ اختیار کرنے اور تنہائی اور حضور میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا ہے اسے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے۔ بدکاروں پر سختی کرے۔ ذمیوں کے ساتھ انصاف کرے مظلوم کی مدد کرے۔ ظالم کے ساتھ شدت اختیار کرے۔ لوگوں کی غلطیوں سے درگذر کرے اور جہاں تک ممکن ہو لوگوں پر احسان کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ محسنین کو نیک جزا عطا فرماتا ہے اور مجرمین کو سخت سزا دے۔

میں نے اسے یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ لوگوں کو اطاعت اور جماعت کے ساتھ اتحاد کی دعوت دے کیونکہ اسی پر لوگوں کی آخرت کا دارومدار ہے اور اسی پر تمام اجر مرتب ہوتے ہیں جس کی قدر کو یہ لوگ نہیں پہچان سکتے اور نہ اس کی حقیقت کو پہنچ سکتے ہیں۔

میں نے اسے یہ بھی حکم دیا ہے کہ جس طرح خراج پہلے وصول کیا جاتا تھا اسی طرح اب بھی وصول کیا جائے اس میں نہ تو کوئی کمی کی جائے اور نہ کوئی جدت اختیار کی جائے۔ خراج کی وصول یابی کے بعد اس خراج کو لوگوں پر اسی طرح تقسیم کیا جائے جیسے پہلے کیا جاتا تھا۔ میں نے اسے حکم دیا کہ لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آئے اور اپنی مجلس اور مجلس کے علاوہ ہر صورت میں ان کے ساتھ مساوات برتے۔ اس کی نظر میں حق کے معاملے میں قریب وبعید سب یکساں ہوں میں نے اسے حکم دیا ہے کہ لوگوں کا فیصلہ حق وانصاف کے ساتھ کرے اس میں اپنی یا کسی کی خواہشات کی پیروی نہ کرے اور حکم خداوندی پر عمل کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرے کیونکہ اللہ عزوجل اسی کی نصرت

فرماتے ہیں جو متقی اور پرہیز گار رہو اور اس کے احکامات کی بجا آوری کرتا ہو۔ ان کے علاوہ میں نے محمد کو اور بھی کچھ احکامات دیئے ہیں۔ یہ عہد نامہ ابو رافع رضی اللہ عنہ مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ عبداللہ نے شروع رمضان میں تحریر کیا''۔

**محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا خطبہ:**

یہ عہد نامہ سنائے جانے کے بعد محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اور اس میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہا:

''خدا کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ آج لوگ جن اختلافات میں مبتلا ہیں اس میں خدا تعالیٰ نے ہمیں اور تمہیں راہ حق دکھائی اور ہمیں اس راہ پر چلایا جس سے اکثر لوگ آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے تمہارے کام میرے سپرد کیے ہیں اور مجھ سے وہ عہد لیا ہے جو تم سن چکے ہو۔ ان کے علاوہ اور بھی کچھ وصیتیں مجھے فرمائی ہیں۔ جہاں تک بھی میری طاقت ہوگی میں ان پر عمل کروں گا۔ عمل کی توفیق اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے میرا اسی پر بھروسہ ہے۔ اور میں اسی کی جانب رجوع کرتا ہوں۔ اگر تم مجھے اور میرے افراد کو اللہ عزوجل کی اطاعت کرتے اور تقویٰ اختیار کرتے دیکھو تو اس پر اللہ عزوجل کا شکر کرو اور اگر میرے کسی افسر کو خلاف حق کام کرتے دیکھو تو مجھ سے اس کی شکایت کرو اور اس سے اس کی باز پرس بھی کرو۔ کیونکہ میں اور تم اس سعادت کے زیادہ لائق ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی رحمت سے نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے''۔

**محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی اہل خربتا کو دھمکی:**

ہشام نے ابو مخنف کے حوالے سے یزید بن ظبیان الہمدانی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے والی مصر بننے کے بعد امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو متعدد خطوط لکھے اور کافی عرصہ تک دونوں میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ کیونکہ عام لوگ ان خطوط کا سننا برداشت نہیں کر سکتے اس لیے میں نے انھیں نظر انداز کر دیا ہے۔

ایک ماہ کامل گزر جانے کے بعد محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اس جماعت کے پاس پیغام بھیجا جس نے ابھی تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کی تھی اور تمام اختلافات سے علیحدہ تھی اور قیس رضی اللہ عنہ نے انھیں ان کے حال پر چھوڑ رکھا تھا کہ یا تو تم لوگ ہماری اطاعت میں داخل ہو جاؤ یا ہمارے شہروں سے نکل جاؤ۔ اس جماعت نے کہلوایا کہ آپ ہمیں اس وقت تک ہمارے حال پر چھوڑ دیں جب تک یہ اختلافات طے نہیں پا جاتے اور ہمیں یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ فی الحقیقت ہمارا خلیفہ کون ہے آپ ہم سے جنگ میں عجلت سے کام نہ لیجیے۔ لیکن محمد نے ان کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ان لوگوں نے بھی اپنی حفاظت کا سامان جمع کر لیا اور اس سے جنگ کی تیاریاں کر لیں۔

جنگ صفین کے موقع پر ان لوگوں نے محمد کو نہایت خوف میں مبتلا رکھا۔ جس وقت ان کے پاس یہ خبر پہنچی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کی علی رضی اللہ عنہ سے جنگ بند ہو گئی ہے اور علی رضی اللہ عنہ اور عراقی معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کو چھوڑ کر عراق واپس چلے گئے اور فیصلہ تحکیم پر موقوف ہو گیا تو ان لوگوں نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے جنگ چھیڑ دی اور اس کے مقابلہ پر آ گئے۔ محمد نے ان کے مقابلے کے لیے حارث بن جمہان الجعفی کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا محمد نے اس کے بعد بنو کلب کے ایک شخص ابن مضاہم کو لشکر دے کر

ان کے مقابلے پر روانہ کیا ان لوگوں نے اسے بھی موت کی نیند سلا دیا۔

طبری کہتے ہیں کہ اسی سنہ میں مرو کا مرزبان آیا اور اس نے ابن عامر رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صلح کر لی۔

## مرزبان سے صلح:

علی بن محمد المدائنی نے ابوزکریا العجلانی کے واسطہ سے محمد بن اسحاق کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ مرو کا مرزبان ماہویہ ابراز جنگ جمل کے بعد صلح کی غرض سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے مرو اساورہ اور جند سلارین کے دہقانوں کے لیے ایک عہد نامہ لکھ کر دیا۔ اس میں تحریر تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! ہدایت کے پیروکاروں پر سلام ہو۔ مرو کا مرزبان ماہویہ ابراز میرے پاس آیا۔ میں اس سے راضی ہوں''۔

یہ تحریر ۳۶ھ میں لکھی گئی۔ لیکن اس کے بعد یہ سب لوگ کافر ہو گئے۔ اور ابرشہر کے دروازے بند کر لیے۔

## خلید بن طریف کی خراسان روانگی:

علی بن محمد المدائنی نے ابومخنف' حنظلۃ بن الاعلم اور ہامان الحنفی کے حوالے سے اصبغ بن بناتہ المجاشعی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلید بن قرۃ الیربوی کو خراسان کا عامل بنا کر روانہ فرمایا انھیں خلید بن طریف بھی کہا جاتا ہے۔

باب ۱۰

# جنگِ صفین کی تیاریاں

## عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت:

اسی سنہ میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہوئے اور ان کی بیعت کی۔

سری نے شعیب وسیف کے حوالے سے محمدؒ طلحہؒ ابو حارثہ اور ابو عثمان کا یہ بیان میرے پاس لکھ کر روانہ کیا کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ چھوڑ کر شام کی طرف چل دیئے اور فرمایا۔ اے اہل مدینہ خدا کی قسم! جو شخص یہاں مقیم رہے گا اور پھر اس کی موجودگی میں عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اس پر ضرور ذلت مسلط فرمائیں گے جس شخص میں اتنی قوت نہ ہو کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد کر سکے تو اسے مدینہ چھوڑ کر چلے جانا چاہیے۔

الغرض عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور محمد مدینہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کے بعد حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ چھوڑ دیا اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اسی خطرہ سے مدینہ سے کوچ کیا۔

ابو حارثہ اور ابو عثمان کا بیان ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ سے چل کر عجلان پہنچے ان کے دونوں بیٹے ان کے ساتھ تھے۔

ابھی وہ عجلان ہی میں مقیم تھے کہ ادھر سے ایک سوار کا گزر ہوا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا۔ تمہارا نام کیا ہے؟

سوار: حصیرہ۔

عمرو رضی اللہ عنہ: عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے ہیں۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ اس نام سے فال لی تھی۔ یہ جملہ کہنے کے بعد اس سوار سے سوال کیا کہ مدینہ کا کچھ حال بتاؤ۔

سوار: عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے ہیں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: لوگ انھیں شہید بھی کر دیں گے۔

ابھی چند ہی روز گزرے تھے کہ ایک سوار کا ادھر سے گزر ہوا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا کہ کہاں سے آئے ہو۔

سوار: مدینہ سے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: تمہارا نام کیا ہے؟

سوار: قتال۔

عمرو رضی اللہ عنہ: عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے۔ پھر اس سے عمرو رضی اللہ عنہ نے مدینہ کا حال پوچھا۔

سوار: عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔

اس کے چند روز بعد ایک اور سوار کا ادھر سے گزر ہوا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تم کہاں سے آ رہے ہو؟

سوار: مدینہ سے۔
عمرو رضی اللہ عنہ: تمہارا نام کیا ہے؟
سوار: حرب
عمرو رضی اللہ عنہ: اب جنگ ہوگی۔ مدینہ کا کیا حال ہے۔
سوار: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی گئی ہے۔
عمرو رضی اللہ عنہ: میں ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ ہوں۔ اب ہر اس شخص سے جنگ ہوگی جس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سوئی بھی چبھوئی ہوگی۔ اللہ ان کی مغفرت کرے۔ اور ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔

اس پر سلامۃ بن زنباع الجذامی نے لوگوں سے کہا اے قریشیو! خدا کی قسم تمہارے اور عرب کے درمیان ایک دروازہ تھا اگر وہ ٹوٹ گیا ہے تو دوسرا اور دروازہ بنالو۔

عمرو رضی اللہ عنہ: یہی تو ہم چاہتے ہیں۔ اور دروازہ بننے کی صلاحیت تو وہی شخص رکھ سکتا ہے جو تکلیف کے وقت بھی حق پر قائم رہے۔ اور لوگوں میں برابر انصاف کرے پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا۔

يَـا لَهْفَ نَـفْـسِـيْ عَـلَـى مَـالِكِ      وَ هَـلْ يُـصْـرَفُ الـلَّـهْـفُ حِـفْـظَ الْـقَـدَرُ

ترجمہ: ''میری جان مالک پر قربان ہو لیکن اس جان قربان کرنے سے تقدیر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

اَنْـــزِعُ مِـــنَ الْـــحَـــرِّ اَوْدِیْ بِـهِـمْ      فَـــاعْـــذِرُهُـــمْ اَمْ بِـقَـوْمِـیْ سَـكَـرُ

ترجمہ: کیا اس طرح میں انھیں گرمی سے بچا سکتا ہوں۔ میں تو صرف ایک عذر پیش کر رہا ہوں یا اپنی قوم کا ماتم کر رہا ہوں''۔

اس کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ نے یہاں سے روتے ہوئے کوچ کیا وہ بالکل عورتوں کی طرح رو رہے تھے۔ ہائے عثمان رضی اللہ عنہ آج میں حیاء اور دین دونوں کا ماتم کر رہا ہوں۔ عمرو رضی اللہ عنہ اسی طرح روتے ہوئے دمشق پہنچے۔ انھیں اپنے تن من کا کچھ بھی ہوش نہ تھا کہ وہ کچھ سوچ سکتے۔

## ایک پادری کی خلافت کے بارے میں پیشین گوئی:

سری نے شعیب' سیف اور محمد بن عبداللہ کے حوالے سے ابوعثمان کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عمرو بن العاص کو عمان بھیجا تو انھوں نے وہاں ایک پادری سے کچھ باتیں سنیں۔ جب انھوں نے یہ دیکھا کہ واقعتاً وہ باتیں اسی طرح ظہور میں آئیں تو عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کر کے بھیجا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کب ہوگی اور آپ کے بعد کون آپ کا جانشین ہوگا۔

پادری: جو شخص درجہ میں آپ کے بعد ہوگا۔ لیکن اس کی مدت خلافت بہت کم ہوگی۔
عمرو رضی اللہ عنہ: اس کے بعد کون ہوگا؟
پادری: انھی کی قوم میں سے ایک شخص ہوگا جو رتبہ میں پہلے کے مثل ہوگا۔
عمرو رضی اللہ عنہ: اس کی خلافت کتنی مدت رہے گی؟

پادری: اس کی خلافت ایک طویل مدت رہے گی لیکن وہ قتل کر دیا جائے گا۔
عمرو رضی اللہ عنہ: آیا دھوکہ سے قتل ہوگا یا اس کی جماعت اسے قتل کرے گی؟
پادری: دھوکہ سے قتل ہوگا۔
عمرو رضی اللہ عنہ: اس کے بعد کون ہوگا؟
پادری: اسی کی قوم میں سے ایک شخص ہوگا جو درجہ میں اس کے قریب ہوگا۔
عمرو رضی اللہ عنہ: اس کی مدت خلافت کیا ہوگی؟
پادری: یہ بھی ایک طویل مدت تک خلیفہ رہے گا اور اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔
عمرو رضی اللہ عنہ: یہ کیسے قتل ہوگا؟
پادری: اس کی جماعت اس کے خلاف بغاوت کر کے اسے قتل کرے گی۔
عمرو رضی اللہ عنہ: یہ تو انتہائی سخت معاملہ ہے لیکن اس کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟
پادری: اسی کی قوم میں سے ایک شخص خلیفہ ہوگا۔ لوگ اس سے اختلاف کریں گے۔ اس کے زمانے میں باہم بہت سخت لڑائیاں ہوں گی اور ابھی اس کی خلافت پر اتفاق بھی نہ ہونے پائے گا کہ اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔
عمرو رضی اللہ عنہ: یہ کیسے قتل کیا جائے گا؟
پادری: دھوکہ سے۔
عمرو رضی اللہ عنہ: اس کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟
پادری: جو شخص ارض مقدس کا امیر ہوگا۔ اس کی حکومت بہت زبردست ہوگی اور بہت دن تک قائم رہے گی اس کے زمانے میں تمام فرقے جمع ہو جائیں گے اور ہر قسم کا انتشار ختم ہو جائے گا۔ یہ خلیفہ اپنی موت مرے گا۔

## عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب میلان:

واقدی نے موسیٰ بن یعقوب کے حوالے سے اس کے چچا کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے فرمایا میں یہاں وادی السباع میں آرام سے بیٹھا ہوں تو گویا میں نے ہی انہیں قتل کیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے بعد یہ خلافت کسے ملتی ہے۔ اگر طلحہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے ہیں تو وہ عرب کے ایک نوجوان ہیں اور خلافت کے اہل ہیں۔ اور اگر علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے ہیں تو وہ حق کو نچوڑ کر رکھ دیں گے۔ لیکن مجھے ان کی خلافت پسند نہیں۔ جب عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا کہ علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی گئی ہے تو انہیں یہ بہت ناگوار گزرا وہ کچھ دن تک اسی انتظار میں رہے کہ دیکھئے کیا حالات پیش آتے ہیں۔ جب انھیں طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بصرہ کی جانب کوچ کی اطلاع ملی تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے اس وقت تک خاموش رہنا چاہیے۔ جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔

جب انھیں یہ معلوم ہوا کہ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما شہید کر دیئے گئے ہیں تو انہیں اس کا انتہائی غم ہوا۔ کسی نے ان سے کہا کہ معاویہ، علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کرنا نہیں چاہتے۔ اگر آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے جائیں تو وہ آپ کے لیے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہتر

ثابت ہوں گے اور ویسے بھی معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور وہ ان کے قصاص کا مطالبہ کرر ہے ہیں۔

## عمرو بن العاص کا بیٹوں سے مشورہ:

یہ معلوم ہونے کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹوں کو مشورہ کے لیے طلب کیا۔ جب دونوں بیٹے آ گئے تو ان سے فرمایا۔تمہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔لیکن معاویہ، علی رضی اللہ عنہما کی مخالفت پر تیار ہیں۔تمہاری کیا رائے ہے۔ جہاں تک میری رائے کا تعلق ہے تو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملنے میں کوئی بھلائی نہیں وہ تو پرانے راستے ہی پر چلے گا اور اپنے کام میں کسی کو شریک نہ کرے گا۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ آپ سے راضی تھے۔اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی وفات کے وقت تک آپ سے خوش رہے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ بھی تا زندگی آپ سے راضی رہے۔میری رائے تو یہ ہے کہ آپ اپنے ہاتھ روکے رکھیں اور اپنے گھر میں بیٹھ جائیں اور جب لوگ کسی ایک امام پر متفق ہو جائیں تو آپ اس کی بیعت کر لیں۔

محمد بن عمرو رضی اللہ عنہ: آپ کی عرب میں وہی حیثیت ہے جو دانتوں میں کچلی کی ہوتی ہے۔ مجھے کسی ایک امام پر اتفاق ہوتے نظر نہیں آتا اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ کا لوگوں میں کوئی ذکر ہو اور نہ شہرہ۔

عمرو رضی اللہ عنہ: اے عبداللہ رضی اللہ عنہ! تم نے جو رائے دی ہے وہ واقعتاً میری آخرت کے لیے بہتر ہے اور اس رائے پر عمل کرنے سے دین بھی سالم رہے گا اور محمد نے جو رائے دی ہے وہ دنیاوی لحاظ سے بہت بہتر ہے لیکن آخرت کے لحاظ سے بہت بری ہے۔

## عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی شام کو روانگی:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس گفتگو کے بعد اپنے بیٹوں کے ساتھ یہاں سے کوچ کیا اور شام پہنچے۔شام کے باشندے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو قصاص پر آمادہ کر رہے تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔تم واقعتاً حق پر ہو۔اس لیے خلیفہ مظلوم کے قصاص کا مطالبہ کرو۔لیکن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اس قول پر کوئی توجہ نہ دی۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹوں نے ان سے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمہاری بات کی جانب کوئی توجہ نہیں دی اس لیے آپ کسی اور کے پاس چلئے۔

لیکن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ پر کوئی توجہ نہ دی اور تنہائی میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا۔ مجھے تجھ پر بہت تعجب ہے کہ میں تو تیری حمایت پر آمادہ ہوں اور تو مجھ سے منہ پھیر رہا ہے خدا کی قسم! اگر ہم تیرے ساتھ خلیفہ کے قصاص کا مطالبہ کریں تو ہمیں اس شخص سے جنگ کرنی ہوگی جس کی سبقت اسلام، قرابت رسولؐ اور فضیلت سے تو بھی واقف ہے۔لیکن ہم نے دنیا کو اختیار کر لیا ہے۔ یہ سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے صلح کر لی اور ان کی جانب مائل ہو گئے۔

## جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیغام بری:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل سے فارغ ہو گئے اور بصرہ سے کوفہ کی جانب کوچ کیا تو جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا کہ انہیں اطاعت کی دعوت دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب جنگ کے لیے بصرہ تشریف لے گئے تو جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ہمدان کے گورنر تھے انھیں وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے گورنر متعین کیا تھا اور اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے آذربائیجان کے عامل تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ سے کوفہ کی طرف چلے تو ان دونوں کو لوگوں نے بیعت لینے اور اپنے پاس چلے آنے کا حکم بھیجا۔ ان دونوں نے لوگوں سے بیعت لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن کے حوالے سے ابوعوانہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بھیجنے کا ارادہ کیا تو جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے قاصد بنا کر بھیج دیجیے۔ کیونکہ میری اس سے دوستی ہے۔ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو آپ کی اطاعت کی دعوت دوں گا اور انھیں اس پر مجبور کروں گا۔

اشتر: آپ اسے ہرگز معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نہ بھیجئے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ دل سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہے۔

علی رضی اللہ عنہ: انھیں جانے دو تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ یہ وہاں سے کیا خبر لاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام ایک خط بھی تحریر کیا جس میں لکھا کہ تمام مہاجرین و انصار نے ان کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے۔ اس میں طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کے بیعت توڑنے اور ان سے جنگ کا بھی ذکر کیا اس خط میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی اطاعت کی دعوت دی تھی کہ جیسے مہاجرین و انصار نے میری اطاعت قبول کر لی ہے اسی طرح تم بھی میری بیعت کر لو۔

جب حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ شام پہنچے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انھیں ٹالنا شروع کیا تاکہ وہ یہاں کا ماحول دیکھ لیں اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بلا کر مشورہ طلب کیا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ شام کے رؤساء کو مدد کے لیے لکھیے اور خون عثمان رضی اللہ عنہ کا تمام الزام اس کے سر تھوپ کر اس سے جنگ شروع کر دیجیے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی رائے پر عمل کیا۔

## قمیض عثمان رضی اللہ عنہ:

سری نے شعیب و سیف کے حوالے سے محمد و طلحہ کا بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما مدینہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ قمیض لے کر شام پہنچے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تھے اور جو خون میں تر تھا۔ نعمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ نائلہ کی انگلیاں بھی تھیں جن میں سے دو انگلیاں تو پوروں سے کٹی ہوئی تھیں ایک ہتھیلی سے اور دو جڑ سے کٹی ہوئی تھیں اور آدھا انگوٹھا تھا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ قمیض منبر پر رکھ دیا اور تمام مقامات کے لشکروں کو اس قمیض کے حال سے مطلع کیا۔ لوگ اس قمیض پر ٹوٹ پڑے۔ یہ قمیض ایک سال تک منبر پر رکھا رہا اور انگلیاں ٹنگی رہیں لوگ اس قمیض وغیرہ کو دیکھ کر زار و قطار روتے تھے لوگوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ وہ نہ تو اپنی بیویوں کے پاس جائیں گے اور نہ احتلام کے بغیر غسل کریں گے اور نہ بستروں پر سوئیں گے تاوقتیکہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کر دیں اور جو شخص ان کی راہ میں حائل ہوگا اسے فنا کے گھاٹ اتار دیں گے یا خود ختم ہو جائیں گے لوگ اسی طرح قمیض عثمان رضی اللہ عنہ پر ٹوٹے پڑے رہے۔ یہ قمیض روزانہ منبر پر رکھا جاتا۔ کبھی کبھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس قمیض کو خود پہنتے اور اپنے گلے میں نائلہ کی انگلیاں ڈال لیتے۔

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن کے حوالے سے عوانہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے شام میں یہ تمام منظر دیکھا

جب وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے تو انہوں نے بتایا کہ تمام اہل شام آپ سے جنگ کرنے پر متفق ہیں۔ یہ سب کے سب عثمان رضی اللہ عنہ کے قمیض کو دیکھ کر روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ان کے قاتلین کو پناہ دی اور وہ اس وقت تک باز نہ آئیں گے جب تک ان قاتلین کو قتل نہ کر دیں گے۔

## اشتر کی کینہ پروری:

یہ سن کر اشتر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ میں نے تو آپ کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ جریر رضی اللہ عنہ کو قاصد بنا کر نہ بھیجیں۔ میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ اس کے دل میں آپ کی جانب سے عداوت و کینہ بھرا ہوا ہے۔ اس کے بھیجنے سے تو یہ بہتر تھا کہ آپ مجھے قاصد بنا کر روانہ کر دیتے۔ یہ مزے سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرا رہا اور جو دروازہ اپنے لیے کھلوانا چاہتا ہوگا اسے کھلوایا ہوگا۔ اور جسے بند کرانا چاہتا ہوگا اسے بند کرایا ہوگا۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو شام جاتا تو وہ ضرور تجھے قتل کر دیتے کیونکہ ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین میں سے ہے۔

اشتر: خدا کی قسم! اگر اے جریر رضی اللہ عنہ میں وہاں جاتا تو ان کے جواب کا انتظار نہ کرتا اور معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایسا حملہ کرتا کہ انہیں ہر فکر سے نجات دیتا۔ اور اگر امیر المومنین ؓ میری بات تسلیم کر لیں تو میں تجھے اور تجھ جیسے آدمی کو ایسے قید خانے میں بند کروں جہاں سے تم کبھی بھی نہ نکل سکو تاوقتیکہ یہ تمام معاملات طے نہ ہو جائیں۔

اس بات پر جریر رضی اللہ عنہ بگڑ کر قرقیسا چلے گئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا کہ تم فوراً علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کر دو ادھر حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر آگے بڑھے اور نخیلہ میں قیام کیا۔ یہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ کا لشکر لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین کو روانگی:

عبداللہ بن احمد المروزی نے احمد' سلیمان' عبداللہ اور معاویۃ بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے ابوبکر الہذلی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امیر بنایا اور خود کوفہ روانہ ہوئے۔ یہاں پہنچ کر صفین جانے کا ارادہ کیا اور لوگوں سے مشورہ کیا۔ بعض کی رائے یہ تھی کہ آپ خود کوفہ میں مقیم رہیں اور یہاں سے لشکر روانہ کرتے رہیں۔ بعض لوگوں کی رائے یہ تھی کہ آپ کو خود ہمارے ساتھ چلنا چاہیے۔ الغرض اسی رائے پر اتفاق ہوا اور لوگوں نے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگی تیاریاں:

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارادوں کی خبر ملی تو انہوں نے عمرو بن العاص کو طلب کیا اور ان سے مشورہ لیا۔

عمرو رضی اللہ عنہ: جب تمہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ خود جنگ کرنے کے لیے آ رہے ہیں تو تم بھی خود ہی لشکر لے کر جاؤ اور اپنی تدابیر کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دو۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: اے ابوعبداللہ رضی اللہ عنہما اب تو یہی کرنا ہے۔

لوگ جنگ کی تیاریاں کرنے لگے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان کے پاس جاتے اور ان سے کہتے۔ علی رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں

میں کیا دم رکھا ہے عراقی مختلف ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں ان کی شوکت تو ختم ہو چکی ان کی دھاریں اب کند ہو گئی ہیں۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ بصرہ والے علی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہیں انھوں نے علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں ان کی اکثر تعداد اور بڑے بڑے سردار جمل کے روز موت کے گھاٹ اتار دیئے ہیں اب علی رضی اللہ عنہ ایک چھوٹی اور بدترین قسم کی جماعت لے کر میدان میں آ رہے ہیں ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے تمہارے خلیفہ کو قتل کیا ہے۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ نہ تو حق ضائع کرواور نہ اپنا خون رائیگاں جانے دو۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام کے تمام لشکروں کو تیاری کا حکم دیا اور اس تمام لشکر کا جھنڈا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ جھنڈا اپنے غلام وردان کو دیا۔ ایک جھنڈا اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ اور دوسرا جھنڈا محمد کو دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا جھنڈا اپنے غلام قنبر کو دیا۔ اسی پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ شعر کہا ۔

هَلْ يُغْنِيَنَّ وَرْدَانُ عَنِّيْ قَنْبَرًا وَتُغْنِي السُّكُوْنُ عَنِّيْ حِمْيَرَا

إِذَا الْكُمَاةُ السِّنَّوْرَا

ترجمہ: ''کیا میری طرف سے وردان قنبر کے لئے کافی نہیں ہے۔ کہ وہ مجھے حمیر کی جانب سے سکون عطا کئے ہوئے ہے۔ اگر یہ کسی چوہے کو بلی کی کھال پہنا دیں تو وہ بلی نہ بن جائے گا''۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس شعر کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا:

لَاُصَبِّحَنَّ الْعَاصِي ابْنِ الْعَاصِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا عَاقِدِي النَّوَاصِيْ

ترجمہ: ''میں عنقریب نافرمان بن نافرمان کے سر پر ستر ہزار کا لشکر لے کر پہنچوں گا جن کے ہاتھوں میں گھوڑوں کی لگامیں ہوں گی۔

مُجَنِّبِيْنَ الْخَيْلَ بِالْقِلَاصِ مُسْتَحْقِبِيْنَ حَلَقَ الدِّلَاصِ

ترجمہ: جو میدان میں گھوڑوں کو بچانا جانتے ہیں اور جو کھوپڑیوں سے سر اتار لیتے ہیں''۔

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ اشعار معلوم ہوئے تو انھوں نے عمرو رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے یقین ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے جو کہا ہے وہ تیرے ساتھ پورا کر کے دکھائے گا۔

## ولید کے اشعار:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوچ کرنے میں تاخیر سے کام لے رہے تھے۔ انھوں نے ہر اس شخص کو خط تحریر کیا جسے علی رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی خوف لاحق تھا۔ یا علی رضی اللہ عنہ نے اس پر کوئی اعتراض کیا تھا یا جس کی نظروں میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کی عظمت تھی یا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی کسی صورت میں بھی اس نے حمایت کی تھی۔ جب ولید کو یہ معلوم ہوا تو اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ اشعار لکھ کر روانہ کیے ۔

اَلَا اَبْلِغْ مُعَاوِيَةَ بْنَ حَرْبٍ فَاِنَّكَ مِنْ اَخِيْ ثِقَةٍ مُّلِيْمُ

ترجمہ: ''کوئی معاویہ رضی اللہ عنہ بن حرب کو یہ خبر پہنچا دے کہ تو اپنے معتبر بھائی کی جانب سے ملامت کے قابل ہے۔

صَمَتَّ الدَّهرَ کالسَّدِمِ الْمُعَنّٰی　　تُهَدِّرُ فِیْ دِمَشْقَ فَمَا تُرِیْمُ

ترجمہ: تونے بے توجہ دیوار کی طرح زمانہ سے قطع تعلق کرلیا ہے۔تو دمشق میں آرام کررہا ہے۔آخر تیری آرزو کیا ہے۔

وَ اِنَّكَ وَ الْكِتَابَ اِلٰی عَلِیٍّ　　کَدَابِغَةٍ وَ قَدْ حَلِمَ الْاَدِیْمُ

ترجمہ: تو کمزور عورت کی طرح بیٹھا علی رضی اللہ عنہ کو خط لکھ رہا ہے حالانکہ بے عقل کو بھی عقل آ گئی ہے۔

یُمَنِّیْكَ الْاَمَارَةَ کُلُّ رَکْبٍ　　لِاِنْقَاضِ الْعِرَاقِ بِهَا رَسِیْمُ

ترجمہ: تجھے ہر سوار امارت کی امید دلاتا اور عراق سے قطع تعلق کرنے کے لیے کہتا ہے۔

وَ لَیْسَ اَخُو التِّرَاتِ بِمَنْ تَوَانٰی　　وَ لٰکِنْ طَالِبُ التِّرَةِ الْغَشُوْمُ

ترجمہ: تو مرد میدان ہی نہیں ہے کیونکہ مرد میدان اس طرح ٹال مٹول نہیں کرتے۔

وَ لَوْ کُنْتَ الْقَتِیْلَ وَ کَانَ حَیًّا　　لَجَرَّدَ لَا اَلَفَ وَ لَا سَئُوْمُ

ترجمہ: اگر تو قتل ہو جائے اور معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ رہے تو وہ تب خلوت میں بیٹھ جائے۔میں اسے نہ تو اپنی جانب مائل کرسکتا ہوں اور نہ برا کہہ سکتا ہوں۔

وَ لَا نَکِلٌ عَنِ الْاَوْتَارِ حَتّٰی　　یُبِیْءُ بِهَا وَ لَا بَرِمٌ جَثُوْمُ

ترجمہ: وہ لڑائیوں سے گھبرانے والا نہیں لیکن اس وقت تک نہیں جب تک سر پر آ نہیں پڑتی۔اور نہ وہ گھبرانے والا ہے۔

وَ قَوْمُكَ بِالْمَدِیْنَةِ قَدْ اُبِیْرُوْا　　فَهُمْ صَرْعٰی کَاَنَّهُمُ الْهَشِیْمُ

ترجمہ: مدینہ میں تیری قوم ختم کردی گئی ہے۔وہ ایسے کٹے پڑے ہیں جیسے سوکھی گھاس کٹی ہوئی ہو"۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھ کر اپنے کاتب شداد بن اوس کو بلایا اور اس سے کہا کاغذات لاؤ۔وہ کاغذات لے کر آیا۔اور جواب لکھنے بیٹھا۔امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا جلدی نہ کرو اور یہ شعر تحریر کرو۔

وَ مُسْتَعْجِبٍ مِمَّا یَرٰی مِنْ اَنَاتِنَا　　وَ لَوْ زَبَنَتْهُ الْحَرْبُ لَمْ یَتَرَمْرَمِ

ترجمہ: "مجھے اپنی گدھی پر بہت تعجب ہے کہ اس پر جنگ مسلط ہو جائے تو وہ ذرا بھی نہیں گھبراتی"۔

یہ شعر لکھے جانے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کاتب سے فرمایا ان کاغذات کو اسی طرح سادہ بند کرکے روانہ کردو کاتب نے وہ کاغذات ولید کے پاس بھیج دیئے۔جب اس نے یہ کاغذات کھول کر دیکھے تو ان میں یہ شعر درج تھا۔

## لشکر علی رضی اللہ عنہ کی روانگی:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے کوچ کیا تو ایک عراقی نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

اَبْلِغْ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَخَا الْعِرَاقِ اِذَا اَتَیْتَا

"امیر المومنین کو یہ اطلاع پہنچا دو کہ عراقی آنے والے ہیں"۔

اِنَّ الْعِرَاقَ وَ اَهْلَهَا　　عُنُقٌ اِلَیْكَ فَهَیْتَ هَیْتَا

ترجمہ: ''افسوس صد افسوس کہ عراق والوں کی گردنیں تیری طرف اٹھی ہوئی ہیں''۔

عوانہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن النفر الحارثی کو آٹھ ہزار فوج دے کر روانہ کیا۔ اس کے پیچھے پیچھے شریح بن ہانی کو چار ہزار فوج دے کر بھیجا۔ بقیہ لشکر کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوچ کر کے مدائن میں قیام کیا۔ مدائن سے بھی بہت سے جنگ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدائن پر سعد بن مسعود الثقفی رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا' یہ مختار بن ابی عبید کذاب کے چچا تھے۔ مدائن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معقل بن قیس رضی اللہ عنہ کو تین ہزار لشکر دے کر روانہ کیا اور انھیں حکم دیا کہ موصل پر قبضہ کر لو۔

## دریائے فرات پر پل باندھنے کا حکم:

ہشام بن محمد نے ابو مخنف' حجاج بن علی کے حوالے سے عبداللہ بن عمار بن عبد یغوث البارقی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ رقہ پہنچے تو انھوں نے اہل رقہ سے فرمایا میرے لیے یہاں دریائے فرات پر ایک پل باندھ دو تاکہ میں دریا عبور کر کے شام کی سرزمین میں داخل ہو جاؤں۔ انھوں نے پل باندھنے سے انکار کر دیا۔ ان لوگوں نے کشتیاں پہلے ہی سے اپنے قبضہ میں کر لی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ یہاں سے کوچ کر کے منبج کے پل کی طرف بڑھے تاکہ ادھر سے دریا عبور کیا جا سکے اور یہاں اشتر کو چھوڑ گئے۔

اشتر نے دل میں خیال کیا کہ جس طرح لشکر منبج کے پل سے دریا پار کرے گا اسی طرح مجھے بھی یہاں سے دریا پار کرنا چاہیے۔ اس نے اہل رقہ سے چلا کر کہا:

''اے قلعہ والو! میں تمھیں اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہوں کہ اگر امیر المومنین رضی اللہ عنہ اپنے دستہ سمیت منبج کے پل سے گزر گئے اور تم نے یہاں ہمارے لیے پل نہ بنایا تو میں تم پر حملہ کر کے تمہارے مردوں کو قتل کر دوں گا اور تمہاری اس زمین کو اجاڑ کر رکھ دوں گا تمہارے قبضہ میں جتنے مال ہیں وہ سب چھین لوں گا''۔

یہ سن کر اہل رقہ نے باہم مشورہ کیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اشتر جس بات کی قسم کھاتا ہے وہ ہمیشہ پوری کر کے دکھاتا ہے اور اگر وہ کسی وقت قسم پوری بھی نہ کر سکے تب بھی اس صورت میں لوگوں کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ اس کے پاس پیغام بھیجا جائے کہ ہم پل بنانے کے لیے تیار ہیں۔ انھوں نے یہ پیغام اشتر کے پاس پہنچا دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی منبج کی جانب سے ادھر ہی واپس آ گئے۔ جب پل تیار ہو گیا تو اس پر سے سوار اور پیدل گزرنے لگے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو حکم دیا کہ تم تین ہزاروں کے ساتھ پیچھے رہو۔ جب لشکر پل پر سے گزر جائے تم اس وقت پل عبور کرنا۔ اشتر اپنے دستے کے ساتھ دریا کے کنارے کھڑا رہا۔ جب پوری فوج گزر گئی تو اس نے پل عبور کیا۔

ابو مخنف نے حجاج بن علی کے حوالے سے عبداللہ بن عمار بن عبد یغوث کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب سوار دریا پار کرنے لگے تو گھوڑے آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے اسی گڑبڑ میں عبداللہ بن ابی الحصین الازدی کی ٹوپی نیچے گر پڑی۔ انھوں نے دریا میں اتر کر ٹوپی اٹھا لی پھر عبداللہ بن حجاج الازدی کی ٹوپی گر پڑی اس نے بھی نیچے اتر کر ٹوپی اٹھا لی اس کے بعد عبداللہ بن الحجاج نے عبداللہ بن ابی الحصین سے مخاطب ہو کر یہ شعر کہا ؎

فَـاِنْ یَّکُ ظَنَّ الزَّاجِرِی الطَّیْرِ صَادِقًا ۔۔۔ کَمَا زَعَمُوْا اَقْتُلْ وَ شِیْکًا وَ تُقْتَلُ

ترجمہ: ''اگر فال لینے والے کا خیال صحیح ہے تو لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ میں بھی اور تو بھی قتل ہوں گے''۔

عبداللہ بن ابی الحصین نے اسے جواب دیا تو نے میرے دل لگتی بات کہی ہے۔ یہ دونوں صفین کے روز مارے گئے۔

### اہل عانات کا پل بنانے سے انکار:

ابومخنف نے خالد بن قطن الحارثی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دریائے فرات عبور کر لیا تو زیاد بن النضر اور شریح بن ہانی کو طلب فرمایا اور انھیں حکم دیا کہ تم اپنے دستے لے کر بطور ہراول آگے جاؤ۔ کوفہ سے چلتے وقت بھی یہ بطور ہراول آگے آگے تھے۔ یہ دونوں دریا کے کنارے کنارے اس خشکی پر سفر کرتے رہے جو کوفہ کے قریب واقع ہے اور یہاں سے سفر کر کے دونوں عانات پہنچے۔

انھیں یہ اطلاع مل چکی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے دستے کے ساتھ جزیرہ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور جزیرہ سے دریا عبور کرنا چاہتے ہیں۔ ادھر انھیں یہ بھی اطلاع مل چکی تھی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ شامیوں کا لشکر لے کر علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر بڑھ رہے ہیں یہ اطلاع ملنے کے بعد انہوں نے غور و فکر کیا کہ یہ کسی صورت میں مناسب نہیں کہ ہمارے اور امیر المومنین کے درمیان دریا حائل رہے اور ایسی صورت میں شامی لشکر ہم پر ٹوٹ پڑے۔ چونکہ ہماری تعداد بھی کم ہے اس لیے شامی لشکر سے مقابلہ بھی دشوار ہوگا اور کسی قسم کی امداد پہنچنی بھی ناممکن ہے اس لیے بہتر ہے کہ دریا فوراً عبور کر لیا جائے۔

انھوں نے اہل عانات کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تم لوگ ہمارے لیے دریا پر پل باندھ دو انھوں نے پل باندھنے سے انکار کر دیا اور کشتیاں بھی سب روک لیں۔ یہ مجبوراً یہاں سے واپس لوٹے اور ہیت پہنچ کر وہاں سے دریا عبور کیا اور قرقیسا کے قریب پہنچ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے مل گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل عانات پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ان میں سے کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ نے قلعہ میں بیٹھ کر دروازہ بند کر لیا۔

جب یہ دستے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہنس کر فرمایا بہت تعجب کی بات ہے کہ ہمارا مقدمۃ الجیش ہمارے پیچھے آ رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انھیں آگے روانہ کیا انھوں نے راہ میں جو حالات پیش آئے تھے وہ علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیے۔

### لشکروں کا آمنا سامنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب دریائے فرات عبور کیا تو پھر ان دونوں کو آگے روانہ ہونے کا حکم دیا۔ جب یہ دونوں روم کی سرحد پر پہنچے تو سامنے سے حضرت ابوالاعور اسلمی رضی اللہ عنہ' عمرو بن سفیان شامی مقدمۃ الجیش لے کر آ رہے تھے۔ ان دونوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کہلا کر بھیجا کہ ہمارے مقابلے پر ابوالاعور اسلمی رضی اللہ عنہ آئے ہیں ہم نے انھیں آپ کی اطاعت کی دعوت دی لیکن ان میں سے کسی نے بھی یہ بات قبول نہیں کی۔ آپ جو حکم فرمائیں ہم اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔

### اشتر کی سپہ سالاری:

یہ حالات معلوم ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو طلب کیا۔ اور اس سے بیان کیا کہ میرے پاس زیاد اور شریح نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ ہمارے مقابلے کے لیے ابوالاعور اسلمی رضی اللہ عنہ شامیوں کا دستہ لے کر آئے ہیں اور مجھے قاصد نے یہ بھی اطلاع دی ہے

کہ دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے ہوئے ہیں تو فوراً جا اور اپنے ساتھیوں کو بچا۔ وہاں پہنچنے کے بعد مقدمہ کا تو امیر ہوگا۔ لیکن جب تیرا دشمن سے آمنا سامنا ہو تو تو اپنی جانب سے جنگ نہ چھیڑنا انھیں پہلے اطاعت کی دعوت دینا اور ان کے طرز عمل کو دیکھ کر جنگ نہ شروع کرنا بلکہ بار بار انھیں اطاعت کی دعوت دینا۔ اور جب تو ناامید ہو جائے تو میمنہ کو زیاد کے سپرد کرنا اور میسرہ پر شریح کو مامور کرنا اور خود قلب لشکر میں رہنا۔ اور جب جنگ چھڑ جائے تو نہ تو تو دشمن کے بالکل قریب رہنا اور نہ زیادہ فاصلہ پر رہنا۔ تاکہ لوگوں میں خوف و ہراس پیدا نہ ہو۔ میں بھی تیرے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد و شریح کو ایک خط تحریر فرمایا:

''میں نے تم پر مالک کو امیر متعین کیا ہے تم اس کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا۔ کیونکہ مالک نہ تو اپنے زخمی ہونے سے ڈرتا ہے اور نہ موت سے ڈرتا ہے۔ جہاں جلدی کرنی چاہیے وہاں عجلت سے کام لیتا ہے اور جہاں تاخیر کرنی چاہیے۔ وہاں تاخیر سے کام لیتا ہے۔ خبردار! اس وقت تک جنگ شروع نہ کرنا۔ جب تک ان لوگوں کو اطاعت کی دعوت نہ دے لو اور اصلاح کی کوششیں ختم نہ ہو جائیں''۔

الغرض اشتر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے چل کر مقدمۃ الجیش پہنچا اور انھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حکم سنایا۔

## پہلی جنگ:

یہ دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے۔ جس روز اشتر وہاں پہنچا اس دن شام کو حضرت ابوالاعور رضی اللہ عنہ السلمی نے لشکر علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا۔ دونوں لشکروں میں کچھ دیر جنگ جاری رہی اور ان دونوں نے اپنی اپنی جگہ ثابت قدمی دکھائی۔ جب شام ہوئی تو شامی لشکر واپس لوٹ گیا۔

اگلے روز لشکر علی رضی اللہ عنہ سے ہاشم بن عتبۃ الزہری فوج لے کر میدان میں نکلے ان کے ساتھ سواروں اور پیدیوں کا ایک زبردست لشکر تھا۔ ادھر سے ابوالاعور السلمی رضی اللہ عنہ ان کے مقابلے پر آئے۔ اس روز تمام دن زبردست جنگ ہوتی رہی گھوڑے پر گھوڑا اور آدمی پر آدمی سوار تھا اور دونوں ایک دوسرے کے مقابلے پر ڈٹے ہوئے تھے۔ شام کو یہ دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ پر لوٹ گئے۔

جب شامی لشکر لوٹا تو اشتر نے اچانک حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں عبداللہ بن المنذر التنوخی مارا گیا یہ شامی لشکر کا ایک سوار تھا۔ اسے ظبیان بن عمار التمیمی نے قتل کیا تھا۔

## اشتر کی دعوت مقابلہ:

اس جنگ کے دوران اشتر چلا چلا کر کہہ رہا تھا کہ کوئی مجھے ابوالاعور رضی اللہ عنہ کو دکھا دے۔ ابوالاعور رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو واپسی کا حکم دیا جب تمام لشکر ان کے پاس جمع ہو گیا تو وہ لشکر کو لے کر اس مقام سے ہٹ کر کھڑے ہوئے جہاں پہلے کھڑے ہوئے تھے۔ اشتر نے بھی اپنے لشکر کی صف بندی کی اور یہ اس جگہ لشکر لے کر کھڑا ہوا جہاں پہلے ابوالاعور رضی اللہ عنہ لشکر لیے ہوئے کھڑے تھے۔

اشتر نے سنان بن مالک النخعی کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ ابوالاعور رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور اسے مقابلے کی دعوت دے۔ سنان نے پوچھا۔ اپنے مقابلہ کی یا آپ کے مقابلہ کی؟

43

اشتر: اگر میں تجھ سے یہ کہوں کہ تو اپنے مقابلے کی دعوت دے تو کیا تو اسے قبول کرے گا۔

سنان: کیوں نہیں! اگر تو اس کا حکم دے گا کہ میں اپنی تلوار لے کر دشمنوں میں گھس جاؤں اور وہاں ختم ہو جاؤں اور میدان سے واپس نہ آؤں تو میں اس کے لیے بھی آمادہ ہوں۔

اشتر: اے میرے بھتیجے! اللہ تیری زندگی قائم رکھے تو نے اس بات سے میرے دل میں اپنی محبت پیدا کر دی ہے۔ میں تجھے اس کے مقابلے پر نہیں بھیج رہا ہوں۔ تو اسے میرے مقابلے کی دعوت دے۔ اور میں یہ جانتا ہوں کہ وہ ہرگز بھی اسے قبول نہ کرے گا کیونکہ یہ اس کی شان کے خلاف ہے۔ وہ کبھی بھی اس شخص کے مقابلے پر نہ آئے گا جو عزت و شرف اور خاندان میں اس کا ہمسر نہ ہو اور تو اگرچہ خاندان اور عزت و شرف میں اس کا ہمسر ہے لیکن وہ تجھ سے بھی مقابلہ نہ کرے گا کیونکہ تو نوجوان ہے اور ابوالاعور رضی اللہ عنہ کسی نوجوان پر ہاتھ اٹھانا پسند نہیں کرتا۔ تو اسے میرے مقابلے کی دعوت دے۔

سنان ابوالاعور رضی اللہ عنہ کے لشکر کی طرف بڑھا اور چلا کر کہا مجھے امان دو میں قاصد ہوں۔ شامیوں نے اسے امان دی وہ آگے بڑھ کر ابوالاعور رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔

## اشتر کی شیطنت:

ابومخنف نے نضر بن صالح کے حوالے سے سنان کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں ابوالاعور رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے یہ بیان کیا کہ اشتر آپ کو اپنے مقابلے کی دعوت دیتا ہے۔

ابوالاعور رضی اللہ عنہ کافی دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا کہ اشتر کی بے عقلی اور شیطنت کی انتہا یہ ہے کہ اول تو اس نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کے خلاف الزامات لگائے ان کی برائیاں کیں تاکہ ان سے حکومت چھینی جا سکے۔ پھر خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا اور انھیں ان کے مکان اور مرکز میں محصور کر لیا حتیٰ کہ دوسروں کے ساتھ مل کر انھیں شہید بھی کر دیا۔ اس طرح ان کا خون اپنے سر لیا۔ مجھے ایسے شخص کے مقابلے کی ضرورت نہیں۔

سنان: آپ نے جو کچھ کہا ہے میں اس کے جوابات دے سکتا ہوں۔

ابوالاعور رضی اللہ عنہ: مجھے ان حالات میں کوئی جواب سننے کی ضرورت نہیں۔ تم یہاں سے جا سکتے ہو۔

ابوالاعور رضی اللہ عنہ کے لشکریوں نے چلانا شروع کیا اسے پکڑ لو۔ میں وہاں سے واپس چلا آیا' اور اگر ابوالاعور رضی اللہ عنہ جواب سننے کے لیے تیار ہوتے تو میں انہیں اشتر کی جانب سے تسلی بخش جواب دیتا اور اس کے اس اقدام کی وجوہات پیش کرتا۔ میں اپنے لشکر میں واپس آیا اور اشتر کو ان کے جوابات سے مطلع کیا۔

اشتر: اس نے اپنی جان کا خیال کیا۔

ہماری اور ان کی رات تک اسی طرح جنگ جاری رہی۔ جب رات ہوئی تو دونوں لشکر جدا ہو گئے ہم تمام رات شب خون کے خوف سے پہرے دیتے رہے لیکن جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ شامی لشکر راتوں رات یہاں سے چلا گیا۔

اس کے بعد اشتر اپنا مقدمہ لے کر آگے بڑھا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ کچھ دیر تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لشکر اسی جگہ کھڑا رہا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لشکر کے پڑاؤ کے لیے

جگہ تلاش کی جگہ دیکھنے کے بعد لوگوں کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا لشکریوں نے اپنے سامان اتارے اور خیمے لگائے۔

پڑاؤ کرنے کے بعد کچھ نوجوان پانی لینے کے لیے دریا پر گئے لیکن شامیوں نے انہیں پانی لینے سے روک دیا۔ الغرض پانی پر جنگ ہوئی۔ 3

اس سے قبل اشتر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ شامیوں نے پانی پر قبضہ کر لیا ہے جس میدان میں وہ آ کر ٹھہرے ہیں وہ میدان بھی عمدہ ہے اگر آپ کہیں تو ہم یہاں سے کوچ کر کے اس گاؤں پہنچ جائیں جس گاؤں کی طرف سے یہ ہو کر آ رہے ہیں۔ جب ہم ادھر کوچ کریں گے تو یہ بھی ہمارے پیچھے پیچھے آئیں گے۔ جب وہاں یہ ہمارے قریب پہنچ جائیں گے تو ہم قیام کر لیں گے اس طرح ہم اور وہ برابر ہو جائیں گے اور پانی پر بھی ان کا قبضہ نہ رہے گا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور فرمایا ہر شخص اب مزید سفر کی طاقت نہیں رکھتا۔

## پانی پر جنگ:

ابو مخنف نے تمیم بن الحارث الازدی کے حوالے سے جندب بن عبداللہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کے بالمقابل پہنچے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی سے کشادہ اور عمدہ میدان پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور گھاٹ کی طرف کا حصہ اپنے قبضہ میں لے لیا تھا۔ اور اس میدان میں پانی لینے کے لیے دریا پر صرف ایک ہی گھاٹ تھا۔ اس گھاٹ پر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوالاعور السلمی رضی اللہ عنہ کو متعین کیا تھا کہ وہ اس کی حفاظت کریں اور دشمن کو پانی نہ لینے دیں۔ ہم نے دریائے فرات کے کنارے کافی دور تک چکر لگایا کہ شاید پانی لینے کے لیے کوئی اور گھاٹ موجود ہو تو ہمیں ان کے گھاٹ کی کوئی حاجت باقی نہیں رہے گی لیکن وہاں کوئی اور گھاٹ ہی نہ تھا۔ ہم نے آ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حالات سے مطلع کیا کہ دریا پر صرف ایک گھاٹ ہے جو دشمن کے قبضہ میں ہے اور لوگ پیاسے مر رہے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو پھر ان سے جنگ کر کے پانی حاصل کرو۔

اشعث: میں ان کے مقابلے پر جاؤں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اچھا تم ہی جاؤ۔

اشعث پانی کے گھاٹ کی طرف بڑھے۔ ہم بھی ان کے ساتھ ہو لیے۔ جب ہم گھاٹ کے قریب پہنچے تو دشمن نے ہم پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی ہم نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا کچھ دیر تک تیروں سے مقابلہ ہوتا رہا۔ لیکن ہم ان کے سر پر پہنچ گئے۔ اب نیزے نکل آئے تھے۔ کافی دیر تک آپس میں نیزہ بازی ہوتی رہی۔ پھر تلواروں پر نوبت پہنچ گئی۔ ابھی جنگ جاری تھی کہ یزید بن اسد البجلی شامیوں کا ایک امدادی دستہ لے کر ہمارے سروں پر پہنچ گئے۔ یہ دستہ کچھ سواروں پر مشتمل تھا۔ جب یہ تازہ دم دستہ ہماری طرف بڑھا تو میں سوچنے لگا کاش اس وقت امیر المومنین بھی ہماری مدد کے لیے کوئی دستہ روانہ فرمائیں تاکہ وہ اس تازہ دم دستہ سے مقابلہ کر سکے اور اس طرح ہماری جان بچ جائے۔

جندب کا بیان ہے کہ میں دل میں یہ سوچ کر امیر المومنین کی طرف چلا۔ لیکن ابھی کچھ دور گیا تھا کہ مجھے امدادی دستہ آتا نظر آیا جو تعداد میں دشمن کے دستہ سے کچھ زیادہ ہی تھا اس دستہ پر شبث بن ربعی الریاحی مامور تھے۔ یہ دستہ پہنچ جانے کے بعد انتہائی

شدید جنگ ہوئی۔

کچھ دیر بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک بڑا لشکر لے کر ابوالاعور رضی اللہ عنہ اور یزید بن اسد کی امداد کے لیے بڑھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی اشتر کی ماتحتی میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا۔ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ابوالاعور رضی اللہ عنہ کی امداد کے لیے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا تو اشتر نے بھی اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اس طرح جنگ میں مزید شدت پیدا ہوگئی۔ اس موقع پر عبداللہ بن عوف ابن الاحمر الازدی نے یہ اشعار کہے تھے۔

خَلُّوا لَنَا مَاءَ الْفُرَاتِ الْجَارِیْ ۔۔۔ اَوْ اَثْبُتُوْا لِجَحْفَلٍ جَرَّارِ

ترجمہ: ''یا تو ہمارے لیے فرات کے چلتے پانی کا راستہ چھوڑ دو یا ایک زبردست لشکر کے مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

لِكُلِّ قَرْمٍ مُّسْتَمِیْتٍ شَارِیْ ۔۔۔ مُطَاعِنٍ بِرُمْحِهٖ كَرَّارِ

ضِرَابَ هَامَاتِ الْعِدیٰ مِغْوَارِ

ترجمہ: جو ہر بڑے سے بڑے مرد میدان کو موت کے منہ میں پہنچا دیتا ہے اور جو نیزے سے پلٹ پلٹ کر حملہ کرتا ہے۔ جو دشمنوں کی کھوپڑیاں اتار دیتا ہے''۔

ابومخنف کا بیان ہے کہ ظبیان بن عمارۃ التمیمی جنگ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

هَلْ لَّكَ یَا ظَبْیَانُ مِنْ بَقَاءٍ ۔۔۔ فِیْ سَاكِنِ الْاَرْضِ بِغَیْرِ مَآءٍ

ترجمہ: ''اے ظبیان کیا تو زمین میں پانی کے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔

لَا وَاِلٰهَ الْاَرْضِ وَ السَّمَآءِ ۔۔۔ فَاضْرِبْ وُجُوْهَ الْغُدْرِ الْاَعْدَآءِ

ترجمہ: ہرگز نہیں۔ زمین و آسمان کے پروردگار کی قسم! اسی لیے میں غداروں اور دشمنوں کے چہروں پر تلواریں مار رہا ہوں۔

بِالسَّیْفِ عِنْدَ حُمَسِ الْوَغَآءِ ۔۔۔ حَتّٰی یُجِیْبُوْكَ اِلَی السَّوَآءِ

ترجمہ: جنگ کے وقت تلوار اسی لیے چلاتا ہوں تاکہ دشمن تجھے پانی لینے کے لیے برابر کا درجہ دے دیں''۔

ظبیان کا بیان ہے کہ ہم ان سے اس وقت تک برابر لڑتے رہے جب تک انھوں نے ہمارے لیے پانی کا راستہ نہ چھوڑ دیا۔

## محمد بن مخنف کی شجاعت:

ابومخنف نے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے محمد بن مخنف کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں اس روز اپنے والد مخنف بن سلیم کے ساتھ تھا۔ اس وقت میری عمر صرف سترہ سال تھی لیکن مال غنیمت میں میرا کوئی حصہ نہ تھا جب دشمنوں نے پانی لینے سے روکا تو مجھ سے میرے والد نے کہا تو تو اب سفر کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ تیری حالت تو پیاس سے بہت خراب ہوگئی ہے۔

محمد بن مخنف کا بیان ہے کہ جب میں نے یہ دیکھا کہ مسلمان پانی کی جانب جنگ کے لیے بڑھ رہے ہیں تو مجھ سے بھی برداشت نہ ہو سکا میں بھی تلوار لے کر جنگ میں شریک ہوگیا۔ میرے ساتھ عراقیوں کا ایک غلام بھی تھا جس کے پاس مشک تھی جب شامی پیچھے ہٹنے لگے تو اس غلام نے سختی سے حملہ کیا اور دریا پر پہنچ کر مشک بھر لی جب وہ واپس لوٹا تو ایک شامی نے اسے مار کر نیچے گرا دیا

اور مشک اس سے گر گئی۔ میں نے آگے بڑھ کر اس شامی کو نیچے گرا دیا اس پر اس کے ساتھی دوڑے اور اسے بچا لیا شامیوں نے اپنے اس ساتھی سے کہا ہم تیری جانب سے مطمئن نہیں ہیں۔ نہ معلوم دشمن تجھے کب قتل کر دے۔

محمد بن مخنف کہتا ہے میں غلام کے پاس لوٹ کر آیا اور اسے اٹھایا اس نے مجھ سے کچھ باتیں کیں۔ اس کے کافی گہرا زخم آیا تھا اتنے میں اس غلام کا مالک آ گیا۔ وہ غلام کو اپنے ساتھ لے گیا میں نے مشک اٹھا لی اتفاق سے مشک بھری ہوئی تھی میں اسے اپنے باپ مخنف کے پاس لے کر آیا۔

مخنف: یہ مشک کہاں سے لائے؟

محمد: میں نے خریدی ہے۔ یہ میں نے اس لیے کہا تھا کہ اگر میرے باپ کو یہ حال معلوم ہو گیا تو شاید وہ مجھے دریا پر جانے اور جنگ کرنے سے روک دے۔

مخنف: اچھا تو لوگوں کو پانی پلاؤ۔

میں نے لوگوں کو پانی پلایا اور سب سے آخر میں میرے باپ نے پانی پیا لیکن میرے دل میں پھر جنگ کا شوق پیدا ہوا میں میدان میں پہنچا ان سے پھر کچھ دیر جنگ کی اس کے بعد شامیوں نے ہمارے لیے پانی کا راستہ چھوڑ دیا اس کے بعد لوگ شام تک پانی بھرتے رہے۔ ہمارے اور شامیوں کے سقے گھاٹ پر جمع تھے اور یہ اژدہام کی وجہ سے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے لیکن کوئی کسی کو ذرا سی بھی تکلیف نہ پہنچاتا تھا۔

جب میں میدان سے واپس لوٹا تو مجھے مشک کا مالک نظر آیا۔ میں نے اس سے کہا یہ تمہاری مشک ہمارے پاس ہے آپ کسی کو بھیج کر منگوا لیجیے یا اپنا پتہ بتا دیجیے میں وہاں پہنچا دوں گا اس نے جواب دیا اللہ تم پر رحم کرے ہمارے پاس اور مشک موجود ہے ہمیں اس کی کوئی خاص حاجت نہیں۔

اگلے روز وہ شخص میرے باپ کے پاس آیا اور اسے سلام کیا میں اپنے باپ کے پہلو میں کھڑا تھا اس نے میرے باپ سے سوال کیا۔ اس نوجوان سے آپ کی کیا رشتہ داری ہے؟

مخنف: یہ میرا بیٹا ہے۔

شخص مذکور: اللہ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے کل اس نوجوان نے میرے غلام کو قتل ہونے سے بچا لیا۔ مجھ سے قبیلہ کے نوجوانوں نے یہ بیان کیا تھا کہ کل سب سے زیادہ بہادری آپ کے بیٹے نے دکھائی تھی۔

باپ نے میری جانب غصہ سے گھور کر دیکھا اور زبان سے کچھ نہ کہا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو باپ نے مجھ سے کہا میں نے تجھے پہلے منع نہ کیا تھا اب قسم کھاؤ کہ آئندہ میری بغیر اجازت کے لڑائی میں حصہ نہ لو گے۔ صرف یہی ایک ایسی لڑائی تھی جس میں میں نے حصہ لیا تھا۔

ابو مخنف نے یونس بن ابی اسحاق السبیعی کے حوالے سے مہران مولیٰ یزید بن ہانی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میرا مالک یزید بن ہانی اس روز جنگ میں مشغول تھا اور اس کے ایک ہاتھ میں مشک تھی جب شامی پانی سے پیچھے ہٹے تو میں جھپٹ کر پانی بھرنے کے لیے دریا پر پہنچا۔ جب تک پانی نہ بھر لیا نہ تو میں نے جنگ کی اور نہ کوئی تیر چلایا۔

## عبداللہ بن عوف کا بیان:

ابو مخنف نے یوسف بن یزید کے حوالے سے عبداللہ بن عوف الاحمر کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب ہم میدان صفین میں معاویہ رضی اللہ عنہ اور شامیوں کے مقابلے پر پہنچے تو شامی ایک وسیع اور عمدہ میدان میں خیمہ زن تھے اور پانی کے گھاٹ پر انھوں نے قبضہ کر رکھا تھا اور ابوالاعور السلمی رضی اللہ عنہ سواروں اور پیدلوں کا دستہ لیے ہوئے گھاٹ کی حفاظت کر رہے تھے۔ انھوں نے اپنے لشکر کی صف بندی کر رکھی تھی۔ آگے تیرانداز تھے ان کے پیچھے نیزہ باز ڈھالیں لیے ہوئے تھے۔ ان تمام لشکریوں کے سروں پر خود تھے۔ یہ لشکر پانی کی حفاظت پر مامور تھا تاکہ دشمن پانی نہ لے سکے۔ یہ حالات دیکھ کر ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے تمام حالات بیان کیے۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب قاصد کی روانگی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صعصعۃ بن صوحان کو طلب فرمایا اور انھیں حکم دیا کہ تم معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس سے جا کر کہو کہ اگرچہ ہم تمہارے مقابلے پر آئے ہیں لیکن ہم حجت پیش کیے بغیر تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ تم نے اپنے سوار اور پیدل ہمارے مقابلے پر بھیجے جنہوں نے ہم سے جنگ کی ابتداء کی حالانکہ ہم حجت پیش کیے بغیر تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے دوسری غلطی تم نے یہ کی کہ لوگوں کو پانی پینے سے روک دیا حالانکہ لوگ پانی سے رکنے والے نہیں وہ ہر صورت میں پانی حاصل کر کے رہیں گے۔ تم اپنے لشکریوں کو حکم دو کہ وہ پانی کا راستہ چھوڑ دیں اور اس وقت تک کوئی اقدام نہ کریں جب تک ہم آپس میں کوئی معاملہ طے نہ کرلیں اور ہمیں تمہاری آمد اور تمہیں ہماری آمد کی وجہ معلوم نہ ہو جائے۔ ورنہ ہم لوگوں کو جنگ کی اجازت دے دیں گے پھر پانی وہی شخص حاصل کر سکے گا جو کہ غالب ہوگا۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا تمہاری کیا رائے ہے؟ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ: آپ انہیں قطعاً پانی نہ دیجیے۔ جس طرح انہوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو چالیس روز تک ٹھنڈے پانی اور کھانے سے محروم رکھا۔ اللہ انہیں پیاسا مارے آپ بھی انہیں پیاس سے تڑپا کر ماریئے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: آپ پانی کا راستہ چھوڑ دیجیے کیونکہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آپ تو سیراب ہوں اور آپ کی قوم پیاسی رہے۔ آپ پانی پر جنگ نہ کیجیے بلکہ دیگر معاملات پر غور کیجیے۔

ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اپنی بات دہرائی۔

عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ: آپ رات تک پانی روکے رکھیے اگر رات تک یہ پانی حاصل نہ کرسکیں گے تو خود ہی لوٹ جائیں گے اور اگر یہ خود بخود لوٹ گئے تو اس میں ہمارا کچھ قصور بھی نہ ہوگا۔ خدا انہیں قیامت کے روز پانی نصیب نہ کرے۔

صعصعہ: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ پانی تو کفار و فساق اور شرابیوں سے روکے گا جس کے باعث تجھ پر اور اس فاسق ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ پر حد لگائی گئی تھی۔

اس پر لوگ اسے گالیاں دینے لگے اور اسے مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اسے کچھ نہ کہو یہ قاصد ہے۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

ابو مخنف نے یوسف بن یزید کے حوالے سے عبداللہ بن عوف بن الاحمر کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب صعصعہ ہمارے پاس لوٹ کر آئے تو انھوں نے تمام گفتگو ہم سے بیان کی ہم نے صعصعہ سے دریافت کیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے خود کیا جواب دیا:

صعصعہ: جب میں واپس لوٹنے لگا تو معاویہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا آپ کا کیا جواب ہے؟

معاویہ رضی اللہ عنہ: میرا جواب تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا۔

ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ سوار دستے الاعور رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے پہنچنے شروع ہو گئے تاکہ دشمنوں کو پانی سے روکا جا سکے۔ علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہمیں ان کے مقابلے پر بھیجا۔ پہلے آپس میں تیراندازی ہوئی' پھر نیزے چلے اور آخر میں تلواریں نکل آئیں ہم ان پر غالب آئے اور پانی ہمارے قبضہ میں آ گیا۔ ہم نے دل میں سوچا کہ شامیوں کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیا جائے۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے پاس کہلا کر بھیجا کہ اپنی ضرورت کا پانی لے کر اپنے لشکر کے ساتھ واپس لوٹ آؤ اور پانی پر کوئی روک ٹوک نہ کرو کیونکہ اللہ عزوجل نے ان کے ظلم اور سرکشی کے باعث ہی تمہاری امداد فرمائی ہے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پیغام:

ابو مخنف نے عبدالملک بن ابی حرۃ الحنفی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا آج تو تم جوش میں کامیاب ہو گئے ہو۔ لوگ پانی سے واپس لوٹ آئے اور دو دن تک اسی طرح دونوں لشکر خاموش پڑے رہے نہ علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کوئی پیغام بھیجا اور نہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کوئی سلسلہ جنبانی کی۔

دو روز بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بشیر بن عمرو بن محصن الانصاری' سعید بن قیس الہمدانی اور شبث بن ربعی کو طلب کیا اور ان سے فرمایا تم معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں حق پر چلنے' امیر کی اطاعت کرنے اور جماعت کے اتحاد کی دعوت دو۔

شبث: آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو کچھ طمع دلائیں اور اس سے کہیں کہ وہ آپ کی بیعت کر لیں اور آپ اسے شام کی امارت عطا کر دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم اس کے پاس جاؤ اور اپنی حجت پیش کرو اور یہ دیکھو کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

یہ سفراء معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ یہ واقعہ اوائل ذی الحجہ ۳۶ھ میں پیش آیا تھا یہاں پہنچنے کے بعد بشیر بن عمرو نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا:

> ''اے معاویہ رضی اللہ عنہ ایک نہ ایک روز دنیا تم سے زائل ہو جائے گی اور تم آخرت کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ اللہ عزوجل تمہارے تمام اعمال اور تمام کاموں کا محاسبہ فرمائے گا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ جماعت میں تفریق پیدا نہ کیجیے اور مسلمانوں کا آپس میں خون نہ بہایئے''۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے درمیان ہی میں کلام قطع فرما کر سوال کیا کہ جس شے کی تم مجھے نصیحت کر رہے ہو کیا اس کی نصیحت اپنے امیر کو بھی کی ہے۔

بشیر: میرا امیر تم جیسا امیر نہیں۔ وہ تمام مخلوق میں دوسروں کو نصیحت کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہے اس لیے کہ وہ

صاحب فضیلت بھی ہیں اور صاحب دین بھی۔ انہیں سبقت اسلام بھی حاصل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت بھی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: آخر وہ کیا چاہتے ہیں۔

بشیر: وہ تمہیں تقویٰ اختیار کرنے' اللہ عزوجل سے ڈرنے اور حق کے معاملہ میں اپنی اطاعت کرنے کا حکم دیتے ہیں اس میں تمہاری دنیا بھی قائم رہے گی اور آخرت کی بھی بھلائی ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: تو کیا میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کو رائیگاں جانے دوں۔ خدا کی قسم! ایسا تو میں ہرگز بھی نہ کروں گا۔

سعید بن قیس نے کچھ جواب دینا چاہا لیکن شبث بن ربعی نے پہل کی۔ وہ آگے بڑھا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا:

''اے معاویہ رضی اللہ عنہ! تم نے جو بشیر کو جواب دیا ہے اسے میں خوب سمجھتا ہوں خدا کی قسم تمہارے ارادے اور تمہارے مقاصد ہم پر مخفی نہیں ہیں' تمہارے پاس لوگوں کو بہکانے کا کوئی ذریعہ نہیں۔ اسی بات سے تم لوگوں کو اپنی جانب مائل کیے ہوئے ہو اور اسی لیے وہ تمہاری اطاعت کرتے ہیں۔ تم یہی کہہ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو کہ تمہارے امام مظلوم شہید کر دیئے گئے اور ہم ان کا قصاص چاہتے ہیں اس پر بے وقوف اور سرکش لوگ تمہارے ساتھ ہو گئے ہیں۔ حالانکہ ہم یہ خوب جانتے ہیں کہ تم نے بھی عثمان رضی اللہ عنہ کی مدد میں تاخیر کی اور تم دل سے چاہتے تھے کہ وہ قتل ہو جائیں تاکہ تم ان کے خون کا مطالبہ کر کے یہ مقام حاصل کر سکو۔

بعض اوقات انسان طاقت وقوت سے زیادہ اہم کام کی تمنائیں کرتا ہے اور بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان کی وہ تمنا پوری ہو جاتی ہے بلکہ اللہ عزوجل اس سے بھی زیادہ عطا فرما دیتے ہیں یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ ان دونوں کاموں میں کون سا کام تیرے لیے بہتر ہے۔ جس چیز کی تم آرزو کر رہے ہو اگر وہ غلط ہے تو اس وقت تم تمام عرب میں سب سے بدترین شخص ہو گے اور اگر تمہارے ارادے صحیح ہیں تو تم اس وقت تک اسے حاصل نہیں کر سکتے جب تک خود کو دوزخ کا مستحق نہ بنا لو۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ! اپنے ارادوں کو ترک کر دو اور خلافت کے معاملہ میں اس شخص سے اختلاف نہ کرو جو فی الحقیقت اس کا اہل ہے''۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا کے بعد شبث کی اس تقریر کا جواب دیا:

''تیری تقریر سے مجھے سب سے اول یہ بات معلوم ہوئی کہ تو انتہائی بے وقوف اور بے عقل شخص ہے کہ تو نے اپنی قوم کے سردار اور شریف وباحسب شخص کی گفتگو بھی درمیان میں قطع کر ڈالی پھر وہ باتیں کہیں جس کا تجھے علم نہ تھا اور اس طرح تو نے جھوٹ سے کام لیا اے اعرابی! اے جاہل! تو اپنے اس جھوٹ میں مر جائے گا۔ تم لوگ میرے پاس سے چلے جاؤ میرا اور تمہارا فیصلہ اب تلوار کرے گی''۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انتہائی غضب ناک ہو گئے تھے۔ قاصد بھی ان کے پاس سے واپس لوٹے۔ چلتے ہوئے شبث نے یہ جملہ کہا۔ کیا تو ہمیں تلواروں سے ڈراتا ہے خدا کی قسم! وہ تلواریں بھی جلد تیرے سر پر پہنچ جائیں گی۔

ان لوگوں نے واپس پہنچ کر تمام حالات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیے۔ یہ سفارت شروع ذی الحجہ میں گئی تھی۔

## جنگ صفین:

حضرت علی رضی اللہ عنہ روزانہ ایک معزز شخص کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر روانہ کرتے۔ اسی طرح معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھی ایک دستہ میدان میں نکلتا۔ ان دونوں دستوں میں جنگ ہوتی اور کچھ دیر جنگ کے بعد دونوں واپس لوٹ جاتے۔ اس جنگ میں سوار بھی شریک ہوتے اور پیدل بھی' اور دونوں لشکر کھل کر جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس میں زبردست تباہی کا سامنا ہوتا اور بڑی بربادی ہوتی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اشتر' حجر بن عدی الکندی' شبث بن ربعی' خالد بن المعز' زیاد بن النفر الحارثی' زیاد بن نصفۃ التیمی' سعید بن قیس' معقل بن قیس اور قیس بن سعد رضی اللہ عنہما میں سے ایک نہ ایک کو امیر بنا کر بھیجتے اور اکثر و بیشتر اشتر کو روانہ کیا جاتا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے عبدالرحمٰن بن خالد المخزولی' ابوالاعور السلمی' حبیب بن مسلمۃ الفہری' ابن ذی الکلاع الحمیری عبیداللہ بن عمر بن الخطاب' شرجیل بن السمط الکندی رضی اللہ عنہم اور حمزۃ بن مالک الہمدانی لشکر لے کر نکلتے۔

اسی طرح تمام ماہ ذی الحجہ میں جنگ ہوتی رہی اور بعض اوقات دن میں دوبار جنگ ہوتی۔

## اشتر کی شجاعت:

ابومخنف نے عبداللہ بن عامر الفائشی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ ایک روز اشتر جنگ کے لیے نکلا۔ اس کے ساتھ کچھ قراء تھے اور کچھ عرب کے شہسوار تھے' جب جنگ زوروں پر ہوئی تو معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک شخص میدان میں نکلا۔ خدا کی قسم! میں نے آج تک اتنا لمبا اور موٹا انسان نہ دیکھا تھا۔ اس نے اپنے مقابلہ کی دعوت دی۔ ہماری جانب سے اس کے مقابلے کے لیے اشتر کے علاوہ کوئی نہ نکلا۔ ان دونوں میں جنگ ہوئی اور اشتر نے اسے قتل کر ڈالا۔ خدا کی قسم ہم دل میں ڈر رہے تھے کہ یہ ضرور اشتر کو مار ڈالے گا۔ اور ہم نے اشتر کو مقابلے پر جانے سے منع بھی کیا تھا لیکن جب اشتر نے اسے قتل کر دیا تو ایک شخص نے چلا کر یہ شعر پڑھا۔

يَـا سَهُـمَ سَهُـمَ ابُـنِ اَبِـى الُعِيُـزَارِ        يَـا خَيُـرَ مَـنُ نَـعُـلَـمُـهُ مِـنُ زَارِ

ترجمہ: ''تیر تو ابن ابی العیزار کا تیر ہے۔ ہم نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں اس سے بہتر کوئی نہیں دیکھا''۔

ایک ازدی جوان نے جب اس شخص کی لاش دیکھی تو اس نے قسم کھائی کہ یا تو میں تیرے قاتل کو قتل کروں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا۔ وہ میدان میں نکلا اور اشتر پر حملہ کیا۔ اشتر نے بھی پلٹ کر ایسا وار کیا کہ وہ نیچے گرا۔ ابھی وہ اپنے گھوڑے کے پاؤں میں پڑا تھا کہ اس کے ساتھیوں نے اشتر پر حملہ کر کے اسے بچا لیا۔ ابورفیقۃ الفہمی بولا یہ تو ایک آگ ہے جو برابر بھڑکتی رہتی ہے۔

الغرض پورے ذی الحجہ دونوں لشکروں میں اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ جب ماہ محرم آیا تو دونوں نے ایک دوسرے جنگ بندی کی خواہش کی تاکہ صلح کی گفت و شنید کی جا سکے۔ اور دونوں لشکروں نے اس عارضی جنگ بندی کو منظور کر لیا۔

اس سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کرایا اور بقول واقدی اسی سال حضرت قدامۃ بن مظعون رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔

باب ۱۱

# حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ بندی

## باہمی صلح کی گفت وشنید:

۳۷ھ کے پہلے ماہ یعنی محرم الحرام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ رک گئی اور دونوں ایک مدت تک جنگ بندی پر تیار ہو گئے تا کہ کسی نہ کسی طرح باہمی صلح ہو سکے۔

ہشام ابن محمد نے ابو مخنف الازدی، سعد ابوالمجاہد الطائی کی سند سے محل بن خلیفۃ الطائی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان صفین میں جنگ بند ہوگئی تو صلح کی غرض سے دونوں نے ایک دوسرے کے پاس اپنے قاصد روانہ کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عدی ابن حاتم طائی، یزید بن قیس الارجی، شبث ابن ربعی اور زیاد ابن خصفہ کو صلح کی غرض سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا۔

## عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ کی تقریر:

جب یہ وفد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت پہنچا تو عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ نے گفتگو شروع کی۔ اولاً اللہ کی حمد وثنا کی، پھر فرمایا:

''ہم آپ کے پاس اس غرض سے آئے ہیں تا کہ ہم آپ کو ایسی شئے کی دعوت دیں۔ جس کے ذریعہ اللہ عزوجل ہماری جماعت کو اور اس امت کو متحد کر دے اور یہ خون کے دریا جو بہہ رہے ہیں بند ہو جائیں۔ راہیں جو پرخطر ہو چکی ہیں وہ محفوظ و مامون ہو جائیں، اور آپس میں صلح و آشتی پیدا ہو جائے۔

اے معاویہ رضی اللہ عنہ! تم یہ جانتے ہو کہ تمہارا یہ چچا زاد بھائی یعنی علی رضی اللہ عنہ تمام مسلمانوں کے سردار اور تمام لوگوں میں سابق الاسلام ہیں انھوں نے حالت اسلام میں بہترین کارنامے انجام دیئے اور لوگ بھی ان پر متفق ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اس نے لوگوں کو ایسے بہترین شخص کو خلیفہ منتخب کرنے کی ہدایت فرمائی۔ آج روئے زمین پر تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے علاوہ کوئی اس کا مخالف نہیں ہے۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ! تم اپنے ان اختلافات سے باز آ جاؤ کہیں اللہ تعالیٰ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا وہی حشر نہ کر دے جو اس نے اصحاب جمل کا حشر کیا تھا''۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جواب:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم مبلغ وہادی بن کر آئے ہو۔ صلح کی غرض سے نہیں آئے اے عدی رضی اللہ عنہ! بہت افسوس کی بات ہے۔ خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں حرب کا بیٹا ہوں مجھے اختلافات کا نام لے کر دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ خدا کی قسم!

کیا تو ان لوگوں میں سے نہیں ہے جنہوں نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگوں کو اکسایا تھا اور تو بھی ان کے قاتلین میں داخل ہے اور مجھے امید ہے کہ اللہ عزوجل عثمان رضی اللہ عنہ کے بدلے تجھے ضرور قتل کرے گا۔ اے عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو ایک مرد میدان کو للکارنا چاہتا ہے''۔

## شبث اور زیاد کی تقاریر:

یہ سخت گفتگو سن کر شبث ابن ربعی اور زیاد ابن خصفہ درمیان ہی میں بول پڑے کہ:

''ہم تو آپ کے پاس صلح کی غرض سے آئے ہیں اور آپ اس قسم کی گفتگو فرما رہے ہیں اور ہمارے سامنے مثالیں پیش کر رہے ہیں آپ بے فائدہ اور لایعنی باتوں کو ترک کر دیجیے اور ایسی بات کیجیے جس سے ہمیں بھی فائدہ ہو اور آپ کو بھی فائدہ ہو''۔

## یزید ابن قیس کا خطاب:

یزید ابن قیس بولے:

''ہم تو آپ کے پاس صرف وہ پیغام پہنچانے کی غرض سے آئے ہیں جو ہمیں دے کر بھیجا گیا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کا جواب دوسرے تک پہنچا دیں اس کے ساتھ ساتھ ہم نصیحت کو بھی ترک نہیں کر سکتے اور جس شے کو ہم حق سمجھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ شے آپ پر حجت ہوگی اسے بیان کرنے سے بھی گریز نہیں کر سکتے اور جب کہ ہم یہ جانتے ہیں کہ آپ باہمی محبت اور جماعت مسلمین کے اتحاد کے خواہاں ہیں۔

ہمارے امیر وہ شخص ہیں جن سے تمام مسلمان واقف ہیں اور ان کی فضیلت سے تم بھی ناواقف نہیں ہو۔ تمام دین دار اور افضل لوگ علی رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے یہ لوگ تمہارا ان سے ہرگز موازنہ کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ سے ڈرو اور علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت نہ کرو۔ خدا کی قسم! ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ متقی اور زاہد ہو اور علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ نیک خصائل اس میں پائے جاتے ہوں''۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شرائط:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ عزوجل کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

''تم مجھے اطاعت امیر اور اتحاد جماعت کی دعوت دیتے ہو تو جہاں تک جماعت کا تعلق ہے تو وہ میرے ساتھ بھی موجود ہے اور جہاں تک تمہارے امیر کا تعلق ہے تو ہم اسے امیر ہی تسلیم نہیں کر سکتے اس لیے کہ تمہارے ساتھی نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے۔ ہماری جماعت میں انتشار پھیلایا۔ ہمارے قاتلوں کو پناہ دی تمہارے ساتھی کا یہ خیال کہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید نہیں کیا تو ہم اس کی تردید کرنا نہیں چاہتے۔ لیکن کیا تم قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ سے واقف نہیں ہو۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ ہی ہمارے امیر کے ساتھی ہیں۔ وہ ان قاتلین کو ہمارے حوالے کر دیں تا کہ ہم انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل کریں اس کے بعد ہم تمہارے امیر کی اطاعت کرنے اور اتحاد جماعت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں''۔

## قاصدین کی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے تیز گفتگو:

اس پر شبث نے جواب دیا کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگر تمہارا عمار رضی اللہ عنہ پر بھی بس چلے تو تم انھیں بھی قتل کر دو گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ان کے قتل سے کون سی شئے مانع ہوسکتی ہے خدا کی قسم! اگر سمیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے پر میرا بس چلے تو میں عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں اسے بھی ضرور قتل کر دوں گا اور عثمان رضی اللہ عنہ تو کجا اگر عمار رضی اللہ عنہ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام ناقل کو قتل کیا ہوتو میں عمار رضی اللہ عنہ کو ناقل کے قصاص میں بھی قتل کر دوں گا اس پر شبث نے کہا زمین وآسمان کے خدا کی قسم! تم نے انصاف نہیں کیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں تم عمار رضی اللہ عنہ پر اس وقت تک قابو نہیں پا سکتے جب تک کہ بہت سی کھوپڑیاں کاندھوں سے نہ اتر پڑیں اور زمین خون سے تر نہ ہو جائے۔ بہتر یہ ہے کہ اے معاویہ رضی اللہ عنہ تم نرمی اختیار کرو۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم یہ چاہتے ہو تو تم پر زمین ضرور تنگ کر دی جائے گی۔ اس گفتگو کے بعد یہ قاصدین واپس چلے آئے۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیاد ابن خصفہ سے ملاقات:

جب یہ لوگ واپس چلے آئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد ابن خصفۃ التیمی کو طلب کیا۔ اور انھیں خلوت میں لے گئے۔ اور خدا کی حمد وثنا کے بعد ان سے فرمایا اے ربیعہ کے بھائی علی رضی اللہ عنہ نے ہم سے قطع رحمی کی ہمارے خلیفہ کے قاتلوں کو پناہ دی۔ میں تم سے اور تمہارے قبیلہ سے امداد کا طالب ہوں۔ اور تم سے اللہ عزوجل کو گواہ بنا کر عہد کرتا ہوں کہ جب میں غالب آ جاؤں گا تو جس شہر کی ولایت تم پسند کرو گے تمہیں اس کا والی بنا دیا جائے گا۔

ابومخنف نے سعد ابوالمجاہد کے واسطہ سے محل ابن خلیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے یہ واقعہ زیاد ابن خصفہ کو بیان کرتے سنا ہے زیاد ابن خصفہ نے بھی یہ بیان کیا کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی بات پوری کر چکے تو میں نے جواب میں اللہ عزوجل کی ثنا کی اور اس کے بعد جواب دیا۔ میں اس حجت اور ان انعامات پر قائم ہوں جو میرے پروردگار نے مجھے عطا فرمائے ہیں اور میں مجرموں کی پشت پناہی نہیں کر سکتا۔ اس جواب کے بعد میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا۔ میرا یہ جواب سن کر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا: اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس وقت ان کے قریب بیٹھے تھے۔ ہمارا کوئی شخص بھی ان کے کسی آدمی سے گفتگو نہیں کر سکتا۔ اور نہ وہ ہمارے آدمی کی بات قبول کرتا ہے ان سب کے دل ایک شخص کے دل کی طرح ہیں اور افتراق کی برائی سے اللہ نے انھیں محفوظ رکھا ہے۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وفد:

ابومخنف نے سلیمان ابن ابی راشد الازدی کے ذریعہ ابوالکنود عبدالرحمن ابن عبید کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک وفد بھیجا جس میں حبیب ابن مسلمۃ الفہری شرجیل ابن السمط اور معن ابن یزید ابن الاخنس شریک تھے۔ ابومخنف کہتا ہے جس وقت یہ وفد علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا میں وہاں موجود تھا۔ حبیب ابن مسلمۃ الفہری رضی اللہ عنہ نے اولاً خدا کی حمد وثنا کی اور اس کے بعد کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یقیناً ایک ہادی خلیفہ تھے۔ اللہ عزوجل کی کتاب پر عمل فرماتے اور اللہ کے احکام کو بجالاتے۔ تم نے ان کی زندگی اجیرن بنا دی۔ تم ان کی موت کے خواہاں تھے تم نے ان سے دشمنی برتی اور انہیں شہید کیا۔ اب اے علی رضی اللہ عنہ اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا تو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو ہمارے حوالہ کر دو تا کہ ہم انہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے

قصاص میں قتل کر دیں نیز آپ یہ خلافت لوگوں کی رائے پر چھوڑ دیجیے تا کہ وہ آپس میں مشورہ کر کے جسے چاہیں خلیفہ بنا لیں اور جس پر سب کا اتفاق ہو تمام لوگ اپنے کام اس کے سپرد کر دیں۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: تیری ماں مرے تیرا اس خلافت اور اس کی دست برداری سے کیا تعلق ہے۔ خاموش رہ کیونکہ تو اس کا اہل نہیں۔ حبیب رضی اللہ عنہ نے اس پر جواب دیا آپ مجھے وہ راستہ بتا رہے ہیں جو آپ خود چھوڑ نا پسند نہیں کرتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کر بھی کیا سکتے ہو خواہ تم کتنے سوار اور پیدل کیوں نہ لے آؤ۔ اللہ تجھے باقی نہ رکھے اگر چہ میرے پاس حقیر اور برے لوگ جمع ہو جائیں۔ جاؤ اور جو تم بہتر سمجھو کرو۔

اس پر شرجیل ابن السمط رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی وہی بات کہنا چاہتا ہوں۔ جو میرے اس ساتھی نے کہی ہے آپ نے جو جواب دیا ہے کیا اس کے علاوہ بھی آپ کے پاس کوئی اور جواب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! تمہارے اور تمہارے ساتھی کے لیے میرے پاس اور بھی جواب موجود ہے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثنا فرمائی۔ پھر فرمایا اللہ عز وجل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا آپ کے ذریعہ لوگوں کو گمراہی سے نکالا اور ہلاکت اخروی سے بچایا اور لوگوں کے اختلافات کو دور کر کے انہیں متحد فرمایا۔ جب آپ نے اللہ کے احکام لوگوں کو پورے طور پر پہنچا دیئے تو اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا پھر لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا۔ یہ دونوں حضرات نیک سیرت تھے انہوں نے لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں ہم پر زبردستی خلیفہ بن گئے تھے اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہونے کی وجہ سے ہم اس کے مستحق تھے۔ ہم خدا سے ان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے انہوں نے کچھ ایسے کام کیے جن کے باعث لوگوں نے ان پر نکتہ چینی کی اور ان سے بغاوت کر کے انہیں شہید کر دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد لوگ جمع ہو کر میرے پاس آئے حالانکہ میں ان کاموں سے علیحدگی اختیار کر چکا تھا اور مجھ سے اصرار کیا کہ آپ بیعت لیجیے۔ میں نے خلیفہ بننے سے انکار کیا۔ انہوں نے مجھ سے اصرار کیا اور کہا کہ امت آپ کے علاوہ کسی کی خلافت پر راضی نہ ہوگی اور ہمیں خوف ہے کہ اگر آپ خلافت قبول نہ کریں گے تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور لوگوں کا اتحاد ختم ہو جائے گا۔ میں نے ان لوگوں سے بیعت لی۔ میں صرف دو شخصوں کے اختلاف سے ڈرتا تھا لیکن انہوں نے میری بیعت کر لی ( غالباً زبیر وطلحہ رضی اللہ عنہما ہیں ) رہا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اختلاف تو اللہ عز وجل نے نہ تو انہیں دین میں سبقت عطا فرمائی ہے اور نہ اسلام کی صداقت، پر ان کا کوئی کارنامہ ہے۔ بلکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں امان دے کر چھوڑ دیا گیا تھا اور ان کے بھائی بھی اسی قسم کے تھے یہ لوگ تو کافروں کی جماعت میں شامل تھے۔ ہمیشہ یہ اللہ عز وجل اس کے رسولؐ اور مسلمانوں کے دشمن رہے حتی کہ انہوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا۔ تم نے ان سے اتفاق کر کے اور ان کی اطاعت کر کے انہیں غرور میں مبتلا کر دیا' تم ان لوگوں کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کے مقابلے پر لائے ہو حالانکہ اہل بیت سے اختلاف کسی صورت میں مناسب نہیں۔ تم لوگوں میں سے کسی شخص کو ان کے برابر نہ سمجھو۔ خبردار! میں تمہیں کتاب اللہ' سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باطل کو مٹانے اور احکام دین قائم کرنے کی دعوت دیتا ہوں میرا کہنا تو یہی ہے اور میں اپنے اور تمہارے لیے اور ہر مومن و مومنہ اور ہر مسلم و

مسلمہ کے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

دونوں قاصدوں نے سوال کیا۔ کیا آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''نہ تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ مظلوم قتل کیے گئے اور نہ یہ کہنے کے لیے تیار ہوں کہ وہ ظالم قتل کیے گئے''۔

قاصدوں نے جواب دیا:

''جس شخص کا اس پر یقین نہ ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید ہوئے تو ہم ان سے بری ہیں اور ہم سے ان کا کوئی تعلق نہیں''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی وَ لَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَ لَّوۡا مُدۡبِرِیۡنَ وَ مَآ اَنۡتَ بِھٰدِی الۡعُمۡیِ عَنۡ ضَلٰلَتِہِمۡ اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ یُّؤۡمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَہُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴾

''یقیناً نہ تو آپ مردوں کو اپنی بات سنا سکتے ہیں اور نہ ان بہروں کو جو پشت پھیر کر چل دیں اور نہ آپ انھیں گمراہی سے نکال کر راہ دکھا سکتے ہیں۔ آپ کی بات تو وہی شخص سنے گا جو ہماری آیات پر ایمان رکھتا ہوا یسے ہی لوگ تابعدار ہیں''۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم اپنے پروردگار کی اطاعت اور حق پر چلنے کی کوشش کرتے رہو۔ یہ لوگ حق دار نہیں وہ اپنی گمراہی میں تم سے زیادہ کوشش کریں۔

### عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ اور عائذ ابن قیس کا علم برداری پر جھگڑا:

ابومخنف نے جعفر ابن حذیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے اور یہ شخص عامر ابن جوین کی اولاد میں سے تھا۔ وہ کہتا ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر عائذ ابن قیس الحمیری نے علم کے معاملے میں حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا بنو عدی کی بہ نسبت حزمر کے ساتھ ایک کثیر جماعت تھی جس کے باعث وہ علمبرداری کا مستحق تھا۔ لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ جھگڑا پیش ہوا تو عبداللہ ابن خلیفۃ الطائی البولانی نے بنوحزمر سے مخاطب ہو کر کہا اے بنوحزمر' تم عدی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں اپنی حق داری کا دعویٰ کرتے ہو حالانکہ تم میں ایک شخص بھی عدی رضی اللہ عنہ کے درجہ کا نہیں اور نہ تمہارے آباواجداد میں کوئی عدی رضی اللہ عنہ کے باپ کی مثل موجود ہے کیا وہ عزیزوں اور رشتہ داروں کی مدد نہیں کرتا' کیا وہ اس شخص کا بیٹا نہیں ہے جو سیرابی کے دن میں لوگوں کو پانی پلاتا۔ کیا اس کا باپ ان سرداروں میں سے نہ تھا جو مال غنیمت میں سے چوتھ لیا کرتا تھا کیا یہ عرب کے سب سے بڑے سخی کا بیٹا نہیں کیا یہ اس شخص کا بیٹا نہیں جو اپنا مال لٹایا کرتا تھا اور پڑوس کی حفاظت کرتا۔ کیا عدی رضی اللہ عنہ وہ شخص نہیں ہیں جنہوں نے نہ تو آج تک بدعہدی کی' نہ فسق و فجور میں مبتلا ہوا' نہ آج تک کوئی جہالت کا کام کیا اور نہ بخل سے کام لیا تم اس کے باپ جیسا شخص اپنے باپ دادا میں دکھاؤ اور ایک شخص بھی اس جیسا لے آؤ کیا تمہارے خاندان میں بہ لحاظ اسلام عدی رضی اللہ عنہ سب سے افضل نہیں ہیں۔ کیا عدی رضی اللہ عنہ وہ شخص نہیں ہیں جو تمہارا وفد لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے کیا نخیلہ' قادسیہ' مدائن' جلولاء' نہاوند اور تستر کی جنگوں میں وہ تمہارے سردار نہ

تھے۔ اب تمہیں ان سے کیا تکلیف پہنچی' خدا کی قسم! تمہاری قوم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو عدی رضی اللہ عنہ کے ہوتے ہوئے ریاست کا دعویٰ کر سکے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن خلیفہ بس کرو اور جاؤ اپنی قوم اور بنو طے کو بلا لاؤ۔ یہ تمام لوگ جمع ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ ان مذکورہ بالا واقعات میں تمہارا سردار کون تھا۔ بنو طے نے جواب دیا۔ عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ' عبداللہ ابن خلیفہ نے عرض کیا اے امیر المومنین ان سے سوال کیجیے آیا یہ لوگ عدی رضی اللہ عنہ کی سرداری پر راضی ہیں یا نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال فرمایا: بنو طے نے متفقہ طور پر جواب دیا۔ ہاں ہم راضی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم فرمایا علم کے عدی رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حقدار ہیں اپنی قوم کا جھنڈا انھیں دے دو اور فرمایا بنو حزمر نے ان سے جھنڈے اور ریاست کے بارے میں اختلاف کیا حالانکہ میں آج سے قبل بھی عدی رضی اللہ عنہ کو سردار دیکھتا چلا آیا ہوں اے بنو حزمر میں نے تمہاری قوم میں تمہارے علاوہ کوئی اور ایسا شخص نہیں دیکھا جو عدی رضی اللہ عنہ کا حامی و تابعدار نہ ہو تم اس کثرت کی اتباع کرو۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم کا جھنڈا سنبھال لیا۔

جب حجر ابن عدی کا دور آیا تو عبداللہ ابن خلیفہ کو حجر کے ساتھ روانہ کرنے کے لیے طلب کیا گیا۔ اور عبداللہ ابن خلیفہ حجر کے ساتھیوں میں سے تھے۔ حجر پہاڑوں کی جانب گئے اس موقع پر عدی رضی اللہ عنہ نہ تو حجر کا حکم رد کر سکے اور نہ اس سے اپنے حق کا مطالبہ کر سکے۔ یہ بات عبداللہ ابن خلیفہ کو بہت شاق گزری اس وقت اس نے یہ اشعار کہے۔

وَ تَنۡسَوۡنَنِیۡ یَوۡمَ الشَّرِیۡعَةِ وَ الۡقَنَا　　بِصِفِّیۡنَ فِیۡ اَکۡتَافِهِمۡ قَدۡ تَکَسَّرَا

**ترجمہ:** ''تم نے مجھے شریعت والے روز بھلا دیا حالانکہ میں نے صفین میں دشمنوں کے مونڈھے توڑ ڈالے تھے۔

جَزَیٰ رَبُّهُ عَنِّیۡ عَدِیَّ بۡنَ حَاتِمٍ　　بِرَفۡضِیۡ وَ خِذۡ لَانِیۡ جَزَاءً مُّوَفَّرَا

**ترجمہ:** مجھے چھوڑنے اور رسوا کرنے کی وجہ سے پروردگار نے عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ سے اچھا اور پورا پورا بدلہ لیا۔

اَتَنۡسٰی بَلَائِیۡ سَادِرًا یَا بۡنَ حَاتِمٍ　　عَشِیَّةَ مَا اَغۡنَتۡ عَدِیُّكَ حِزۡمَرَا

**ترجمہ:** اے ابن حاتم تو میری مصیبت کو بھول گیا اس شام کو یاد کر جب کہ حزمر کے مقابلہ میں تیرا نام عدی رضی اللہ عنہ ہونے سے تجھے کچھ فائدہ نہ پہنچا۔

فَدَافَعۡتُ عَنۡكَ الۡقَوۡمَ حَتّٰی تَخَاذَلُوۡا　　وَ کُنۡتُ اَنَا الۡخَصۡمُ الۡاَ لَدُّ الۡعَذُوۡرَا

**ترجمہ:** میں نے تیری جانب سے قوم کو جواب دیا حتیٰ کہ مخالفین رسوا ہو گئے اور میں ہی تیری جانب سے قوم کا انتہائی جھگڑالو دشمن تھا۔

فَوَلَّوۡا وَ مَا قَامُوۡا مَقَامِیۡ کَاَنَّمَا　　رَأَوۡنِیۡ لَیۡثًا بِالۡاَبَاءَةِ مُخۡدِرَا

**ترجمہ:** وہ میرے مقابلے سے ہٹ گئے اور میرے سامنے قطعاً کھڑے نہ ہو سکے۔ انھوں نے مجھے اس شیر کی طرح سمجھا جو کچھار میں گھات لگائے بیٹھا ہو۔

نَصَرْتُكَ اِذْ خَامَ الْقَرِيْبُ وَ ابْعَطَ الْبَعِيْدُ وَ قَدْ اَفْرَدْتُ نَصْرًا مُّوَزَّرًا

ترجمہ: میں نے تو تیری اس وقت امداد کی تھی جب کہ اقرباء نے بزدلی دکھائی تھی اور دور کے رشتہ دار دور ہو گئے تھے میں تنہا وہ شخص تھا جس نے تیری پوری پوری مدد کی۔

فَكَانَ جَزَائِیْ اَنْ اُجَرَّدَ بَيْنَكُمْ سَجِيْنًا وَ اَنْ اَوْلَى الْهَوَانَ وَ اَوْسِرَا

ترجمہ: میرا احسان تو یہ تھا کہ تمہارے لیے سرداری کو مخصوص کر دیا اور تمہیں قید و بند کا مالک بنا کر تمہارے مخالفوں کو رسوا کیا۔

وَ كَمْ عِدَّةٍ لِّیْ مِنْكَ اِنَّكَ رَاجِعِیْ فَلَمْ تُغْنِ بِالْمِيْعَادِ عَنِّیْ حَبْتَرًا

ترجمہ: اور تو نے مجھے اس کا کوئی بدلہ نہیں دیا۔ اور نہ کسی وقت پر تو نے میری حمایت کی''۔

باب ۱۲

# ہر دو جانب سے جنگی تیاریاں اور مورچہ بندی

ماہ محرم کے ختم ہونے تک دونوں جانب سے جنگ بندی رہی جب ماہ محرم ختم ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرثد ابن الحارث الحشمی کو حکم دیا کہ شامیوں کو جنگ کا پیغام پہنچا دو مرثد نے غروب آفتاب کے قریب شامیوں کو آواز دے کر کہا کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ تم سے فرماتے ہیں کہ میں برابر کوشش کرتا رہا کہ تم حق کو قبول کر لو اور اس کے سامنے جھک جاؤ۔ میں نے تمہارے سامنے کتاب اللہ پیش کی اور اس کے حکم کو قبول کرنے کی دعوت دی لیکن تم اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور نہ تم نے حق کو قبول کیا۔ میں نے تمہارے ساتھ برابر کا معاملہ کیا اور اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔ شامی یہ اعلان سن کر اپنے اپنے امراء اور رؤساء کو اطلاع دینے کے لیے دوڑے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ باہر آئے۔ فوج کو دستوں پر تقسیم کر کے انھیں مورچوں پر بٹھایا۔ لوگوں نے آگ روشن کی۔ دوسری جانب حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام رات جاگتے رہے انہوں نے بھی دستے تقسیم کیے اور لوگوں کو مورچوں پر بٹھایا اور پوری رات گشت کر کے لوگوں کو جنگ پر آمادہ کرتے رہے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوجیوں کو ہدایات:

ابو مخنف نے عبدالرحمٰن ابن جندب الازدی کے واسطہ سے ان کے والد سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بھی ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی ہمیں یہ نصیحت فرماتے:

''اس وقت تک ہرگز جنگ نہ کرو جب تک دشمن تم سے پہل نہ کرے اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ تم حق پر ہو اور تمہاری طرف سے جنگ کی ابتداء نہ ہونا یہ تمہارے حق پر ہونے کی دوسری دلیل ہے۔ جب تم ان سے جنگ کرو انہیں شکست دو اور پشت پھیر کر نہ بھاگو۔ کسی زخمی پر حملہ نہ کرو اور نہ کسی کو ننگا کرو نہ کسی مقتول کے ہاتھ پاؤں یا ناک کان کاٹو اگر تم لوگوں کے کجاووں تک پہنچو تو ان کے خیموں کے پردے چاک نہ کرو اور نہ بلا اجازت ان کے گھروں میں داخل ہو اور نہ ان کے مالوں میں سے اس شئے کے علاوہ کوئی چیز اٹھاؤ جو تمہیں میدان جنگ میں ملی ہو' عورتوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ خواہ وہ تمہاری بے عزتی کریں اور تمہارے سرداروں اور نیک لوگوں کو برا بھلا کہیں کیونکہ عورتیں اعضاء اور دل کے لحاظ سے کمزور ہوتی ہیں''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا میدان صفین میں خطبہ:

ابو مخنف نے اسمٰعیل ابن یزید' ابو صادق کی سند سے حضرمی کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے تین مواقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ پر آمادہ کرتے ہوئے دیکھا ایک جنگ صفین' ایک جنگ جمل اور ایک جنگ نہروان میں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو نگاہیں نیچی رکھو۔ آوازیں پست رکھو۔ گفتگو کم کرو اپنے کو مورچہ بندی' لڑائی' آگے

بڑھنے' مقابلہ کرنے' تدبیر جنگ' تیر اندازی اور نیزہ بازی میں مشغول رکھو۔ ثابت قدم رہو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم کامیاب ہو آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اے اللہ ان پر صبر نازل فرما اور ان کی امداد فرما اور ان کے اجر میں اضافہ فرما''۔

44

## لشکر کی تقسیم:

جب صبح ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو میمنہ و میسرہ اور سواروں اور پیدلوں پر تقسیم فرمایا۔ ابومخنف کہتے ہیں مجھ سے فضیل بن خدیج الکندی نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے سواروں پر اشتر نخعی کو امیر کیا۔ اہل بصرہ کے سواروں کا دستہ حضرت سہل ابن حنیف رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں دیا اہل کوفہ کا پیادہ دستہ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما کی ماتحتی میں تھا اہل بصرہ کے پیادوں پر حضرت قیس ابن سعد رضی اللہ عنہما اور ہاشم ابن عتبہ رضی اللہ عنہ امیر تھے اور اس دستہ کا جھنڈا ہاشم رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ قراء اہل بصرہ کے امیر قاری مسعر ابن فدکی التمیمی تھے اور اہل کوفہ عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

## حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگی تیاریاں:

ابومخنف نے عبداللہ ابن یزید ابن جابر الازدی کے ذریعہ قاسم کا یہ بیان ذکر کیا ہے جو یزید ابن معاویہ کا غلام تھا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے میمنہ پر ابن ذی الکلاع الحمیری کو معین فرمایا۔ میسرہ پر حضرت حبیب ابن مسلمۃ الفہری رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا ان کے مقدمۃ الجیش پر جو اسی روز دمشق سے آیا تھا ابوالاعور السلمی رضی اللہ عنہ امیر تھے یہ اہل دمشق کے سواروں پر متعین تھے۔ شامیوں کے تمام سوار دستے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں تھے مسلم ابن عقبہ کو دمشق کی پیدل فوج کا امیر بنایا گیا تھا تمام پیدل فوج ضحاک ابن قیس رضی اللہ عنہ کی ماتحتی میں دی گئی۔ بہت سے شامیوں نے موت پر بیعت کی تھی ان لوگوں نے اپنے آپ کو عماموں سے باندھ لیا تھا یہ لوگ پانچ صفوں پر مشتمل تھے۔ شامی میدان جنگ میں اپنی فوج کو دس صفوں پر تقسیم کرتے اور عراقی گیارہ صفوں پر تقسیم کرتے۔

## ابتدائے جنگ:

ماہ محرم گزر جانے کے ساتھ ہی جنگ کی ابتداء ہوگئی کوفیوں کی جانب سے پہلے روز اشتر نخعی میدان جنگ میں آیا اور شامیوں کی جانب سے اس کے مقابلے کے لیے حضرت حبیب ابن مسلمۃ الفہری رضی اللہ عنہ اپنے میسرہ کو لے کر نکلے یہ چہار شنبہ کا دن تھا ان دونوں فوجوں کا دوپہر تک سخت مقابلہ رہا دوپہر کے بعد ہر دو لشکر لوٹ گئے یہ دونوں برابر رہے نہ کوئی غالب ہوا اور نہ کوئی مغلوب۔

دوسرے روز ہاشم ابن عتبہ رضی اللہ عنہ سواروں اور بہترین پیدل فوج کا ایک بڑا دستہ لے کر میدان میں نکلے شامیوں کی جانب سے ان کے مقابلے پر ابوالاعور سلمی رضی اللہ عنہ آئے اس روز دونوں لشکروں میں انتہائی سخت جنگ ہوئی گھوڑا گھوڑے پر چڑھا جاتا تھا اور آدمی پر آدمی' پھر دونوں لشکر واپس ہو گئے اور دونوں لشکروں کے کچھ آدمی کام آئے۔

تیسرا دن ہوا تو حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما لشکر لے کر نکلے مقابلے کے لیے حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ میدان میں آئے اس روز لوگوں نے سخت ترین جنگ کی حضرت عمار رضی اللہ عنہ لوگوں سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے:

''اے اہل عراق تم اس شخص کو نہیں دیکھتے جو اللہ اور رسول کا دشمن رہے اور اس نے حضورؐ سے جنگ کی۔ ہمیشہ مسلمانوں کے مقابل آیا اور مشرکین کا ساتھ دیا جب اس نے یہ دیکھا کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو غالب فرما دیا اور اپنے رسول

ﷺ کی امداد فرمائی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا۔ ہمارے نزدیک اس کا یہ اسلام رغبت وشوق سے نہ تھا بلکہ خوف کے باعث تھا پھر اللہ عزوجل نے رسول اللہ ﷺ کو وفات دی۔ خدا کی قسم! حضور کے بعد یہ شخص ہمیشہ مسلمانوں کی عداوت اور مجرموں کی ہمدردی میں مصروف رہا۔ اس کے مقابلہ پر ثابت قدم رہو اور اس سے جنگ کرو کیونکہ یہ اللہ کے نور یعنی دین کو بجھاتا ہے اور اللہ کے دشمنوں کی مدد کرتا ہے''۔

اس روز حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ زیاد ابن النفر سواروں پر امیر تھے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ سواروں کا دستہ لے کر حملہ کرو۔ انہوں نے اپنے دستہ کے ساتھ حملہ کیا مخالفوں نے ان سے مقابلہ کر کے انہیں گرفتار کر لیا اور انہیں باندھ کر لے گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اپنی پیدل فوج کے ساتھ اتنا سخت حملہ کیا کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قدم اپنے مقام سے پیچھے ہٹ گئے۔

## دو بھائیوں کا مقابلہ:

اس روز زیاد ابن النفر نے عمرو ابن معاویہ ابن المنقفق ابن عامر ابن عقیل کو مقابلے کی دعوت دی اور یہ ماں کی جانب سے زیاد کے بھائی تھے کیونکہ ان دونوں کی ماں ایک تھی جو بنو یزید سے تعلق رکھتی تھی جب یہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو انہوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا لیکن پھر دونوں آپس میں متحد ہو گئے اور دونوں میدان سے واپس ہو گئے اور لشکر بھی لوٹ آئے۔

## حضرت عبید اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقابلہ:

چوتھے روز محمد بن ابی علی رضی اللہ عنہ یعنی محمد بن الحنفیہ ایک زبردست لشکر لے کر نکلے ان کے مقابلہ پر حضرت عبید اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما (یہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بڑے بھائی ہیں۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کسی جانب سے جنگ میں شریک نہ تھے) ایک بڑا لشکر لے کر آئے۔ آتے ہی عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے محمد بن حنفیہ کو اپنے مقابلہ کی دعوت بھیجی جسے محمد ابن حنفیہ نے قبول کر لیا اور ان کے مقابلے کے لیے نکلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ان دونوں شخصوں پر جو نظر پڑی تو سوال کیا کہ یہ دونوں مقابل کون ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا ایک عبید اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور دوسرے آپ کے صاحبزادے محمد۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری کو حرکت دی اور محمد کو آواز دی۔ محمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ وہ ٹھہر گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے پر پہنچے اور فرمایا مجھ سے مقابلہ کرو۔ انہوں نے فرمایا مجھے آپ سے مقابلے کی ضرورت نہیں (غالباً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شرف وفضل کی وجہ سے یہ بات فرمائی) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا وجہ؟ عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ اس کے بعد عبید اللہ رضی اللہ عنہ میدان سے واپس لوٹ گئے۔

## محمد ابن علی رضی اللہ عنہ کو مقابلہ سے منع کرنے کی وجہ:

ابن الحنفیہ نے اپنے والد سے سوال کیا۔ اے میرے باپ! آپ نے مجھے عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ سے کیوں روکا۔ خدا کی قسم! اگر آپ مجھے نہ روکتے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اگر تو اس سے مقابلہ کرتا تو مجھے یقین تھا کہ وہ تجھے ضرور قتل کر دیتا اور میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ تجھے قتل کر دے۔ محمد ابن علی رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کیوں اس فاسق کے مقابلہ پر گئے تھے خدا کی قسم! اگر اس کا باپ (عمر رضی اللہ عنہ) بھی آپ کو مقابلہ کی دعوت دیتا تو میں اس کا بھی مقابلہ کرتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے، بیٹے! اس کے باپ کے بارے میں بھلائی کے علاوہ کوئی بات نہ کہو۔ پھر دونوں لشکر جدا ہو گئے اور اپنے اپنے

مورچوں پر واپس چلے گئے۔

## ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خطاب:

پانچویں روز حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما عراقی لشکر لے کر نکلے ان کے مقابلے پر حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اس روز سخت جنگ ہوئی ابن عباس رضی اللہ عنہما جنگ کرتے کرتے ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے ولید رضی اللہ عنہ نے انھیں دیکھ کر بنو عبدالمطلب کو برا بھلا کہا اور فرمایا:

''اے ابن عباس رضی اللہ عنہما! تم لوگوں نے رشتہ داری کو قطع کیا۔ تم نے اپنے خلیفہ کو قتل کیا۔ تم نے دیکھا کہ اللہ نے تمہیں اس کا کیا بدلہ دیا یعنی جس چیز کے تم طالب تھے وہ تمہیں حاصل نہ ہوسکی اور تم جو آرزوئیں لیے بیٹھے تھے وہ سب کی سب دل کی دل ہی میں رہ گئیں اللہ تم لوگوں کو ہلاک کر کے رہے گا اور تمہارے مقابلے میں ہماری امداد فرمائے گا''۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ولید رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے مقابلہ پر آؤ۔ ولید رضی اللہ عنہ نے مقابلہ پر آنے سے انکار کر دیا اس روز ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انتہائی سخت جنگ کی اور لوگوں پر چھائے رہے۔

چھٹے روز حضرت قیس ابن سعد الانصاری رضی اللہ عنہ اور ابن ذی الکلاع الحمیری رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے' اس روز بھی سخت جنگ ہوئی لیکن ظہر کے وقت دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ واپس لوٹ گئے اور کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ یہ چہارشنبہ کا دن تھا۔

## عام جنگ کی تیاریاں:

ابومخنف نے مالک ابن اعین الجہنی کے واسطے سے زید ابن وہب کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک ہم مخالفوں پر سب مل کر حملہ نہیں کریں گے اس وقت تک کامیابی دشوار ہے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بدھ کے روز شام کے وقت عصر کے بعد ایک خطبہ دیا اور فرمایا:

''تمام تعریفیں اس کے لیے ہیں جو کسی شے کو توڑ دے تو اس کا کوئی جوڑنے والا نہیں اور جس شئے کا فیصلہ کر دے تو اس کے فیصلہ کو کوئی روکنے والا نہیں۔ اگر خدا چاہتا تو اس کی مخلوق میں سے دو شخص بھی باہم اختلاف نہ کرتے اور نہ امت اس خلافت کے معاملے میں جھگڑتی اور نہ مفضول شخص افضل شخص سے اس کی فضیلت کے معاملے میں اختلاف کرتا اور ہم اور یہ مخالفین اپنی اپنی تقدیر پر خود گامزن رہتے اور اس مقام پر یکجا جمع ہوتے۔ پس ہم تو اپنے پروردگار کا حکم سنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اگر وہ چاہے تو لوگوں کو جلد سزا دے دے۔ ہر قسم کی تبدیلی اس کے حکم سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ظالم کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ اور حق کو بھی یہ معلوم ہوجائے کہ اس کا ٹھکانا کہاں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دنیا کو دارالعمل بنایا ہے اور آخرت جو اس کے پاس ہے وہ دارالقرار ہے تاکہ ان لوگوں کو بدلہ دے جنہوں نے اعمال بد کیے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں۔ خبردار! تم کل دشمن سے جنگ کرنے سے قبل رات کو لمبی لمبی نمازیں پڑھو۔ کلام اللہ کی کثرت سے تلاوت کرو اور اللہ عزوجل سے نصرت اور صبر کا سوال کرو اور انتہائی ثابت قدمی سے مقابلہ کرو اور سچے بن کر دکھاؤ''۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ لوگ تلواریں اور نیزے اور تیر تیز کرنے میں مصروف ہوگئے اتفاق سے کعب ابن

جعیل النخعی کا ادھر سے گزر ہوا اس نے یہ اشعار پڑھے۔

اَصْبَحَتِ الْاُمَّةُ فِیْ اَمْرٍ عَجَبٍ وَ الْمُلْکُ مَجْمُوْعٌ غَدًا لِّمَنْ غَلَبَ

ترجمہ: ''امت نے ایک عجیب کام میں صبح کی ہے۔ اور کل تمام ملک اسی کی ملکیت ہوگا جو غالب ہوگا۔

فَقُلْتُ قَوْلًا صَادِقًا غَیْرَ کَذِبٍ اِنَّ غَدًا تَهْلِکُ اَعْلَامُ الْعَرَبِ

ترجمہ: میں نے ان سے سچی بات کہی جس میں ذرا بھی جھوٹ نہ تھا کہ کل کے دن عرب کے بڑے بڑے اشخاص ہلاک ہو جائیں گے''۔

## رشتہ داروں کی باہمی جنگ:

راوی کہتا ہے کہ رات ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ تمام رات لشکر کی مورچہ بندی کرتے رہے جب صبح ہوئی تو لشکر کو لے کر پہنچے معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اپنی شامی فوج لے کر میدان میں آئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر شامی قبیلہ کے بارے میں دریافت کرتے کہ یہ کون سا قبیلہ ہے لوگ ان سے شامی قبائل کا نام ونسب بیان کرتے حتی کہ آپ نے ان تمام قبائل کو پہچان لیا اور آپ کو ان کے ٹھکانوں کا بھی علم ہوگیا۔ آپ نے قبیلہ ازد کا نام سن کر فرمایا یہ میرے لیے کافی ہے اور خثعم کا نام سن کر بھی یہی الفاظ دہرائے۔ یعنی ان کا مقابلہ میں خود کروں گا۔ اس کے بعد عراق کے تمام قبائل کو حکم فرمایا کہ ہر قبیلہ اپنے قبیلہ والوں سے جنگ کرے ہاں اگر شامی فوج میں کسی خاص قبیلہ کے افراد موجود نہیں تو وہ کسی دوسرے شامی قبیلہ کے مقابل ہو۔ بجیلہ کے علاوہ کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس کے کچھ افراد شامی فوج میں موجود نہ ہوں اس قبیلہ کے بہت کم افراد شامی فوج میں پائے جاتے تھے آپ نے اس قبیلہ کو بنولخم کے مقابلہ پر بھیجا۔ اس روز بھی لوگ باہم گتھ گئے اور تمام دن سخت ترین جنگ رہی شام کے وقت دونوں لشکر جدا ہو گئے اور کوئی بھی ایک دوسرے پر غالب نہ آ سکا۔ یہ چہارشنبہ کا روز تھا۔

## اندھیرے میں صبح کی نماز:

جمعرات کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز بہت اندھیرے میں پڑھائی ابومخنف نے عبدالرحمن ابن جندب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ ان کے والد جندب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اتنے اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھاتے کبھی نہیں دیکھا جتنے اندھیرے میں اس روز نماز پڑھائی تھی۔ نماز کے بعد آپ نے شامیوں کی جانب لشکر روانہ کیے اور اس کام میں شامیوں سے ابتداء فرمائی۔ یہ لشکر شامیوں کی جانب روانہ ہوئے۔ جب شامیوں نے اپنی جانب ان لشکروں کو بڑھتے دیکھا تو وہ بھی ان کے استقبال کے لیے بڑھے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعا:

ابومخنف نے مالک ابن اعین کے ذریعہ زید ابن وہب الجہنی کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب چہارشنبہ کے روز میدان میں تشریف لائے تو یہ دعاء فرمائی:

''اے اللہ! اس بلند ومحفوظ اور بند چھت کے پروردگار جس نے اس چھت کو شب وروز کی آمد کا ٹھکانا بنایا ہے اور آپ نے اس چھت میں شمس وقمر کی راہیں اور ستاروں کی منزلیں بنائیں اور اس کے ساکنوں میں سے ایک جماعت فرشتوں

کی بنائی جو عبادت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرتی اور اس زمین کے پروردگار جسے تو نے انسانوں، درندوں اور چوپایوں کا جائے قرار بنایا ہے اور ایسی لاتعداد مخلوقات کا جو نظر نہیں آتی اور ایک اس بڑی مخلوق کا مسکن بنایا جو نظر آتی ہے۔ اے اس کشتی کے پروردگار جو لوگوں کے منافع کی چیزیں لے کر سمندر میں چلتی ہے۔ اے اس بادل کے پروردگار جو زمین و آسمان کے درمیان مسخر ہے۔ اے اس سمندر کے پروردگار! جو تمام عالم کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ان گڑے ہوئے پہاڑوں کے پروردگار جنہیں آپ نے زمین کی میخیں اور مخلوق کی روزی کا سامان بنایا ہے اگر آپ ہمیں ہمارے دشمنوں پر غالب فرمائیں تو ہمیں سرکشی اور بغاوت سے نجات ملے اور ہمیں حق پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اور اگر آپ دشمنوں کو ہم پر غالب فرمائیں تو مجھے شہادت عطا فرما اور میرے ساتھیوں کو آزمائش سے محفوظ رکھ''۔

راوی کہتا ہے کہ چہارشنبہ کے روز بھی مقابلہ ہوا اور رات تک سخت ترین جنگ ہوتی رہی۔ صرف نماز کے اوقات میں نماز کے لیے ہر دو لشکر جنگ سے ہٹ جاتے تھے اس روز بے پناہ لوگ مقتول ہوئے رات تک ایک دوسرے کو شکست دینے کی کوشش میں مصروف رہے لیکن کسی کو بھی فتح حاصل نہ ہو سکی۔

جب دوسرا دن یعنی جمعرات کا روز ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نہایت اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھائی۔ نماز ختم ہوتے ہی شامی لشکر آتا ہوا نظر آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب شامی لشکر آتے دیکھا تو وہ بھی اس طرف متوجہ ہوئے اور اپنا لشکر لے کر نکلے اس روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے میمنہ پر عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ اور میسرہ پر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما امیر تھے۔ عراق کے قراء تین شخصوں کے ساتھ تھے۔ حضرت عمار ابن یاسر، حضرت قیس ابن سعد اور عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہم۔ بقیہ لوگ اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے اپنے اپنے مرکزوں پر موجود تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر کے قلب میں تھے جو اہل کوفہ و اہل بصرہ کے درمیان تھا اور ان کے ساتھ اکثر و بیشتر مدینہ کے انصار تھے اور بنوخزاعہ کی بھی ایک اچھی خاصی تعداد آپ کے ساتھ موجود تھی اسی طرح اہل مدینہ سے بنوکنانہ وغیرہ بھی ساتھ میں موجود تھے۔

## شامی لشکر کی موت پر بیعت:

پھر دونوں لشکر ایک دوسرے کے مدمقابل ہوئے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک بڑا قبہ لگوایا جس پر پردے لٹکے ہوئے تھے اس روز اہل شام کے ایک بڑے گروہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے موت پر بیعت کی انہوں نے دمشق کے سواروں کو حکم دیا کہ تمام لشکر کے چاروں طرف پھیل جائیں۔

اس روز عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ اپنے میمنہ کو لے کر نکلے اور حضرت حبیب ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا جو شامی میسرہ کے سالار تھے یہ حملہ اتنا سخت تھا کہ عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ شامی میسرہ کو دباتے چلے گئے۔ شامی سوار جو بھی مدمقابل ہوتے تھے انھیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے تھے وہ شامی میسرہ کو برابر پیچھے ہٹاتے چلے آئے حتیٰ کہ ظہر کے وقت میسرہ پیچھے ہٹتے ہٹتے اس قبہ تک پہنچ گیا۔

## عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ابومخنف، مالک ابن اعین کے ذریعہ زید ابن وہب الجہنی کا یہ بیان نقل کرتا ہے کہ اس روز عبداللہ ابن بدیل نے اپنے لشکر کے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا:

''خبردار! معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس شئے کا دعویٰ کیا ہے جس کا وہ اہل نہیں اور خلافت کے معاملہ میں اس شخص سے اختلاف کیا جس کا آج دنیا میں ثانی موجود نہیں۔ حق کو مٹانے کے لیے باطل کی حمایت میں جنگ کی تم پر اعراب اور لشکروں کو چڑھایا اور لوگوں کے سامنے گمراہی پر ملمع کر کے پیش کیا۔ لوگوں کے دلوں میں فتنوں کا بیج بویا اور لوگوں پر اصل معاملے کو خلط ملط کر دیا اس طرح ان کی ناپاکی میں مزید ناپاکی کا اضافہ کیا۔ تم اپنے پروردگار کی جانب سے نور ایمان پر قائم ہو اور تمہارے پاس حقانیت کے واضح دلائل موجود ہیں ان سرکشوں اور باغیوں سے جنگ کرو ان سے قطعاً کسی قسم کا خوف نہ کرو اور تمہیں ان سے ڈرنا بھی نہیں چاہیے۔ کیونکہ تمہارے پاس اللہ عزوجل کی پاک اور اختلاف سے پاک کتاب موجود ہے:

﴿ اَتَخْشَوْنَهُمْ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

''کیا تم ان سے ڈرتے ہو۔ اور اللہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈرا جائے اگر تم مومن ہو۔ ان سے قتال کرو اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دے گا۔ انہیں رسوا کرے گا اور ان کے مقابلہ پر تمہاری مدد کرے گا اور مومن لوگوں کے دل ٹھنڈے کرے گا''۔

ہم نے ان لوگوں کے ساتھ ایک بار تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگ کی تھی اور یہ ان سے ہماری دوسری جنگ ہے خدا کی قسم! وہ اس معاملے میں تم سے زیادہ متقی' زیادہ نیک اور زیادہ ہدایت یافتہ نہیں ہیں اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں برکت دے۔

اس کے بعد عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے زبردست جنگ کی۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

ابو مخنف نے عبدالرحمٰن ابن ابی عمرۃ الانصاری کے ذریعہ ان کے والد ابو عمرہ اور ان کے غلام کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین کے روز یہ خطبہ دیا:

''اللہ عزوجل نے تمہیں وہ تجارت بتا دی ہے جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے اور تمہارے ذریعہ خیر کو ترقی دے وہ تجارت اللہ عزوجل اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے۔ اور اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا ہے اور اس کا اجر یہ ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے اور جنت میں پاکیزہ مکانات عطا کیے جاتے ہیں خدا نے تمہیں یہ بات بھی بتا دی کہ وہ ان لوگوں کو محبوب رکھتا ہے جو اس کی راہ میں ایسی صفیں بنا کر لڑتے ہیں جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں۔ تم بھی سیسہ پلائی ہوئی بنیادوں کی طرح اپنی صفوں کو سیدھا کر لو۔ نیزوں کو آگے کرو۔ دانتوں کو دبا لو۔ کیونکہ وہ کھوپڑیوں کو اتارنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ نیزوں کے پھلوں کو تیز کر لو کیونکہ اس طرح وہ چلنے میں تیز ہو جاتے ہیں۔ نگاہیں نیچی رکھو کیونکہ اس سے ہمت بندھتی ہے اور دلوں کو اطمینان رہتا ہے۔ آوازیں بند رکھو اور چیخو چلاؤ نہیں۔ کیونکہ یہ چیز دوسروں کو ہٹانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور اس سے وقار قائم رہتا ہے۔ اپنے جھنڈوں کا خیال رکھو نہ تو سب کے

سب جھنڈوں کی جانب مائل ہو اور نہ انہیں گرنے دو۔ اور بہادروں کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں جھنڈا نہ دو۔ کیونکہ حقائق کے نزول کے وقت شکست کو روکنے والے اور صبر کرنے والے وہی لوگ ہوتے ہیں جو جھنڈوں کی حفاظت کرتے اور ان کے اردگرد رہتے ہیں جھنڈوں کو بچاتے ہیں اور اس کے آگے اور پیچھے سے ہونے والے حملوں کو روکتے ہیں اور اسے گرنے نہیں دیتے۔ وہ شخص بہت ہی بہتر ہے جس نے اس کے اردگرد جنگ کی ہو اللہ تم پر رحمت نازل کرے۔ اپنی جان قربان کروا پنے ساتھی کو کسی دوسرے بھائی کے بھروسہ پر نہ چھوڑو کیونکہ یہ پشیمانی اور سستی کا سبب ہے اور ایسا کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہ شخص دو شخصوں سے مقابلہ کر رہا ہے اور ساتھ ہی اپنے بھائی کا ہاتھ تھامے ہے کیا اس کی حفاظت ایسے بھائی کے سپرد کرنا چاہیے جو میدان سے بھاگ رہا ہو یا اس کی جانب کھڑا دیکھتا ہو کہ یہ کیا کرتا ہے تو اللہ عزوجل ایسے شخص سے ناراض ہوتا ہے تم اللہ کی ناراضگی کو مول نہ لو کیونکہ تمہیں اللہ ہی کے پاس جانا ہے۔ اللہ عزوجل نے ایک شخص کا قول نقل کیا ہے جو اس نے اپنی قوم سے کہا تھا:

﴿ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾

''اگر تم موت اور قتل سے بھاگو گے تو تمہارا یہ فرار تمہیں ہرگز کچھ فائدہ نہ پہنچائے گا اور اس وقت تم صرف معمولی سا فائدہ حاصل کر سکتے ہو''۔

خدا کی قسم! اس فوری تلوار سے بچ بھی گئے تو آخرت کی تلوار سے ہرگز محفوظ نہ رہو گے صداقت وصبر کے ذریعہ مدد طلب کرو (یعنی صداقت وصبر کو کامیابی کا وسیلہ بناؤ) کیونکہ صبر کے بعد ہی اللہ تعالیٰ امداد نازل فرماتا ہے''۔

## یزید ابن قیس ارجی کا خطبہ:

ابو مخنف نے ابوروق الہمدانی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ یزید ابن قیس الارجی نے لوگوں کو جنگ پر ابھارا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''خالص ومحفوظ مسلمان وہ ہے جس کا دین اور جس کی رائے محفوظ ہو۔ خدا کی قسم! یہ قوم جب تک ہم سے اقامت دین پر جنگ کرتی رہے گی تو ہمارا خیال ہے کہ ہم اسے تباہ کر دیں گے جب تک یہ احیاء حق کے معاملہ میں ہم سے جنگ کرتی رہے گی تو ہم اسے موت کے گھاٹ اتارتے رہیں گے اور اگر یہ قوم ہم سے اس دنیا کی خاطر لڑ رہی ہے تاکہ یہ دنیا کے جابر بادشاہ بن جائیں تو خواہ یہ تم پر غالب آ جائیں لیکن میرا گمان ہے کہ اللہ انہیں غالب نہ فرمائے گا۔ اور نہ انہیں یہ خوشی حاصل ہوگی۔ تم سعید ابن العاص' ولید ابن عقبہ اور عبداللہ ابن عامر رحمہم اللہ جیسے جاہل وگمراہ کا خاص طور پر خیال رکھنا' ان میں سے ہر شخص اپنی مجلس میں اپنے اور اپنے باپ دادا کی دیت کا ذکر کر کے کہتا ہے۔ یہ میرا حصہ ہے اور اس کے لینے میں مجھ پر کوئی گناہ نہیں۔ گویا کہ یہ مال اسے ماں باپ کی جانب سے میراث میں ملا ہے حالانکہ یہ اللہ عزوجل کا مال ہے جو اللہ نے ہمیں ہماری تلواروں اور نیزوں کے ذریعہ عطا کیا ہے۔ اے اللہ کے بندو! ان ظالموں سے جنگ کرو جو اللہ کے نازل کردہ احکام کو چھوڑ کر اپنی رائے سے فیصلہ کرتے ہیں اور ان سے جہاد کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرو کیونکہ اگر یہ تم پر غالب آ گئے تو یہ تمہارے دین اور دنیا دونوں کو خراب کر دیں گے وہ یہ لوگ ہیں

جنہیں تم خوب جانتے اور جن کے حالات سے خوب واقف ہو۔ خدا کی قسم! جس دن یہ حکومت پر قابض ہو جائیں گے تو سوائے شر کے اور کچھ نہ ہوگا''۔

## لشکر علی رضی اللہ عنہ کی پسپائی:

اس روز عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ نے اپنے میمنہ کے ساتھ شامیوں پر بہت سخت حملہ کیا اور اتنی سخت جنگ کی کہ شامی لشکر پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا حتیٰ کہ وہ پیچھے ہٹتا ہٹتا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خیمے تک پہنچ گیا جب یہ صورت حال پیدا ہوئی تو وہ لوگ جنہوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے موت پر بیعت کی تھی وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے خیمے کی جانب دوڑے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ کے میمنہ کو چھید ڈالو اور حبیب ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اپنے میسرہ کو سنبھالو۔ حبیب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو لے کر جوان کے ساتھ تھے علی رضی اللہ عنہ کے میمنہ پر سخت ترین حملہ کیا اور انہیں شکست دی عراقی فوج میمنہ چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی حتیٰ کہ عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ کے پاس صرف دو سو تین سو افراد باقی رہ گئے اور یہ اکثر قراء تھے جنہوں نے ایک دوسرے سے اپنی پشت ملا رکھی تھی بقیہ لوگ بے تحاشا بھاگے جا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سہل ابن حنیف رضی اللہ عنہ کو حملہ کا حکم دیا۔ ان کے ساتھ اہل مدینہ تھے وہ اپنا دستہ لے کر آگے بڑھے لیکن شامی لشکروں نے انہیں گھیر لیا اور سخت حملہ کر کے انہیں بھی پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ حتیٰ کہ یہ لوگ بھی بھاگ کر میمنہ والوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور میمنہ کے قریب قلب لشکر میں جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے تھے' اہل یمن موجود تھے جب میمنہ اور سہل رضی اللہ عنہ کا دستہ بھاگ کھڑا ہوا تو یہ شکست حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچ گئی' حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مجبوراً قلب چھوڑنا پڑا اور وہ قلب چھوڑ کر میسرہ کی جانب چلے لیکن میسرہ جو قبیلہ مضر پر مشتمل تھا وہ بھی بھاگ کھڑا ہوا اور صرف قبیلہ ربیعہ ثابت قدم رہا۔

## کیسان مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا قتل:

ابو مخنف نے مالک ابن اعین الجہنی کے ذریعہ زید ابن وہب الجہنی سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب میسرہ کی جانب بڑھے تو آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے اور صرف قبیلہ ربیعہ تھا آپ کی گردن اور مونڈھوں پر سے تیر گزر رہے تھے آپ کے لڑکے اپنی جانیں بچا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کا یہ فعل ناگوار خاطر گزرا وہ آگے بڑھ بڑھ کر شامیوں اور ربیعہ کے درمیان حائل ہو جاتے تھے جو بھی شامی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا یا تو اس کے سامنے سے اس پر حملہ آور ہوتے یا اس پر پس پشت سے حملہ کرتے۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو احمر نظر آیا یہ شخص ابوسفیان رضی اللہ عنہ یا عثمان رضی اللہ عنہ یا کسی اور اموی کا غلام تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھ کر فرمایا پروردگار کعبہ کی قسم! اگر میں اسے قتل نہ کروں تو خدا مجھے قتل کر دے۔ یہ فرما کر اس کی جانب بڑھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کا غلام کیسان اس کے سامنے پہلے پہنچ گیا۔ دونوں میں دو دو ہاتھ چلے اور اس اموی غلام نے کیسان کو قتل کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے للکارا بڑھ کر اس کی زرہ کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا اور اسے اپنی جانب کھینچا پھر اسے اپنے سر سے اوپر اٹھا لیا میں اس کے پیر دیکھ رہا تھا جو علی رضی اللہ عنہ کی گردن پر لگ رہے تھے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ نے اسے زمین پر دے مارا جس سے اس کا مونڈھا اور دونوں بازو ٹوٹ گئے یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حسین رضی اللہ عنہ اور محمد نے اس پر حملہ کیا اور اپنی تلواروں سے اسے ختم کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تھے اور یہ دونوں صاحبزادے اس کے ٹھوکریں مار رہے تھے جب وہ ختم ہو گیا تو یہ دونوں باپ کے پاس لوٹ آئے۔

## حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا جنگ سے گریز:

اس دوران میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنی جگہ کھڑے رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اے میرے بیٹے! تم نے وہ کام کیوں نہ کیا جو تمہارے دوسرے بھائیوں نے کیا تھا یعنی تم کیوں اس کے قتل میں شریک نہیں ہوئے' حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین ؓ میرے لیے ان دونوں کا قتل کرنا ہی کافی تھا اتنے میں شامی لشکر حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچ گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس سے زیادہ تیزی کے ساتھ اس لشکر کی طرف بڑھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اے امیر المومنین ؓ اس میں آپ کا حرج کیا ہے کہ آپ کوشش کر کے اپنے ساتھیوں تک پہنچ جائیں جو آپ کے دشمن کے مقابلہ پر جمے ہوئے ہیں (یعنی چند افراد کے ساتھ اس لشکر کا مقابلہ کرنے سے دوسری جانب چلے جانا بہتر ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بیٹے! آج کا دن تیرے باپ کا دن ہے۔ یہ لوگ تیرے باپ کی جانب تیرے باپ سے زیادہ تیزی سے نہیں بڑھ سکتے اور نہ تیرے باپ کی طرح جلدی دکھا سکتے ہیں خدا کی قسم! تیرے باپ کو ہرگز بھی اس کی پرواہ نہیں ہے کہ وہ موت پر گرتا ہے یا موت اس پر گرتی ہے (یعنی وہ خود موت کی جانب بڑھے یا موت اس کی جانب بڑھے)

## اشتر نخعی کا بھگوڑوں کو للکارنا:

ابو مخنف نے فضیل ابن خدیج الکندی کے ذریعہ اشتر نخعی کے غلام کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب عراقی میمنہ کو شکست ہوگئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میسرہ کی جانب بڑھے تو سامنے سے اشتر کا گزر ہوا جو گھبراہٹ میں میمنہ کی جانب بڑھ رہا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے آواز دی اے مالک! اس نے عرض کیا ابھی حاضر ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان بھگوڑوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کیا تم اس موت سے جسے تم ہٹا نہیں سکتے بھاگ کر اس زندگی کی جانب جا رہے ہو جو ہمیشہ تمہارے لیے باقی رہنے والی نہیں۔ اشتر آگے بڑھا اور شکست خوردہ لوگوں کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے تم تک یہ کلمات پہنچانے کے لیے بھیجا ہے۔ اور اس کے بعد چیخ کر کہا اے لوگو! میرے پاس آؤ میں مالک ابن الحارث ہوں۔ میں مالک ابن الحارث ہوں۔ پھر اسے خیال آیا کہ لوگ تو مجھے اشتر کے نام سے پہچانتے ہیں اور مالک نام سے میری شہرت نہیں۔ اس نے پھر آوازی دی: اے لوگو میرے پاس آؤ میں اشتر ہوں بھگوڑوں کی ایک جماعت تو اس کے پاس چلی آگئی اور دوسری جماعت اس کے سامنے سے بھاگتی ہوئی گزر گئی۔ اس نے پھر آواز دی۔ آج تم نے اپنے آباؤ اجداد کو رسوا کر دیا آج تم نے کتنی بری جنگ کی میرے پاس مذحج کو بھیج دو۔ بنو مذحج اس کے پاس آ گئے اس نے ان سے کہا:

"آج تم نے نہ تو سخت پتھر کو توڑا۔ نہ تم نے اپنے پروردگار کو راضی کیا اور نہ تم نے اپنے دشمن کے معاملہ میں اپنے پروردگار کے حکم کو ملحوظ رکھا۔ اور یہ کیسے ہوا حالانکہ تم تو ان لوگوں کی اولاد ہو جو انتہائی جنگ جو' اول درجہ کے غارت گر' علی الصباح حملہ کرنے والے مسلمہ شہسوار اور اپنے ہم عصروں میں شجاعت میں ممتاز تھے اور مذحج تو وہ طعنہ باز ہیں کہ جن کے بدلہ سے بچنا ممکن نہیں۔ جن کا خون رائیگاں نہیں جا سکتا اور کسی مقام پر وہ پسپا ہوتے نہیں دیکھے گئے۔ تم اپنے شہر والوں کی ڈھارس ہو اور اپنی قوم میں سب سے زیادہ تعداد کے مالک ہو۔ تم آج کے دن جو بھی کرو گے وہ بعد میں ہمیشہ باقی رہے گا اس لیے ہمیشہ کے لیے اپنے اوپر بدنامی کا ٹیکہ لگانے سے بچو اور دشمن سے اپنے مقابلہ کو سچا کر دکھاؤ

یقیناً اللہ سچے لوگوں کے ساتھ ہے۔
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں مالک کی جان ہے ان لوگوں یعنی شامیوں میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو محمد ﷺ کے مقابلے میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہو۔ تم نے آج کے روز اچھی جنگ کی ہے اب تم میرے سامنے جنگ کرو' تاوقتیکہ میرا چہرہ خون سے رنگین نہ ہو جائے۔ تم اس بڑی جماعت کا ساتھ دو کیونکہ اللہ عزوجل ان لوگوں کو جو کسی شخص کے پہلو میں ہوتے ہیں اسی شخص کے ساتھ اٹھاتے ہیں جیسے بعد میں آنے والا سیلاب آگے والے سیلاب کے تابع ہوتا ہے''۔

## علم برداروں کا قتل عام:

ان لوگوں نے جواب دیا جہاں تمہارا دل چاہے لے چلو۔ میمنہ میں جو لوگ شامل تھے ان میں سے اکثر لوگ اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ یہ انہیں لے کر آگے بڑھا اور شامی فوجوں کو روکا' ہمدانی جوان آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہے تھے حتی کہ انہوں نے شامی فوجوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور ان لوگوں نے میمنہ میں انتہائی ثابت قدمی دکھائی حتی کہ ان میں سے ایک سو اسی اشخاص موت کے گھاٹ اتر گئے جن میں گیارہ سردار تھے ان سرداروں میں سے جب کوئی سردار قتل ہوتا تو دوسرا سردار جھنڈا سنبھال لیتا سب سے اول کریب ابن شریح قتل ہوا۔ پھر شرجیل ابن شریح اس کے بعد مرثد ابن شریح' ہبیرہ ابن شریح' یریم ابن شریح اور سمیرا ابن شریک ایک دوسرے کے بعد قتل ہوئے۔ یہ سب چھ کے چھ بھائی قتل ہوئے ان کے بعد سفیان ابن زید نے جھنڈا سنبھالا۔ پھر عدی ابن زید نے پھر کریب ابن زید نے یہ تینوں بھائی بھی مقتول ہوئے ان کے بعد عمیرا ابن بشیر نے جھنڈا ہاتھ میں لیا۔ پھر حارث ابن بشیر نے اور یہ دونوں بھی مقتول ہوئے۔

## میمنہ کی واپسی:

پھر قلوص کے بھائی وہب ابن کریب نے جھنڈا اٹھایا اور آگے بڑھنے کا ارادہ کیا' اس کی قوم میں سے ایک شخص نے کہا۔ اللہ تجھ پر رحم کرے' یہ جھنڈا لے کر واپس چل تیری قوم کے شرفاء اس جھنڈے کے گرد ختم ہو چکے اب تو اپنے آپ کو اور باقی قوم کو ختم نہ کر یہ لوگ سب کے سب واپس لوٹے اور یہ کہتے جاتے تھے کاش! کچھ عرب کے لوگ ہوتے جو ہم سے موت پر حلف لیتے پھر ہم اور وہ لوگ آگے بڑھ کر مقابلہ کرتے یا تو ہم قتل ہو جاتے یا کامیاب ہو جاتے یہ لوگ یہ کہتے ہوئے اشتر کے پاس سے گزرے ان سے اشتر نے کہا اس قسم کا حلف میں کرتا ہوں اور تم سے اس بات کا عہد لیتا ہوں کہ ہم ہرگز بھی پیچھے نہ ہٹیں گے تاوقتیکہ کامیاب نہ ہو جائیں یا سب قتل ہو جائیں۔ یہ لوگ اس کے پاس پہنچ گئے اور اس کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے۔ کعب ابن جعیل التغلبی نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

وَ هَمْدَانُ زُرْقٌ تَبْتَغِيْ مَنْ تَحَالِفُ

''نیلی آنکھوں والے ہمدان یہ تلاش کر رہے تھے کہ کون ان سے حلف لے''۔

اشتر میمنہ کی جانب بڑھے ان لوگوں میں سے جن میں صبر و حیا اور وفا کا مادہ تھا اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ وہ جس دستہ کی طرف بڑھتے اسے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے اور جس جماعت کا بھی مقابلے کرتے اسے پیچھے ہٹا دیتے اسی طرح حملہ کرتے کرتے وہ

زیاد ابن النضر کے پاس سے گزرا جو مخالف کے لشکر پر حملہ کر رہا تھا اشتر نے سوال کیا یہ کون ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا یہ زیاد ابن النضر ہے۔

جب عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو میمنہ میں شکست ہوئی تو زیاد نے آگے بڑھ کر اہل مدینہ کا جھنڈا سنبھالا جس کی وجہ سے لوگ ٹھہر گئے زیاد اپنے قتل ہونے تک برابر لڑتے رہے جب وہ قتل ہو گئے تو چند اشخاص کے علاوہ جو نہ ہونے کے برابر تھے کوئی میدان میں نہ ٹھہرا۔ کچھ دیر بعد یزید ابن قیس الارجی دشمن پر حملہ کرتے ہوئے سامنے سے نظر آئے۔ اشتر نے سوال کیا یہ کون ہے لوگوں نے جواب دیا یہ یزید ابن قیس ہیں جب زیاد ابن النضر قتل ہوئے تو انہوں نے اہل مدینہ کا جھنڈا سنبھال لیا۔ یہ برابر جنگ میں مصروف رہے حتیٰ کہ یہ بھی موت کی نظر ہو گئے اشتر بولا لو یہ بھی گئے اور اللہ کی جانب سے صبر جمیل کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے یا شریف آدمی کے فعل کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے آدمی کو شرم آنی چاہیے کہ وہ قتل کیے یا قتل ہوئے بغیر میدان سے پیچھے نہ ہٹے۔

ابو مخنف نے ابو جناب الکلبی کے ذریعہ حر بن الصباح النخعی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ اشتر اس روز ایک گھوڑے پر سوار تھا اس کے ہاتھ میں ایک یمنی چادر تھی جب پسینہ آتا تو اس سے پسینہ پونچھ لیتا۔ ورنہ اسے نگاہوں کے سامنے رکھتا تاکہ شعاعوں سے محفوظ رہے پھر اپنی تلوار چلاتا اور یہ کہتا جاتا ع

اَلْغَمَرَاتُ ثُمَّ یَنْجَلِیْنَا

''ہم پر آندھیاں آئیں لیکن وہ کھل گئیں''

## اشتر کی شجاعت:

راوی کہتا ہے کہ اس حالت میں اشتر پر حارث ابن جمہان کی نظر پڑی اس وقت اشتر سر سے پیر تک لوہے میں چھپا ہوا تھا اس وجہ سے حارث اسے پہچان نہ سکا حارث اس کے قریب پہنچ کر کہنے لگا اللہ تعالیٰ تجھے آج کے دن امیر المومنین اور مسلمانوں کی جانب سے جزائے خیر دے۔ یہ جملہ کہنے پر اشتر نے اسے پہچان لیا اور کہنے لگا اے ابن جمہان کیا تجھ جیسے لوگ بھی آج کے دن اس مقام سے پیچھے رہ سکتے ہیں جس مقام پر میں ہوں ابن جمہان نے اسے نظر اٹھا کر دیکھا اور فوراً اسے پہچان لیا کیونکہ اشتر تمام لوگوں میں سب سے زیادہ طویل القامت تھا اور اس کی داڑھی میں بال بہت کم تھے۔ حارث نے کہا میں تجھ پر قربان ہو جاؤں مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ اس وقت تو اس جگہ کھڑا ہے خدا کی قسم! میں جب تک مر نہ جاؤں اب تجھ سے دور نہ رہوں گا راوی کہتا ہے کہ اس حالت میں قیس الناعطی کے بیٹے حمیر اور منقذ کی اشتر پر نظر پڑی منقذ نے حمیر سے کہا آج عرب میں اس کا کوئی ثانی موجود نہیں اور اس کا یہ قتل وقتال اس کی نیت پر موقوف ہے حمیر نے کہا نیت تو وہی ہے جس کے لیے جنگ کر رہا ہے منقذ نے کہا مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ جنگ حکومت و سلطنت سے تبدیل نہ ہو جائے۔

## اشتر کا خطبہ:

ابو مخنف نے فضیل ابن خدیج کے ذریعہ مولیٰ اشتر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ اشتر کے پاس جب بھی میمنہ کے شکست خوردہ لوگوں میں سے کچھ لوگ جمع ہوتے تو وہ انہیں جنگ پر ابھارتا اور کہتا:

''اپنے دانتوں اور کچلیوں کو دبالو اور اپنی کھوپڑیوں سے دشمن کا استقبال کرو اور اس قوم کے مقابلہ میں شدید ترین بن

جاؤ جو اپنے باپ دادا اور بھائی بندوں کا بدلہ لینے آئی ہے تم ان دشمنوں کے گلے گھونٹ دو جنہوں نے موت کو اپنی جانوں کا وطن بنا لیا ہے۔ کہ وہ میدان چھوڑنے میں سبقت نہ کریں اور دنیا میں ذلیل وخوار نہ ہوں' خدا کی قسم! کسی قوم کے لیے کسی شئے کو چھوڑ دینا اتنا برا نہیں جتنا کہ اپنے دین کو چھوڑنا ہے اور یہ قوم تم سے جو جنگ کر رہی ہے وہ تمہارے دین کی وجہ سے کر رہی ہے اور ان کا مقصد اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ یہ لوگ سنت کو ختم کر کے بدعات ایجاد کریں اور جس گمراہی سے اللہ عزوجل نے تمہیں نہایت عمدہ طریقہ سے نکالا ہے اس میں تمہیں یہ دوبارہ مبتلا کر دیں۔ اے اللہ کے بندو! اپنا خون دینے پر خوشیاں مناؤ لیکن دین چھوڑنے پر خوش نہ ہو کیونکہ تمہیں اس کا اللہ کے یہاں اجر ملے گا اور اللہ کے پاس نعمت والی جنتیں ہیں اور میدان جنگ سے فرار میں بے عزتی' مال کا ضیاع' موت وزندگی کی ذلت اور دنیا و آخرت کی رسوائی ہے''۔

## عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ کی شہادت:

اس کے بعد اشتر نے مخالفین پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹا دیا حتی کہ عصر کے بعد وہ دشمنوں کو پیچھے ہٹاتے ہٹاتے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکروں کی صفوں تک پہنچ گئے اور عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ کی جانب بڑھے جو تین سو اشخاص کے ساتھ میدان میں جمے ہوئے تھے یہ لوگ زمین پر جھک گئے تھے اور یہ محسوس ہوتا تھا گویا یہ مٹی کی ڈھیر ہیں اشتر نے ان کے چاروں جانب سے شامیوں کو پیچھے ہٹایا اور ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کے ساتھی ان کے پاس پہنچ گئے تھے ان لوگوں نے سوال کیا امیر المومنین کا کیا حال ہے اشتر کے ساتھیوں نے جواب دیا وہ زندہ ہیں اور بخیر ہیں اور میسرہ میں موجود ہیں لوگ ان کے آگے جنگ میں مصروف ہیں ابن بدیل رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے یہ سن کر خدا کا شکر ادا کیا اور کہنے لگے ہمیں تو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ امیر المومنین بھی قتل ہو گئے اور تم لوگ بھی قتل ہو گئے۔

اس کے بعد عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا آگے بڑھو۔ اشتر نے آدمی بھیج کر انہیں آگے بڑھنے سے منع کیا اور کہلا کر بھیجا کہ اپنی جگہ قائم رہ کر جنگ کرو کیونکہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی بھلائی اسی میں ہے لیکن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اشتر کی اس بات کو قبول نہیں کیا اور اس جانب بڑھنے لگے جہاں معاویہ رضی اللہ عنہ تھے ابن بدیل رضی اللہ عنہ کے ساتھی ان کے چاروں جانب پہاڑ کی طرح ڈٹے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ میں تلواریں تھیں اور یہ اپنے ساتھیوں کے آگے آگے تھے جو شخص بھی ان کے مدمقابل ہوتا تھا اسے یہ قتل کر دیتے تھے حتی کہ انہوں نے سات افراد کو قتل کر دیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گئے یہ حالت دیکھ کر چاروں جاب سے لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں اور ان کے کچھ ساتھیوں کو گھیر لیا۔ یہ ان سے برابر جنگ کرتے رہے حتی کہ خود بھی قتل ہو گئے اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت بھی ختم ہو گئی اور کچھ لوگ زخمی اور پسپا ہو کر لوٹے۔

اشتر نخعی نے ابن جمہان کو ان لوگوں کو بچانے کے لیے بھیجا کیونکہ شامی انہیں گھیرنا چاہتے تھے ابن جمہان نے شامیوں پر حملہ کر کے انہیں پیچھے ہٹایا اور یہ لوگ ان کے نرغہ سے نکل کر اشتر کے پاس پہنچ گئے اشتر نے ان سے کہا میں نے تمہیں جو رائے دی تھی وہ تمہاری رائے سے بہتر نہ تھی کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ تم دیگر لوگوں کے ساتھ اپنی جگہ جمے رہو۔

## ابن بدیل رضی اللہ عنہ کے حق میں معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے:

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابن بدیل رضی اللہ عنہ کو برابر آگے بڑھتے دیکھا تو کہنے لگے کیا تم اس قوم کے مینڈھے کو نہیں دیکھتے'

جب عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو انہوں نے کچھ لوگوں سے کہا جا کر دیکھو یہ کون شخص تھا۔ لیکن ان میں سے انہیں کوئی نہ پہچان سکا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خود آئے اور ان کی لاش پر کھڑے ہو گئے وہ دیکھ کر کہنے لگے یہ عبداللہ ابن بدیل رضی اللہ عنہ ہیں خدا کی قسم! بنوخزاعہ کی عورتیں ہم سے مردوں کی فضیلت کے بارے میں جھگڑیں تو وہ فی الواقع یہ حق رکھتی ہیں۔ انہیں سیدھا کرو اور اچھی طرح سیدھا کرو یہ واقعتاً ایسے ہی ہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

أَخُو الْحَرْبِ إِنْ عَضَّتْ بِهِ الْحَرْبُ عَضَّهَا وَ إِنْ شَمَّرَتْ يَوْمًا بِهِ الْحَرْبُ شَمَّرَا

ترجمہ: ''وہ خوب جنگ کرنے والا ہے اگرچہ جنگ اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اور اگرچہ لڑائی اس کے لیے اپنے دامن اچھی طرح چڑھالے''۔

یہ شعر حاتم طائی کا ہے:

## لشکر معاویہ رضی اللہ عنہ کی پسپائی:

یہ دیکھ کر اشتر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب بڑھا اور معاویہ رضی اللہ عنہ بھی قبیلہ عک اور اشتر کی جماعت کو لے کر مقابلہ پر آئے۔ اشتر نے قبیلہ مذحج سے کہا ہمارے لیے عک کافی ہے اور یہ کہہ کر اشتر ہمدانیوں میں کھڑا ہو گیا اور کندہ سے بولا ہمارے لیے اشعریین کافی ہیں۔ ان قبائل میں باہم بہت سخت جنگ ہوئی اور اشتر گھڑی گھڑی صف سے باہر آ کر اپنی قوم سے کہتا یہ لوگ عک ہیں ان پر سختی سے حملہ کرو اشتر کے ساتھی گھٹنوں پر سہارا لگا کر جنگ کرتے اور یہ رجز پڑھتے۔

يَا وَيْلَ أُمِّ مَذْحِجٍ مِنْ عَكِّ هَاتِيكَ أُمُّ مَذْحِجٍ تَبْكِي

ترجمہ: ''اے ام مذحج تجھ پر عک کی وجہ سے افسوس ہو کہ تیرے پاس مذحج کی ماں روتی رلاتی ہوئی آئی''۔

ان لوگوں نے شام تک جنگ کی پھر اشتر نے قبیلہ ہمدان اور کچھ اور لوگوں کو ساتھ لے کر شامیوں پر حملہ کیا اور انہیں اپنی جگہ سے ہٹا دیا حتیٰ کہ انہیں پیچھے دھکیلتے دھکیلتے اس مقام تک پہنچ گئے جہاں پانچ صفیں معاویہ رضی اللہ عنہ کے گرد اپنے آپ کو عماموں سے باندھے کھڑی تھیں یہاں پہنچ کر اشتر نے پھر سختی سے حملہ کیا حتیٰ کہ چار صفوں کو الٹ پلٹ کر پھینک دیا اور یہ چاروں صفیں خود کو عماموں سے باندھے ہوئے تھیں۔ پھر یہ لوگ پانچویں صف پر حملہ آور ہوئے جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھے' جب یہ لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے گھوڑا طلب کیا اور کہنے لگا ارادہ تو میرا بھی یہی تھا کہ جیسے اور لوگ پیچھے ہٹ گئے ہیں اسی طرح میں بھی پیچھے ہٹ جاؤں لیکن مجھے ابن اطنابہ کے بیٹے کے اشعار یاد آ گئے' یہ ایک انصاری جاہلی شاعر تھا اس کی ماں اطنابہ بلقین کی ایک عورت تھی۔ یہ کہتا ہے۔

أَبَتْ لِي عِفَّتِي وَ حَيَاءُ نَفْسِي وَ إِقْدَامِي عَلَى الْبَطَلِ الْمَشِيحِ

ترجمہ: ''اور مکروہات کے وقت میرے مال کی عطا اور زیادہ قیمت کے ساتھ حاصل کرنے سے مجھے باز رکھو۔

وَ إِعْطَائِي عَلَى الْمَكْرُوهِ مَالِي وَ أَخْذِي الْحَمْدَ بِالثَّمَنِ الرَّبِيحِ

ترجمہ: اور مکروہات کے وقت میرے مال کی عطا اور زیادہ قیمت کے ساتھ حاصل کرنے سے مجھے باز رکھا۔

وَ قَوْلِي كُلَّمَا جَشَأَتْ وَ جَاشَتْ مَكَانَكِ تُحْمَدِي أَوْ تَسْتَرِيحِي

ترجمہ: اب میرا قول تو یہی ہے کہ میں یہ سب کچھ اپنی مدافعت کے لیے کروں گا خواہ اس کے بعد لوگ حمد کریں یا دنیا سے چھٹکارا مل جائے''۔

شاعر کے ان اشعار نے مجھے بھاگنے سے باز رکھا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ابومخنف نے مالک ابن اعین الجہنی کے ذریعہ زید ابن وہب کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ ان کا میمنہ اپنی جگہ لوٹ گیا اور دوبارہ میدان جنگ میں پہنچ گیا اور انہوں نے دشمن کو جوان پر چھائے ہوئے تھے پیچھے ہٹا دیا اور انہیں ان کے مرکز اور مورچوں تک دباتے چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں نے تمہارے پیچھے ہٹنے اور اپنی صفوں کو چھوڑنے کو دیکھا جب تمہیں یہ سرکش اور نافرمان شامی اعراب گھیر رہے تھے۔تم عرب کے شہسوار اور اس کی سب سے بڑی کوہان ہو اور تم تمام رات تلاوت کلام اللہ میں جاگ کر گزار دیتے ہو۔تم حق کے مدعی ہو حالانکہ خطا کاروں نے حق کو چھوڑ دیا ہے۔اگر تمہاری پسپائی کے بعد تمہارے لیے آگے بڑھنا نہ ہوتا اور ایک دفعہ گھر جانے کے بعد تم دوبارہ دشمن پر حملہ آور نہ ہوتے تو تم بھی اسی شے کے مستحق ہوتے جس کا مستحق میدان جنگ سے بھاگنے والا ہے اور تمہارا شمار بھی ہلاک ہونے والوں میں ہوتا لیکن اب میرا غم ہلکا ہو گیا اور میرے دل کو جو پریشانی لاحق تھی وہ کم ہو گئی کیونکہ میں نے جب تمہیں دیکھا کہ تم دوبارہ لوٹ کر دشمن کو اسی طرح گھیر رہے ہو جیسے انہوں نے تمہیں گھیرا تھا اور تم نے انہیں ان کے مورچوں سے اسی طرح پیچھے ہٹا دیا جس طرح انہوں نے تمہیں ہٹایا تھا۔تم انہیں اپنی تلواروں سے کاٹ رہے تھے اور دشمن کی اگلی صفیں پچھلی صفوں پر گری جا رہی تھیں۔ پیاسے اور بے مہار اونٹوں کی طرح۔اب تم صبر کرو۔تم پر سکون اور اطمینان نازل ہو گیا ہے اور اللہ عز وجل نے تمہیں یقین پر ثابت قدم رکھا تا کہ بھاگنے والا یہ جان لے کہ وہ اپنے خدا کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہے۔یاد رکھو بھاگنے میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہمیشہ کی ذلت وخواری اور اپنے ہاتھ سے غنیمت کو کھونا اور اپنی زندگی جان بوجھ کر خراب کرنا ہے اور بھاگنے والے کی عمر میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور خدا تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہوتا ہے اور ان امور کے پیش آنے سے قبل بھی انسان کی موت برحق تھی تقدیر پر راضی بہ رضا رہنا اور اس کا اقرار کرنا لازمی ہے''۔

## ابوشداد کی پامردی:

ابومخنف نے عبدالسلام ابن عبداللہ ابن جابر الاحمسی کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ جنگ صفین میں قبیلہ بجیلہ کا علم بنو احمس ابن غوث ابن انمار کے پاس تھا اور اسے ابوشداد تھامے ہوئے تھے ان ابوشداد کا نام ونسب قیس ابن مشکوح ابن ہلال ابن الحارث ابن عمرو ابن جابر ابن علی ابن اسلم ابن احمس الغوث ہے۔ان سے قبیلہ بجیلہ نے علم اٹھانے کی درخواست کی انہوں نے فرمایا اس کام کے لیے دوسرے لوگ مجھ سے بہتر ہیں۔اہل قبیلہ نے عرض کیا ہم آپ کے علاوہ کسی کو اپنا امیر بنانا نہیں چاہتے ابوشداد نے فرمایا خدا کی قسم! اگر تم مجھے یہ جھنڈا دو گے تو میں اس وقت تک دم نہ لوں گا جب تک اس سونے کی چھتری والے کے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ان لوگوں نے عرض کیا آپ کا جو جی چاہے کیجیے ابوشداد نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور دشمن پر حملہ کیا اور صفوں کو چیرتے پھاڑتے چھتری

والے کے سر پر پہنچ گئے۔ اس چھتری بردار کے چاروں طرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت موجود تھی' لوگ کہتے ہیں اس کا نام عبدالرحمٰن ابن خالد ابن الولید المخزومی رحمۃ اللہ علیہ تھا اس مقام پر نہایت سخت جنگ ہوئی ابوشداد نے آگے بڑھ کر اس چھاتہ بردار پر حملہ کیا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک رومی غلام ابوشداد کے مقابل ہوگیا اس نے ابوشداد کے پیروں پر تلوار کے وار کر کے ان کے پاؤں کاٹ دیئے اور ابوشداد کا وار بہت کاری رہا اور وہ رومی مقتول ہو کر گر گیا۔ اس کے قتل ہوتے ہی لاتعداد نیزوں کی سنانیں ان کی جانب بڑھیں اور یہ قتل ہو کر گرے۔

## روسائے بجیلہ کا قتل عام:

ان کے قتل ہونے کے بعد عبداللہ ابن قلع الاحمسی نے علم ہاتھ میں لیا وہ یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

لَا یُبْعِدُ اللّٰهُ اَبَا شَدَّادِ　　حَیْثُ اَجَابَ دَعْوَتَ الْمُنَادِیْ

ترجمہ: ''اللہ ابوشداد کو اپنی رحمت سے محروم نہ کرے کیونکہ انہوں نے منادی کو پکار کر قبول کیا۔

وَ شَدَّ بِالسَّیْفِ عَلَی الْاَعَادِیْ　　نِعْمَ الْفَتٰی کَانَ لَدَی الطِّرَادِ

وَ فِیْ طِعَانِ الرَّجِلِ وَ الْجِلَادِ

ترجمہ: اور دشمنوں پر تلوار سے بہت سخت حملہ کیا اور وہ جنگ کے وقت اچھے جوان تھے۔ اور پیدلوں اور سواروں کی نیزہ بازی کے وقت اچھے جوان تھے''۔

عبداللہ ابن قلع نے بھی اپنی شجاعت کے خوب جوہر دکھائے حتی کہ یہ بھی ختم ہو گئے ان کے بعد عفیف ابن ایاس نے جھنڈا سنبھالا اس روز جنگ ختم ہونے تک یہ جھنڈا انھی کے پاس رہا اسی جنگ میں حازم ابی حازم الاحمسی بھی قتل ہوئے جو قیس ابن ابی حازم کے بھائی تھے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پوشیدہ طور پر دفن کیا گیا تھا:

اسی روز نعیم ابن صہیب ابن العلیۃ البجلی بھی مارا گیا تھا۔ جب یہ مقتول ہوا تو اس کا چچازاد بھائی جس کا نام نعیم ابن الحارث ابن العلیۃ البجلی تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ ان کے حامیوں میں داخل تھا۔ اس نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا یہ مقتول میرا چچازاد بھائی ہے آپ اس کی لاش مجھے دے دیجیے تاکہ میں اسے دفن کر دوں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسے دفن کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ اس کا ہرگز اہل نہیں خدا کی قسم ہم لوگ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اعلانیہ دفن کرنے پر قادر نہ تھے۔ ہم نے انہیں مخفی طور پر دفن کیا (یعنی یہ شخص عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل نہ تھا) نعیم نے کہا یا تو آپ مجھے اس کے دفن کرنے کی اجازت دے دیں ورنہ میں آپ کا ساتھ چھوڑ کر آپ کے دشمنوں کے ساتھ مل جاؤں گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو عرب کے رؤساؤ امراء کو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنی اپنی مصیبت میں مبتلا ہیں اور تجھے اپنے چچازاد بھائی کے دفن کرنے کی فکر لاحق ہے۔ تیرا دل چاہے اسے دفن کر دے یا اسی طرح چھوڑ دے۔ نعیم نے اپنے بھائی کو دفن کر دیا۔

## ازدیوں کا اختلاف:

ابومخنف نے حارث ابن حصیرۃ الازدی کا یہ بیان نقل کیا ہے اور یہ حارث قبیلہ ازد کی شاخ نمر سے تعلق رکھتا تھا یہ بتا ہے کہ

جب مخنف ابن سلیم ازدی کو ازدیوں کی امداد کی دعوت دی گئی تو اس نے اولاً اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس کے بعد اپنے اہل قبیلہ سے کہا کہ:

''سب سے بڑی غلطی اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ہمیں اپنی قوم کے مقابلے کی دعوت دی جا رہی ہے اور خود ہماری قوم کو ہمارے خلاف کھڑا کیا جا رہا ہے۔ خدا کی قسم! یہ لوگ ہمارے ہاتھ ہیں کیا ہم اپنے ہاتھوں کو خود اپنے ہاتھوں سے کاٹیں۔ یہ لوگ ہمارے پر ہیں کیا ہم اپنے پر اپنی تلواروں سے نوچ ڈالیں اگر ہم اپنی قوم سے محبت نہ کریں اور اپنے بھائیوں کو نصیحت نہ کریں تو ہم سے زیادہ احسان فراموش کوئی نہیں اگر ہم انہیں نصیحت کرتے ہیں تو اس میں ہماری عزت اور فائدہ ہے اور اس طرح ہم آگ کو بجھا سکیں گے جو ہمارے درمیان بھڑک چکی ہے''۔

اس پر جندب ابن زہیر نے اسے جواب دیا:

''خدا کی قسم! اگر ہم ان لوگوں کے باپ ہوتے اور یہ لوگ ہماری اولاد ہوتے یا یہ ہمارے باپ ہوتے اور ہم ان کی اولاد ہوتے اور اس کے بعد یہ لوگ ہماری جماعت سے نکل جاتے اور ہمارے امام پر اعتراض کرتے تو اس وقت ہمارے اہل ملت اور اہل ذمہ پر یہ لوگ زبردستی حاکم ہوتے اور خواہ ہم ایک رائے پر کیوں نہ متفق ہوتے لیکن یہ ہمیں اس وقت تک ہرگز نہ چھوڑتے جب تک ہم ان کی رائے کو قبول نہ کر لیتے یا یہ لوگ ہماری دعوت قبول کر لیتے یا تیسری صورت یہ ہوتی کہ ہمارے اور ان کے بے شمار لوگ مقتول ہوتے''۔

## مخنف ابن سلیم کا فیصلہ:

مخنف نے جندب سے کہا اور یہ مخنف ابن سلیم جندب کا خالہ زاد بھائی تھا:

''اللہ تیری نیت اچھی کرے میں تو کسی ایسے چھوٹے اور بڑے سے واقف نہیں جو برائی میں مبتلا نہ ہو خدا کی قسم! ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کس جماعت کا ساتھ دیں اور کس جماعت کو چھوڑیں اور ہم نے زمانہ جاہلیت میں دوسروں کی خانہ جنگیوں میں حصہ نہیں لیا اور ہم اسلام لانے کے بعد بھی اس میں حصہ نہیں لے سکتے۔ ہاں تو نے ضرور ایک سخت اور تکلیف دہ کام کو اختیار کیا ہے۔ اے اللہ! ہمیں بلاؤں سے زیادہ عافیت محبوب ہے اب جس شے کا تجھ سے جو شخص طالب ہو اسے وہ عطا کر''۔

اس پر ابو بریدۃ ابن عوف نے کہا:

''اے اللہ! ہمارے لیے اس شئے کا فیصلہ فرما دیجیے جو آپ کو زیادہ پسند ہو اے قوم والو! تم یہ دیکھ رہے ہو کہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور ہمارے لیے وہی طریقہ بہتر ہے کہ جس پر جماعت عمل پیرا ہو۔ اگر واقعتاً ہم حق پر ہیں اور اگر یہ مخالفین سچے ہیں تب بھی ان کا طریقہ کار برا ہے خواہ اس کا ضرر زندگی میں ہو یا موت میں''۔

## جندب اور اس کے خاندان کی جان نثاری:

جندب ابن زہیر مقابلے کے لیے نکلا اور شامیوں کے ساتھ جو ازدی شامل تھے ان کے سردار کو مقابلہ کی دعوت دی اس شامی سردار نے اسے قتل کر دیا اور جندب کی جماعت میں سے عجل اور سعد بھی قتل ہوئے یہ دونوں عبداللہ ثعلبی کے بیٹے تھے اور مخنف کے ساتھیوں میں سے عبداللہ ابن ناجد' خالد ابن ناجد' عمرو ابن عویف' عامر ابن عویف' عبداللہ ابن الحجاج جندب ابن زہیر اور ابو زینب

ابن عوف ابن الحارث قتل ہوئے۔ عبداللہ ابن ابوالحصین الازدی ان قراء کے ساتھ شامل تھے جو عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے وہ بھی مقتول ہوئے۔

## عقبۃ ابن حدید النمری اور اس کے بھائیوں کا قتل:

45

ابومخنف نے حارث ابن حصیرہ کے ذریعہ نمر کے بزرگوں کا یہ قول نقل کیا ہے کہ عقبۃ ابن حدید النمری نے صفین کی جنگ میں لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

''خبردار! دنیا کی چراگاہ ایک کوڑا کرکٹ ہے اس کے درخت سوکھے ہوئے۔ اس کی نئی اشیاء کانٹوں کی طرح ہیں ان کا مزا کڑوا ہے۔ خبردار! میں تم سے ایک سچے آدمی کی بات بیان کرتا ہوں کہ میں نے دنیا کو خوب آزمایا اور اس میں میری جان کا جو حق تھا اسے بھی پہچانا' میں ہمیشہ سے شہادت کی تمنا کرتا تھا اور یہ تمنا پوری کرنے کے لیے ہر لشکر کے ساتھ شریک ہوتا اور ہر جنگ میں حصہ لیتا۔ مگر اللہ عزوجل نے آج تک میری یہ تمنا پوری نہ کی تھی اسی لیے میں اس وقت اپنے آپ کو پیش کر رہا ہوں کہ جس شئے کی مجھے تمنا تھی شاید وہ آج پوری ہو جائے۔ اے اللہ کے بندو! تم موت کے ڈر کے باعث اس شخص سے جہاد کرنے سے کیوں گریز کر رہے ہو جو اللہ کا دشمن ہے (عیاذاً باللہ) یا تو اپنی جانوں کو یقیناً واپس لے کر چلے جاؤ گے یا تلوار کی ایک ضرب سے دنیا کے بدلے میں اللہ عزوجل کا دیدار اور جنت میں انبیاء صدیقین اور شہداء وصالحین کی ہم نشینی حاصل کر لو گے بتاؤ کون سی رائے صحیح ہے''۔

اس تقریر کے بعد وہ آگے بڑھے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ اے میرے بھائیو! میں نے اس گھر کو فروخت کر ڈالا ہے جو آگے ہے۔ میرا چہرہ اسی گھر کے سامنے ہے اب مجھے تمہارے چہرے دیکھ کر کوئی خوشی حاصل نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ تمہاری امیدیں ختم نہ کرے۔

جب یہ آگے بڑھے تو ان کے بھائی عبداللہ' عوف اور مالک بھی یہی کہتے ہوئے ان کے پیچھے چلے ہم بھی آپ کے بعد اس دنیاوی رزق کے طالب نہیں۔ آپ کے بغیر اللہ اس زندگی کا برا کرے۔ اے اللہ! ہم نے اپنی جانوں کو آپ کی خاطر پیش کر دیا ہے۔

الغرض ان چاروں بھائیوں نے آگے بڑھ کر حملہ کیا اور اپنے قتل ہونے تک برابر مصروف پیکار رہے۔

## شمر ابن ذی الجوشن کی جنگ:

ابومخنف نے صلۃ ابن زہیر النہدی کے ذریعہ مسلم ابن عبداللہ الضبابی کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں اپنے قبیلے کے ساتھ شریک جنگ ہوا اور ہمارے ساتھ شمر ابن ذی الجوشن الضبابی بھی تھا مخالفین میں سے ادہم ابن محرز الباہلی نے اسے مقابلے کے لیے للکارا جب یہ مقابلہ پر پہنچا تو ادہم نے اس کے چہرے پر تلوار کا وار کیا۔ شمر نے بھی اس پر وار کیا لیکن وہ خالی گیا۔ شمر زخمی حالت میں اپنے کجاوے کی طرف لوٹ گیا اور وہاں جا کر پانی پیا۔ اس وقت شمر بہت پیاسا تھا۔ پھر نیزہ سنبھال کر آگے بڑھا اس وقت شمر یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

اِنِّـــیْ زَعِیْـــمٌ لَّاخِـــیْ بِـــاَهْـلِـــهٖ ‏ ‏ ‏ ‏ بِـطَـعْـنَةٍ اِنْ لَـمْ اَصِـبْ عَـــاجِـلَـــهٗ

ترجمہ: ''میں اپنے باہلی بھائی کے ارادے سے نیزہ لے کر نکلا ہوں اگر میں فوری نہ مارا گیا۔

اَوْضَرْبَةٍ تَحْتَ الْقَنَا وَالْوَغٰی          شَبِيْهَةٍ بِالْقَتْلِ اَوْقَاتِلَهْ

45 ترجمہ: یا تو اس پر فاصلہ سے وار کروں گا۔ پھر اسے قتل کروں گا یا مقتولوں جیسا بنا دوں گا''۔

یہ اشعار پڑھ کر ادہم نے اس پر حملہ کیا اور اسے پچھاڑ دیا اور کہا یہ تیرے وار کا بدلہ ہے۔

## مالک ابن العقدیہ کا فرار:

ابومخنف نے عمرو بن عمرو بن عوف ابن مالک الجشمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ بشر ابن عصمۃ المزنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب صفین کی جنگ ہوئی تو بشر ابن عصمۃ نے مالک ابن العقدیہ کا مقابلہ کیا اور یہ مالک ابن الجلاح الجشمی ہے۔ مالک العقدیہ اس پر غالب آیا لیکن اچانک بشر نے دیکھا کہ وہ شامیوں کے ساتھ عجیب طرح بھاگا جا رہا ہے حالانکہ یہ ایک بہادر مسلمان شخص تھا۔ جب بشر نے اسے بھاگتے دیکھا تو اس پر حملہ کیا اور اسے نیزہ مار کر گرا دیا۔ پھر بشر واپس ہوا اور اسے اس بات کا افسوس تھا کہ میں نے زبردستی کیوں نیزہ مارا۔ اس پر بشر نے یہ اشعار کہے۔

وَ اِنِّیْ لَاَرْجُوْا مِنْ مَّلِيْكِیْ تَجَاوُزًا          وَمِنْ صَاحِبِ الْمَوْسُوْمِ فِی الصَّدْرِهَا جِسُ

ترجمہ: ''مجھے اپنے بادشاہ سے امید ہے کہ وہ مجھ سے اور موسوم گھوڑے کے سوار سے درگزر کرے گا جس کے سینہ پر نیزہ لگا تھا۔

دَلَفْتُ لَهٗ تَحْتَ الْغُبَارِ بِطَعْنَةٍ          عَلٰی سَاعَةٍ فِيْهَا الطِّعَانُ تَخَالُسُ

ترجمہ: میں نے گرد و غبار میں اس کے ایسے وقت نیزہ مارا جب کہ نیزے چل رہے تھے''۔

جب ابن العقدیہ کو اس کے اشعار کا علم ہوا تو اس نے جواب دیا۔

اَلَا اَبْلِغَا بِشْرَ ابْنَ عَصْمَةَ اِنَّنِیْ          شُغِلْتُ وَ اَطْعَانِی الَّذِيْنَ اَمَارِسُ

ترجمہ: ''میری جانب سے بشر ابن عصمہ کو یہ خبر پہنچا دے کہ مجھے بھاگنے والوں نے اپنی جانب مشغول کر لیا تھا۔

فَصَادَفْتَ مِنِّیْ عِزَّةً وَّاَصَبْتَهَا          كَذٰلِكَ وَ الْاَبْطَالُ مَاضٍ وَ خَالِسُ

ترجمہ: تو نے مجھ پر دھوکے سے حملہ کیا اور اس سے فائدہ اٹھایا۔ بہادر لوگ کیا اسی طرح کرتے آئے ہیں''۔

## عبداللہ ابن الطفیل کا واقعہ:

اس کے بعد عبداللہ ابن الطفیل البکائی نے شامیوں کے ایک گروہ پر حملہ کیا جب وہ واپس لوٹنے لگا تو بنو تمیم کے ایک شخص نے جس کا نام قیس ابن قرۃ تھا اور جو معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھا اس پر حملہ کیا اور عبداللہ بن الطفیل کے دونوں مونڈھوں کے درمیان نیزہ رکھ کر کہا۔ خدا کی قسم! تو اگر اس کے نیزہ مارے گا تو میں تیرے ماروں گا۔ تمیمی نے کہا میں تجھے اللہ کا عہد و ذمہ دیتا ہوں کہ اگر میں اس کی پشت سے نیزہ ہٹا لوں تو تو میری پشت سے نیزہ ہٹا لے گا' یزید نے جواب دیا ہاں میں تجھ سے اللہ کے نام پر یہ عہد کرتا ہوں۔

یہ سن کر تمیمی نے عبداللہ کی پشت سے نیزہ اٹھا لیا اور یزید نے تمیمی کی پشت سے۔ پھر تمیمی نے یزید سے سوال کیا کہ تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں بنو عامر سے ہوں۔ اس نے کہا اللہ مجھے تم پر فدا کرے وہ تمہارے بزرگوں کی محبت کہاں گئی اور میں اپنے

خاندان اور گھر میں گیارہواں شخص ہوں اور دس کو تم قتل کر چکے ہو میں ان سب کا آخر ہوں۔ جب یہ لوگ کوفہ لوٹ کر آئے تو یزید ابن الطفیل کو لوگوں نے طعنے دینے شروع کیے جیسے لوگ اپنے چچازاد بھائیوں کو طعنے دیا کرتے ہیں اس پر یزید ابن الطفیل نے یہ اشعار کہے۔

اَلَمْ تَرَنِیْ حَامَیْتُ عَنْکَ مُنَاصِحًا بِصِفِّیْنَ اِذْ خَلاکَ کُلُّ حَمِیْمٍ

ترجمہ: ''کیا تو نے مجھے نہیں دیکھا کہ میں نے صفین کے روز تجھے بھائی چارہ کی وجہ سے بچایا جب کہ تجھے تیرے دوستوں نے چھوڑ دیا تھا۔

وَ نَهْنَهْتُ عَنْکَ الْحَنْظَلِیَّ وَ قَدْ اَتٰی عَلٰی سَابِحٍ ذِیْ مَیْعَةٍ وَّ هَزِیْمٍ

ترجمہ: اور میں نے تجھ سے حنظلی کو روک لیا۔ حالانکہ وہ ایک تیز رو گھوڑے پر سوار ہو کر ہزیمت دینے کے لیے آیا تھا''۔

## عبدالرحمٰن ابن محرز الکندی کی شجاعت:

ابو مخنف نے فضیل ابن خدیج کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ کے دوران ایک شامی نے لشکر سے نکل کر اپنے مقابلہ کی دعوت دی اس کے مقابلے پر عبدالرحمٰن ابن محرز الکندی الطمحی نکلے دونوں میں کچھ دیر تک مقابلہ ہوتا رہا پھر عبدالرحمٰن نے شامی پر حملہ کیا اور اس کے حلقوم پر نیزہ مار کر اسے گرا دیا اور نیچے اتر کر اس کے ہتھیار لے لیے اور اس کے جسم پر سے زرہ اتار لی جب بدن ظاہر ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سیاہ فام حبشی شخص تھا یہ دیکھ کر عبدالرحمٰن نے انا للہ پڑھ کر کہا ناحق میں نے اپنی جان کو ایک سیاہ فام غلام کے مقابلہ پر خطرے میں ڈالا۔

## قیس ابن فہدان کا زخمی ہونا:

اس کے بعد ایک عکی مقابلہ کی دعوت دیتا ہوا نکلا۔ اس کے مقابلہ پر قیس ابن فہدان الکنانی البدنی گیا۔ عکی نے قیس پر حملہ کر کے اسے خوب مارا قیس کو اس کے ساتھی میدان سے اٹھا لائے اس واقعہ پر قیس ابن فہدان نے یہ اشعار کہے۔

لَقَدْ عَلِمَتْ عَکٌّ بِصِفِّیْنَ اَنَّنَا اِذَا الْتَقَتِ الْخَیْلَانُ نَطْعُنُهَا شَزْرًا

ترجمہ: ''میدان صفین میں قبیلہ عک نے یہ بات خوب جان لی ہے کہ جب دو گھوڑے باہم ملتے ہیں تو ہم نیزے کا بھرپور وار کرتے ہیں۔

وَ نَحْمِلُ رَایَاتِ الطِّعَانِ بِحَقِّهَا فَنُوْرِدُهَا بِیْضًا وَنُصْدِرُهَا حُمْرًا

ترجمہ: اور نیزوں کے پھلوں کو ہم ان کا پورا پورا قصاص دیتے ہیں کہ جب ہم انہیں بدن پر مارتے ہیں تو وہ سپید ہوتے ہیں اور جب انہیں کھینچتے ہیں تو وہ سرخ ہوتے ہیں''۔

## قیس ابن فہدان کا خطبہ:

ابو مخنف نے فضیل ابن خدیج کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ قیس ابن فہدان اپنے ساتھیوں کو للکارتے اور کہتے:

''جب تم حملہ کرو تو سختی سے حملہ کرو۔ اور جب تم پلٹ کر حملہ آور ہو تو سب مل کر حملہ کرو نگاہیں نیچی رکھو۔ گفتگو کم کرو اور اپنے مدمقابل سے مقابلہ کرو۔ کہیں دیہاتی اور بدو تمہارے مدمقابل نہ ہوں''۔

اس روز بنوالحارث بن عدی میں سے نہیک ابن عزیز بنوذہل میں سے عمرو ابن یزید اور سعید ابن عمرو مقتول ہوئے۔

## دو بھائیوں کی ملاقات:

قیس ابن یزید جو اولاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے پھر بھاگ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے اور ان کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے اس کے بعد وہ میدان میں نکلے اور اپنے مقابلے کے لیے للکارا۔ ادھر سے اس کے بھائی ابوالعرطة ابن یزید گئے دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچان لیا اور بلا مقابلہ دونوں میدان سے واپس ہو گئے اور دونوں نے اپنے اپنے ساتھیوں سے جا کر کہا کہ اس کا مقابل اس کا بھائی تھا۔

## ہمدان و طے کا مقابلہ:

ابومخنف نے جعفر ابن حذیفہ طائی کا یہ بیان ذکر کیا ہے اور یہ جعفر عامر ابن الطائی کی اولاد میں سے تھا وہ کہتا ہے کہ اس روز قبیلہ طے نے بہت سخت جنگ کی۔ ان کی جنگ دیکھ کر بہت سی جماعتوں نے انہیں گھیر لیا۔ حمزة ابن مالک الہمدانی نے آگے بڑھ کر ان لوگوں سے سوال کیا کہ تم کون ہو للہ یہ تو بتاؤ۔ عبداللہ ابن خلیفہ البولا نے جو ایک شیعہ اور نہایت عمدہ خطیب اور شاعر تھا جواب دیا:

''ہم وہ طے ہیں جو نرم زمین' ریگستان اور پہاڑوں پر قابض ہیں جو کھجور کے درختوں کے مالک ہیں جنہیں کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ ہم دو پہاڑوں کے محافظ ہیں جو عذیب اور عین کے درمیان واقع ہیں۔ ہم نیزوں والے طے ہیں۔ اونٹوں اور میدانوں والے طے ہیں ہم لڑائی کے شہسوار ہیں''۔

اس پر حمزة ابن مالک نے جواب دیا۔ بہت خوب' بہت خوب تم اپنی قوم کی خوب تعریف کرنا جانتے ہو اور اس کے بعد حمزہ نے یہ شعر پڑھا۔

اِنْ كُنْتَ لَمْ تَشْعُرْ بِنَجْدَةِ مَعْشَرٍ فَاَقْدِمْ عَلَيْنَا وَيْبَ غَيْرُكَ تَشْعُرُ

ترجمہ: ''اگر تو نجدہ قبیلہ سے واقف نہیں ہے تو ہمارے سامنے آ تو اپنے مقابل کو خوب جانتا ہے''۔

پھر ان لوگوں میں بہت شدید جنگ ہوئی۔ عبداللہ ابن خلیفہ بولانی لوگوں کو للکار کر کہتا تھا اسے طے کی جماعت تم پر میرے رشتہ دار اور میری اولاد قربان ہو۔ ایسے لوگوں سے جنگ کرو جو حسب و نسب میں تمہاری ٹکر کا ہو۔ یہ کہہ کر عبداللہ یہ اشعار پڑھتا۔

اَنَا الَّذِیْ كُنْتُ اِذَا الدَّاعِیْ دَعَا مُصَمِّمًا بِالسَّيْفِ نَدْبًا اَرْوَعَا

ترجمہ: ''میں وہ شخص ہوں کہ جب کوئی پکارنے والا مقابلہ کے لیے پکارتا ہے تو تلوار لے کر اس کی پکار کا جواب دیتا اور اسے خوف میں مبتلا کرتا ہوں۔

فَاُنْزِلِ الْمُسْتَلْئِمَ الْمُقَنَّعَا وَاَقْتُلُ الْمُبَالِطَ السَّمَيْدَعَا

ترجمہ: میں سخت سے سخت اور خطرناک گھاٹیوں میں اتر جاتا ہوں اور بڑے بڑے سورماؤں اور بہادروں کو قتل کر دیتا ہوں''۔

## ابن العسوس کے اشعار:

بشر ابن العسوس الطائی الملقطی یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

يَا طَیُّ السُّهُوْلِ وَ الْاَجْبَالِ اَلَا انْهَدُوْا بِالْبِيْضِ وَ الْعَوَالِیْ

ترجمہ: ''اے طے جو نرم زمین اور پہاڑوں کے مالک ہیں چمکدار اور بلند ہونے والی تلواروں سے حملہ کرو۔

وَ بِالْكُمَاةِ مِنْكُمُ الْاَبْطَالِ فَقَارِعُوا اَئِمَّةَ الْجُهَالِ
اَلسَّالِكِيْنَ سُبُلَ الضَّلَالِ

ترجمہ: اپنے اپنے بہادروں کو بڑھاؤ اور جاہلوں کے اماموں کو قتل کرو۔ جو گمراہی کے راستے پر چل رہے ہیں''۔

اس جنگ میں ابن العسوس کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ اس پر اس نے یہ اشعار کہے۔

اَلَا لَيْتَ عَيْنِيْ مِثْلَ هٰذِهٖ فَلَمْ اَمْشِ فِي الْاُنَاسِ اِلَّا بِقَائِدِ

ترجمہ: ''کاش! میری یہ صحیح آنکھ بھی اسی طرح پھوٹ جاتی اور میں لوگوں میں بغیر رہبر کے نہ چل سکتا۔

وَ يَا لَيْتَنِيْ لَمْ اَبْقَ بَعْدَ مُطَرِّفٍ وَ سَعْدٍ وَّ بَعْدَ الْمُسْتَنِيْرِ بْنِ خَالِدِ

ترجمہ: کاش! میں مطرف وسعد اور مستنیر ابن خالد کے بعد زندہ نہ رہتا۔

فَوَارِسُ لَمْ تَغْذُ الْحَوَاضِنُ مِثْلَهُمْ اِذَا الْحَرْبُ اَبْدَتْ عَنْ خِدَامِ الْخَرَائِدِ

ترجمہ: یہ ایسے شہسوار تھے کہ کسی ماں نے بھی ان جیسے شہسواروں کو غذا نہ دی ہوگی جب کہ جنگ اپنا بہاؤ ظاہر کردے۔

وَ يَا لَيْتَ رِجْلِيْ ثُمَّ طُنَّتْ بِنِصْفِهَا وَ يَا لَيْتَ كَفِّيْ ثُمَّ طَاحَتْ بِسَاعِدِيْ

ترجمہ: کاش! کہ میرا پاؤں بھی درمیان سے کاٹ دیا جاتا اور کاش! کہ میرا ہاتھ اور میرا بازو بھی کاٹ دیا جاتا''۔

## حنثر ابن عبیدہ کی تقریر:

ابو مخنف نے ابو الصلت التیمی کے ذریعہ بنو محارب کے بعض بزرگوں کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ بنو محارب میں ایک شخص تھا جس کا نام حنثر ابن عبیدۃ ابن خالد تھا اور اس کا شمار بہادر ترین لوگوں میں تھا۔ جب صفین کی جنگ ہوئی تو اس کے ساتھی میدان سے بھاگنے لگے۔ یہ انھیں للکارتا اور کہتا:

''اے قیس کی جماعت! کیا تمہیں شیطان کی اطاعت رحمان کی اطاعت سے زیادہ محبوب ہے۔ یاد رکھو! بھاگنے میں اللہ کی نافرمانی اور اس کی ناراضگی ہے اور ثابت قدمی میں اللہ کی اطاعت اور اس کی رضا ہے تم رضائے خداوندی کے مقابلے میں اس کی ناراضگی اور اس کی اطاعت کے مقابلے میں اس کی نافرمانی کو اختیار کر رہے ہو یاد رکھو موت کے بعد راحت اسی شخص کے لیے ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہو''۔

اس کے بعد حنثر نے یہ اشعار پڑھے۔

''آدمی کا دل اسے پشت پھیرنے میں مائل نہ کرے۔ میں وہ شخص ہوں جو نہ میدان سے منہ موڑتا ہوں نہ بھاگتا ہوں۔
اور بے ہتھیار لوگوں کو دھوکہ باز دھوکہ نہیں دے سکتے''۔

اس کے بعد اس نے نہایت سخت جنگ کی حتیٰ کہ زخمی ہوگیا پھر یہ حنثر ان پانچ سو اشخاص کے ساتھ جنہوں نے فروۃ ابن نوفل الاشجعی کے ساتھ جنگ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی شامل ہوگیا یہ پانچ سو اشخاص جنگ سے علیحدہ ہو کر دسکرہ اور بند نیجین میں جا کر مقیم ہو گئے تھے۔

## قبیلہ نخع کی جان نثاری:

اس روز قبیلہ نخع نے بھی بڑی پامردی سے جنگ کی اس قبیلہ میں سے بکر بن ہوذہ' حیان بن ہوذہ' شعیب ابن نعیم جو قبیلہ نخع میں بنو بکر کی شاخ سے تعلق رکھتا تھا۔ ربیعۃ ابن مالک ابن وہیل اور ابی ابن قیس قتل ہوئے۔ یہ ابی امام علقمۃ ابن قیس النخعی مشہور فقیہ کے بھائی تھے۔ اس روز امام علقمہ کا ایک پاؤں بھی کٹ گیا تھا امام علقمہ اس پر فرمایا کرتے تھے۔ مجھے اپنے پاؤں کا اچھا ہونا اس کٹ جانے سے زیادہ محبوب نہیں کیونکہ اس کے کٹ جانے سے میں اپنے پروردگار سے اچھے اجر کا امیدوار ہوں۔

## امام علقمۃ بن قیس کا خواب:

امام علقمہ فرماتے ہیں: میری آرزو تھی کہ میں اپنے بھائی یا دیگر اعزاء کو خواب میں دیکھوں۔ میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا۔ اس نے جواب دیا ہم اور ہماری جماعت خدا سے ملی اور اللہ عزوجل سے ہم نے اس کا احتجاج کیا جو ہمارے ساتھ پیش آیا تھا۔ ہم مخالفین کے مقابلہ پر کامیاب ہوئے۔ امام علقمہ فرماتے ہیں مجھے جو خوشی اس خواب سے حاصل ہوئی وہ کسی شے سے حاصل نہ ہوئی تھی۔

## ربیعہ سے امداد طلبی:

ابو مخنف نے سوید ابن حیۃ الاسدی کے حوالے سے حصین ابن المنذر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ سے پیشتر کچھ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا ہمیں معلوم ہوا ہے کہ خالد ابن المعمر نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کی ہے اور ہمیں ڈر ہے کہ کہیں خالد ابن المعمر ان کے ساتھ نہ مل جائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو خالد ابن المعمر اور ہمارے شرفاء کے پاس بھیج کر بلوایا۔ جب یہ لوگ آ گئے تو اولاً اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہا:

''اے ربیعہ کی جماعت تم لوگ میرے مددگار میری دعوت کو قبول کرنے والے اور تمام عرب میں سب سے زیادہ مجھ پر یقین رکھتے ہو۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمہارے ساتھی خالد ابن المعمر سے خط و کتابت کی ہے میں اسے بھی لے کر آیا ہوں اور تمہیں بھی اسی لیے جمع کیا ہے تاکہ میں تمہیں اس بات پر گواہ بنا دوں اور تم میری بات سن لو''۔

اس کے بعد قاصد نے خالد سے مخاطب ہو کر کہا: اے خالد! مجھے جو اطلاع ملی ہے اگر وہ سچ ہے تو میں اللہ کو اور موجودہ لوگوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ تجھے امان ہے اور تجھے اجازت ہے کہ تو عراق' حجاز اور جہاں تیرا جی چاہے جا کر رہ لیکن اس علاقہ میں جانے کی اجازت نہیں جہاں معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت ہو اور اگر یہ خط و کتابت والی بات جھوٹی ہے تو تیرے یہاں آنے سے خود تیرے دل کو اطمینان ہو جائے گا۔ خالد نے جو کچھ کیا تھا اس پر اللہ کی قسم کھائی۔

اس پر ایک کثیر جماعت نے کہا کہ اگر ہمیں اس کا علم ہوتا تو ہم اسے قتل کر دیتے شقیق ابن ثور السدوسی بولا۔ خالد کو اتنی توفیق ہی نہ ہوگی کہ وہ علی رضی اللہ عنہ اور ربیعہ کے مقابلے میں معاویہ رضی اللہ عنہ اور شامیوں کی مدد کرے۔ زیاد بن خصفۃ التیمی نے کہا اے امیر المومنین اس سے قسم لے لیجیے تاکہ یہ بدعہدی نہ کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے قسمیں لیں اس کے بعد لوگ وہاں سے لوٹ آئے۔

## ربیعہ کی ثابت قدمی:

جمعرات کے روز جب میمنہ نے شکست کھائی تو علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس پہنچے اور ان کے ساتھ ان کے بیٹے بھی تھے انہوں نے

نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا یہ جھنڈے کس کے ہیں ہم نے جواب دیا یہ ربیعہ کے جھنڈے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکہ اللہ کے جھنڈے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے اٹھانے والوں کو محفوظ رکھے ان کو صبر عطا فرمائے اور انہیں ثابت قدم رکھے پھر مجھ سے فرمایا ایک ہاتھ میرے قریب آ جاؤ میں نے کہا صرف ایک ہاتھ نہیں دس ہاتھ۔ میں جھنڈا لے کر ان کے قریب ہوتا گیا حتیٰ کہ انہوں نے فرمایا بس اتنا کافی ہے جہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا تھا میں وہیں جم کر کھڑا ہو گیا اور میرے ساتھی بھی میرے پاس پہنچ گئے۔

## ربیعہ کا علم برداری پر اختلاف:

ابومخنف نے ابوالصلت التیمی کے ذریعہ قبیلہ تیم اللہ ابن ثعلبہ کے بعض بزرگوں سے نقل کیا ہے کہ کوفہ اور بصرہ میں ربیعہ کے جو لوگ آباد تھے ان کا جھنڈا خالد ابن المعمر کے پاس تھا اور یہ بصرہ کا باشندہ تھا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ لوگ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ خالد ابن المعمر اور سفیان ابن ثور السدوسی میں اس پر باہم صلح ہو گئی تھی کہ بصرہ کے بکر بن وائل کا جھنڈا حصین ابن منذر الباہلی کو دیا جائے اور جھنڈے کے معاملے میں ان دونوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا اس لیے دونوں نے یہ فیصلہ کیا تھا اور دونوں نے یہ تسلیم کیا تھا کہ حصین ہمارے ہی خاندان کا ایک نوجوان اور حسب ونسب کا مالک ہے ہم اس وقت تک اسے امیر بناتے ہیں جب تک ہم کسی فیصلہ پر متفق نہ ہو جائیں بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پورے قبیلہ ربیعہ کا جھنڈا خالد ابن المعمر کے سپرد کیا۔

## میسرہ پر حملہ:

اس روز امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حمیر کے مقابلے میں ان کے حصوں کے مطابق تین قبائل متعین کیے۔ کیونکہ عراقیوں کے ساتھ حمیر سے زیادہ کسی قبیلہ کے افراد نہ تھے۔ عراقی فوج میں حمیر کے تین قبیلے یعنی ربیعہ، مذحج اور ہمدان کے لوگ زیادہ تھے۔ وہ حمیری جو شامیوں کے ساتھ تھے۔ ربیعہ کے مدمقابل ہوئے ذوالکلاع رضی اللہ عنہ نے اس تقسیم پر کہا اللہ اس حصہ کا برا کرے تو نے بری تقسیم کی ذوالکلاع رضی اللہ عنہ حمیر اور ان کے متعلقین کو ساتھ لے کر سامنے آئے۔ ذوالکلاع رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عبیداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے اور ان کی میعت میں چار ہزار قاری تھے انہوں نے قبیلہ ربیعہ پر حملہ کیا جو اہل عراق کا میسرہ تھا اور اس کے امیر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تھے حضرت عبیداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ذوالکلاع رضی اللہ عنہ نے پیدل اور سوار فوج کے ساتھ سخت حملہ کیا اس حملہ سے ربیعہ کے جھنڈے پیچھے ہٹ گئے صرف کچھ نیک لوگ اپنی جگہ پر قائم رہے۔ راوی کہتا ہے کہ اس حملہ کے بعد شامی لوٹے لیکن کچھ دور چل کر انہوں نے پھر پلٹ کر حملہ کیا۔

## عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا خطبہ:

حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس روز لشکر سے مخاطب ہو کر فرما رہے تھے:

> ''اے شامیو! یہ عراقی حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں اور علی رضی اللہ عنہ کے مددگار ہیں اگر تم اس قبیلہ کو شکست دے دو گے تو تم عثمان رضی اللہ عنہ کا انتقام لے لو گے اور نتیجہ میں علی رضی اللہ عنہ اور عراقی سب کے سب ختم ہو جائیں گے' اے لوگو! سختی سے حملہ کرو''۔

## میسرہ کی پسپائی:

ربیعہ نے اس حملہ کو نہایت پامردی سے روکا اور انتہائی ثابت قدمی دکھائی لیکن تب بھی کچھ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے۔ علم

بردار اور مستقل مزاج حفاظ اپنی جگہ ڈٹے رہے اور برابر کا مقابلہ کرتے رہے جب خالد ابن المعمر نے یہ دیکھا کہ اس کی قوم کے کچھ لوگ پیچھے ہٹ رہے ہیں وہ بھی پیچھے ہٹے لیکن جب اس نے اور جھنڈوں کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ قائم ہیں اور اس کی قوم کے کچھ افراد بھی میدان میں ڈٹے ہوئے ہیں تو وہ میدان کو واپس لوٹا اور بھاگنے والوں کو آواز دی اور کہا جو شخص اپنی قوم کو ذلیل کرنا چاہے وہ بے شک بھاگ جائے جب ان لوگوں نے یہ دیکھا کہ ہم اپنی جگہ پر ثابت قدم ہیں تو یہ واپس لوٹے خالد یہ بھی کہتا تھا کہ جب بھی اپنی قوم کے افراد کو بھاگتے دیکھوں گا تو ان کے پاس جاؤں گا اور انہیں تمہارے پاس لوٹا کر لاؤں گا اب جو شخص بھی میری اطاعت کرے۔ اسی طرح وہ مشتبہ باتیں کرتا۔

## خالد ابن المعمر کا خطبہ:

ابو مخنف نے بکر بن وائل کے ایک شخص کے ذریعہ محرز ابن عبدالرحمٰن العجلی کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ اس روز خالد نے ایک خطبہ دیا اور کہا:

''اے ربیعہ تم میں سے ہر شخص اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا اور اسی جگہ سے اس کا حشر ہوگا جہاں اس کا سر گرا ہے جس طرح تمہیں اللہ نے اس میدان میں جمع کیا ہے اسی طرح وہ تمہیں میدان حشر میں یکجا جمع کرے گا اگر تم ایک دوسرے کے ہاتھ تھامنے لگو گے اپنے دشمن سے پیچھے ہٹ جاؤ گے اور اپنی صفوں کو چھوڑ دو گے تو اللہ ہرگز تمہارے اس فعل سے راضی نہ ہوگا اور جو شخص بھی تم سے ملے گا وہ چھوٹا ہو یا بڑا یہی کہے گا کہ آج ربیعہ نے قوم کو رسوا کر دیا اور جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے اور دیہاتی ان سے میدان لے گئے تو اس بات سے بچو کہ کہیں دیہاتی اور مسلمان آج تمہیں رسوا نہ کریں تم آگے اور آگے بڑھتے رہو تم دوسروں کے محافظ بن جاؤ کیونکہ آگے بڑھنا تمہاری عادت ہے اور ثابت قدمی تمہاری فطرت ہے تم مصائب پر صبر کرو اور نیت خالص رکھو تاکہ تمہیں اجر حاصل ہو کیونکہ جو شخص اللہ کی نیت کرتا ہے تو اللہ کے یہاں اس کا ثواب دنیا کی شرافت اور آخرت کی عزت ہے اور اللہ تعالیٰ نیک عمل کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا''۔

## بزدل کا جماعت سے اخراج:

خالد کی اس تقریر پر ربیعہ کے ایک شخص نے کہا خدا کی قسم! ربیعہ کا کام اس وقت برباد ہو گیا تھا جب کہ اس کے کام تیرے سپرد کیے گئے تھے تو یہ حکم دیتا ہے کہ ہم اپنی جگہ سے نہ تو قطعاً ہٹیں اور نہ قطعاً ہلیں تاکہ تو ہم سب کو موت کے گھاٹ اتار دے اور ہم سب کے خون بہا دے۔ کیا تو لوگوں کو نہیں دیکھتا کہ ان میں سے اکثر و بیشتر پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ ربیعہ میں سے ایک دوسرے شخص نے اسے جھڑکا۔ اور لوگوں نے اسے برا بھلا کہا۔ خالد نے ان تمام لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس شخص کو اپنی جماعت سے نکال دو کیونکہ یہ اگر تمہارے ساتھ شامل رہا تو تمہیں نقصان پہنچائے گا اور اگر یہ جماعت سے نکل گیا تو اس سے تمہاری جماعت اور تعداد میں کوئی کمی نہ آئے گی اور نہ اس کی موجودگی سے شہر بھر جائے گا۔ اللہ تجھے عذاب میں مبتلا کرے تو شریف لوگوں کا کیسا برا خطیب ہے۔ تو نے سیدھی بات کو کس طرح ٹیڑھا کیا۔

الغرض ربیعہ کا حمیر اور عبیداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سخت مقابلہ ہوا۔ دونوں جانب کے بے پناہ لوگ مقتول ہوئے اور سمیر بن

ریان الحارث العجلی بھی مارا گیا اور یہ بہت بہادر شخص سمجھا جاتا تھا۔

## حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی شہادت:

ابومخنف نے جعفر ابن ابی القاسم العبدی اور یزید بن علقمہ کے حوالے سے زید بن بدر العبدی کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ کہ صفین کے روز زیاد بن خصفہ عبدالقیس کے پاس آئے اور حمیر کے تمام قبائل ذوالکلاع رضی اللہ عنہ کے پاس جمع تھے انھی لوگوں میں حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے یہ لوگ بکر بن وائل کے مقابلہ پر تھے ان کا بکر بن وائل سے سخت مقابلہ ہوا۔ زیاد بن خصفہ نے کہا اے عبدالقیس آج کے دن کے بعد بکر بن وائل کی اولاد کا وجود باقی نہ رہے گا۔ اس کے بعد ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر آگے بڑھے اور ان کا مقابلہ کیا ابھی کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ذوالکلاع رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اور حضرت عبیداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی شہید ہوئے۔ قبیلہ ہمدان کا کہنا ہے۔ کہ انہیں ہانی بن خطاب الارجسی نے قتل کیا ہے اہل حضرموت کہتے ہیں کہ ان کا قاتل مالک بن عمرو التنعی ہے۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار:

بکر بن وائل کہتے ہیں کہ انہیں محرز بن الصحصح نے قتل کیا تھا جو عائش بن مالک بن تیم اللہ بن ثعلبہ کی اولاد سے تھا اور ان کی تلوار ذوالوشاح نامی نے لے لی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بدلہ میں بکر بن وائل کو پکڑ لیا انہوں نے کہا کہ انہیں بصرہ کے ایک شخص نے جس کا نام محرز بن الصحصح تھا قتل کیا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے پاس آدمی بھیج کہ عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی تلوار منگالی اور نمر بن قاسط کا سردار عبداللہ بن عمرو تھا جو تیم اللہ بن النمر کی اولاد سے تھا۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جس شخص نے قتل کیا تھا وہ محرز بن الصحصح تھا اس نے ان کی تلوار ذوالوشاح نامی اٹھالی۔ یہ تلوار حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تھی کعب بن جعیل نے اسی تلوار کے بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

اَلَا اِنَّمَا تَبْکِی الْعُیُوْنُ لِفَارِسٍ بِصِفِّیْنَ اَجَلَتْ خَیْلُہٗ وَ ھُوَ وَاقِفُ

ترجمہ: ''خبردار آنکھیں اس سوار کے لیے روتی ہیں جس کا گھوڑا صفین میں اپنی جگہ جما ہوا نظر آتا تھا۔

یُبَدِّلُ مِنْ اَسْمَآءَ اَسْیَافِ وَائِلٍ وَ کَانَ فَتًی لَوْ اَخْطَاتَہُ الْمُتَالِّفُ

ترجمہ: لوگ وائل کی تلواروں کے نام تبدیل کرتے ہیں۔ وہ ایسا جوان تھا کہ اس سے الفت کرنے والا بھی خطا کر جاتا تھا۔

تَرَکْنَ عُبَیْدَاللّٰہِ بِالْقَاعِ مُسْنَدًا تَمُجُّ دَمُ الْخَرَقِ الْعُرُوْقِ الذَّوَارِفُ

ترجمہ: تو عبیداللہ کو میدان میں پڑا چھوڑ آیا اور ان کی پھٹی ہوئی رگوں سے خون بہہ رہا تھا''۔

ان کے علاوہ اور بھی کچھ اشعار ہیں۔

اس روز ان لوگوں میں سے بشر بن مرۃ بن شرجیل اور حارث بن شرجیل بھی قتل ہوئے۔ عطارا بن حاجب التمیمی کی بیٹی اسماء عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھی۔ عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان اسماء سے حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے شادی فرمالی۔

## ربیعہ کی جوانمردی:

ابومخنف نے اپنے بھتیجے غیاث بن لقیط البکری کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ربیعہ کے پاس پہنچے اور ربیعہ ایک دوسرے سے جدا تھے انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اگر تمہارے درمیان علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے اور تمہارے جھنڈے کے نیچے انھیں

کوئی زک پہنچی تو تم رسوا ہو جاؤ گے۔ شقیق بن ثور نے ربیعہ سے مخاطب ہو کر کہا اے ربیعہ اگر تمہاری موجودگی میں یا تم میں سے ایک شخص کے زندہ ہوتے ہوئے بھی علی رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو تمام عرب کو جواب دینے کے لیے تمہارے پاس کوئی عذر نہیں اگر تم علی رضی اللہ عنہ کو شامیوں سے بچا لو گے تو زندگی بھر کی عزت حاصل کر لو گے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کے آنے کے بعد اتنا سخت قتال کیا کہ اس سے قبل ایسا قتال نہ کیا تھا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے۔

لِمَنْ رَأَتُهٗ سَوْدَاءُ يَخْفِقُ ظِلُّهَا إِذَا قِيْلَ قَدِّمْهَا حُضَيْنُ تَقَدَّمَا

ترجمہ: ''یہ سیاہ جھنڈا کس شخص کا ہے کہ جس کا سایہ حرکت کر رہا ہے کہ جب اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ حضین آگے بڑھ تو وہ آگے بڑھ جاتا ہے۔

يُقَدِّمُهَا فِي الْمَوْتِ حَتّٰى يُزِيْرُهَا حِيَاضَ الْمَنَايَا تَقْطُرُ الْمَوْتَ وَالدَّمَا

ترجمہ: اس جھنڈے کو موت کے مقابلہ پر سامنے بڑھاتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی زیارت کر لیتا ہے اور امیدوں کے حوض کو موت اور خون سے بھر دیتا ہے۔

أَذَقْنَا ابْنَ حَرْبٍ طَعْنَنَا وَ ضِرَابَنَا بِأَسْيَافِنَا حَتّٰى تَوَلّٰى وَ أَحْجَمَا

ترجمہ: ہم نے ابن حرب (معاویہ رضی اللہ عنہ) کو اپنے نیزوں اور تلواروں کی کاٹ کا مزہ چکھا دیا ہے حتیٰ کہ وہ پشت پھیر کر بھاگ گیا۔

جَزَى اللّٰهُ قَوْمًا صَابَرُوْا فِيْ لِقَآئِهِمْ لَدَى الْمَوْتِ قَوْمًا مَا أَعَفَّ وَأَكْرَمَا

ترجمہ: اللہ اس قوم کو جزاء خیر دے جس نے دشمن کے مقابلے میں ثابت قدمی دکھائی اور موت کے وقت بھی پاک دامن اور معزز ثابت ہوا۔

وَ أَطْيَبَ أَخْبَارًا أَوْ أَكْرَمَ شِيْمَةً إِذَا كَانَ أَصْوَاتُ الرِّجَالِ تَغَمْغَمَا

ترجمہ: خبروں کو اچھا کر دکھایا اور بدبختی کو شریف بنا دیا جب کہ آدمیوں کی آوازوں کا شور مچ رہا تھا۔

رَبِيْعَةُ أَعْنِيْ أَنَّهُمْ أَهْلُ نَجْدَةٍ وَ بَأْسٍ إِذْ لَاقَوْا جَسِيْمًا عَرَمْرَمَا

ترجمہ: وہ قبیلہ ربیعہ ہے میری مراد وہ شدت و تکلیف برداشت کرنے والے ہیں جب کہ وہ دشمنوں کے لشکر سے ملتے ہیں''۔

باب ۱۳

# حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما کی شہادت

## حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی دعاء:

ابومخنف نے عبدالملک ابن ابی حرۃ الحنفی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے لوگوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا:

''اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کی رضا اس میں ہے کہ میں اپنے آپ کو اس سمندر میں غرق کردوں تو میں یہ بھی کرتا۔ اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ اگر مجھے اس کا علم ہوتا کہ آپ کی رضا اس میں ہے کہ اپنے سینے پر تلوار کی نوک رکھ کر اس پر گر جاؤں اور وہ میری پشت سے نکل جائے تو میں یہ بھی کرتا آج کے روز مجھے کسی ایسے عمل کا علم نہیں جو ان فاسقین کے ساتھ جہاد کرنے سے بہتر ہو اور اگر مجھے کسی ایسے عمل کا علم ہوتا جو اس عمل سے زیادہ آپ کی رضا کا باعث ہوتا تو میں اسے ضرور انجام دیتا''۔

## جنگ کے بارے میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی رائے:

ابومخنف نے صقعب ابن زہیر الازدی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا۔ خدا کی قسم میں ایک ایسی قوم دیکھ رہا ہوں جو تمہیں خوب مارے گی اور جس کی مار سے باطل پرست روگردانی کرتے ہیں خدا کی قسم! اگر وہ ہمیں مارتے مارتے حجر کے کھجوروں کے باغوں تک بھی پہنچا دیں گے تب بھی ہم یہی یقین رکھیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر۔

## عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد:

محمد ابن عباد ابن موسیٰ نے محمد بن فضیل اور مسلم الاعور کے حوالے سے حبۃ بن جوین العرنی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں اور ابو مسعود رضی اللہ عنہ مدائن میں حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ عنہما کے پاس گئے انہوں نے ہمیں مبارک باد دے کر فرمایا۔ قبائل عرب میں کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھے تم دونوں سے زیادہ عزیز ہو۔ میں نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے ٹیک لگالی اور پھر ہم دونوں نے عرض کیا اے ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ ہم فتنوں سے ڈرتے ہیں آپ ہم سے کوئی حدیث بیان فرمائیے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس وقت تم اس جماعت میں شامل ہونا جس میں سمیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا عمار رضی اللہ عنہ ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ:

''اسے ایک باغی جماعت قتل کرے گی جو راہ حق سے ہٹی ہوئی ہوگی اور اس کا آخری رزق پانی ملا دودھ ہوگا''۔

حبہ کہتا ہے کہ میں صفین کی جنگ میں موجود تھا اور میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا میرا دنیا کا آخری رزق لاؤ۔ ایک کشادہ پیالے میں جس کے سرخ حلقے تھے پانی ملا ہوا دودھ ان کے پاس لایا گیا۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں بال بھر فرق نہیں کیا:

عمار رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اَلْیَوْمُ اَلْقِی الْاَحِبَّۃ　　　مُحَمَّدًا وَّ حِزْبَہٗ

''میں آج اپنے دوستوں سے ملنا چاہتا ہوں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے''۔

خدا کی قسم! اگر یہ لوگ ہمیں مارتے مارتے ہجر کے باغات تک پہنچا دیں تب بھی ہمیں اس پر فخر رہے گا کہ ہم حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر ہیں اور اس کے بعد فرمایا: موت تلواروں کی دھار کے نیچے ہے۔ اور جنت ان کی چمک کے نیچے۔

### حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

محمد ابن عباد ابن موسیٰ نے خلف' منصور ابن ابی نومیرہ' ہشام بن الکلبی' ابومخنف اور مالک بن اعین الجہنی کی سند سے زید بن وہب الجہنی کا یہ قول روایت کیا ہے کہ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما نے اس روز لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کا متلاشی ہو اور اسے نہ مال کی آرزو ہو اور نہ اولاد کی''۔

کچھ لوگوں کی ایک جماعت ان کے پاس پہنچ گئی۔ انہوں نے فرمایا:

''اے لوگو! ہمارے ساتھ ان لوگوں کے مقابلہ میں چلو جو عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ مظلوم قتل کیے گئے۔ خدا کی قسم! وہ ان کے خون کا مطالبہ نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ اس قوم نے دنیا کا مزا چکھ لیا ہے اور اس سے یہ محبت رکھتی ہے اور اسی کے پیچھے لگی ہے۔ یہ لوگ خوب جانتے ہیں۔

کہ اگر انھوں نے حق کو قبول کیا تو حق ان کے دنیاوی امور میں حائل ہو جائے گا۔ جن میں یہ مبتلا ہیں۔ ان لوگوں کو اسلام میں بھی کوئی سبقت حاصل نہیں۔ جس کے باعث یہ لوگوں کی اطاعت اور ان کی امارت کے حق دار ہوں یہ لوگ اپنے متبعین کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارے امام مظلوم قتل ہوئے تاکہ اس ذریعہ سے یہ جابر بادشاہ بن کر بیٹھ جائیں اور یہ ایک ایسی چال ہے جس میں ان کے متبعین مبتلا ہو چکے ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور اگر یہ بات نہ ہوتی یعنی خونِ عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ مطالبہ نہ کرتے تو لوگوں میں سے دو شخص بھی ان کی اتباع نہ کرتے۔ اے اللہ! اگر آپ ہماری امداد فرمائیں تو آپ نے لاتعداد مرتبہ ہماری امداد فرمائی ہے اور اگر مخالفین کو کامیاب فرمائیں تو چونکہ انہوں نے تیرے بندوں میں بدعات پھیلائی ہیں اس لیے ان کے لیے دردناک عذاب کا ذخیرہ فرما''۔

پھر عمار رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور وہ جماعت بھی ان ے ساتھ ہوئی جنہوں نے ان کی آواز پر لبیک کہی تھی یہاں تک کہ عمار رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے بڑھتے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے عمرو رضی اللہ عنہ! تو نے اپنے دین کو مصر کی حکومت کے بدلے بیچ ڈالا ہے۔ تجھ پر افسوس صد افسوس تو اسلام میں بھی ہمیشہ ٹیڑھی چال چلتا رہا۔

### حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا مطالبہ:

اس کے بعد عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عبیداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے مخاطب ہو کر فرمایا تو نے اپنا دین اس شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے جو خود بھی دشمن اسلام ہے اور دشمن اسلام کا بیٹا ہے حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے اپنا دین ہرگز فروخت نہیں کیا ہے بلکہ میں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو اس بات کا گواہ ہو جا کہ میری معلومات تو یہ کہتی ہیں کہ رضائے خداوندی کے لیے نہ کسی شے کا مطالبہ کر رہا ہے اور نہ تیرا کوئی فعل رضائے خداوندی کے لیے ہے اور اگر تو آج قتل نہ ہوا تو ایک نہ ایک روز تجھے موت ضرور آئے گی اور لوگوں کو وہاں جو کچھ صلہ ملے گا وہ ان کی نیتوں کے مطابق

ہوگا۔ اب تو اس پر غور کر لے کہ تیری نیت کیا ہے۔

## عمار رضی اللہ عنہ کا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد:

موسیٰ ابن عبدالرحمٰن المسروقی نے عبید بن الصباح عطار بن مسلم اور اعمش کی سند سے ابوعبدالرحمٰن السلمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے صفین کے روز عمار رضی اللہ عنہ بن یاسر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے اس علم بردار یعنی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تین بار جنگ کی ہے اور یہ چوتھی جنگ ہے اور یہ شخص کچھ زیادہ نیک اور متقی نہیں۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت:

احمد ابن محمد نے ولید بن صالح' عطاء بن مسلم' اعمش کے حوالے سے ابوعبدالرحمٰن سلمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہم لوگ صفین میں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ہم میں سے دو شخص ان کی حفاظت کے لیے ان کے گھوڑے کے ادھر ادھر رہتے اور انہیں حملہ کرنے سے روکتے رہتے۔ علی رضی اللہ عنہ جب اپنے ان دونوں محافظوں کو ذرا بھی غافل دیکھتے تو فوراً حملہ کرتے اور اس وقت تک واپس نہ لوٹتے جب تک ان کی تلوار خون سے سرخ نہ ہو جاتی اسی طرح انہوں نے جو ایک روز حملہ کیا تو اس وقت نہ لوٹے جب تک ان کی تلوار مڑ نہ گئی انہوں نے یہ تلوار اپنے ساتھیوں کی جانب پھینک دی اور فرمایا اگر میری تلوار مڑ نہ جاتی تو میں ہرگز نہ لوٹتا۔ اعمش کہتے ہیں خدا کی قسم! ان کی مار ایسی مار تھی جو خالی نہ جاتی تھی۔ ابوعبدالرحمٰن سلمی لوگوں سے جو باتیں سنتے وہ دوسروں تک پہنچا دیتے اور یہ کوئی جھوٹے نہ تھے۔

## حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا حملہ:

ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ صفین کی جس وادی میں پہنچتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے ساتھ ہوتے۔ عمار' مرقال' ہاشم ابن عتبہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم بردار تھے۔ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا اے ہاشم رضی اللہ عنہ! تو بھینگا بھی ہے اور بزدل بھی۔ بھینگے کے ساتھ کوئی بھلائی نہیں وہ کسی کی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا اچانک دونوں صفوں کے درمیان ایک شخص ظاہر ہوا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! یہ اپنے امام کی ضرور مخالفت کرے گا اور اس کے لشکر کو ذلیل کرے گا اور خود ان کی تکلیف و مشقت کو دیکھتا رہے گا۔ اے ہاشم رضی اللہ عنہ سوار ہو۔ ہاشم رضی اللہ عنہ سوار ہو کر آگے بڑھے وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

اَعْــوَرُ يَبْــغِــيْ اَهْــلَــهٗ مُـحَلًّا    قَدْ عَــالَـجَــا الْحَيَــاةَ حَتّٰى مَلَّا

لَا بُدَّ اَنْ يَّفِلَّ اَوْ يُفَلَّا

**ترجمہ:** ''یک چشم خود بھی یہی چاہتا ہے۔ وہ زندگی سلجھاتے سلجھاتے تنگ آ گیا ہے۔ اب اس کا گرنا یا گرایا جانا ضروری ہے''۔

## حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت:

عمار رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے اے ہاشم رضی اللہ عنہ! آگے بڑھ کیونکہ جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے اور موت تلواروں کی دھاروں میں پوشیدہ ہے آسمان کے دروازے کھل چکے ہیں اور حوریں بناؤ سنگھار کر چکی ہیں۔

اَلْيَوْمَ اَلْقِي الْاَحِبَّهْ    مُحَمَّدًا وَّ حِزْبَهْ

''آج میں اپنے دوستوں سے ملوں گا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے''۔

عمار رضی اللہ عنہ اور ہاشم رضی اللہ عنہ پھر واپس نہیں آئے اور وہیں مقتول ہو گئے۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جو کچھ ان دونوں کو حاصل تھا وہ تیرے لیے کافی ہے کیونکہ وہ دونوں خود کو حق پر سمجھتے تھے۔

## حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما کا اپنے والد سے مکالمہ:

ابو عبدالرحمٰن السلمی کہتا ہے کہ جب رات ہوئی تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں دشمنوں میں جاؤں گا اور یہ معلوم کروں گا کہ آیا ہماری طرح انہیں عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کا علم ہوا ہے یا نہیں۔ اور چونکہ جب جنگ بند ہو جاتی تو دونوں لشکری آپس میں ملتے اور باتیں بھی کرتے۔ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور آہستہ آہستہ شامیوں کے لشکر کی جانب چلا جب میں شامی لشکر میں داخل ہوا تو چار شخص میدان جنگ میں گوم رہے تھے۔ یہ چار شخص معاویہ، ابو الاعور السلمی، عمرو بن العاص اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم تھے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ ان چاروں میں سب سے بہتر تھے۔ میں ان چاروں شخصوں کے بیچ میں داخل ہو گیا تاکہ وہ باتیں سنوں جو مخالفین عمار رضی اللہ عنہ کے بارے میں کریں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی لاش کو دیکھ کر اپنے باپ سے کہا۔ اے میرے باپ! کیا تم نے آج اس شخص کو بھی قتل کر دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا تھا۔ باپ نے پوچھا حضورؐ نے کیا فرمایا تھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم ہمارے ساتھ نہ تھے جب ہم مسجد رسولؐ بنا رہے تھے اور لوگ ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے تھے اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لاتے اس سے عمار رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمایا اے سمیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے افسوس لوگ تو ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لاتے ہیں اور تو دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں لاتا ہے اور یہ کام تو ثواب کی زیادتی کے لیے کر رہا ہے اور افسوس تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

## حدیث کی غلط تاویل:

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر اپنے گھوڑے کا رخ موڑ لیا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں پیچھے سے پکڑ کر کھینچا۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے وہ حدیث نہیں سنی جو عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کر رہا ہے معاویہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا وہ کیا حدیث ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہیں وہ حدیث سنائی، معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تیرا تو بڑھاپے کی وجہ سے دماغ خراب ہو گیا ہے۔ تو ہمیشہ حدیثیں بیان کرتا رہتا ہے اور تمام دن اپنے پیشاب میں ڈوبا رہتا ہے۔ کیا ہم نے عمار رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے بلکہ عمار رضی اللہ عنہ کو اس شخص نے قتل کیا ہے جو انہیں میدان میں گھسیٹ کر لایا۔ ابو عبدالرحمٰن کہتے ہیں میں نہیں جانتا کہ ان دونوں باتوں میں سے کون سی زیادہ تعجب خیز ہے۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقابلہ کی دعوت:

ابو جعفر کہتے ہیں لوگ یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب عمار رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے تو علی رضی اللہ عنہ نے ربیعہ اور ہمدان کو پکارا اور فرمایا۔ تم میری زرہ اور میرے نیزے ہو تقریباً بارہ ہزار کے قریب یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے۔ علی رضی اللہ عنہ آگے آگے ایک خچر پر سوار تھے۔ علی رضی اللہ عنہ اور اس لشکر نے یکبارگی سخت حملہ کیا شامی افواج کی کوئی صف ایسی نہ تھی جو اس لشکر نے تتر بتر نہ کر دی ہو اور جس شخص کے پاس بھی یہ لوگ پہنچتے اسے قتل کر دیتے یہاں تک کہ یہ جنگ کرتے کرتے معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ اس وقت علی رضی اللہ عنہ یہ

اَضْرِبُهُمْ وَ لا اَرٰی مُعَاوِیَهْ اَلْجَاحِظُ الْعَیْنِ الْعَظِیْمِ الْحَاوِیَهْ

ترجمہ: ''میں لوگوں کو مار رہا ہوں اور مجھے بڑی بڑی آنکھوں والا اور ہر طرف دیکھنے والا معاویہ رضی اللہ عنہ نظر نہیں آتا''۔

پھر علی رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو پکار کر کہا۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ! تو لوگوں کو بلاوجہ کیوں قتل کرا رہا ہے یہاں آ میں تجھ سے اللہ کے یہاں کے لیے فیصلہ کرلوں ہم میں سے جو شخص بھی اپنے مخالف کو قتل کرے گا وہی تمام امور کا مالک ہو۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا یہ شخص انصاف کی بات کر رہا ہے مقابلہ پر جاتے کیوں نہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس نے کوئی انصاف کی بات نہیں کہی اس لیے کہ تو بھی یہ بات جانتا ہے کہ جو شخص بھی اس کے مقابلہ پر جائے گا وہ اسے قتل کر دے گا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اب تمہارے لیے مقابلہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا شاید تو میرے بعد ان چیزوں کا خواہاں ہے۔

## شامیوں کی شان وشوکت:

ہشام نے ابومخنف عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ کے واسطہ سے سلیمان الحضرمی کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ میں نے ابوعمرہ سے کہا کیا آپ ان شامیوں کو نہیں دیکھتے کہ ان کی ہیئت اور صورت وشکل کتنی عمدہ ہے اور ہمیں بھی آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس بری حالت میں رہتے ہیں۔ ابوعمرو نے جواب دیا۔ اپنے آپ کو دیکھو اور اپنی اصلاح کرو اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ اپنی حالت سے وہ خود واقف ہیں۔

## لیلۃ الہریر میں ہاشم ابن عتبہ رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ابومخنف نے ابوسلمہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہاشم ابن عتبہ الزہری نے شام کے وقت لوگوں سے پکار کر کہا۔ کون شخص ہے جو اللہ اور آخرت کا طالب ہو وہ میرے پاس آئے۔ بہت سے اشخاص ان کے پاس جمع ہو گئے۔ انھوں نے ان ساتھیوں کو ساتھ میں لے کر شامیوں پر متعدد بار حملہ کیا لیکن جب بھی لوگ حملہ کرتے تو شامی نہایت پامردی سے اس کا جواب دیتے اور ڈٹ کر مقابلہ کرتے۔ ہاشم رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''تم ان کی ثابت قدمی دیکھ کر خوف میں مبتلا نہ ہو جانا۔ تم ان کی جو کچھ ثابت قدمی دیکھ رہے ہو یہ صرف عربی جمعیت و جوش کی بنیاد پر ہے اور ان کا صرف اتنا مقصد ہے کہ اپنے جھنڈوں اور مرکزوں پر ثابت قدم رہیں' یہ لوگ گمراہ ہیں اور تم حق پر ہو۔ اے قوم! صبر کرو اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرو آپس میں جمع رہو اور ہمارے ساتھ دشمنوں کی جانب بڑھو۔ آگے بڑھو۔ ثابت قدم رہو ایک دوسرے کی مدد کرو اللہ کا ذکر کرو تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے کسی شے کا سوال نہ کرے اور نہ ادھر ادھر متوجہ ہو سختی سے حملہ آور ہو اور ان سے اس وقت تک جہاد کرو جب تک اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ نہ فرما دے۔ اور وہ بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے''۔

پھر ہاشم رضی اللہ عنہ نے قراء کی ایک جماعت کے ساتھ آگے بڑھ کر حملہ کیا حتیٰ کہ وہ خود اور ان کے ساتھی شام تک مصروف پیکار رہے یہاں تک کہ مخالفین نے ان کا وہ انجام دیکھ لیا جس سے انہیں از حد خوشی حاصل ہوئی۔

اَنَــا ابُــنَ اَرُبَــابِ الُــمَـلُـوُكِ غَسَّــانِ وَالــدَّائِــنِ الُيَــوُمَ بِـدِيُــنِ عُثُــمَــانِ

**ترجمہ:** ''میں ملوک غسان کا بیٹا ہوں اور آج عثمان رضی اللہ عنہ کے دین پر ہوں۔

اِنِّــیُ اَتَــانِــیُ خَبَــرٌ فَــاشُـجَــانِ اَنَّ عَــلِيَّــا قَتَــلَ ابُــنَ عَــفَّــانِ

**ترجمہ:** میرے پاس ایک دردناک خبر پہنچی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابن عفان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہے''۔

یہ شعر پڑھ کر وہ سختی سے حملہ کرتا اور اس وقت تک پیچھے نہ ہٹتا جب تک کسی کے تلوار نہ مار لیتا پھر گالیاں دیتا اور مخالفین پر لعنت بھیجتا اور انہیں برا بھلا کہتا۔

ہاشم ابن عتبہ رضی اللہ عنہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اے اللہ! کے بندے تیری اس یاوہ گوئی کے بعد لڑائی اور لڑائی کے بعد حساب ہے۔ تو اللہ سے ڈر کیونکہ تجھے اللہ کے پاس جانا ہے۔ وہ تیری اس جنگ اور تو نے اس جنگ سے جو ارادہ کیا ہے تجھ سے اس کا سوال کرے گا۔

اس نوجوان نے کہا کہ میں تو تم سے اس لیے جنگ کرتا ہوں کہ تمہارا امیر جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے نماز نہیں پڑھتا۔ اور تم لوگ بھی نماز نہیں پڑھتے۔ میں تو تم سے اس لیے جنگ کرتا ہوں کہ تمہارے امیر نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے اور تم لوگ بھی خلیفہ کے قتل کے خواہاں تھے۔

ہاشم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تیرا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کیا تعلق؟ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ صحابہ کی اولاد اور قراء نے قتل کیا ہے اور اس وقت قتل کیا ہے جب کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے نئی نئی بدعات ایجاد کر لیں اور کتاب اللہ کے حکم کی مخالفت کی۔ یہ قاتلین تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ گہری نظر رکھتے ہیں اور تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ اس امت کی بہتری کو جانتے اور تم سے زیادہ دین سے واقف تھے۔ ذرا ایک لحہ ٹھہر جا وہ رک گیا ہاشم رضی اللہ عنہ نے کہا اس بات کو وہ لوگ زیادہ جانتے ہیں جن کا اس بات سے تعلق ہے خدا کی قسم! میں جھوٹ نہیں بولتا کیونکہ جھوٹ سے نقصان ہی پہنچتا ہے اور نفع کچھ حاصل نہیں ہوتا اس لیے تو اس معاملہ کو ان لوگوں پر چھوڑ دے جو اس سے زیادہ واقف ہیں اس نے کہا۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے مجھے بہتر نصیحت کی ہے۔

ہاشم رضی اللہ عنہ نے کہا تیرا یہ الزام کہ ہمارا امیر نماز نہیں پڑھتا تو علی رضی اللہ عنہ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور اللہ کی مخلوق میں اس کے دین کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ حق دار ہیں۔ اور جتنے بھی اشخاص بھی تو میرے ساتھ دیکھ رہا ہے یہ سب کتاب اللہ کے قاری ہیں۔ ساری رات تہجد پڑھتے ہیں اور ایک لحہ نہیں سوتے۔ تجھے یہ مغرور اور بدبخت دھوکہ دے کر دین سے بے راہ نہ کر دیں۔

اس نوجوان نے کہا اے اللہ کے بندے! میں تجھے ایک نیک آدمی سمجھتا ہوں تو مجھے یہ بتا کہ میری توبہ کا بھی کوئی ذریعہ ہے۔

ہاشم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں تو اللہ سے توبہ کر وہ تیری توبہ قبول فرمائے گا کیونکہ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

[illegible]

## ہاشم ابن عتبہ رضی اللہ عنہ کا قتل:

اس کے بعد ہاشم رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں نے سخت جنگ کی اور ہاشم کا لقب مرقال تھا اس لیے کہ وہ جنگ میں گھس جاتے تھے۔ ان لوگوں نے سخت جنگ کی ان کے قریب جو دشمنوں کی صفیں تھیں انھیں الٹ پلٹ کر رکھ دیا انہیں اپنی کامیابی سامنے نظر آ رہی تھی لیکن اچانک مغرب کے قریب تنوخیوں کا ایک لشکر حملہ آور ہوا۔ اس لشکر نے آتے ہی ان پر نہایت سخت حملہ کیا ہاشم نے بھی خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا اس وقت ہاشم رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اَعْوَرُ یَبْغِیْ اَهْلَهٗ مَحِلًّا قَدْ عَالَجَ الْحَیَاةَ حَتّٰی مَلَّا

یُتِلُهُمْ بِذِی الْكُعُوْبِ تَلًّا

**ترجمہ:** ''یک چشم خود یہ چاہتا ہے۔ وہ زندگی کے مسائل حل کرتے کرتے تھک چکا ہے۔ میں انہیں گرہ دار نیزوں سے مارتا ہوں''۔

لوگوں کا خیال ہے کہ ہاشم رضی اللہ عنہ نے اس روز نو یا دس آدمی قتل کیے حارث بن المنذر التنوخی ان کی جانب بڑھا اور ان کے نیزہ کھینچ کر مارا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو کہلا کر بھیجا کہ اپنا علم آگے بڑھاؤ۔ ہاشم رضی اللہ عنہ نے قاصد سے کہا میرا پیٹ دیکھ لے اس نے پیٹ پر جو نظر ڈالی تو وہ پھٹ چکا تھا۔

## حجاج ابن غزیہ کے اشعار:

اس واقعہ کو حجاج بن غزیۃ الانصاری نے اپنے ان اشعار میں بیان کیا ہے۔

فَاِنْ تَفْخَرُوْا بِابْنِ الْبُدَیْلِ وَ هَاشِمٍ فَنَحْنُ قَتَلْنَا ذَالْكِلَاعِ وَ حَوْشَبَا

**ترجمہ:** ''اگر تمہیں اس پر فخر ہے کہ تم نے عبداللہ بن بدیل رضی اللہ عنہ اور ہاشم ابن عتبہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا ہے تو ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہم نے ذوالکلاع رضی اللہ عنہ اور حوشب کو قتل کیا۔

وَ نَحْنُ تَرَكْنَا بَعْدَ مُعْتَرَكِ اللِّقَا اَخَاكُمْ عُبَیْدَاللّٰهِ لَحْمًا مُّلَحَّبَا

**ترجمہ:** اور ہم جنگ ختم ہونے کے بعد تمہارے بھائی عبیداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک ایک بوٹی چھوڑ کر آئے تھے۔

وَ نَحْنُ اَحَطْنَا بِالْبَعِیْرِ وَ اَهْلِهٖ وَ نَحْنُ سَقَیْنَاكُمْ سِمَامًا مُّقَشَّبَا

**ترجمہ:** ہم نے اونٹ والے پر بھی حملہ کیا اور ہم نے اسے زہر کا جام پلا دیا جس نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

ہشام نے ابو مخنف' مالک بن اعین الجہنی کی سند سے زید بن وہب الجہنی کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شام کی ایک جماعت پر سے گزر ہوا جس میں ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات بیان کی گئی حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں پر اپنے ساتھیوں میں ٹھہر گئے اور فرمایا:

'' [illegible] اسلام کا وقار ہے۔ اور خاص کر نیک لوگوں کے لیے وقار

[illegible]

نہیں گزرا) یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ ' ابن النابغہ' ابوالاعور السلمی اور ابن ابی معیط رحمۃ اللہ علیہ جس نے اسلام لانے کے بعد شراب پی اور اس پر حد جاری کی گئی اور یہ وہ بہترین لوگ ہیں جو میرے نقائص بیان کرتے اور میری عیب جوئی کرتے ہیں۔ آج سے قبل کبھی انہوں نے مجھ سے جنگ نہ کی تھی اور میں انہیں اسلام کی دعوت دے رہا ہوں اور یہ مجھے بتوں کی عبادت کی دعوت دے رہے ہیں خدا کا شکر ہے کہ فاسقین مجھ سے ہمیشہ ہی عداوت رکھتے آئے ہیں۔ اللہ ان کا برا کرے کیا یہ لوگ دین سے دور نہیں چلے گئے۔ ایک جانب دین کا یہ ایک بڑا خطیب ہے جسے فاسق لوگ پسند نہیں کرتے اور ان لوگوں کو ڈراتے ہیں جو اسلام پر قائم ہیں انہوں نے ایک بڑی جماعت کو دھوکے میں ڈال دیا ہے اور ان کے دلوں میں فتنوں کی محبت بھر دی ہے اور انھیں الزام تراشی اور الزامات کی جانب مائل کر دیا ہے۔ انھوں نے اللہ عزوجل کے نور کو بجھانے کے لیے ہمارے مقابلہ میں جنگ شروع کی اے اللہ! ان کی جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیجیے ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیجیے اور انھیں ان کی خطاؤں کے عوض ہلاک کر دیجیے کیونکہ اے اللہ! جو تجھ سے محبت رکھتا ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا اور جو تجھ سے عداوت رکھتا ہے وہ کبھی عزت نہیں پاتا''۔

## غسانیوں کی جنگ:

ابومخنف نے نمیر بن دعلہ کے ذریعہ شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کچھ علم برداروں کے پاس سے گزر ہوا جو اپنی جگہ پر ڈٹے ہوئے تھے اور ذرا بھی پیچھے نہ ہٹتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو ان کے مقابلے پر ابھارا ان لوگوں نے عرض کیا یہ لوگ غسانی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لوگ ہرگز بھی اپنے مقام سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکتے جب تک ان کے ایسے بھرپور نیزے نہ مارے جائیں جو ان کی آنتیں بھی نکال لیں اور اس وقت تک یہ نہیں ٹل سکتے جب تک ان کے ایسی تلواریں نہ ماری جائیں جن سے ان کی گردنیں اڑ جائیں ان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں اور ان کے جوڑ ٹوٹ جائیں اور ہاتھ کٹ کر گر پڑیں اور یہ اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹیں گے جب تک لوہے کی مٹھوں سے ان کی پیشانیاں نہ توڑی جائیں اور ان کی پلکیں اور آنکھیں ان کی ٹھوڑیوں اور سینوں پر نہ آ گریں۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ثابت قدم رہنے والے کہاں ہیں۔ اجر کے طلب کرنے والے کہاں ہیں۔ یہ سنتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مسلمانوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا اس کے بعد اپنے بیٹے محمد کو طلب کیا اور فرمایا اس علم بردار کے پاس ہلکے ہلکے اپنی چال سے جاؤ۔ اس طرح کہ ان کے سینوں میں نیزے تیر جائیں پھر اپنی جگہ قائم رہو حتی کہ تیرے پاس اللہ کا حکم یعنی موت آ جائے۔

محمد بن علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی امداد کے لیے غسانیوں کے مقابلے کے لیے کچھ افراد بھیج دیئے جب یہ لوگ غسانیوں کے قریب پہنچے تو جس کام کا انہیں حکم دیا گیا تھا انہوں نے وہی کیا یعنی ان کے سینوں میں سے نیزے اتار دیئے اور ان پر نہایت سخت حملہ کیا۔ محمد نے اپنے سامنے کے لوگوں کو پیچھے ہٹا دیا اور انہوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی ان کے کئی آدمی مقتول ہوئے۔ مغرب کے بعد بھی ان لوگوں میں سخت جنگ ہوئی اور اکثر لوگوں نے مغرب کی نماز اشاروں سے پڑھی۔

## عبداللہ بن کعب المرادی کی وصیت:

ابومخنف نے ابوبکر الکندی سے نقل کیا ہے کہ صفین ...

قیس المرادی کا گزر ہوا۔ اس نے پکار کر کہا اے اسود اس میں ابھی کچھ جان باقی ہے۔ اس نے جواب دیا: ہاں میں موجود ہوں اور اسود نے اسے پہچان لیا۔ عبداللہ نے کہا تیرا قتل ہونا خدا کی قسم مجھ پر بہت شاق گزرا۔ خدا کی قسم! اگر میں اس وقت موجود ہوتا تو تیری ضرور مدد کرتا اور تجھے دشمنوں سے بچاتا اور اگر مجھے اس شخص کا علم ہو جاتا جس نے تجھے قتل کیا ہے تو میں اس کے مقابلہ سے اس وقت تک پیچھے نہ ہٹتا جب تک اسے قتل نہ کر لیتا یا خود بھی تجھ سے آ کر مل جاتا۔ پھر عبداللہ گھوڑے پر سے اتر کر اس کے پاس گیا اور کہا خدا کی قسم! اگر میں تیرے قریب ہوتا تو تو ان آفتوں سے محفوظ رہتا اور تو بہت اللہ کا ذکر کرنے والا تھا۔ اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے مجھے کچھ وصیت کر اس نے جواب دیا:

''میں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تو امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا خیال رکھنا اور ہر مقام پر ان حمایت میں جنگ کرنا حتیٰ کہ یا تو امیر المومنین غالب آ جائیں یا تو اللہ کے پاس چلا جائے اور میری جانب سے امیر المومنین کو سلام پہنچا دینا اور ان سے کہہ دینا کہ اس وقت تک برابر لڑتے رہیں تاوقتیکہ لڑائی ختم کر کے اپنے پس پشت نہ ڈال دیں کیونکہ جو شخص لڑائی کرتے کرتے اسے اپنے پس پشت ڈال دیتا ہے وہی غالب رہتا ہے''۔

اس کے بعد اسود مر گیا۔ عبداللہ اسود کو اٹھا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اس پر رحمت نازل کرے وہ بھی زندگی بھر ہماری خاطر ہمارے دشمنوں سے جنگ کرتا رہا اور مرتے وقت ہمارے لیے نصیحت بھی کی۔

ابومخنف نے بنو مطلب کے غلام محمد بن اسحاق کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن حنبل الحجی وہ شخص ہے جس نے صفین کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔

ہشام نے عوانہ سے نقل کیا ہے کہ ابن حنبل نے اس روز یہ شعر کہا تھا۔

اِنْ تَقْتُلُوْنِیْ فَاَنَا ابْنُ حَنْبَلٍ اَنَا الَّذِیْ قَدْ قُلْتُ فِیْکُمْ نَعْثَلُ

ترجمہ: ''اگر تم مجھے قتل کر دو تو میں ابن حنبل ہوں جو تمہارے بارے میں کہتا ہوں سست''۔

## لیلۃ الہریر:

آمدم برسر مطلب ابومخنف کہتا ہے اس رات تمام رات جنگ ہوتی رہی حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور اس رات کا نام لیلۃ الہریر ہے حتیٰ کہ نیزے ٹوٹ گئے اور تیر ختم ہو گئے لوگوں نے تلواریں نکال لیں حضرت علی رضی اللہ عنہ میسرہ سے میمنہ تک جاتے اور قراء کے ہر دستہ کو حکم دیتے کہ وہ اپنے اپنے مقابل کی جانب آگے بڑھیں وہ تمام رات لوگوں کو اسی طرح حکم دیتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور لڑائی ان کے پس پشت ہو رہی تھی میمنہ پر اشتر تھا اور میسرہ پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما امیر تھے اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ قلب میں تھے لوگ ہر جانب جنگ میں مشغول تھے اور یہ جمعہ کا روز تھا۔

## اشتر کی شجاعت:

اشتر میمنہ کو لے کر حملہ کرتا رہا اور ان کے ساتھ برابر مصروف جنگ رہا۔ وہ جمعرات کی شام سے جمعہ کے روز سورج چڑھنے

تک برابر مصروف جنگ رہا۔ یہ اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہتا اس نیزے کے برابر ذرا آگے بڑھو۔ جب یہ لوگ ایک نیزے کے برابر شامیوں کی جانب بڑھ جاتے اور وہ خود بھی بڑھ جاتا تو پھر کہتا کہ اس کمان کے برابر آگے بڑھ آؤ جب اس کے ساتھی اور آگے بڑھ جاتے تو پھر وہ یہی سوال کرتا۔ حتیٰ کہ اکثر لوگ کافی آگے بڑھ گئے جب اشتر نے یہ دیکھا کہ اس کے ساتھی آگے بڑھ چکے ہیں تو اس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا میں تمہیں اس سے کہ تم تمام دن بکری کا دودھ پیتے رہو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر اپنا گھوڑا طلب کیا اور اپنا علم حیان بن ہوذۃ النخعی کو تھمایا اور تمام دستوں میں ایک چکر لگایا اور کہتا جاتا تھا۔ کون ہے جو اللہ عزوجل کو اپنی جان فروخت کرے اور اشتر کے ساتھ ہو کر جنگ کرے حتیٰ کہ یا تو غالب آ جائے یا اللہ سے مل جائے۔ لوگ اس کے پاس جمع ہوتے جاتے تھے انھی میں حیان بن ہوذہ بھی تھا۔

## شامی علم بردار کا قتل:

ابومخنف نے ابوخباب الکلبی کے ذریعہ عمارۃ بن رویبہ کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس سے اشتر گزرا میں بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ اس کے اردگرد بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ وہ آگے بڑھا اور اس مقام پر پہنچ گیا جہاں وہ پہلے میمنہ میں ٹھہرا ہوا تھا پھر اپنے ساتھیوں کے درمیان کھڑے ہو کر ان سے کہا تم پر میرے چچا اور میرے ماموں قربان ہوں۔ سختی سے حملہ کرو اور اس جنگ سے اپنے رب کو راضی کرو اور دین کو غالب کرو جب میں حملہ کروں تم بھی حملہ کرو اشتر نے اس کے بعد گھوڑے سے اتر کر گھوڑے کے منہ پر ہاتھ مارا اور علم بردار سے کہا آگے بڑھ۔ پھر شامیوں پر نہایت شدید حملہ کیا اور انہیں اتنا مارا کہ وہ پسپا ہو کر اپنے لشکر گاہ تک پہنچ گئے۔ لیکن لشکر گاہ پہنچ کر انہوں نے اشتر سے سخت مقابلہ کیا اسی جنگ کے دوران شامی علم بردار قتل ہوا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو کامیاب ہوتے دیکھا تو وہ بھی لوگوں کو ساتھ لے کر ادھر متوجہ ہوئے۔

## وردان کا اشتر کے مقابلے سے گریز:

مجھ سے عبداللہ بن احمد نے اپنے والد، سلیمان عبداللہ اور جویریہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے صفین کے روز وردان سے کہا تو جانتا ہے کہ میری اور تیری اور اشتر کی کیا مثال ہے۔ ان کی مثال اشقر کی طرح ہے کہ اگر تو آگے بڑھے گا تو تیری مونچھیں کاٹ ڈالی جائیں گی اور اگر تو پیچھے ہٹے گا تو ذبح کر دیا جائے گا اب اگر پیچھے ہٹا تو میں تیری گردن مار دوں گا جا اسے میرے پاس قید کر کے لا یہ سن کر وردان عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پیروں میں گر پڑا اور بولا اے ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ خدا کی قسم! آپ تو مجھے موت کے حوض میں پہنچانا چاہتے ہیں۔ اچھا آپ میرے کاندھے پر ہاتھ رکھے رہیے پھر وردان آگے بڑھا اور گھڑی گھڑی پیچھے مڑ کر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جانب دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ آپ نے مجھے موت کے حوض پر پہنچانا چاہتے ہیں۔

## شامیوں کا قرآن اٹھانا:

آمدم برسر مطلب۔ الغرض ابومخنف کہتا ہے کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا کہ عراقی غالب آتے جا رہے ہیں اور انہیں ہلاکت کا خوف پیدا ہوا تو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کے سامنے ایک رائے پیش کرتا ہوں جس سے ہم میں تو اتحاد بڑھ جائے گا اور دشمنوں میں انتشار پیدا ہو جائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں بیان کرو۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا وہ تدبیر

یہ ہے کہ ہم قرآن اٹھالیں اور یہ کہیں قرآن جو فیصلہ کرے وہ فیصلہ ہمیں اور تمہیں منظور ہونا چاہیے اگر مخالفین میں سے چند لوگوں نے بھی اسے قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ دیکھیں گے کہ ان میں ایک گروہ ایسا پیدا ہو جائے گا جو اس فیصلہ کو قبول کرے گا۔ اس طرح ان میں تفرقہ پیدا ہو جائے گا اور اگر سب نے یہ کہا کہ ہمیں یہ فیصلہ متفقہ طور پر منظور ہے تو ایک مدت تک یہ جنگ ہمارے سروں پر سے دور ہو جائے گی۔

اس بات پر شامیوں نے قرآن نیزوں پر اٹھا لیے اور بولے ہمارے اور تمہارے درمیان یہ کتاب فیصلہ کن ہے۔ شامیوں کا فیصلہ سب اہل شام پر واقع ہوگا اور عراقیوں کا فیصلہ تمام اہل عراق پر نافذ ہوگا۔ عراقیوں نے جب یہ دیکھا کہ قرآن اٹھا لیے گئے ہیں تو بولے کہ ہم اللہ عزوجل کی کتاب کو قبول کرتے اور اس کی جانب رجوع کرتے ہیں۔

باب ۱۴

# واقعہ تحکیم قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا اقرار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حامیانِ علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے قتل کی دھمکی

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

ابو مخنف نے عبدالرحمٰن بن جندب کے ذریعہ جندب الازدی سے نقل کیا ہے۔ کہ جس وقت یہ صورتِ حال رونما ہوئی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا:

''اے اللہ کے بندو! تم اپنے حق وصداقت اور اپنے دشمنوں سے جنگ پر قائم رہو کیونکہ معاویہ' عمرو بن العاص' عقبۃ بن ابی معیط' حبیب بن مسلمہ' عبداللہ بن ابی سرح اور ضحاک بن قیس رضی اللہ عنہم دیندار لوگ اور قرآن پر (پورے طور پر) چلنے والے نہیں۔ میں تم سے زیادہ ان لوگوں سے واقف ہوں۔ میں تو بچپن میں بھی ان کے ساتھ رہا اور بڑے ہو کر بھی ان کے ساتھ رہا یہ بچپن میں نہایت شریر بچے تھے اور بڑے ہو کر بھی نہایت شریر آدمی نکلے۔ تم پر افسوس انھوں نے وہ شے نیزوں پر اٹھائی ہے جسے یہ کسی اور وقت ہاتھ بھی نہیں لگاتے اور یہ تک نہیں جانتے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے جسے یہ کسی اور وقت ہاتھ بھی نہیں لگاتے اور یہ تک نہیں جانتے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے صرف تمہیں دھوکہ دینے اور فریب میں مبتلا کرنے کے لیے قرآن اٹھایا ہے''۔

## حامیانِ علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا اقرار:

طرفدارانِ علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمیں اللہ عزوجل کی کتاب کو قبول کرنے کی دعوت دی جائے اور ہم اسے قبول کرنے سے انکار کر دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں نے ان سے اسی لیے جنگ کی تھی تا کہ وہ اس کتاب کے احکام پر عمل پیرا ہوں انھوں نے اللہ عزوجل کے ان احکامات کی نافرمانی کی جو انہیں دیئے گئے تھے اور انہوں نے اللہ عزوجل سے جو عہد کیا تھا اسے بھلا دیا اور اس کتاب کو پس پشت ڈال دیا''۔

اس پر مسعر بن فدکی التمیمی اور زید بن حصین الطائی السنسی جو بعد میں قاریوں کی ایک جماعت کے ساتھ خارجی بن گئے تھے بولے:

''اے علی رضی اللہ عنہ! جب تجھے کتاب اللہ کی دعوت دی جارہی ہے تو تم اسے قبول کرو ورنہ ہم تجھے اور تیرے مخصوص ساتھیوں کو ان لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیں گے یا جو سلوک ہم نے عفان کے بیٹے کے ساتھ کیا تھا وہی تیرے ساتھ کریں

گے۔ (ابن الاثیر میں ہے کہ جس طرح ہم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اسی طرح تجھے بھی قتل کر دیں گے) ہم پر لازم ہے کہ ہم اللہ عزوجل کی کتاب پر عمل پیرا ہوں اور ہمیں شامیوں کی یہ دعوت قبول ہے۔ خدا کی قسم یا تو تجھے اس پر ضرور بالضرور عمل کرنا ہوگا۔ یا ہم تیرا بھی ضرور وہی حشر کریں گے''۔ (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ جیسا حشر)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میری اس غیر رضا مندی کو دماغ میں محفوظ کر لو اور میری یہ بات یاد رکھو کہ اگر تم میری اطاعت کرتے ہو تو تمہیں جنگ کرنی چاہیے۔ اور اگر تم میری نافرمانی کرتے ہو تو تم جو بہتر سمجھو کرو۔

ان لوگوں نے جواب دیا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ آپ آدمی بھیج کر اشتر کو میدان جنگ سے واپس بلا لیجیے (یعنی آپ کو ہر صورت میں ہماری رائے اور حکم پر چلنا ہوگا اور ہم آپ کے حکم پر چلنے کے لیے تیار نہیں)۔

## شیعوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حیثیت:

ابو مخنف نے فضیل بن خدیج الکندی کے ذریعہ قبیلہ نخع کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ اس نے دیکھا کہ ابراہیم ابن الاشتر مصعب بن زبیر کے پاس گئے مصعب نے کہا جس وقت لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحکیم پر مجبور کیا میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا کہ کسی شخص کو بھیج کر اشتر کو میدان سے واپس بلایئے۔ مصعب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یزید بن ہانی السبیعی کو اشتر کے پاس روانہ کیا اور کہلوایا فوراً میرے پاس آؤ۔ قاصد نے یہ پیغام اشتر کو پہنچا دیا۔ اشتر نے جواب دیا کہ میری جانب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہنا یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ جس میں آپ مجھے میری جگہ سے ہٹائیں۔ آپ قطعاً جلدی نہ کیجیے کیونکہ مجھے امید ہے کہ میں فتح حاصل کر لوں گا۔ یزید بن ہانی واپس آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کے جواب سے مطلع کیا۔

اس پر ایک شور وشر بلند ہوا اور اشتر کے بارے میں لوگ چیخنے لگے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا خدا کی قسم! ہمیں یقین ہے کہ تو نے ہی اسے جنگ جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے لیے یہ رائے قائم کر لینا مناسب نہیں ہے۔ کیا تم نے مجھے اس سے سرگوشیاں کرتے دیکھا ہے۔ کیا میں اشتر سے تمہارے سامنے اعلانیہ گفتگو نہیں کرتا کیا جب میں اس سے باتیں کرتا ہوں تم نہیں سنتے۔ ان لوگوں نے جواب دیا یا تو آپ آدمی بھیج کر اسے فوراً بلوایئے ورنہ خدا کی قسم! ہم تجھے معزول کر دیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یزید بن ہانی سے کہا اے یزید اشتر سے جا کر کہو کہ فوراً میرے پاس آ جائے۔ یہاں فتنہ پیدا ہو چکا ہے۔ یزید نے اشتر کو یہ پیغام پہنچایا۔ اشتر نے سوال کیا کیا قرآن اٹھانے کی وجہ سے فتنہ پیدا ہو چکا ہے۔ یزید نے جواب دیا ہاں۔ اشتر نے کہا میں تو پہلے ہی جب قرآن اٹھائے گئے تھے سمجھ گیا تھا کہ عنقریب نیا اختلاف اور نئی فرقہ بندی پیدا ہوگی کیونکہ یہ عاہرہ کے بیٹے کا مشورہ ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ نے ہمارے لیے کیا غیب سے مدد فرمائی ہے کیا مناسب ہے کہ ایسے وقت میں دشمنوں کو چھوڑ کر میدان سے واپس لوٹ جاؤں۔ یزید نے جواب دیا کیا تو یہ چاہتا ہے کہ یہاں میدان جنگ میں تو کامیابی حاصل کر لے اور وہاں امیر المومنینؓ ایسی منزل پر پہنچ چکے ہیں کہ یا تو ان کی فوری مدد کی جائے یا نہیں بھی دشمنوں کے سپرد کر دیا جائے۔ اشتر نے جواب دیا خدا کی قسم! یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ سبحان اللہ یہ کیسے ممکن ہے۔ یزید نے کہا: شیعانِ علی رضی اللہ عنہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ یا تو آپ کسی شخص کو بھیج کر اشتر کو فوراً واپس بلا لیجیے ورنہ ہم تجھے بھی اسی طرح قتل کر دیں گے۔ جیسے ہم نے ابن عفان کو قتل کیا ہے۔ اشتر یہ سن کر فوراً واپس ہوا اور ان لوگوں کے پاس پہنچا۔

اشتر نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

''اے عراقیو! اے ذلیلو اور بزدلو! کیا تم نے قوم کی پشت کو نیچا کر دکھایا۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم شامیوں کے مقابلہ میں زبردست ہو۔ ان لوگوں نے جو قرآن اٹھائے ہیں اور قرآن کے فیصلہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دے رہے ہیں تو خدا کی قسم! انہوں نے خود اللہ کے ان احکام کو چھوڑ رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں نازل فرمائے ہیں۔ یہ اس سنت کے تارک ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی تم ان کی اس دعوت کو ہرگز قبول نہ کرو اور کم از کم مجھے اتنی دیر کی مہلت دے دو جتنی دیر میں گھوڑا رک جاتا ہے (ابن اثیر میں ہے جتنی دیر میں اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہے) کیونکہ مجھے فتح سامنے نظر آ رہی ہے''۔

شیعانِ علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس صورت میں تو ہم بھی تیرے ساتھ گناہ میں شریک بن جائیں گے اشتر نے کہا: اچھا یہ تو بتاؤ جب تمہارے بڑے قتل ہو گئے اور ذلیل لوگ باقی رہ گئے کیا تم اس وقت بھی حق پر تھے جب تم جنگ کر رہے تھے اور تمہارے نیک لوگ قتل ہو رہے تھے اب جب تم نے جنگ سے ہاتھ روک لیا تو یا تو تم اس وقت باطل پر ہوئے یا حق پر ہوئے اگر تم اس وقت حق پر ہو تو تمہارے وہ مقتولین جن کی فضیلت کے تم منکر نہیں۔ تو اس صورت میں وہ دوزخ میں بھی تم سے بہتر ہوں گے۔

ان لوگوں نے جواب دیا اشتر اس قسم کی باتیں چھوڑ و ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ ہم نے ان شامیوں سے اللہ عزوجل کی خاطر جنگ کی اور آج جو ان کے قتال سے ہاتھ روک رہے ہیں یہ بھی اللہ عزوجل کی خاطر روک رہے ہیں۔ ہم نہ تیرے مطیع ہیں اور نہ تیرے امیر کے مطیع ہیں تو ہم سے علیحدہ ہو جا۔

اشتر نے کہا:

''تم لوگوں کو دھوکہ دیا گیا اور خدا کی قسم تم دھوکے میں مبتلا ہو گئے۔ تمہیں جنگ بندی کی دعوت دی گئی تم نے فریب میں آ کر اسے قبول کر لیا اے سیاہ پیشانیوں والو! (سجدوں کے نشانات سے چونکہ ان کی پیشانیاں سیاہ تھیں اس لیے اشتر نے یہ جملہ کیا) ہم تو تمہاری نمازیں دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ تمہیں دنیا سے کوئی غرض نہیں اور تم جو یہ عبادات کر رہے ہو اللہ عزوجل کی ملاقات کے شوق میں کر رہے ہو لیکن اب تمہارے فرار سے یہ ظاہر ہوا کہ تم دنیا کی طلب میں موت سے بھاگنا چاہتے ہو افسوس صد افسوس اے بڑی بڑی جھولیں پہننے والو تم آج کے بعد ہمیشہ دو رایوں پر چلتے رہو گے یعنی ایک رائے پر کبھی متفق نہ ہو گے تم بھی ہمارے سامنے سے اسی طرح دور ہو جاؤ جس طرح ظالم قوم دور ہو گئی ہے''۔

## اشعث بن قیس کی پیامبری:

اشعث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ میرا خیال ہے کہ سب لوگ اس پر راضی اور خوش ہیں کہ قرآن کے حکم پر چلنے کی جو انہیں دعوت دی گئی ہے وہ اسے قبول کر لیں اگر آپ چاہیں تو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان کا ارادہ معلوم کروں تاکہ آپ ان کے سوالات پر غور کر سکیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تم یہی چاہتے ہو تو ان سے پوچھو۔ اشعث امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور سوال کیا۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ تم نے یہ قرآن کس لیے اٹھوائے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لیے تاکہ ہم اور تم ان احکامات پر عمل کریں جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں دیئے ہیں تم اپنے میں سے ایک ایسا شخص فیصلہ کے لیے متعین کر دو جس پر ہم راضی ہوں اور

ہم بھی اپنے میں سے ایک شخص کو متعین کر دیتے ہیں اور ہماری جانب سے ان دونوں پر یہ لازم ہوگا کہ جو کچھ اللہ عزوجل کی کتاب میں پائیں اس پر عمل پیرا ہوں اور اس سے سرمو تجاوز نہ کریں' اور جس امر پر یہ دونوں متفق ہو جائیں ہم اس کی پیروی کریں۔ اشعث بن قیس نے جواب دیا یہ حق کی بات ہے اس کے بعد اشعث حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ کر آیا اور جو کچھ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اس سے انہیں مطلع کیا۔ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے جواب دیا ہم نے یہ بات قبول کی اور ہم اس پر راضی ہیں۔

شامیوں نے اپنی جانب سے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معین کیا۔ اشعث نے کہا اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جو بعد میں خارجی بن گیا تھا۔ ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حاکم بنانے پر راضی ہیں۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے بسی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے پہلی بات میں تو میری نافرمانی کی ہے لیکن اب تو میری نافرمانی نہ کرو۔ میں تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو حاکم بنانا نہیں چاہتا۔ اس پر اشعث' زید بن حصین الطائی اور مسعر بن فدکی بولے ہم ان کے علاوہ کسی کا فیصلہ قبول کرنے کے لیے تیار نہیں کیونکہ جس آفت میں ہم مبتلا ہو گئے ہیں اس سے وہ ہمیں پہلے ڈراتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھے ان پر کوئی اعتماد نہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور میری جانب سے لوگوں کو بہکایا اور میرے پاس سے بھاگ گئے حتیٰ کہ میں نے کئی ماہ بعد انہیں امان دی۔ لیکن یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما موجود ہیں ہم انہیں حاکم بناتے ہیں۔ حامیان علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہم اسے ہرگز قبول نہیں کر سکتے۔ اس لیے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا حاکم بننا ایسا ہی ہے جیسے آپ خود حاکم بن جائیں (کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں) ہم تو ایسے شخص کو حاکم بنانا چاہتے ہیں جس کی نظر میں آپ اور معاویہ رضی اللہ عنہ مساوی ہوں تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ایک کی بہ نسبت دوسرے سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اشتر کو متعین کرتا ہوں۔

## اشتر کی مخالفت:

ابومخنف نے ابوخباب الکلبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر اشعث نے جواب دیا کیا روئے زمین پر اشتر کے علاوہ کوئی دوسرا شخص موجود نہیں ہے؟

ابومخنف نے عبدالرحمٰن بن جندب کے ذریعہ جندب کا یہ بیان روایت کیا ہے۔ کہ اشعث نے جواب دیا ہم لوگ تو اب صرف اشتر کے حکم میں ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اشتر کا کیا حکم ہے۔ اشعث نے جواب دیا اس کا حکم یہ ہے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے رہیں حتیٰ کہ اے علی رضی اللہ عنہ! تیرا اور اشتر کا ارادہ پورا ہو جائے۔

## ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بحیثیت حکم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی پر راضی نہیں انہوں نے جواب دیا ہاں! ہم صرف انہی کو حکم بنانا چاہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا جو تمہارا جی چاہے کرو۔

ان لوگوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ جنگ سے علیحدہ رہے تھے اور عرض میں مقیم تھے ان کے پاس ان کے غلام نے آ کر یہ خبر پہنچائی کہ لوگوں نے صلح کر لی ہے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بے ساختہ کہا: الحمد لله رب العالمین غلام نے کہا ان لوگوں نے آپ کو حکم بنایا ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے إنا لله و انا اليه راجعون پڑھی اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ لشکر گاہ

تشریف لائے۔

اشتر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ مجھے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ لگا دیجیے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اگر میں اسے کوئی دھوکہ دہی کرتے دیکھوں گا تو اسے قتل کر ڈالوں گا۔

## عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں احنف کی رائے:

احنف نے حاضر ہو کر عرض کیا:

''اے امیر المومنین! آپ کے زمین سے پتھر اٹھا کر مار دیا گیا ہے اور اس شخص کے ذریعہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ اسلام کی ناک کاٹ دی گئی ہے۔ میں اس شخص کو خوب سمجھتا ہوں۔ میں نے بھی اس کا آدھا حصہ بٹایا ہے۔ میرے نزدیک تو اس کی یہ حیثیت ہے کہ جیسے کند چھری اور یہ شخص گڑھے میں گرنے کے قریب ہے اور اس قوم میں کوئی شخص بھی اس کے مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جو شخص بھی اس کے قریب جائے گا وہ ظاہر میں ایسا بن جائے گا جیسے ان لوگوں کی مٹھی میں بند ہے اور جب وہ ان سے دور ہو گا تو ایسا دور ہو گا جیسے لوگوں کو دور پر کوئی تارہ نظر آتا ہو اگر آپ مجھے حکم بنانا نہیں چاہتے تو مجھے حکم کا پشت پناہ بنا کر دوسرا یا تیسرا ساتھ والا کر دیجیے کیونکہ یہ شخص جو بھی گرہ لگانا چاہتا ہے میں اسے کھول دوں گا اور جب بھی وہ گرہ لگائے گا میں اس پر دوسری گرہ ایسی لگا دوں گا جس کے باعث میں فیصلہ کر سکوں''۔

اس پر تمام لوگوں نے سوائے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے کسی کو حاکم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور معاہدہ لکھنے پر زور دیا احنف نے کہا اگر تمہیں میری بات قبول نہیں تو تم ان لوگوں کو اپنی پشت دکھا دو۔ (یعنی شکست قبول کر لو)

## امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے خطاب پر بحث:

حاصل کلام یہ کہ معاہدہ لکھا جانا شروع ہوا اس معاہدہ کے ابتدائی جملے یہ تھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ فیصلہ ہے جو امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے کیا ہے:

ابھی صرف اتنے الفاظ تحریر ہوئے تھے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا اور کہا اس کا اور اس کے باپ کا نام لکھو۔ کیونکہ یہ تمہارا امیر ہے ہمارا امیر نہیں۔

احنف بن قیس نے کہا اے امیر المومنین آپ اس لفظ کو ہرگز نہ مٹائیے۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے لفظ امیر المومنین مٹا دیا تو زندگی بھر یہ خطاب آپ کو واپس نہ ملے گا (یعنی پھر آپ کو کوئی امیر المومنین اور خلیفہ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ ہو گا) آپ اس لفظ کو ہرگز نہ مٹائیے خواہ لوگ ایک دوسرے کو قتل کیوں نہ کر دیں۔ احنف کی اس رائے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس لفظ کو مٹانے سے انکار کر دیا۔ اس بحث میں کافی دن گزر گیا۔ اس پر اشعث بن قیس نے کاتب سے کہا اس لفظ کو مٹا دو۔ الغرض یہ لفظ مٹا دیا گیا۔

## واقعہ تحکیم کی صلح حدیبیہ سے مشابہت:

جس وقت یہ لفظ مٹا دیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور فرمایا عین سنت ادا ہوئی ہے اور بالکل اس سنت کے

عین مشابہ ہے۔ خدا کی قسم! میں حدیبیہ کے روز رسول اللہ ﷺ کے روبرو معاہدہ صلح تحریر کر رہا تھا تو کفار نے اعتراض کیا۔ آپؐ رسول اللہ نہیں ہیں اور نہ ہم آپ کو رسول تسلیم کرتے ہیں آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیے غرض آپ کا اور آپ کے باپ کا نام لکھا گیا۔

اس پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اس مثال کا اس واقعہ سے کیا واسطہ کیا ہمیں مومن ہونے کے باوجود کفار سے تشبیہ دی جائے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے نابغہ کے بیٹے تو کب فاسقین کا دوست اور مسلمانوں کا دشمن نہیں رہا اور کیا جب تیری ماں نے تجھے جنا تھا کیا وہ اس سے مشابہت نہ رکھتی تھی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔ آج کے دن کے بعد میرے اور تیرے درمیان کبھی کوئی اجتماع نہ ہو گا اور نہ ہم دونوں ایک مجلس میں جمع ہوں گے اور میں اللہ عزوجل سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری مجلس کو تجھ سے اور تجھ جیسے اشخاص سے پاک رکھے گا اور معاہدہ لکھا گیا۔

## خلافت کا خاتمہ:

مجھ سے علی رضی اللہ عنہ بن مسلم الطوسی نے حبان' مبارک' حسن اور احنف کے واسطہ سے یہ بیان کیا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ اگر آپ صلح کرنا چاہتے ہیں تو یہ نام مٹا دیجیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک مخصوص خیمہ تھا جس میں بنی ہاشم ان کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور مجھے بھی ان کے ساتھ آنے جانے کی اجازت تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم سے فرمایا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر کیا ہے کہ میں امیر المومنین کا لفظ مٹا دوں تمہاری کیا رائے ہے۔ کسی نے عرض کیا آپ کو امیر المومنین ہونا مبارک ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اسے خوش کرے رسول اللہ ﷺ نے جب اہل مکہ سے معاہدہ کیا تھا تو تحریر فرمایا تھا محمد رسول اللہ۔ کفار نے یہ الفاظ لکھنے پر اعتراض کیا حتیٰ کہ یہ الفاظ لکھے گئے۔ یہ وہ فیصلہ ہے جو محمدؐ بن عبداللہ نے کیا ہے۔ میں نے اس پر عرض کیا۔ آپ کا اور رسول اللہ ﷺ کا کیا مقابلہ۔ دراصل ہم آپ ہی سے بیعت کو پسند کرتے تھے اور اگر ہم یہ سمجھتے کہ آپ کی موجودگی میں کوئی دوسرا شخص آپ سے زیادہ خلافت کا حقدار ہے تو ہم اس کی بیعت کرتے۔ پھر ہم نے آپ کی خاطر جنگ کی اور میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر آپ نے اس نام کو مٹا دیا جس نام پر آپ نے بیعت لی تھی اور لوگوں سے جنگ کی تھی تو یہ نام کبھی آپ کو واپس نہ ملے گا۔

راوی کہتا ہے اور خدا کی قسم ویسا ہی ہوا جیسا احنف نے کہا تھا اور احنف ان لوگوں میں سے تھا کہ جب اس کی رائے کا کسی رائے سے مقابلہ کیا جاتا تو اسی کی رائے ترجیح پاتی۔

## فریقین کی تحکیم پر رضامندی:

اب ہم ابو مخنف کی روایت کی جانب رجوع کرتے ہیں وہ ناقل ہے کہ معاہدہ ان الفاظ میں تحریر کیا گیا:

''یہ وہ معاہدہ ہے جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے باہم کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اہل عراق اور ان لوگوں پر نافذ ہو گا جو لوگ ان کی جماعت میں سے یا عام مومنین میں سے ان کے ساتھ ہیں۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ معاہدہ اہل شام اور ان لوگوں پر نافذ ہو گا جو لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں۔ ہم اللہ عزوجل کے حکم اور اس کی کتاب کو قبول کرتے ہیں اور کتاب اللہ کے علاوہ ہمیں کوئی فیصلہ قبول نہ ہو گا اور اللہ عزوجل کی کتاب میں از

اوّل تا آخر جو کچھ بھی موجود ہے اس پر عمل کریں گے جس شئے کے احیاء کا یہ کتاب حکم دیتی ہے اسے رائج کریں گے اور جس شئے کے ختم کرنے کا حکم دیتی ہے اسے ختم کریں گے۔ دونوں حکم یعنی ابوموسیٰ الاشعری عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاص القرشی رضی اللہ عنہما کتاب اللہ میں جو حکم پائیں گے اس پر عمل پیرا ہوں گے اور اگر اس معاملہ میں کتاب اللہ میں یہ دونوں کوئی حکم نہ پائیں تو اس سنت پر عمل پیرا ہوں گے جو عدل وانصاف پر مبنی ہوگی اور جس پر سب کا اتفاق ہوگا اور کسی کو اس سے اختلاف نہ ہوگا۔

ہر دو حکم علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما اور ان کے لشکروں سے عہد و پیمان لیں گے اور اسی طرح دیگر معتبر لوگوں سے بھی کہ ان دونوں کی جان و مال محفوظ رہیں گے اور جو کچھ یہ دونوں فیصلہ کریں گے اس پر تمام امت ان کی معاون و مددگار ہوگی اور دونوں فریقین کے مسلمانوں پر اللہ کے نام پر یہ عہد لازم ہوگا کہ جو کچھ اس معاہدہ میں تحریر ہے وہ ہمیں قبول ہے اور میں نے ان دونوں حکموں کا فیصلہ تمام مسلمانوں پر لازم کر دیا ہے یہ سب لوگ ہتھیار اتار کر رکھ دیں گے اور سب لوگ مامون ہوں گے۔ جہاں چاہیں وہ جائیں ان کی جان و مال اور اہل وعیال محفوظ رہیں گے موجود و غائب سب لوگ مامون ہوں گے اور عبداللہ بن قیس اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما پر اللہ کا یہ عہد و میثاق ہوگا کہ وہ اس امت کا فیصلہ کر دیں اور انہیں دوبارہ جنگ اور اختلاف میں مبتلا نہ کریں۔ یہ دوسری شئے ہے کہ کوئی ان کا فیصلہ قبول نہ کرے اور اس فیصلہ کی مدت رمضان تک ہوگی اور اگر یہ دونوں حکم اس مدت کو بڑھانا چاہیں تو باہمی رضامندی سے بڑھا سکتے ہیں اگر دونوں حکموں میں سے کسی حکم کا انتقال ہو جائے تو شیعوں کا امیر اس کی جگہ دوسرا حکم مقرر کرے گا اور وہ شخص اہل عدل و انصاف میں سے منتخب کیا جائے گا اور ان دونوں کے فیصلہ کا مقام جس میں فیصلہ کریں گے وہ جگہ ہوگی جو اہل کوفہ اور اہل شام کے درمیان واقع ہے یہ دونوں حکم فیصلہ پر جن لوگوں کی گواہی لینا چاہیں وہ لے سکتے ہیں اور ان کی شہادت وہ اس فیصلہ پر تحریر کریں گے اور یہ گواہ اس فیصلے کی ان لوگوں کے مقابلے میں حمایت کریں گے جو اسے مٹانا چاہے یا اس کی مخالفت کرے۔ اے اللہ! ہم آپ سے اس شخص کے مقابلے میں امداد طلب کرتے ہیں جو اس فیصلہ کو چھوڑ دے''۔

### گواہوں کے دستخط:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے اس معاہدہ پر یہ لوگ گواہ ہوئے' اشعث بن قیس الکندی' عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' سعید بن قیس الہمدانی' ورقاء بن سمی البجلی' عبداللہ بن محل العجلی' حجر بن عدی الکندی' عبداللہ بن الطفیل العامری' عقبۃ بن زیاد الحضرمی' یزید بن جحیۃ التیمی اور مالک بن کعب الہمدانی' معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ان لوگوں نے معاہدہ پر بطور گواہ دستخط کیے۔ ابو الاعور السلمی رضی اللہ عنہ' عمرو بن سفیان' حبیب بن مسلمۃ الفہری رضی اللہ عنہ' مخارق ابن حارث الزبیدی' زمل بن عمرو العذری حمزۃ بن مالک الہمدانی' عبدالرحمٰن بن خالد المخزومی رضی اللہ عنہ۔ سبیع بن یزید الانصاری' علقمۃ ابن یزید الانصاری' عتبۃ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور یزید بن الحر العبسی۔

### اشتر کی معاہدہ سے مخالفت:

ابومخنف نے ابو جناب الکلبی کے ذریعہ عمارۃ بن ربیعۃ الجرمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب یہ معاہدہ تحریر کیا گیا تو اس کی گواہی

کے لیے اشتر کو بھی طلب کیا گیا۔ اس نے کہا خدا کرے یہ دایاں ہاتھ میرے پاس نہ رہے اور نہ میں اس بائیں ہاتھ سے کوئی نفع حاصل کر سکوں۔ اگر میں اس معاہدہ پر دستخط کروں جو صلح کے نام سے تحریر کیا گیا ہے کیا میں اپنے پروردگار کی جانب سے ہدایت پر نہیں ہوں اور میں اپنے دشمن کی گمراہی پر یقین رکھتا ہوں۔

اس پر اشعث بن قیس نے جواب دیا خدا کی قسم! تو نے نہ کوئی کامیابی دیکھی اور نہ کوئی ظلم دیکھا تو ہمارے ساتھ آ ہمیں تجھ سے کوئی دشمنی نہیں' اشتر نے جواب دیا کیوں نہیں۔ خدا کی قسم! میں تجھ سے دنیا میں دنیا کی خاطر اور آخرت میں آخرت کی خاطر نفرت کرتا ہوں اور اللہ عزوجل نے میری اس تلوار کے ذریعہ بہت سے افراد کا خون بہایا ہے اور تو میرے نزدیک ان سے بہتر نہیں اور نہ میں تیرا خون حرام سمجھتا ہوں۔ عمارہ کہتا ہے میں نے اس شخص کو نظر اٹھا کر دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ناک پر کوئلے رکھ دیے گئے ہیں یعنی وہ سیاہ تھی۔ اس شخص سے مراد اشعث ہے۔

## بنی تمیم کا معاہدہ سے اختلاف:

ابو مخنف نے ابو جناب سے نقل کیا ہے۔ اشعث یہ تحریر لے کر لوگوں کو سنانے کے لیے نکلا۔ وہ اسے لوگوں کے سامنے پیش کرتا وہ اسے پڑھتے حتیٰ کہ اشعث یہ تحریر لے کر بنو تمیم کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس میں عروۃ بن ادیہ بھی موجود تھا۔ اور یہ عروہ ابو بلال کا بھائی ہے۔ اشعث نے یہ تحریر انہیں پڑھ کر سنائی تو عروۃ بن ادیہ بولا تو اللہ عزوجل کے احکام میں انسانوں کو حکم بناتے ہو اور اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں۔ پھر وہ تلوار لے کر اشعث کی طرف لپکا اور اشعث کی سواری کی پچھاڑی پر اس نے ہلکے سے وار کیا جس سے سواری بھڑک اٹھی۔ اشعث کے ساتھیوں نے اسے پکارا اور کہا کہ اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دے دو۔ وہ واپس لوٹا۔ اشعث کی قوم اور یمن کے بہت سے لوگ اس پر غضب ناک ہوئے۔ جس پر احنف بن قیس' السعدی معقل بن قیس الریاحی اور مسعر بن فدکی اور بہت سے بنو تمیم نے اس سے اس غلطی کی معذرت طلب کی اشعث نے ان کی معذرت قبول کی اور اس بات سے درگزر کیا۔

## قبیلہ اود سے معاویہ رضی اللہ عنہ کی رشتہ داری:

ابو مخنف نے ابو زید عبداللہ الاودی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ قبیلہ اود کے ایک شخص نے جس کا نام عمرو بن اوس تھا میدان صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حمایت میں جنگ کی معاویہ رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کے بہت سے ساتھیوں کو قید کر لیا جس میں یہ شخص بھی شامل تھا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ ان سب قیدیوں کو قتل کر دو اس پر عمرو بن اوس نے کہا۔ اے معاویہ رضی اللہ عنہ مجھے قتل نہ کرو کیونکہ تم میرے ماموں ہو۔ بنو اود نے اس کی سفارش کی اور کہا اے امیر ہمارے بھائی کو ہمیں دے دیجیے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اسے چھوڑ دو میری عمر کی قسم! اگر یہ سچا ہے تو میں اسے تمہاری سفارش سے مستغنی کر دوں گا اور اگر یہ جھوٹا ہے تو تمہاری سفارش اس کے کام آ جائے گی۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا میں تیرا ماموں کیسے ہوا خدا کی قسم! ہمارے اور بنو اود کے درمیان کوئی رشتہ نہیں عمرو بن اوس نے کہا کہ اگر میں آپ کو رشتہ بتا دوں اور آپ اسے پہچان لیں تو وہ رشتہ کیا میری امان کا باعث ہو گا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کیا آپ ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہیں؟ معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کیوں نہیں (ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں) اس نے کہا میں ان کا (پہلے خاوند سے) بیٹا ہوں اور آپ ان کے بھائی ہیں۔ اس لیے آپ میرے ماموں ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا باپ اللہ کے لیے ہے۔ کیا پورے اس قبیلہ میں

کوئی شخص ایسا نہیں جو اس کے علاوہ اس بات کو جانتا ہو۔ اور اس کے بعد اودبین سے فرمایا: یہ تمہاری سفارش سے مستغنیٰ ہے اس کی راہ چھوڑ دو۔

## قیدیوں کی رہائی:

ابو مخنف نے نمیر بن وعلۃ الہمدانی کے ذریعہ شعبی سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین کی جنگ میں بہت سے لوگوں کو قید کیا تھا اس معاہدہ کے بعد انہوں نے سب رہا کر دیئے۔ یہ سب لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے بہت سے قیدی موجود تھے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ مشورہ دے رہے تھے کہ ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے۔ جب شامیوں کو اس بات کا علم ہوا کہ ان کے قیدی چھوڑ دیئے گئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا اگر میں قیدیوں کے بارے میں تیری بات مان لیتا تو یہ انتہائی برا کام ہوتا کیا تو نہیں دیکھتا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ہمارے قیدی چھوڑ دیئے ہیں اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان قیدیوں کو چھوڑنے کا حکم دیا جو ان کے پاس قید تھے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقریر:

ابو مخنف نے اسماعیل بن یزید اور رحمید بن مسلم کی سند سے جندب بن عبداللہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین کے روز لوگوں سے فرمایا:

> ''تم نے وہ کام کیا ہے جس سے تمہاری قوت ختم ہوگئی۔ تمہارے احسانات ختم ہو گئے تم سست پڑ گئے اور سستی اور ذلت تم نے وراثت میں لے لی ہے۔ جب تم بلند ہو چکے تھے اور تمہارے دشمن مقابلہ سے گھبرا رہے تھے اور ان کا قتل عام ہو رہا تھا اور انہیں زخموں کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی تو ان لوگوں نے قرآن اٹھا لیے اور تمہیں قرآن کے احکام پر چلنے کی اس لیے دعوت دی تا کہ تم ان سے اپنے ہاتھ روک لو اور تمہارے اور ان کے درمیان جنگ بند ہو جائے اور دھوکہ بازوں کی طرح وہ تمہاری گھات میں لگ جائیں اور تمہیں دھوکہ اور فریب میں مبتلا کر دیں انہوں نے جو خواہش کی تھی تم نے اسے پورا کر دکھایا اور تم نے مداہنت اور بزدلی کے علاوہ کسی شئے کو قبول نہ کیا۔ خدا کی قسم! میرا گمان تو تمہارے بارے میں یہ ہے کہ تم آئندہ کبھی ہدایت حاصل نہ کر سکو گے اور نہ تم کوئی یقینی بات حاصل کر سکتے ہو''۔

## فیصلہ کی تاریخ:

ابو جعفر کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جو معاہدہ لکھا گیا وہ بروز چہارشنبہ تیرہ صفر ۳۷ھ میں لکھا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں ماہ رمضان میں دومۃ الجندل میں جمع ہوں گے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے ساتھیوں میں سے چار سو اشخاص ساتھ آئیں گے۔

## علی رضی اللہ عنہ کی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے مشابہت:

مجھ سے عبداللہ بن احمد نے اپنے والد اور سلیمان بن یونس بن یزید کے واسطہ سے زہری سے بیان کیا ہے کہ صفین کے روز جب لوگ باہم اختلاف کرنے لگے تو صعصعۃ بن صوحان نے لوگوں سے کہا۔ اے لوگو سنو اور سمجھو! خدا کی قسم! تم یہ بات جانتے ہو کہ علی رضی اللہ عنہ غالب آئے تو وہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح ثابت ہوں گے اور اگر معاویہ رضی اللہ عنہ غالب آ گئے تو کوئی حق بات کہنے

والا نہ ہوگا۔

زہری کہتے ہیں جب شامیوں نے قرآن اٹھا لیے اور لوگوں کو اس کے احکام پر چلنے کی دعوت دی تو عراقی ڈر گئے۔ اس وقت انہوں نے دو حکم بنائے اہل عراق نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اور اہل شام نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو منتخب کیا۔ جب یہ لوگ حکم بنا دیئے گئے تو دونوں لشکر واپس ہو گئے دونوں نے یہ شرط کی کہ قرآن جس کام کے کرنے کا حکم دے گا اس پر دونوں عمل پیرا ہوں گے اور جس سے منع کرے گا دونوں اس سے رک جائیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری امت یہی طریقہ کار اختیار کرے گی اور یہ دونوں دومۃ الجندل میں جمع ہوں گے اگر وہاں جمع نہ ہو سکے تو آئندہ سال اذرح میں جمع ہو گئے۔

## شیعوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے تو حروریہ مخالف بن گئے اور ان کی جماعت سے خارج ہو گئے۔ یہ سب سے پہلا اختلاف تھا جو (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت میں) ظاہر ہوا۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کا اعلان کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تردید شروع کی اور بولے اللہ عزوجل کے حکم میں انسان کے حکم کا کیا دخل اور کہا اللہ سبحانہٗ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی۔

## حکمین کا اجتماع:

جب دونوں حکم اذرح میں جمع ہوئے تو جو لوگ وہاں فیصلہ سننے کے لیے آئے تھے ان میں مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بھی تھے دونوں حکموں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بلانے کے لیے آدمی روانہ کیے کہ وہ اور بہت سے اشخاص ساتھ لے کر آئیں معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامیوں کو وہاں لے کر پہنچ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل عراق نے آنے سے انکار کر دیا۔

## مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی:

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے اہل الرائے لوگوں سے کہا کیا تم میں سے کوئی شخص یہ بتا سکتا ہے کہ دونوں حکم کسی ایک فیصلہ پر متفق ہوں گے یا نہیں۔ ان لوگوں نے جواب دیا اس طرح کوئی شخص بھی پہلے سے کچھ نہیں بتا سکتا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا خدا کی قسم اگر میں دونوں حکموں کے پاس جا کر واپس آ جاؤں تو میں فیصلہ بتا سکتا ہوں اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ' عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ میں آپ سے جو سوال کروں اس کا جواب دیجیے۔ آپ ہم لوگوں کا جنگ سے جدا رہنا کیسا سمجھتے ہیں کیونکہ اس جنگ کے معاملہ میں جسے تم نے جائز سمجھا ہم مشکوک سمجھتے تھے اور ہمارا خیال یہ تھا کہ ایک دوسرے سے انس ومحبت کا ذریعہ پیدا کیا جائے تاکہ امت ایک بات پر جمع ہو جائے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں تم جیسے علیحدہ رہنے والوں کو نیک لوگوں کا جانشین اور بدکار لوگوں کا امام خیال کرتا ہوں۔ اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور کوئی سوال نہیں کیا۔ پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی سوال کیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میں تم لوگوں کو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ صحیح رائے پر چلنے والا سمجھتا ہوں مسلمانوں کا بقیہ حصہ صحیح معنی میں تم ہی لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد مغیرہ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے اور اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی کوئی دوسرا سوال نہیں کیا۔ پھر مغیرہ رضی اللہ عنہ قریش کے ان سمجھدار لوگوں کے پاس پہنچے جن سے بات کر کے آئے تھے ان سے جا کر کہا

یہ دونوں حکم کبھی ایک بات پر متفق نہیں ہو سکتے۔

## خلیفہ کے انتخاب پر بحث:

جب یہ دونوں حکم جمع ہوئے اور باہم گفتگو شروع ہوئی تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ سب سے اولین فیصلہ اس بات کا ہونا چاہیے کہ باوفا لوگوں کو ان کی وفا کا حق ادا کیا جائے اور غداروں کو ان کی غداری کی سزا ملے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: وہ کیونکر۔

عمرو رضی اللہ عنہ: کیا تم نہیں جانتے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اس عہد کو نبھایا جو انہوں نے لوگوں سے کیا تھا۔

ابوموسی رضی اللہ عنہ: کیوں نہیں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: تو یہ بات تحریر فرمالیجیے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اسے تحریر کرلیا۔

عمرو رضی اللہ عنہ: کیا آپ کسی ایک ایسے شخص کا نام بتا سکتے ہیں جسے اس امت کی خلافت سونپی جائے۔ آپ نام بتایئے اگر میں آپ کی متابعت پر قادر رہوں گا تو ضرور آپ کی متابعت کروں گا ورنہ آپ پر یہ لازم ہوگا کہ میری متابعت کریں۔

ابوموسی رضی اللہ عنہ: میں اس کام کے لیے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا نام لیتا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں شامل تھے جو اس فتنہ سے جدا رہے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: میرے نزدیک معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما بہتر ہیں۔

یہ مجلس زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی اور ہر ایک نے ایک دوسرے کو برا بھلا کہا جب یہ دونوں باہر آئے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا عمرو رضی اللہ عنہ کی مثال ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْ اٰتَيْنَاهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا ﴾

''آپ ان لوگوں کو اس شخص کا واقعہ سنا دیجیے جسے ہم نے اپنے احکام دیئے پھر وہ ان سے ہٹ گیا''۔

جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ خاموش ہوگئے تو عمرو رضی اللہ عنہ بولے اے لوگو! میں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو ایسا پایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ﴾

''جن لوگوں نے تورات کو اٹھایا پھر اس کے اٹھانے کا حق ادا نہ کیا ان کی مثال اس گدھے کی طرح ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو''۔

ان دونوں میں سے ایک نے اپنی مثل کو جو دوسرے کے لیے کہی تھی مختلف شہروں میں لکھ بھیجا۔

## ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خاموشی:

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ شام کے وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

جو اس خلافت کے معاملے میں جو کچھ کہنا چاہتا ہے وہ اپنی رائے پیش کرے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ سے وہ بات کہہ دوں جو لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتے ہیں اور وہ بات یہ تھی ''کہ تیرے باپ سے ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسلام کی خاطر جنگ کی ہے'' لیکن مجھے یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں نے یہ جملہ کہہ دیا تو تمام کا شیرازہ بکھر جائے گا یا اور مزید خون ریزی شروع ہو جائے گی یا پھر مجھے اس پر مجبور کیا جائے گا کہ میں اپنی رائے چھوڑ کر ان کی رائے پر چلوں لیکن اللہ عزوجل نے جو جنت کا وعدہ فرمایا ہے وہ مجھے ان تمام امور سے زیادہ محبوب ہے اس لیے میں نے خاموشی اختیار کی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما جب گھر واپس لوٹے تو ان کے پاس حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے سوال کیا یہ شخص یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ جب بول رہا تھا آپ کو بولنے سے کس شئے نے روک دیا۔ میں نے حبیب رضی اللہ عنہ سے کہا میرا ایسی ایسی بات کہنے کا ارادہ تھا لیکن مجھے ڈر پیدا ہوا کہ اگر میں یہ بات کہوں گا تو تمام لوگوں میں تفریق پیدا ہو جائے گی یا مجھے میری رائے کے خلاف کسی اور فیصلہ پر مجبور کیا جائے گا اور اللہ عزوجل نے ہم سے جو جنت کا وعدہ کیا ہے وہ مجھے اس دنیا سے زیادہ محبوب تھا۔ اس پر حبیب رضی اللہ عنہ نے کہا اس طرح آپ ہر فتنہ سے محفوظ ہو گئے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنے ساتھیوں سے بیزاری:

ابو مخنف نے فضیل بن خدیج الکندی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب معاہدہ لکھا جا چکا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ معاہدہ میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اشتر تو اس پر راضی نہیں۔ اور وہ تو ان لوگوں سے جنگ کے علاوہ اور کوئی صورت مناسب نہیں سمجھتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں بھی اس معاہدہ پر راضی نہ تھا اور نہ میں اسے پسند کرتا ہوں تم ہی لوگ اسے پسند کرتے ہو جب تم لوگوں نے معاہدہ کے علاوہ ہر بات ماننے سے انکار کر دیا تو میں نے بھی اسے قبول کر لیا اور جب میں اسے قبول کر چکا تو قبول کر لینے کے بعد اس بات سے پلٹ جانا مناسب نہیں اور اقرار کے بعد اقرار سے ہٹ جانا کسی صورت میں مناسب نہیں سوائے اس صورت کے کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کی جائے اور اس کتاب سے تجاوز کیا جائے اب تم ان لوگوں سے جنگ کرو جنہوں نے اللہ عزوجل کے حکم کو چھوڑ دیا ہے۔

## اشتر کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے:

تم نے مجھ سے جو یہ بات کہی ہے کہ اشتر نے میرے فیصلہ کو چھوڑ دیا ہے تو میں اسے اس پر ذرا بھی نہیں سکتا کیونکہ وہ ان غداروں میں داخل نہیں کاش! تم میں اس جیسے دو آدمی اور موجود ہوتے کاش! تم میں اس جیسا ایک آدمی موجود ہوتا جس کی میرے دشمنوں کے معاملہ میں وہی رائے ہوتی جو میری رائے تھی۔ اس وقت مجھے تمہارے احسان کی ضرورت نہ رہتی۔ مجھے یہ امید تھی کہ تم میں سے بعض مجھ سے محبت کرنے والے میری رائے پر چلیں گے اور میں نے تمہیں حکم بھی دیا تھا لیکن تم نے میری نافرمانی کی میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ ہوازن کے بھائی نے اس شعر میں ذکر کیا ہے۔

وَ هَلُ اَنَا اِلَّا مِنُ غَزِيَّةٍ اِنُ غَوَتُ غَوَيُتُ وَ اِنُ تُرُشِدُ غَزِيَّةُ اَرُشَدُ

ترجمہ: ''میرا تعلق تو غزیہ سے ہے۔ اگر وہ گمراہ ہوا تو میں بھی گمراہ ہوں اور اگر اس نے ہدایت پائی تو میں بھی ہدایت پر ہوں''۔

اس پر جو جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ باقی رہ گئی تھی اس پر کچھ لوگوں نے عرض کیا۔ امیر المومنینؓ ہم نے تو وہی کام کیا ہے جو آپ نے کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں لیکن تم نے اس وقت ہماری جانب سے جنگ بندی کو کیوں قبول کیا اور جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے تو اسی فیصلہ کی تائید کی جو تم نے کیا تھا اور اس سے میری غرض صرف یہ تھی کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ رب العالمین چاہے تو تمہیں اس سے بچالے۔

## مقتولین کی تدفین:

یہ معاہدہ صفر میں تحریر کیا گیا اور فیصلہ کے لیے ماہ رمضان متعین کیا گیا۔ یعنی آٹھ ماہ بعد یا جب بھی حکمین فیصلہ کریں پھر لوگوں نے اپنے اپنے مقتولوں کو دفن کیا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعور کو حکم دیا کہ لوگوں میں کوچ کا اعلان کر دو۔ اعور نے کوچ کا اعلان کر دیا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفین سے واپسی:

ابومخنف نے عبدالرحمٰن بن جندب کے ذریعہ جندب سے روایت کیا ہے جندب کہتے ہیں کہ جب ہم صفین کے میدان سے واپس ہوئے تو جس راہ سے ہم آئے تھے ہم نے وہ راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی اور فرات کے کنارے کنارے خشکی پر چلتے رہے یہاں تک کہ ہم ہیت پہنچ گئے پھر ہم نے صندوداء کا رخ کیا۔

## صالح بن سلیم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو:

صندوداء کے قریب بنوسعد بن حرام کے انصاری حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لیے آئے اور ان سے اپنے یہاں قیام کی درخواست کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات وہاں گزاری اور صبح کو کوچ کیا ہم بھی ساتھ ساتھ تھے جب ہم نخیلہ پہنچے اور کوفہ کے مکانات نظر آنے لگے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص اپنے گھر کے سائے میں بیٹھا ہے اور اس کے چہرے سے بیماری کے آثار ظاہر ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے ہم بھی ان کے ساتھ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور ہم لوگوں نے اسے سلام کیا اس نے بہت اچھی طرح سلام کا جواب دیا جس سے ہم نے یہ محسوس کیا کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تیرا چہرہ اترا ہوا دیکھتا ہوں اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا کوئی بیماری لاحق ہو گئی ہے۔

اس شخص نے جواب دیا ہاں میں بیمار ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: شاید تو بیماری کو برا سمجھتا ہے۔

شخص مذکورہ: ہاں! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ بیماری مجھے چھوڑ کر کسی اور کو لاحق ہوتی تو اچھا ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کیا تجھے جو بیماری لاحق ہوئی ہے تو کیا تو اس سے ثواب کا امیدوار نہیں۔

شخص مذکور: کیوں نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو تجھے اپنے پروردگار کی رحمت اور اپنے گناہوں کی مغفرت کی بشارت ہو۔ اے اللہ کے بندے! تو کون ہے۔

شخص مذکور: میرا نام صالح بن سلیم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تیرا کون سے خاندان سے تعلق ہے۔

شخص مذکور: جہاں تک میری اصلیت کا تعلق ہے تو میں سلامان طے کی اولاد سے ہوں اور جہاں تک پڑوس اور دعوت کا تعلق ہے تو میں سلیم بن منصور میں داخل ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تو اور تیرے باپ' تجھے دعوت دینے والوں اور جن کے پاس تو نے پناہ حاصل کی ہے ان سب کا نام کتنا بہترین ہے کیا تو ہماری اس جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھا؟

صالح: نہیں۔ خدا کی قسم! میرا ارادہ ضرور تھا۔ لیکن آپ بخار کا اثر دیکھ رہے ہیں کہ اس نے مجھے کیسا نڈھال کر دیا ہے اس لیے میں حاضر نہ ہو سکا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

﴿ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ وَّاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴾

''ضعیفوں' بیماروں اور ان لوگوں پر جو سفر خرچ نہ پائیں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے خیر خواہ ہوں نیک لوگوں پر گرفت کی کوئی وجہ نہیں اور اللہ بہت مغفرت فرمانے والا اور بہت رحیم ہے''۔

## جنگ بندی کے بارے میں لوگوں کی رائے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے سوال کیا اچھا یہ تو بتاؤ کہ لوگ ہمارے اور شامیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

صالح: کچھ لوگ تو اس معاہدہ پر جو آپ کے اور شامیوں کے درمیان ہوا ہے خوش ہیں اور یہ لوگ کینہ پرور ہیں اور کچھ لوگ سرنگوں اور پریشان ہیں اور دراصل یہی لوگ آپ کے خیر خواہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس ہونے لگے اور واپسی کے وقت اس سے فرمایا: تو نے سچی بات کہی اللہ تعالیٰ تیری اس بیماری کو تیرے گناہوں کے جھڑنے کا سبب بنائے اگرچہ مرض میں بالذات کوئی فائدہ نہیں لیکن مرض بندے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اجر زبان سے بولنے اور ہاتھ پاؤں سے عمل کرنے پر موقوف ہے اور اللہ جل شانہ' اپنے بندوں میں سے ایک بڑے عالم کو صرف ان کی صدق نیت اور اخلاص کے باعث جنت میں داخل فرمائے گا۔

## عبداللہ بن ودیعہ رضی اللہ عنہ کی رائے:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ ابھی کچھ دور ہی گئے تھے کہ عبداللہ بن ودیعۃ الانصاری سے ملاقات ہوئی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ان کے قریب آئے اور سلام کیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلنے لگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال فرمایا لوگ ہمارے اس معاہدہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

عبداللہ بن ودیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بہت سے لوگ اس معاہدہ سے خوش ہیں اور بہت سے ناراض ہیں ان کی حالت اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرح ہے:

﴿ وَ لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ﴾

''یہ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے مگر جس پر آپ کے پروردگار کی رحمت ہو''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ اس معاملہ میں سمجھ دار لوگوں کی کیا رائے ہے؟

عبداللہ بن ودیعہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

''سمجھدار لوگ یہ کہتے ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک بڑا لشکر جمع کر کے خود اسے منتشر کر دیا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مضبوط قلعہ تیار کیا تھا لیکن خود اپنے ہاتھوں سے اسے توڑ ڈالا اب ہم یہ دیکھیں گے کہ علی رضی اللہ عنہ اس توڑے ہوئے کو کب اور کیسے بناتے ہیں اور کب اپنی منتشر جماعت کو جمع کرتے ہیں کاش ایسا ہوتا کہ جن لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی تھی علی رضی اللہ عنہ انہیں لے کر علیحدہ ہو جاتے اور نافرمانوں کو نافرمانی کرنے دیتے اور اپنے ان بچے ہوئے ساتھیوں کو لے کر جنگ کرتے حتیٰ کہ یا تو کامیاب ہو جاتے یا خود بھی ختم ہو جاتے تو یہ ایک پختہ بات ہوتی''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اس قلعہ کو میں نے گرایا یا ان لوگوں نے گرایا؟ اس جماعت کو میں نے منتشر کیا یا ان لوگوں نے خود منتشر کیا؟ رہا ان سمجھدار لوگوں کا یہ کہنا کہ جن لوگوں نے میری اطاعت کی تھی میں نے انہیں لے کر جدا ہو جاتا پھر جس کا جی چاہے نافرمانی کرتا۔ اور میں اس وقت تک جنگ کرتا رہتا جب تک یا تو کامیاب نہ ہو جاتا یا قتل نہ ہو جاتا تو یہ ایک پختہ بات ہوتی۔ تو میری نظر میں یہ بات مخفی نہ تھی اور مجھے اپنی زندگی کی کوئی پروا بھی نہیں بلکہ میں تو موت سے بہت خوش ہوں اور میں نے حملہ کا ارادہ بھی کر لیا تھا۔ میں نے ان دونوں کو بھی دیکھا جو بھاگ کر میرے پاس آ گئے تھے یعنی حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ۔ ان دونوں کو بھی دیکھا جو فوراً میرے پاس آ گے بڑھ آئے تھے یعنی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اور محمد بن علی رضی اللہ عنہ۔ میں نے یہ سوچا کہ اگر یہ دونوں یعنی حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ہلاک ہو گئے تو اس امت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ختم ہو جائے گی۔ میں نے یہ برا سمجھا اور مجھے ان دونوں کے ہلاک ہو جانے کا خوف پیدا ہوا یعنی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اور محمد بن علی رضی اللہ عنہ۔ کیوں کہ اگر میرا معاملہ نہ ہوتا تو کبھی یہ آگے نہ بڑھتے خدا کی قسم اگر اب میں دوبارہ ان سے مقابلہ کروں گا تو خوب اچھی طرح مقابلہ کروں گا اور یہ لڑکے میرے ساتھ نہ لشکر میں شریک ہوں گے اور نہ گھر میں انہیں ساتھ رکھوں گا''۔

## خباب رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضری:

پھر ہم آگے بڑھے جب بنو عوف کے علاقہ پر پہنچے تو ہمیں داہنی جانب سات یا آٹھ قبریں نظر آئیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کن لوگوں کی قبریں ہیں قدامۃ بن عجلان الازدی نے عرض کیا امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ کے جانے کے بعد خباب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا اور انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ انہیں کھلے میدان میں دفن کیا جائے ورنہ ہمارے خاندان میں عام طور پر مردے اپنے گھروں اور صحنوں میں دفن کیے جاتے ہیں۔ اس لیے انہیں میدان میں دفن کیا گیا اللہ ان پر رحم کرے پھر لوگوں نے اور دوسرے لوگوں کو بھی ان کے پہلو میں دفن کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اللہ خباب رضی اللہ عنہ پر رحم کرے وہ رغبت وشوق کے ساتھ اسلام لائے اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہجرت کی اور تمام زندگی جہاد میں گزاری اور انہیں اسلام پر مختلف قسم کی جسمانی تکالیف دی

گئیں۔ اور جو شخص اچھے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا اجر ضائع نہیں فرماتا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان قبروں پر تشریف لے گئے اور فرمایا۔ اے وحشت زدہ گھروں اور ویران مقامات کے رہنے والو مومن مردو اور عورتو! اور اے مسلم مردو اور عورتو تم پر سلام ہو تم ہمارے پیش رو اور آگے بڑھنے والے ہو۔ اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں اور کچھ مدت میں تمہارے ساتھ مل جائیں گے۔ اے اللہ ہماری اور ان لوگوں کی مغفرت فرما اور اپنے عفو کے ذریعہ ہماری اور ان کی غلطیوں سے درگزر فرما۔ تمہاری تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے تمہیں اس مٹی سے پیدا کیا اور اسی جگہ تمہیں لوٹایا اور اسی سے تمہیں دوبارہ اٹھائے گا اور اسی مٹی سے تمہارا حشر ہوگا خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جو اپنے اس لوٹنے کے مقام کو یاد رکھے اور حساب کے لیے عمل کرے قوت لا یموت پر قناعت کرے اور اللہ عزوجل سے راضی ہو۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے حتیٰ کہ ثوریین کے محلہ تک پہنچے پھر فرمایا اللہ سے ڈرتے ہوئے ان گھروں میں داخل ہو جاؤ۔

## نوحہ اور ماتم پرستی کی ممانعت:

ابو مخنف نے عبداللہ بن عاصم الفائشی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ثوریین کے محلّہ سے گزرے تو وہاں سے رونے کی آواز آئی دریافت فرمایا یہ کیسی آواز ہے۔ عرض کیا گیا یہ لوگ صفین کے مقتولین پر رو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اس شخص کے لیے جو ان میں سے ثابت قدم رہا اور اس نے یہ جنگ بھی ثواب کی نیت سے کی شہادت کی گواہی دیتا ہوں پھر فائشین کے محلّہ سے گزر ہوا وہاں بھی رونے کی آواز سنی اور یہی جملہ فرمایا اور آگے بڑھ گئے۔ جب شبامیین کے محلے پر پہنچے تو سخت چیخنے چلانے کی آوازیں سنیں آپ وہیں ٹھہر گئے۔ حرب بن شرجیل الشبامی باہر آیا آپ نے فرمایا کیا تم پر تمہاری عورتیں بھی غالب آ گیا کیا اس ماتم سے تم انہیں روک نہیں سکتے' حرب نے عرض کیا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ اگر ایک یا دو تین گھر کے افراد قتل ہوتے تو ہم اس پر صبر کر لیتے لیکن اس قبیلہ کے ایک سو اسی آدمی قتل ہوئے تو اب کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس میں رونا پیٹنا نہ ہو جہاں تک ہم مردوں کا تعلق ہے تو ہم میں سے کوئی شخص نہیں روتا بلکہ ہم تو اس پر خوش ہیں۔ اور کیوں نہ شہادت پر خوش ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تمہارے مقتولین اور مردوں پر رحمت نازل فرمائے اور ان کی مغفرت کرے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ یہاں سے آگے بڑھے تو حرب ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ سوار تھے اور حرب پیدل چل رہا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا تم واپس جاؤ۔ لیکن جب حرب واپس نہ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے اور اسے دوبارہ واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا تجھ جیسے شخص کے لیے یہ مناسب نہیں کہ میرے پیچھے چلے کیونکہ مجھ جیسے شخص کے پیچھے چلنے سے دو نقصان واقع ہوتے ہیں ایک تو والی اور حاکم میں غرور اور تکبر پیدا ہوتا ہے اور دوسرے پیچھے چلنے والے مومن کی ذلت ہوتی ہے۔

## عبدالرحمٰن بن یزید کی رائے:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے تشریف لے چلے اور آگے بڑھ کر ناعطین کے محلے میں پہنچے اس محلّہ کے رہنے والوں کی اکثریت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حامی تھی۔ ان لوگوں میں سے ایک شخص جس کا نام عبدالرحمٰن بن یزید تھا۔ اور جو ناعطین میں سے بنو عبید خاندان سے تعلق رکھتا تھا کہہ رہا تھا۔

خدا کی قسم! علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تو کوئی بھی کام نہ کر سکا جنگ کے لیے گیا اور ہزاروں انسانوں کو ختم کرایا لیکن تب بھی کچھ کیے بغیر واپس آ گیا۔

یہ لوگ یہ تذکرہ کر ہی رہے تھے کہ سامنے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ آتے نظر آئے جب ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو انہیں دیکھ کر دوسری باتوں میں لگ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اس سال شام نہیں دیکھا پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جس قوم کو ہم اپنے پیچھے چھوڑ کر آ رہے ہیں وہ قوم ان لوگوں سے بہتر تھی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے۔

اَخُوكَ الَّذِيْنَ اِنْ اَحْرَضْتُكَ مُلِمَّةً مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَبْرَحْ لِبَثِّكَ وَّ اجِمًا

ترجمہ: ''تیرا بھائی وہ ہے جو تجھے ملامت کر کے زمانے کی جانب سے ہلاکت کا خوف دلائے اور وہ تیری ترقی سے خوش ہو۔

وَ لَيْسَ اَخُوكَ بِالَّذِيْ اِنْ تَشَعَّبَتْ عَلَيْكَ الْاُمُوْرُ ظَلَّ يَلْحَاكَ لَائِمًا

ترجمہ: وہ تیرا بھائی نہیں ہے جو تجھے روکتا ہے اس لیے تو ان کاموں کو لازم پکڑ جس پر تجھے ملامت کرتے ہوں''۔

## شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کی ایک دوسرے سے عداوت:

ابومخنف نے ابوخباب الکلبی کے ذریعہ عمارۃ بن ربیعہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ عمارہ کہتا ہے کہ جب شیعانِ علی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ میدان صفین گئے تھے تو باہم ایک دوسرے کے دوست تھے اور ہر ایک ایک دوسرے سے محبت کرتا تھا اور جب میدان صفین سے لوٹ کر آئے تو یہ سب ایک دوسرے کے دشمن تھے اور ہر ایک ایک ایک دوسرے سے کینہ رکھتا تھا یہ لوگ میدان صفین میں جب تک علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود رہے خوب خوش تھے لیکن جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو یہ سب ایک دوسرے کی راہ روکنے لگے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیتے اور ایک دوسرے کے کوڑے مارتے۔

خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے کہتے اے اللہ! کے دشمن تم نے احکام خداوندی میں مداہنت سے کام لیا اور حکم بنایا۔

دوسرے ان کا جواب یہ دیتے۔ تم نے ہمارے امام کو چھوڑا۔ ہماری جماعت کو منتشر کیا۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ پہنچے تو یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ نہیں آئے بلکہ انہوں نے حروراء میں قیام کیا۔ ان لوگوں میں سے بارہ ہزار حروراء جا کر مقیم ہو گئے اور ان کے منادی نے اعلان کیا آئندہ ہمارا جنگی امیر یعنی کمانڈر انچیف شبث بن ربعی ہو گا اور نماز کا امیر عبداللہ بن کواء الیشکری ہو گا اور جب فتح ہو جائے گی تو خلافت کا کام مشورہ سے طے پائے گا اور بیعت اللہ عزوجل کے لیے ہو گی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہو گی۔

## جعدۃ بن ہبیرہ کی خراسان کو روانگی:

اسی سنہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جعدۃ بن ہبیرہ کو خراسان روانہ کیا۔ علی رضی اللہ عنہ بن محمد نے عبداللہ بن میمون، عمرو بن شجیرہ، جابر بن یزید الجعفی کے ذریعہ شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صفین سے واپسی کے بعد جعدۃ بن ہبیرہ مخزومی کو خراسان

روانہ کیا۔ وہ ابھی ابرشہر پہنچے تھے کہ انہیں معلوم ہوا کہ خراسان کے لوگ دوبارہ کافر ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں نے جعدہ کو خراسان میں داخل نہ ہونے دیا۔ جعدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلید بن قرۃ الیربوعی کو خراسان کی فتح کے لیے روانہ فرمایا خلید نے پہنچ کر نیشاپور کا محاصرہ کر لیا اہل نیشاپور نے مجبوراً صلح کر لی اور اہل مرد نے بھی صلح کر لی وہاں خلید کو بادشاہ کی اولاد میں سے دو لڑکیاں ہاتھ آئیں جنہیں جان کی امان دی گئی۔ خلید نے دونوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور فرمایا تم دونوں نکاح کر لو ان دونوں نے جواب دیا ہم تو آپ کے بیٹوں سے شادی کریں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکار فرما دیا ایک دیہاتی نے عرض کیا اے امیر یہ دونوں باندیاں مجھے دے دی جائیں تا کہ ان کے ذریعے میری عزت بڑھ جائے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ دونوں لڑکیاں اسے دے دیں۔ یہ دونوں لڑکیاں اسی شخص کے پاس رہیں۔ یہ دہقان ان کے لیے دیباج کا فرش بچھاتا اور انھیں سونے کے برتنوں میں کھلاتا (جو شرعاً حرام ہے) پھر موقع پر کر یہ دونوں لڑکیاں خراسان بھاگ گئیں۔

باب ۱۵

# شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدگی

اس سن میں خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو چھوڑ کر جدا ہو گئے انہوں نے اپنے حاکم جداگانہ بنا لیے۔ لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے گفتگو کی تو وہ واپس آ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کوفہ میں قیام کیا۔

بیعتِ ثانیہ:

ابو مخنف نے ابو خباب کے حوالے سے عمارۃ بن ربیعہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے اور خارجیوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تو شیعانِ علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس جمع ہو کر کہا ہم اپنی گردنوں میں آپ کی دوسری بیعت کا طوق ڈالنا چاہتے ہیں اور وہ بیعت یہ ہوگی کہ ہم ہر اس شخص کے دوست ہوں گے جسے آپ دوست رکھیں اور ہر اس شخص کے دشمن ہوں گے جسے آپ دشمن رکھیں۔

اس پر خارجیوں نے کہا تم اور شامی دونوں کفر میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہو بعینہٖ اسی طرح جیسے گھوڑ دوڑ میں دو گھوڑے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شامیوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی بات پر بیعت کی ہے جسے معاویہ رضی اللہ عنہ پسند کریں گے یہ لوگ بھی اسی کو پسند کریں گے اور جسے معاویہ رضی اللہ عنہ برا سمجھیں گے اسے یہ لوگ برا سمجھیں گے اور تم لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ علی رضی اللہ عنہ جسے دوست رکھیں گے تم اس کے دوست ہو گے اور علی رضی اللہ عنہ جسے دشمن رکھیں گے تم اس کے دشمن ہو گے۔

زیاد بن النضر نے جواب دیا خدا کی قسم علی رضی اللہ عنہ نے جب بیعت کے لیے ہاتھ پھیلایا تھا تو ہم نے اللہ عزوجل کی کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے کی بیعت کی تھی لیکن جب تم لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کی تو ان کے ساتھی ان کے پاس آئے اور ان سے عرض کیا ہم ہر اس شخص کے دوست ہیں جو آپ کا دوست ہو اور ہر اس شخص کے دشمن ہیں جو آپ کا دشمن ہو اور واقعتاً ہم اسی طرح ہیں کیونکہ علی رضی اللہ عنہ حق و ہدایت پر ہیں اور جو شخص ان کی مخالفت کرے وہ گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے۔

خارجیوں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا مناظرہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ان خارجیوں کی طرف روانہ کیا اور فرمایا ان کے جواب دینے اور ان سے بحث کرنے میں جلدی نہ کرنا تاوقتیکہ میں تمہارے پاس نہ پہنچ جاؤں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان خارجیوں کے پاس تشریف لے گئے۔ جب یہ ان کے پاس پہنچے تو وہ ان کے پاس آ کر ان سے بحث کرنے لگے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خاموش نہ رہ سکے اور انہوں نے انہیں جواب دینے شروع کیے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم نے جو حکمین پر اعتراض کیا ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے کہ:

﴿ اِنْ یُّرِیْدَآ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰہُ بَیْنَہُمَا ﴾

''اگر یہ دونوں اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو اللہ ان دونوں میں اتفاق فرما دے گا''۔

جب زوجین کے اختلاف میں حکم متعین کیے جا سکتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں اختلاف کی صورت میں حکم کیوں نہ متعین کیے جائیں گے۔

خوارج نے جواب دیا جس چیز کا حکم اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر چھوڑ دیا ہے اور انھیں اس امر کا اختیار دیا ہے کہ وہ اس میں غور کر کے جس شے کو بہتر پائیں اسے اختیار کریں تو اس قسم کے امور کا انسانوں کو اختیار ہے اور یہ اختیار اسی کے حکم کے مطابق ہے اور جن امور میں اللہ تعالیٰ نے خود فیصلہ فرما دیا مثلاً زانی کی حد سو کوڑے معین فرمائے یا چور کے ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا اس قسم کے احکام میں بندوں کو غور و فکر کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

﴿ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ ﴾

''تم میں سے دو عادل اس کا فیصلہ کریں''۔

خوارج نے جواب دیا۔ شکار کے معاملہ میں حکم کرنا یا جو جھگڑا ہو اس میں فیصلہ کرنا' مسلمانوں کے خون کا فیصلہ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا اور تم نے جو یہ آیت دلیل میں پیش کی ہے یہ خود ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کن ہے۔ کیا تمہارے نزدیک ابن العاص رضی اللہ عنہ عادل ہے۔ حالانکہ کل تو وہ ہم سے جنگ کر رہا تھا اور ہمارے خون بہا رہا تھا۔ اگر وہ عادل ہے تو ہم عادل نہیں اس لیے کہ ہم نے اس سے جنگ کی اور تم نے اللہ کے حکم میں لوگوں کو حکم بنایا۔ حالانکہ اللہ عزوجل نے معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کی جماعت کے بارے میں حکم دیا تھا کہ یا تو وہ قتل کیے جائیں یا وہ اپنی بغاوت سے رجوع کریں اور اس سے قبل جب ہم نے انہیں کتاب اللہ کی دعوت دی تھی تو انہوں نے انکار کر دیا تھا اس کے باوجود تم نے اس سے معاہدہ کیا اور جنگ بندی پر فیصلہ کیا حالانکہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں اور اہل حرب کے درمیان جنگ بند کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اس وقت جب کہ سورۃ برأت نازل ہوئی۔ سوائے اس صورت کے کہ یہ لوگ جزیہ کا اقرار کریں۔

## یزید بن قیس کی اصبہان پر ماموری:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن النضر کو اس کام پر مامور فرمایا کہ وہ یہ دیکھ کر بتائیں کہ ان کی جماعت میں کون سا سردار ایسا ہے جو اپنی جماعت کے لحاظ سے سب سے بڑا سمجھا جاتا ہو۔ زیاد بن النضر نے یہ جائزہ لینے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ یزید بن قیس سے زیادہ کسی کے پاس اتنی بڑی جماعت نہیں جتنی اس کے پاس ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور یزید بن قیس کی جماعت میں گئے اور یزید کے خیمے پر پہنچے۔ اندر جانے کے بعد وضو کیا اور اس خیمے میں دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد یزید کو اصبہان اور رے کا حاکم متعین فرمایا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے مناظرہ:

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ یزید کے خیمے سے نکل کر خارجیوں کی طرف تشریف لے گئے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مباحثہ کر رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم انہیں جواب نہ دو۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ کیا میں نے تمہیں منع نہ کیا تھا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود

گفتگو شروع کی اولاً اللہ عزوجل کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: ''اے اللہ! یہ ایسا مقام ہے جس نے آج کے دن میں دخل دیا وہ قیامت کے روز ضرور دخل دہندہ شمار ہوگا اور جس نے اس مسئلہ پر کلام کیا اور اس پر بحث کی تو وہ اندھا اور گمراہ ہوگا۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا۔ تمہارا رہبر کون ہے؟

خارجی: عبداللہ بن الکواء۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تم نے ہم سے بغاوت کیوں کی؟

خارجی: اس لیے کہ تم نے صفین میں تحکیم کو قبول کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں کیا تم یہ نہیں جانتے کہ جب شامیوں نے قرآن اٹھائے تو تم ہی نے یہ کہا تھا کہ ہم اللہ عزوجل کی کتاب کو قبول کرتے ہیں حالانکہ میں نے تم سے یہ کہا تھا۔ میں اس جماعت کو تم سے زیادہ جانتا ہوں یہ لوگ نہ دیندار ہیں اور نہ قرآن پر عمل کرنے والے ہیں یہ بچپن میں بھی برے تھے اور بڑے ہوکر بھی برے رہے تم اپنی حقانیت اور صداقت پر قائم رہو اور ان لوگوں نے جو قرآن اٹھایا ہے وہ مکروفریب اور دھوکہ دہی کے لیے اٹھایا گیا ہے لیکن تم نے میری رائے کو قبول نہ کیا اور تم نے جواب دیا نہیں ہم ان کی بات قبول کرتے ہیں اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم اپنی اس بات کو یاد کرو اور تم نے میری جو نافرمانی کی تھی اسے بھی یاد کرو جب تم نے سوائے معاہدہ کے کسی بات کو قبول نہ کیا۔ میں نے دونوں حکمین پر یہ شرط لگائی کہ جس شئے کا قرآن حکم دے گا وہ اس کا حکم دیں گے اور جس سے قرآن منع کریں گے اس سے رک جائیں گے۔ اب اگر وہ قرآن کے مطابق حکم دیتے ہیں تو ہمارے لیے یہ جائز نہیں کہ ان کے اس فیصلہ کی خلاف ورزی کریں جو قرآن کے مطابق ہو اگر وہ قرآن کی خلاف ورزی کرتے ہیں تو ہم ان کے حکم سے بری ہیں۔

خارجی: آپ یہ بتائیے کہ کیا آپ یہ جائز سمجھتے ہیں کہ خونوں کے معاملہ میں آدمیوں کو حکم بنائیں اور کیا آپ اسے عادل سمجھتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ ہم نے قرآن کو بنایا ہے اور قرآن ایک ایسی تحریر ہے جو دوگتوں کے درمیان لکھی گئی ہے اور قرآن خود کلام نہیں کرسکتا اسے تو آدمی ہی تلاوت کریں گے۔

خارجی: ہمیں یہ بتائیے کہ آپ نے شامیوں سے یہ مدت کس لیے متعین کی ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تاکہ جاہل اس بات کو جان لے اور عالم تحقیق کر سکے اور شاید اللہ تعالیٰ عزوجل اسی ذریعہ سے اس امت کی اصلاح فرمادے۔ اللہ تم پر رحم کرے تم اپنے شہروں میں واپس جاؤ۔

یہ سب کے سب اس جواب پر اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔

ابومخنف کہتا ہے کہ عبدالرحمٰن بن جندب الازدی نے اپنے باپ سے بھی اسی قسم کی گفتگو نقل کی ہے۔

## خارجیوں کی شرائط:

خوارج کا قول یہ ہے کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ کو یہ جواب دیا تھا کہ تو نے سچ کہا تم نے ایسا ہی کیا اور کہا تھا جیسا کہ تو نے ذکر کیا ہے لیکن یہ ہم نے کفر کیا تھا اور اللہ عزوجل سے ہم نے اس کفر سے توبہ کرلی ہے تو جیسے ہم نے توبہ کی ہے تو بھی توبہ کر ہم تیری بیعت

کرتے ہیں ورنہ ہم تیرے مخالف ہیں ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے اس پر بیعت لی اور فرمایا اپنے اپنے گھروں کو جاؤ ہم چھ ماہ تک انتظار کریں گے تا کہ سامان جمع کیا جا سکے اور سواریاں تازہ دم ہو جائیں پھر ہم دشمنوں کے مقابلہ پر جائیں گے ہم ان کا یہ قول ہرگز تسلیم نہیں کرتے کیوں کہ خارجیوں نے جو ارادہ کیا تھا اس میں جھوٹ بولا۔

## فیصلے کے وقت لوگوں کی حاضری:

معن بن یزید بن الاخنس السلمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تا کہ جلد از جلد فیصلہ کرانے پر انہیں آمادہ کریں۔ معن نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنا عہد پورا کیا ہے آپ بھی اپنا عہد پورا کیجیے۔ کہیں یہ بکر وتمیم کے اعرابی آپ کو اس کام سے غافل نہ کر دیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکمین کو فیصلہ کرنے کا حکم دیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے چلے تھے تو یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہر دو حکم چار چار سو آدمی لے کر دومۃ الجندل آئیں گے۔

## حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی ندامت:

واقدی کا کہنا ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں کے ساتھ آئے جنہیں حکمین اپنے ساتھ لائے تھے اور ان کا بیٹا عمران سے اذرح چلنے پر برابر اصرار کرتا رہا لیکن یہاں پہنچ کر وہ اپنی اس آمد پر نادم ہوئے اس لیے انہوں نے بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کے لیے چلے گئے۔

## دومۃ الجندل میں حکمین کا اجتماع:

اسی سال حکمین کا اجتماع ہوا۔

ابو مخنف نے مجالد بن سعید اور شعبی کے واسطہ سے زیاد بن النضر الحارثی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چار سو آدمی روانہ فرما دیئے ان پر شریح بن ہانی الحارثی کو امیر بنایا۔ اور ان کے ساتھ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی بھیجا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی لوگوں کو نماز پڑھاتے اور ان آدمیوں کے کاموں کا انتظام کرتے اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بھی انہی کے ساتھ تھے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ چار سو اشخاص روانہ کیے تھے یہ دونوں جماعتیں اذرح میں دومۃ الجندل کے مقام پر جمع ہوئیں۔

راوی کہتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی قاصد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجتے تو وہ آتا اور واپس چلا جاتا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوتی کہ وہ کیا پیغام لے کر آیا تھا اور کیا پیغام لے کر واپس گیا ہے اور نہ شامی اس سے کوئی سوال کرتے اس کے برعکس جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوئی قاصد ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آتا تو عراقی فوراً ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کرتے کہ امیر المومنین ؓ نے آپ کو کیا تحریر کیا ہے اور اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کچھ چھپاتے تو یہ لوگ ان پر مختلف قسم کی بدگمانیاں کرتے اور کہتے ہمارا خیال ہے کہ انہوں نے ایسا ایسا لکھا ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجبور ہو کر فرمایا کیا تم ذرا سی بھی عقل نہیں رکھتے۔ کیا تم معاویہ رضی اللہ عنہ کے قاصد کو نہیں دیکھتے کہ وہ پیغام لے کر آتا ہے اور اس پیغام کی کسی کو خبر تک نہیں ہوتی اور یہاں سے پیغام لے کر واپس جاتا ہے اور کسی کو علم نہیں ہوتا کہ یہ کیا پیغام لے کر گیا ہے اور نہ اس پر شامی چیختے چلاتے ہیں اور نہ زبان سے کوئی لفظ نکالتے ہیں اور ایک تم ہو کہ ہر وقت نئی نئی بدگمانیاں کرتے ہو۔

## صحابہ کی آمد:

راوی کہتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن زبیرؓ عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام المخزومیؓ عبدالرحمن بن عبدیغوث الزہریؓ ابوجہم بن حذیفۃ العدوی اور مغیرۃ بن شعبۃ الثقفی رضی اللہ عنہم اجمعین بھی آئے تھے۔

## حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا خلافت سے انکار:

عمر بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو بنی سلیم کی وادی میں ایک چشمہ پر قیام پذیر تھے اور ان سے کہا اے میرے باپ صفین میں جو کچھ گزرا ہے اس کی اطلاع آپ کو مل چکی ہوگی لوگوں نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا ہے اور وہاں ان کے ساتھ قریش کی ایک جماعت بھی آئی ہے آپ بھی چلئے کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مجلس شوریٰ کے ایک رکن ہیں اور آپ نے کسی ایسے فعل میں حصہ نہیں لیا جسے امت برا سمجھے آپ ضرور چلیے کیونکہ آپ خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں ہرگز نہیں جاؤں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہوگا اس فتنہ کے وقت سب سے بہتر وہ شخص ہوگا جو لوگوں سے چھپ کر اللہ کی عبادت میں مشغول رہے گا۔ خدا کی قسم! میں تو کبھی اس جیسے کام میں شریک ہونے کے لیے تیار نہیں''۔

## حکمین کے سوالات و جوابات:

جب دونوں حکم ایک دوسرے سے ملے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: ہاں میں اس کی گواہی دیتا ہوں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد عثمان رضی اللہ عنہ کی وارث ہیں۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: کیوں نہیں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: تو اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴾

''اور جو شخص مظلوم قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے ولی کو قصاص کی قدرت دی ہے اسے چاہیے کہ وہ قتل میں زیادتی نہ کرے کیونکہ اس کی مدد کی جاتی ہے''۔

تو اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آخر اس شئے سے کیا مانع ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنا دیا جائے کیونکہ معاویہ، عثمان رضی اللہ عنہ کے وارث اور قریش خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ آپ کو علم ہے اگر آپ کو یہ خوف ہے کہ لوگ یہ کہیں گے کہ آپ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو کیسے خلیفہ بنا دیا حالانکہ انہیں تو اسلام میں سبقت حاصل نہیں تو آپ یہ دلیل پیش کر سکتے ہیں کہ معاویہ عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم کے وارث تھے اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ وہ سیاست و تدبر میں علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ ماہر اور زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں اور خود بھی حضورؐ کی صحبت میں رہے ہیں اس لیے وہ بھی صحابہؓ میں داخل ہیں۔ پھر عمرو رضی اللہ عنہ نے انہیں حکومت پیش کی اور

کہا اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ! اگر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بن گئے تو وہ آپ کی وہ عزت کریں گے جو کسی خلیفہ نے نہ کی ہوگی۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: اے عمرو رضی اللہ عنہ اللہ عزوجل سے ڈر تو نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی شرافت بیان کی ہے تو وہ اس قسم کی شرافت نہیں جس کے باعث اسے خلافت سونپ دی جائے اور اگر اس شرافت کی بنا پر خلافت مل جایا کرتی تو اس خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ابرہۃ بن الصباح ہوتا۔ یہ خلافت تو اہل دین اور اہل فضل کا حق ہے اس لحاظ سے میں اگر کسی کو خلیفہ بناتا تو اس شخص کو خلافت دیتا جو قریش میں سب سے افضل ہے یعنی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ تمہارا یہ کہنا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ خون عثمان رضی اللہ عنہ کے وارث ہیں تو تم معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنادو لیکن میں یہ نہیں کرسکتا کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنادوں۔ اور مہاجرین اولین کو چھوڑ دوں۔ رہا تم نے جو حکومت کی پیش کش کی ہے خدا کی قسم اگر معاویہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنی تمام حکومت بھی دے دے گا تب بھی میں اس حکومت کا حاکم نہ بنوں گا۔ میں اللہ عزوجل کے احکام پر رشوت نہیں لیتا۔ ہاں اگر تو چاہے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا نام زندہ کردے۔

## خلافت کے لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما کا نام:

ابومخنف نے ابوخباب الکلبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم اگر میرے بس میں ہوتا تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام زندہ کردیتا۔

اس پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تم ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیعت کرنا چاہتے ہو تو میرے بیٹے میں کیا کمی ہے حالانکہ آپ اس کے فضل وصلاح کے منکر نہیں ہوسکتے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا واقعتاً تیرا بیٹا ایک سچا آدمی ہے لیکن تو نے اسے فتنہ میں مبتلا کردیا۔

## ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت سے بیزاری:

ابومخنف نے محمد بن اسحاق کے ذریعہ نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی اس بات پر جواب دیا کہ اس کام کے لیے ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو داڑھیں رکھتا ہو کہ اچھی طرح کھا سکے اور چبا سکے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما میں تو غفلت پائی جاتی ہے۔

اس پر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا ذرا سمجھو اور ہوشیاری سے کام لو۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا نہیں، خدا کی قسم! میں تو خلافت پر کبھی رشوت نہ دوں گا اور اس کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا عرب کی جب تلواریں ٹوٹ چکیں اور نیزے بیکار ہوچکے تو اے عمرو رضی اللہ عنہ انہوں نے تجھ پر بھروسہ کیا اب تو انہیں دوبارہ فتنہ میں مبتلا نہ کرنا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نصیحت:

ابومخنف نے نضر بن صالح العبسی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں غزوۂ سجستان میں شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھا۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ان کے ذریعہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو چند باتیں کہلوا کر بھیجی تھیں۔ فرمایا تھا اے شریح رضی اللہ عنہ! جب تو عمرو رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرے تو اس سے کہنا کہ علی رضی اللہ عنہ نے تجھ سے کہا ہے کہ اللہ عزوجل کے نزدیک لوگوں میں سب سے افضل وہ شخص ہوگا جسے حق پر عمل کرنا زیادہ محبوب ہوگا خواہ اس کے عمل میں کچھ نقص اور کمی ہو اور تمام مخلوق میں اللہ سے بعید ترین وہ شخص ہوگا جسے باطل پر عمل کرنا زیادہ محبوب ہوگا خواہ پھر وہ حق پر کتنی کثرت سے عمل کیوں نہ کرے خدا کی قسم! تو یہ خوب جانتا ہے کہ حق کس جانب

ہے تو آپ جان بوجھ کر جاہل نہ بن اگر تجھے حق چھوڑنے کے لیے کچھ تھوڑی سی طمع دلائی گئی ہے تو یاد رکھ تو اس کے ذریعہ اللہ اور اس کے دوستوں کا دشمن بن جائے گا اور اس وقت خدا کی قسم! تجھے جو دولتِ ایمان دی گئی ہے وہ تجھ سے زائل ہو جائے گی تجھ پر افسوس تو خائن کی جانب سے جھگڑا نہ کر اور نہ ظالموں کا مددگار بن میں وہ دن جانتا ہوں جس روز تجھے اس پر ندامت ہوگی اور وہ تیری وفات کا دن ہوگا تو اس روز اس کی تمنا کرے گا کہ تو نے کسی مسلمان سے عداوت نہ برتی ہوتی اور نہ کسی فیصلے پر رشوت لی ہوتی۔

شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول عمرو رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے چہرہ کا رنگ تبدیل ہو گیا پھر عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا میں کیسے علی رضی اللہ عنہ کا مشورہ قبول کروں یا اس کا کام پورا کروں اور کیسے اس کی رائے پر چلوں۔

شریح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا اے نابغہ کے بیٹے تو کیسے اپنے مالک اور اپنے سردار کا مشورہ قبول نہیں کرتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب کے سردار ہیں اور تو ان کی رائے کیسے قبول نہیں کرتا جب کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جو تجھ سے بہتر تھے ان سے مشورہ کرتے اور ان کی رائے پر عمل کرتے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا مجھ جیسا شخص تجھ جیسے شخص سے بات نہیں کر سکتا۔ میں نے جواب دیا تو کون سے باپ دادا کی وجہ سے نفرت کرتا ہے کیا اپنے خسیس باپ کی وجہ سے یا اپنی ماں نابغہ کی وجہ سے۔ شریح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر عمرو رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور میں بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

## ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

ابو مخنف نے ابوخباب الکلبی سے نقل کیا ہے کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ دومۃ الجندل میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ملے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو پہلے اپنا فیصلہ سنانے پر مجبور کیا اور کہا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں اس لیے آپ پہلے اعلان کریں تو میں بھی اعلان کروں عمرو رضی اللہ عنہ ہر معاملہ میں اسی طرح ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو آگے کر دیا کرتے تھے اور اسی طرح ہر معاملہ میں انہیں کہہ دیا کرتے تھے اور چاہتے یہ تھے کہ ان سے علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ختم کرنے کا اعلان کرا دیں۔

راوی کہتا ہے کہ ان دونوں نے علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کے معاملہ پر غور کیا اور کسی بات پر ان کا اتفاق نہ ہو سکا عمرو رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا پھر عمرو رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا لیکن ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے بھی انکار کر دیا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیعت پر آمادہ کرنا چاہا لیکن اس سے عمرو رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔

اس کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا پھر آخر آپ کی کیا رائے ہے۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ: میری رائے تو یہ ہے کہ ہم ان دونوں شخصوں کو معزول کر دیں اور اس خلافت کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دیں اور مسلمان اپنے لیے جسے پسند کریں اسے خلیفہ بنا لیں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: صحیح رائے تو وہی ہے جو آپ نے دی ہے۔

اس کے بعد یہ دونوں شخص لوگوں کے پاس آئے۔ تمام لوگ جمع تھے۔ عمرو رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ انہیں بتا دیجیے کہ ہم ایک رائے پر متفق ومتحد ہو چکے ہیں۔

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا میں اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک رائے پر متفق ہو چکے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اللہ عزوجل

اس رائے کے ذریعہ اس امت کی اصلاح فرمادے گا۔

عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سچ بولتے اور نیک بات کر رہے ہیں اے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آگے بڑھو اور لوگوں کو بتادو۔

## عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے:

جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اعلان کرنے کے لیے آگے بڑھے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ پر افسوس خدا کی قسم! مجھے یقین ہے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ کو دھوکہ دیا اگر آپ دونوں ایک امر پر متفق ہیں تو اعلان کے لیے عمرو رضی اللہ عنہ کو آگے کیجیے تا کہ وہ پہلے اس کا اعلان کرے پھر بعد میں تم اعلان کرنا کیونکہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ایک دھوکہ باز شخص ہے اور مجھے یہ یقین نہیں کہ جو آپ کا اور اس کا فیصلہ ہوا ہے اس پر وہ راضی بھی ہوا گر آپ پہلے لوگوں میں کھڑے ہو کر اعلان کر دیں گے تو وہ آپ کی مخالفت کرے گا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نہایت سادہ آدمی تھے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جواب دیا نہیں ہم دونوں ایک فیصلہ پر متفق ہو چکے ہیں۔

## ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا اعلان:

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا۔ انہوں نے اللہ عزوجل کی حمد وثنا کی پھر فرمایا: اے لوگو ہم نے اس امت کی خلافت کے معاملہ پر غور کیا تو ہم نے اس خلافت کے معاملہ میں اس سے بہتر کوئی صورت نہیں دیکھی جس پر میرا اور عمرو رضی اللہ عنہ کا اتفاق ہوا ہے وہ یہ کہ علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو معزول کر دیں اور اس خلافت کو امت پر چھوڑ دیں وہ جسے پسند کریں اپنا خلیفہ منتخب کر لیں اس لیے میں نے علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں کو معزول کیا تم اس کام میں خود غور کر لو اور جسے تم اس خلافت کا اہل سمجھو اسے یہ خلافت سونپ دو یہ کہہ کر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے۔

## عمرو بن العاص کی دھوکہ دہی:

اس کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی جگہ کھڑے ہو کر پہلے اللہ عزوجل کی حمد وثنا کی اور اس کے بعد کہا اس نے جو کچھ کہا ہے وہ تم نے سن لیا اس نے اپنے ساتھی کو معزول کر دیا ہے میں بھی اسے معزول کرتا ہوں جسے اس نے معزول کیا لیکن میں اپنے ساتھی معاویہ رضی اللہ عنہ کو برقرار رکھتا ہوں کیونکہ وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے وارث اور ان کے قصاص کے طلب گار ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ اس مقام کے حق دار ہیں۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمرو رضی اللہ عنہ تجھے کیا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ تجھے نیک کام کی توفیق دے تو نے غداری کی اور دھوکہ دیا تیری مثال ایسی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ﴾

''اس کی مثال کتے کی طرح ہے کہ اگر اسے کچھ ڈالو تب بھی زبان نکالے رہتا ہے اور اگر چھوڑ دو تب بھی زبان نکالے رہتا ہے''۔

اس پر عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ کسی گدھے پر کتابیں لدی ہوں۔

یہ دیکھ کر شریح رضی اللہ عنہ بن ہانی نے عمرو رضی اللہ عنہ پر کوڑے سے حملہ کیا اور اس کے کوڑے مارے۔ عمرو رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے اس جواب میں شریح رضی اللہ عنہ کو کوڑے مارے۔ فیصلہ کے بعد لوگ کھڑے ہو گئے اور ان میں مزید اختلاف پیدا ہو گیا۔

شریح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو کوڑوں سے مارنے پر اتنی ندامت ہے کہ آج تک میں کسی بات پر اتنا نادم نہ ہوا تھا اور ندامت یہ ہے کہ کیوں نہ میں نے اسے تلوار سے مارا پھر زمانہ میں جو کچھ ہوتا سو ہوتا۔

اس فیصلے کے بعد شامیوں نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا لیکن وہ اسی وقت سوار ہو کر مکہ چلے گئے تھے۔

## ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا اعتراف:

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی رائے کا برا کرے میں نے انہیں ڈرایا بھی تھا اور مشورہ بھی دیا تھا لیکن تب بھی انہیں عقل نہ آئی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک فاسق کی دھوکہ دہی سے خبردار کیا تھا لیکن میں نے اس پر اطمینان کیا اور یہ خیال کیا کہ یہ شخص امت کی بھلائی پر کسی شئے کو ترجیح نہ دے گا۔

فیصلہ کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ اور شامی معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس چلے گئے اور ان لوگوں نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپ دی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور شریح رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس چلے گئے۔

## فریقین کی ایک دوسرے پر لعنت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاعدہ تھا کہ جب نماز صبح پڑھتے تو اس میں قنوت پڑھتے اور فرماتے اے اللہ معاویہ، عمرو بن العاص، ابوالاعور السلمی، حبیب بن مسلمہ، عبدالرحمٰن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہم پر لعنت نازل فرما۔ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی تو انہوں نے بھی قنوت شروع کر دی اور قنوت میں علی، ابن عباس، اشتر، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم پر لعنت بھیجتے۔ واقدی کا قول ہے کہ حکمین کا اجتماع شعبان ۳۸ھ میں ہوا۔

باب ۱۶

# حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خوارج



## خارجیوں کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گناہ:

ابو مخنف نے ابو المغفل کے ذریعہ عون بن ابی جحیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو فیصلے کے لیے روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو خارجیوں کے دو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ایک زرعۃ بن البرج الطائی اور دوسرا حرقوص بن زہیر السعدی۔ یہ دونوں شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور بولے:

﴿ لَا حُكْمَ اِلَّا لِلّٰهِ ﴾

''اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں''۔

اس کے بعد حرقوص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تو اپنے گناہ سے توبہ کر اپنے فیصلے سے رجوع کر اور ہمیں اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں لے کر چل ہم ان سے اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک خدا کے پاس نہ پہنچ جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ میرا ارادہ تو یہی تھا لیکن تم نے میری نافرمانی کی اس لیے میں نے ان سے معاہدہ کر لیا اور اس میں مختلف شرائط لگائیں اور اس معاہدہ پر ہم ان سے عہد کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴾

''اور جب بھی تم اللہ سے عہد کرو تو اسے پورا کرو اور قسموں کو مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم نے اپنے اوپر اللہ کا ذمہ لیا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے افعال کو خوب جانتا ہے''۔

اس پر حرقوص نے کہا یہ جنگ بندی کا معاہدہ ایک گناہ تھا۔ اس لیے آپ کو اس گناہ سے توبہ کرنی چاہیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ گناہ نہیں بلکہ یہ رائے اور عقل کی کوتاہی ہے اور میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ جو کچھ اس کا انجام ہوگا۔ اور میں نے تمہیں اس سے منع بھی کیا تھا۔

اس پر زرعۃ بن البرج الطائی نے کہا خدا کی قسم! اے علی رضی اللہ عنہ اگر تو اللہ عزوجل کی کتاب میں لوگوں کے فیصلہ کو ترک نہ کرے گا تو میں تجھ سے جنگ کروں گا اور میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قتال کروں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا برا ہو تو کتنا بد بخت ہے میری طبیعت یہ چاہتی ہے کہ میں تجھے قتل کر کے چھوڑوں اور ہوائیں تجھے الٹ پلٹ کرتی رہیں۔

اس نے جواب دیا میں تو یہی چاہتا ہوں کاش ایسا ہوتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو حق پر ہوتا تو موت کے وقت اور دنیا سے جدا ہوتے وقت بھی حق پر ہوتا تم لوگوں کو شیطان نے پاگل بنا

دیا ہے تم اللہ عزوجل سے ڈرو کیونکہ جس بات پر تم جنگ کرنا چاہتے ہو اس میں تمہارے لیے کوئی دنیاوی بھلائی نہیں ہے اس گفتگو کے بعد یہ دونوں شخص لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کا نعرہ لگاتے ہوئے چلے گئے۔

## لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کی غلط تاویل:

ابومخنف نے عبدالملک بن ابی حرۃ الحنفی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے نکلے ابھی وہ خطبہ دے رہے تھے کہ مسجد کے مختلف گوشوں سے حکمیوں نے لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ کا نعرہ لگایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر یہ ایک حق کلمہ ہے لیکن اس سے باطل مراد لیا جا رہا ہے اگر یہ خاموش رہیں تو ہم بھی ان سے درگزر کریں گے اگر یہ کچھ بولیں گے تو ہم بھی ان سے بحث کریں گے اور اگر یہ ہم سے بغاوت کریں گے تو ہم ان سے جنگ کریں گے۔

## خارجیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنگ کی دھمکی:

اس پر یزید بن عاصم المحاربی کھڑا ہوا اور بولا تمام تعریفیں اس کے لیے ہیں جو ہمارا رب ہے اور جسے چھوڑا نہیں جا سکتا اور اس سے بے پروائی کی جا سکتی ہے اے اللہ! ہم آپ سے ہمارے دین میں کمزور پیدا کرنے سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ دین میں کمزوری اللہ عزوجل کے حکم میں مداہنت ہے اور ایسی ذلت ہے جو اپنے فاعل کو اللہ عزوجل کی نافرمانی تک پہنچا دیتی ہے اے علی رضی اللہ عنہ کیا تو ہمیں قتل سے ڈراتا ہے خدا کی قسم! اے علی رضی اللہ عنہ میری آرزو تو یہ ہے کہ میں اس بات پر تم لوگوں کو خوب ماروں اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کی جائے اور نہ کسی قسم کا درگزر کیا جائے پھر تم خوب اچھی طرح یہ جان لو گے کہ کون دوزخ میں جانے کا زیادہ مستحق ہے اس کے بعد یہ شخص اور اس کے تین بھائی مسجد سے نکل کر چلے گئے اور نہر پر جا کر خوارج سے مل گئے اس کے بعد ان میں سے ایک شخص نخیلہ میں مارا گیا۔

## خارجیوں کی فتنہ انگیزی:

ابومخنف نے اجلح بن عبداللہ اور سلمۃ بن کہیل کی سند سے کثیر بن بہز الحزمی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک روز خطبہ دینے کھڑے ہوئے مسجد کے ایک گوشے سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہِ (اللہ کے علاوہ کسی کے لیے حکم نہیں) فوراً دوسری جانب سے دوسرے شخص نے بھی کھڑے ہو کر یہی جملہ کہا اور اس کے بعد پے در پے بہت سے آدمی یہی نعرہ لگاتے ہوئے کھڑے ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر! یہ ایک حق کلمہ ہے جس کے ذریعہ باطل کو تلاش کیا جا رہا ہے جب تک تم لوگ ہمارے ساتھ ہو میری جانب سے تمہارے لیے تین فیصلے ہیں اول ہم تمہیں اس وقت تک مسجد میں آنے سے نہ روکیں گے جب تک تم مسجد میں اللہ کا ذکر کرتے رہو گے۔ اور جب تک تم ہمارا ساتھ دیتے رہو گے تو مال غنیمت بھی تم سے نہ روکا جائے گا' اور جب تک تم ہم سے جنگ کی ابتداء نہ کرو گے ہم جنگ نہ کریں گے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس مقام پر خطبہ چھوڑا تھا اسی جگہ سے خطبہ شروع فرمایا۔

## حکیم البکائی کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

ابومخنف نے قاسم بن الولید سے نقل کیا ہے کہ حکیم بن عبدالرحمٰن بن سعید البکائی خارجیوں کا ہم خیال تھا ایک روز وہ حضرت

علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہا:

﴿ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ﴾

''آپ کی جانب اور آپ سے قبل تمام انبیاء کی جانب یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تو شریک کرے گا تو تیرے اعمال بیکار ہو جائیں گے نقصان اٹھانے والوں میں داخل ہوگا''۔

(اس کا مقصد یہ تھا کہ یہ تحکیم شرک ہے اس لحاظ سے تم نے شرک کا ارتکاب کیا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

﴿ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ﴾

''آپ صبر کیجیے! یقیناً اللہ کا وعدہ حق ہے اور یقین نہ رکھنے والوں کی وجہ سے آپ سست نہ پڑ جائیں''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفر سے توبہ:

ابو کریب نے ابن ادریس' اسماعیل بن سمیع الحنفی کی سند سے ابو رزین سے نقل کیا ہے کہ جب واقعہ تحکیم پیش آیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے تو یہ مخالفین بھی ساتھ ساتھ تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی نہر پر پہنچے تو یہ مخالفین وہیں نہر پر رک گئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی تو کوفہ تشریف لے گئے ان مخالفین نے حروراء جا کر قیام کیا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سمجھانے کے لیے بھیجا لیکن وہ ناکام واپس آئے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس خود تشریف لے گئے اور ان سے گفتگو فرمائی حتیٰ کہ آپس میں دونوں میں رضامندی ہوگئی یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ آئے۔

اس کے بعد ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آ کر دریافت کیا یہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے کفر سے توبہ کر لی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز کے وقت خطبہ دیا اور اس خطبہ میں جو ان خارجیوں سے معاملہ پیش آیا تھا بیان کیا اور ان پر غلط گوئی کا الزام لگایا یہ لوگ مسجد کے مختلف گوشوں سے یہ کہتے ہوئے لا حکم الا للہ کھڑے ہو گئے اور ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا جو اپنے کانوں میں انگلیاں دیئے ہوئے تھا بولا:

﴿ وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَ اِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ ﴾

''آپ کی جانب اور آپ سے پہلے انبیاء کی جانب یہ وحی کی گئی ہے کہ اگر تو شریک کرے گا تو تیرے اعمال بیکار ہو جائیں گے نقصان اٹھانے والوں میں داخل ہوگا''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

﴿ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَاللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ﴾

''تو تو صبر کر یقیناً اللہ کا وعدہ حق ہے اور یقین نہ کرنے والوں کا طرز عمل تجھے سست نہ بنا دے''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کے لیے اعلان:

ابو کریب نے ابن ادریس کے ذریعہ لیث بن ابی سلیم کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ اپنے ساتھیوں سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے منبر پر اپنے ہاتھوں کو پلٹ کر فرمایا اللہ عز وجل کے حکم کا تمہارے بارے میں دوبارا انتظار کیا جائے گا۔ میری جانب سے تین فیصلے ہیں ایک تو ہم تمہیں اس مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکیں گے دوئم جب تک جنگ میں ہمارے ساتھ ساتھ شریک رہو گے تمہارا غنیمت کا حصہ تم سے نہ روکیں گے ثالثاً جب تک تم ہم سے جنگ نہ کرو گے ہم تم سے جنگ نہ کریں گے۔

## عبداللہ بن وہب خارجی کی تقریر:

ابومخنف نے عبدالملک بن ابی حرہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو فیصلے کے لیے بھیجنے کا ارادہ کیا تھا تو خارجی باہم ایک دوسرے سے ملے اور عبداللہ بن وہب الراسبی رضی اللہ عنہ کے گھر میں جمع ہوئے عبداللہ بن وہب نے اولاً ان کے سامنے خدا کی حمد وثنا کی اور اس کے بعد کہا خدا کی قسم! اس قوم کے لیے جو رحمان پر ایمان رکھتی ہو اور قرآن کے حکم کی جانب راجع ہو یہ دنیا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ جو قوم دنیا کی رضا کی طلب گار ہو اور اس پر اپنی جان قربان کرتی ہو اس کے لیے بربادی ہے۔ ان لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور حق بات پر دنیا کو ترجیح دی ہے خواہ کسی کے احسان کے باعث یا کسی کے نقصان پہنچانے کے باعث' حالانکہ اس دنیا میں احسانات اور نقصانات کا قیامت کے روز اجر یہ ہے کہ اللہ عز وجل کی رضا حاصل ہوتی اور ہمیشہ کی جنت ملتی ہے تم اپنے بھائیوں کو لے کر اس ظالم بستی سے نکل جاؤ پھر یا تو پہاڑیوں کی چوٹی پر چلے جاؤ یا اور کسی شہر کی طرف چلے جاؤ اور اس گمراہ کن بدعت کے منکر رہو۔

## حرقوص بن زہیر کی تقریر:

اس کے بعد حرقوص بن زہیر نے کھڑے ہو کر کہا سا دنیا کی متاع بہت تھوڑی ہے لیکن اس سے جدائی دشوار ہے تمہیں اس کی زینت وخوبصورتی اپنی جانب مائل نہ کر لے اور تمہیں حق کی طالب اور ظلم کو ختم کرنے سے نہ روک دے کیونکہ اللہ تعالیٰ متقین اور نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔

اس پر حمزۃ بن سنان الاسدی نے کہا اے قوم! رائے تو وہی ہے جو تمہارے سامنے ہے۔ تم اپنے میں سے کسی شخص کو اپنا امیر بنا لو کیونکہ یہ ضروری ہے کہ تمہارا ایک امیر اور ایک مرکز ہو اور تمہارا اپنا جھنڈا ہو جس کے نیچے تم جمع ہو سکو۔ ان لوگوں نے زید بن حصین الطائی کو امیر بنانا چاہا اس نے انکار کر دیا پھر لوگوں نے حرقوص بن زہیر کو مجبور کیا اس نے بھی انکار کر دیا۔ اسی طرح حمزۃ بن سنان اور شریح بن اوفی العبسی نے بھی امارت سے انکار کر دیا۔

## عبداللہ بن وہب خارجی کی بیعت:

اس کے بعد ان لوگوں نے عبداللہ بن وہب الراسبی کو امارت پیش کی۔ اس نے کہا ہاں میں اسے قبول کرنے کے لیے تیار ہوں خدا کی قسم! یہ امارت دنیا کی خاطر قبول نہیں کر رہا ہوں اور نہ موت سے گھبرا کر اسے چھوڑوں گا۔ الغرض دس شوال کو ان لوگوں نے راسبی سے بیعت کر لی اس عبداللہ راسبی کا لقب ذوالثفنات تھا اس کے معنی ہیں گھٹنوں والا اور یہ لقب اس کا اس لیے تھا کہ طویل طویل سجدے کرنے سے اس کے گھٹنے سیاہ پڑ گئے تھے۔

اس کے بعد یہ لوگ شریح بن اوفی العبسی کے گھر جمع ہوئے ابن وہب نے ان لوگوں سے کہا کوئی شہر ایسا بتاؤ جہاں ہم جمع ہو کر اللہ کے حکم کو نافذ کر سکیں کیونکہ تم اہل حق ہو۔ شریح رضی اللہ عنہ نے رائے دی کیوں نہ ہم مدائن چلیں اور وہاں چل کر قبضہ کر لیں اور وہاں کے باشندوں کو وہاں سے نکال دیں اور پھر بصرہ سے اپنے بھائیوں کو اطلاع دے کر بلا لیں۔

اس پر زید بن حصین الطائی نے کہا اگر تم مجتمع طور پر یہاں سے نکلے تو تمہارا پیچھا کیا جائے گا اس لیے ایک ایک کر کے اور چھپ کر جانا چاہیے۔ اسی طرح مدائن میں ایسے لوگ موجود ہیں جو تمہاری راہ روکیں گے بلکہ تم نہروان کے پل پر جا کر ٹھہر جاؤ اور اپنے بصرہ کے بھائیوں سے خط و کتابت کرو اس رائے پر سب نے اتفاق کیا اور کہا صحیح رائے یہی ہے۔

## خارجیوں کا مذہبی ڈھونگ:

عبداللہ بن وہب نے بصرہ کے خارجیوں کو خط تحریر کیا جس میں انہیں اپنے اجتماع سے مطلع کیا اور انہیں اپنے ساتھ شمولیت کی دعوت دی اور یہ خط ان کے پاس روانہ کیا انہوں نے جواب دیا کہ عنقریب وہ بھی ان کے ساتھ آ کر مل جائیں گے۔ انہوں نے جب کوچ کا ارادہ کیا تو تمام رات عبادت میں مشغول رہے اور یہ جمعہ کی شب تھی انہوں نے جمعہ بھی عبادت میں گزارا۔ اور ہفتہ کے روز انہوں نے کوچ کیا شریح بن اوفی العبسی نے کوفہ چھوڑتے وقت کلام اللہ کی یہ آیت تلاوت کی:

﴿ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴾

''وہ اس جگہ سے ڈرتے ہوئے اور پناہ لیتے ہوئے نکلے اور فرمایا اے میرے پروردگار مجھے ظالم قوم سے نجات دے جب وہ مدین کی جانب متوجہ ہوئے تو کہا امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھے راستہ پر چلائے گا''۔

## حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ:

ان لوگوں کے ساتھ طرفہ بن عدیؓ بن حاتم الطائی بھی شامل ہو کر چلا گیا۔ اس کے والد حضرت عدی رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں گئے لیکن وہ انہیں نہ ملا عدی رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں مدائن تک گئے جب واپس ہوئے تو ساباط کے مقام پر عبداللہ بن وہب الراسبی بیس سواروں کے ساتھ ملا۔ اس نے ان کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اسے عمرو بن مالک النبہانی اور بشیر بن زید البولانی نے روک دیا۔

## سعد بن مسعود کی خارجیوں سے جنگ:

عدی رضی اللہ عنہ نے یہاں سے نکل کر سعد بن مسعود کے پاس جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مدائن کا عامل تھا پیغام بھیجا اور اسے ان خارجیوں سے ڈرایا اس نے ڈر کر شہر کے دروازے بند کر دیئے اور خود کچھ سوار لے کر ان کی تلاش میں نکلا اور اپنی جگہ اپنے بھتیجے مختار بن ابی عبید کو متعین کیا عبداللہ بن وہب کو اس کی خبر ہوگئی اس نے راہ بدل کر بغداد کا رخ کیا۔ لیکن مقام کرخ پر سعد بن مسعود نے پانچ سو سواروں کے ساتھ اسے جا لیا۔ عبداللہ بن وہب نے تیس سواروں کے ساتھ کچھ دیر اس کا مقابلہ کیا لیکن اس کی جماعت کے کچھ لوگوں نے اسے جنگ سے منع کیا۔ ادھر سعد بن مسعود کے ساتھیوں نے سعد سے کہا تمہارا ان لوگوں سے جنگ سے کیا واسطہ۔ اس لیے کہ ان سے جنگ کرنے کا تمہیں کوئی حکم نہیں ملا تو ان کی راہ چھوڑ دے تاکہ یہ چلے جائیں اور یہ تمام حالات امیر المومنین کو تحریر

کر اگر وہ پیچھا کرنے کا حکم دیں تو ان کا پیچھا کر اور اگر تیرے علاوہ کسی اور شخص کو اس کام کے لیے معین کریں تو اس میں تیری عافیت ہے سعد نے ان کی اس بات سے انکار کر دیا۔

## خارجیوں کا نہروان میں اجتماع:

جب رات کی خوب تاریکی چھا گئی تو عبداللہ بن وہب نے جوخی کی طرف سے دریائے دجلہ کو عبور کیا اور نہروان پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے مل گیا وہ اس کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اگر عبداللہ ہلاک ہو گیا تو ہم زید بن حصین یا حرقوص بن زہیر کو امیر بنالیں گے۔

کوفہ کی ایک جماعت بھی خارجیوں کا ساتھ دینے کے لیے کوفہ سے نکلی لیکن انھیں ان کے رشتہ دار زبردستی کوفہ لے آئے ان لوگوں میں قعقاع بن قیس الطائی جو طرماح بن حکیم کا چچا تھا اور عبداللہ بن حکیم بن عبدالرحمٰن البکائی بھی شامل تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ سالم بن ربیعۃ العبسی بھی خارجیوں کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اسے اس کام سے روکا جس پر اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔

## ربیعۃ بن ابی شداد کا انجام:

جب خارجی کوفہ سے نکل گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بقیہ ساتھیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ بیعت کی اور کہا ہم اس شرط پر بیعت کرتے ہیں کہ جسے آپ دوست رکھیں گے ہم بھی اسے دوست رکھیں گے اور جسے آپ دشمن رکھیں گے ہم بھی اسے دشمن رکھیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی شرط لگائی جب یہ بیعت ہو رہی تھی تو ربیعۃ بن ابی شداد الخثعمی بھی بیعت کے لیے آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا۔ آ مجھ سے کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ کی پیروی پر بیعت کر۔ اس نے جواب دیا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی سنت پر بھی بیعت لیجیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے کیا تو اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتا کہ اگر ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے کوئی ایسا کام کیا ہو جو کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ سے ثابت نہ ہو تو اس صورت میں وہ ہرگز حق پر نہ تھے (اور اگر ان دونوں نے کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ پر عمل کیا تو ان کا عمل کتاب اللہ اور سنت رسولؐ اللہ سے خارج نہیں) اس پر ربیعہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ربیعہ کو غور سے دیکھا اور فرمایا خدا کی قسم! مجھے تو یہ نظر آ رہا ہے کہ عنقریب تو ان خارجیوں کے ساتھ مل جائے گا اور قتل ہو گا اور میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ تجھے گھوڑے اپنے کھروں سے روندیں گے۔ ربیعہ نہروان کی جنگ میں بصرہ کے خارجیوں کے ساتھ قتل ہوا۔

## بصرہ کے خارجیوں کا فرار:

بصرہ میں جو خارجی تھے وہ سب یکجا ہوئے ان کی تعداد تقریباً پانچ سو تھی انہوں نے مسعر بن فدکی التمیمی کو اپنا امیر بنایا۔ ان کے اس اجتماع و فرار کا جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم ہوا تو انہوں نے ابوالاسود الدولی کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ حتیٰ کہ ابوالاسود نے بڑے پل پر ان کو جالیا یہ دونوں اسی پل پر ٹھہر گئے جب رات ہوئی اور خوب تاریکی چھا گئی تو مسعر تاریکی میں اپنے ساتھیوں کو لے کر چلا اور خاموشی سے نکل کر نہر پر عبداللہ بن وہب بن راسبی کے پاس پہنچ گیا اس وقت اس کے مقدمۃ الجیش پر اشرس بن عوف الشیبانی متعین تھا۔

## شامیوں سے مقابلہ کی تیاریاں:

واقعہ تحکیم کے بعد جب خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ شامیوں کے خوف سے بھاگ کر مکہ چلے گئے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ واپس چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے انہیں خطبہ دیا اور فرمایا:

''اگرچہ زمانہ بڑے بڑے مصائب اور نئے نئے حادثات لے کر آیا ہے لیکن ہر صورت میں تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یاد رکھو نافرمانی حسرت کا باعث ہوتی ہے اور بعد میں ندامت کا سبب بنتی ہے میں نے ان دونوں ثالثوں اور اس کے فیصلے کے معاملے میں بہت سوچ کر تمہیں اپنی رائے سے مطلع کر دیا تھا کاش قصیر کی رائے مان لی جاتی۔ لیکن تم نے میری رائے قبول کرنے سے انکار کر دیا اب میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ ہوازن کے ایک بھائی نے کہا تھا۔

اَمَرْتُهُمْ اَمْرِىْ بِمُنْعَرِجِ اللِّوٰى فَلَمْ يَسْتَبِيْنُوا الرُّشْدَ اِلَّا ضُحَى الْغَدِ

ترجمہ: ''میں نے منعرج اللویٰ کے مقام پر انہیں اپنی رائے سے متنبہ کر دیا تھا لیکن انہیں تو دن چڑھنے کے بعد عقل آئی''۔

خبردار! تم لوگوں نے جن حکمین کا انتخاب کیا تھا ان دونوں نے قرآن کے حکم کو پس پشت ڈال دیا اور قرآن نے جن امور کو ختم کیا تھا انہوں نے انہیں دوبارہ زندہ کیا' اور دونوں نے اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر صرف اپنی خواہشات کی پیروی کی انہوں نے کسی دلیل اور گذشتہ سنت کے بغیر فیصلہ کیا۔ پھر اس فیصلہ میں دونوں مختلف رہے اور کوئی صحیح فیصلہ نہ کر سکے تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں میں سے نیک لوگ ان دونوں کے فیصلے سے بری الذمہ ہیں اس لیے تم تیار ہو جاؤ اور شام چلنے کی تیاری کرو اور دوشنبہ کے روز تم سب لشکر میں پہنچ جاؤ۔ ان شاء اللہ''۔

اس خطبہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اتر آئے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں کے نام خط:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک خط خارجیوں کے نام لکھ کر نہروان روانہ کیا۔ اس خط میں تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے زید بن حصین' عبداللہ بن وہب اور ان لوگوں کے نام ہے جو ان دونوں کے ساتھ شریک ہیں۔ ان دونوں حکمین نے جن کے فیصلہ کو ہم نے قبول کیا تھا کتاب اللہ کی مخالفت کی اور ہدایت خداوندی کے بغیر فیصلہ کر کے اپنی خواہشات کی پیروی کی نہ تو ان دونوں نے سنت پر عمل کیا اور نہ حکم قرآنی کو نافذ کیا اس لیے اللہ اور اس کا رسول اور مومنین ان دونوں کے فیصلے سے بری الذمہ ہیں جب تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو اسے قبول کرو کیونکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمنوں پر حملے کے لیے کوچ کر رہے ہیں اور اب ہمارا وہی فیصلہ ہے جو پہلے تھا۔ والسلام''۔

## خارجیوں کا جواب:

خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جواب میں لکھا:

''اما بعد! تم نے جو جنگ کی ہے وہ رضائے خداوندی کے لیے نہ تھی بلکہ اپنی ذات کے لیے تھی اگر تم اس کا اقرار کرو کہ تم نے کفر کیا اور اس اقرار کے بعد اپنے کفر سے توبہ کرو تو پھر ہم اپنے اور تمہارے معاملات پر غور کر سکتے ہیں ورنہ ہم تم سے برابر مقابلہ کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا''۔

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا خط پڑھا تو ان کی حمایت سے مایوس ہو کر یہ رائے قائم کی تھی کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور لشکر لے کر شامیوں کے مقابلہ پر جایا جائے اور ان سے جنگ کی جائے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ جنگ:

ابو مخنف نے معلیٰ بن کلیب الہمدی کے ذریعہ حجر بن نوف ابو الوداک الہمدانی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ خارجیوں سے مایوس ہو گئے تو اہل کوفہ کو ساتھ لے کر نخیلہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اولاً اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا:

''جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کیا اور دین میں مداہنت سے کام لیا وہ شخص ہلاکت کے گڑھے پر کھڑا ہے یہ دوسری بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمت نازل فرمائے اور گڑھے میں گرنے سے محفوظ رکھے تو تم لوگ اللہ سے ڈرو اور جنہوں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اور اللہ کے نور یعنی دین کو بجھانے کا ارادہ کیا ہے ان سے جنگ کرو۔ خطا کاروں' گمراہوں' مجرموں اور ان لوگوں سے قتال کرو جو نہ قرآن پڑھتے ہیں۔ نہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں نہ تاویل کے عالم ہیں اور نہ اس کام کے اہل ہیں اس لیے کہ انھیں اسلام میں سبقت حاصل نہیں' خدا کی قسم! اگر یہ لوگ تم پر خلیفہ اور والی بن گئے تو یہ لوگ کسریٰ اور ہرقل کے طریقہ کار پر چلیں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کرو اور اپنے ان مغربی دشمنوں کے مقابلہ کی تیاری کرو ہم نے تمہارے بصرہ کے بھائیوں کو بھی طلبی کے لیے تحریر کیا ہے عنقریب وہ بھی تمہارے پاس آ جائیں گے جب وہ آ جائیں تو تم سب ہمارے گرد جمع ہو جاؤ۔ اور اللہ کے علاوہ کسی میں کوئی طاقت وقوت نہیں''۔

## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نام خط:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایک خط تحریر فرمایا اور وہ خط عتبۃ بن اخنس بن قیس کے ہاتھ روانہ کیا عتبہ قبیلہ بنو سعد بن بکر سے تھا اس خط میں تحریر فرمایا:

''اما بعد! ہم اپنی چھاؤنی نخیلہ پہنچ چکے ہیں اور ہمارا مقصد اپنے مغربی دشمنوں سے جنگ کرنا ہے۔ میرا قاصد پہنچتے ہی لوگوں کو جنگ کے لیے تیار کرو اور میرا خط ملتے ہی فوراً کوچ کے لیے تیار ہو جاؤ''۔ والسلام

## حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تقریر:

جب یہ خط حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچا تو انہوں نے یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ احنف بن قیس کے ساتھ جنگ کے لیے روانہ ہو جائیں ان کے اس حکم پر احنف کے ساتھ چلنے کے لیے صرف ڈیڑھ ہزار آدمی جمع ہوئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس لشکر کو بہت کم سمجھا اور لوگوں میں تقریر فرمائی اولاً اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا:

''اے اہل بصرہ میرے پاس امیر المومنین کا حکم آیا کہ تمہیں جنگ پر جانے کا حکم دوں میں نے احنف بن قیس کے ساتھ تمہیں جانے کا حکم دیا لیکن اس حکم پر صرف ڈیڑھ ہزار آدمی احنف کے ساتھ گئے حالانکہ بچوں' غلاموں اور موالی کے

علاوہ تمہاری تعداد ساٹھ ہزار ہے خبردار تم فوراً جاریہ بن قدامۃ السعدی کے ساتھ احنف کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ اور کوئی شخص جنگ سے گریز کی کوشش نہ کرے میں بھی ان لوگوں کے ساتھ جو میرے ساتھ چلنا چاہیں گے جلد ہی وہاں پہنچوں گا جو ان کی تحریر سے اختلاف رکھتا ہو یا اپنے امام کا نافرمان ہو میں نے ابوالاسود الدؤلی کو تم لوگوں کے جمع کرنے کا حکم دیا ہے اب کوئی شخص اپنے علاوہ کسی دوسرے کو ملامت نہ کرے''۔

## اہل بصرہ کا جنگ سے گریز:

جاریہ رضی اللہ عنہ نے شہر سے نکل کر لشکر گاہ میں قیام کیا اور ابوالاسود نے لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا اس طرح جاریہ رضی اللہ عنہ کے پاس سترہ سو آدمی جمع ہوئے جاریہ رضی اللہ عنہ انہیں لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف نخیلہ چلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بصرہ کے لشکر کے انتظار میں نخیلہ میں قیام پذیر تھے حتیٰ کہ یہ دونوں لشکر نخیلہ پہنچ گئے ان کی کل تعداد تین ہزار دو سو تھی۔

## ترغیب جنگ:

جب اہل بصرہ نخیلہ پہنچ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کے تمام سرداروں' رؤساء اور قبائل کے تمام سرداروں کو جمع فرمایا اور اس کے بعد اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا:

''اے اہل کوفہ تم میرے بھائی' میرے مددگار' حق پر میرے معین اور میرے ان دشمنوں کے مقابلہ میں جو تم سے جنگ آزما ہیں میرے ساتھی ہو۔ میں پیچھے رہنے والوں کو سزا دوں گا۔ مجھے آنے والوں سے پوری اطاعت کی امید ہے میں نے اہل بصرہ کے پاس آدمی بھیجا تاکہ وہ تمہاری مدد کے لیے آئیں مگر وہاں سے صرف تین ہزار دو سو آدمی آئے تم ان لوگوں کو نصیحت کر کے جو کینہ پروری سے پاک ہوں میری مدد کرو اور انھیں ساتھ چلنے پر آمادہ کرو ہم صفین جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو تم لوگ اپنے آدمیوں کو جمع کرو۔ میرا سوال یہ ہے کہ تم میں سے ہر وہ شخص جو کسی قبیلے کا رئیس ہو اپنے اہل قبیلہ کو تحریر کرے کہ جتنے بھی جنگ جو افراد ہوں جو جنگ کے قابل ہوں یا ایسے لڑکے ہوں جو جنگ کے قابل ہوں انہیں اور اپنے غلاموں اور موالی کو لے کر ہمارے پاس پہنچ جائیں''۔

اس پر سعد بن قیس الہمدانی نے کھڑے ہو کر کہا: اے امیر المومنین! ہم آپ کا حکم سننے اور اطاعت کے لیے تیار ہیں اور ہر قسم کی دوستی اور ساتھ دینے کے لیے آمادہ ہیں میں سب سے پہلے آپ کی خواہش کو پورا کروں گا۔ سعد کے بعد معقل بن قیس الریاحی نے بھی کھڑے ہو کر یہی عرض کیا پھر عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' زیاد بن نصفہ' حجر بن عدی اور مختلف قبائل کے شرفاء اور سرداروں نے کھڑے ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہر قسم کی امداد کا یقین دلایا۔

## کوفی لشکر کی تعداد:

اس تحریک پر ان رؤسا نے اپنے اپنے قبیلہ والوں کو خطوط تحریر کیے کہ وہ اپنی اولاد اپنے غلاموں اور موالیوں کو لے کر فوراً حاضر ہوں اور کوئی شخص بھی ان میں سے پیچھے نہ رہے۔ یہ سب لوگ حاضر خدمت ہوئے ان میں چالیس ہزار جنگ جو تھے۔ سترہ ہزار وہ لڑکے تھے جو جنگ کے قابل ہو چکے تھے اور آٹھ ہزار غلام اور موالی تھے ان سب نے آ کر عرض کیا۔ امیر المومنینؓ ہمارے پاس جتنے بھی جنگ کے قابل افراد تھے ایسی طرح جتنے لڑکے بالغ ہو چکے تھے' اور جنگ کی قوت رکھتے تھے ہم ان میں سے ہر اس شخص کو لے

کر حاضر ہوئے ہیں جس میں ذرا بھی جنگ کی قوت تھی ہم نے سب لوگوں کو اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا اب گھروں پر صرف کمزور لوگ باقی رہ گئے ہیں اور انہیں بھی ہم نے اپنے اہل وعیال اور دیگر کاموں کی دیکھ بھال کے لیے چھوڑا ہے۔

اس طرح عرب کوفیوں کی تعداد ستاون ہزار تھی اور ان کے غلاموں اور موالیوں کی تعداد آٹھ ہزار اور کل اہل کوفہ کا لشکر پینسٹھ ہزار تھا اور بصرہ کے تین ہزار دوسو افراد تھے اس طرح یہ تمام لشکر اڑسٹھ ہزار افراد پر مشتمل تھا۔

## سعد بن مسعود کو لشکر بھیجنے کا حکم:

ابو مخنف نے ابوالصلت التیمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سعد بن مسعود ثقفی کو جو مدائن کے عامل تھے تحریر کیا۔

امابعد! میں تمہارے پاس زیاد بن خصفہ کو روانہ کر رہا ہوں تم ان کے ساتھ اہل کوفہ کے جنگ جو لوگ فوراً روانہ کرو اور اس میں کچھ تاخیر نہ کرو۔ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

## شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے جنگ کا مشورہ:

راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چاہیے کہ وہ ہمیں اولاً حرور یہ کے مقابلہ پر لے کر چلیں جب ہم ان کی جنگ سے فراغت حاصل کر لیں تو ان بدعہدوں کے مقابلہ پر جانا چاہیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع فرمایا پھر خدا کی حمد وثنا کی اور فرمایا:

''میں نے تمہارا یہ قول سنا ہے کہ تم کہتے ہو کہ امیر المومنین کو چاہیے کہ اولاً ہمیں اس خارجی جماعت کے مقابلہ پر لے کر چلیں تاکہ پہلے ہم ان سے نمٹ لیں ان سے فراغت کے بعد ان بدعہدوں کے مقابلہ پر جانا چاہیے لیکن میرے نزدیک ان خارجیوں سے زیادہ یہ بدعہد لوگ ہیں۔ اس لیے تم خارجیوں کا خیال چھوڑ کر اس قوم کے مقابلہ پر چلو جو تم سے اس لیے جنگ کر رہی ہے تاکہ وہ جابر بادشاہ بن جائیں اور اللہ کے بندوں کو ذلیل وخوار کریں''۔

## شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کا عہد جنگ:

اس تقریر کا اثر یہ ہوا کہ ہر طرف سے لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین آپ جہاں چاہیں ہمیں لے چلیں۔ راوی کہتا ہے صیفی بن فسیل شیبانی نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے امیر المومنین! ہم آپ کی جماعت میں داخل ہیں اور آپ کے مددگار ہیں ہم ہر اس شخص کے دشمن ہیں جس سے آپ دشمنی رکھتے ہوں اور ہر اس شخص کے پیروکار ہیں جو آپ کی اطاعت پر آمادہ ہو آپ ہمیں دشمنوں کے مقابلہ پر لے کر چلیے خواہ وہ دشمن کی کمی نہ پائیں گے اور نہ آپ متبعین میں کسی قسم کی کمزوری دیکھیں گے۔

اس کے بعد محرز بن شہاب التیمی کھڑا ہوا جو بنو سعد سے تھا اس نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ کے شیعہ آپ کی حمایت اور آپ کے دشمن کے مقابلہ پر باہم یک دل ہیں آپ کو اس نصرت کی بشارت ہو آپ جس فریق کے مقابلہ پر ہمیں لے کر چلنا چاہیں چلیں کیونکہ آپ کے شیعہ آپ کی اطاعت اور آپ کے دشمنوں سے جنگ کرنے میں ثواب کی امید رکھتے ہیں اور آپ کی رسوائی اور آپ کے ساتھ جنگ سے گریز کرنے میں ہمیں سخت عذاب کا خوف ہے۔

## عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کی شہادت:

یعقوب نے اسماعیل ایوب اور حمید بن ہلال کی سند سے بنو عبدالقیس کے ایک شخص سے نقل کیا ہے۔ یہ شخص اولاً خارجی تھا پھر

بعد میں ان سے الگ ہو گیا تھا۔ یہ شخص کہتا ہے کہ خارجی ایک بستی میں گھس گئے انہیں دیکھ کر حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے گھبرائے ہوئے باہر نکلے ان کی چادر گھبراہٹ میں زمین پر گھسٹتی جا رہی تھی ان خارجیوں نے ان سے کہا آپ کسی قسم کا خوف نہ کیجیے حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! تم نے مجھے ڈرا دیا تھا ان خارجیوں نے ان سے سوال کیا کیا تم صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ ہو انہوں نے جواب دیا ہاں! انہوں نے سوال کیا کیا تم نے اپنے والد سے یہ حدیث سنی ہے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور فرمایا۔ اس فتنہ کے وقت بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا اس فتنہ میں کسی قسم کی کوشش کرنے والے سے' اس کے بعد آپ نے فرمایا اگر تم لوگ وہ فتنہ پاؤ تو اے عبداللہ رضی اللہ عنہ تو مقتول ہونا منظور کر لینا۔ ایوب راوی کہتے ہیں یہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا اے عبداللہ رضی اللہ عنہ قاتل بننا گوارا نہ کرنا' یہ حدیث سن کر عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں میں نے یہ حدیث سنی ہے یہ سن کر ایک خارجی نے دوسروں سے کہا اسے نہروان کے کنارے لے جاؤ اور اس کی گردن مار دو الغرض انہیں شہید کر دیا گیا ان کا خون نہر میں جوتے کے تسمہ کی صورت میں ایک دھار کی شکل میں بہہ رہا تھا ان لوگوں نے ان کی باندی کا پیٹ چاک کیا اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اسے نکال پھینکا۔

## حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ سے سوالات و جوابات:

ابو مخنف نے عطاء عجلان کے حوالے سے حمید بن ہلال سے نقل کیا ہے کہ جو خارجی بصرہ سے چلے تھے جب وہ نہر کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک جماعت آگے بڑھ گئی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص ایک عورت کو گدھے پر لیے جا رہا ہے یہ لوگ اس کے پاس پہنچے اسے للکارا اور ڈانٹ ڈپٹ کی اور اسے خوف زدہ کیا پھر اس سے سوال کیا تو کون ہے۔ اس شخص نے جواب دیا میں عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔ یہ کہہ کر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زمین پر سے اپنے کپڑے اٹھا لیے جو گھبراہٹ میں گر گئے تھے۔

خارجیوں نے سوال کیا کیا تم ہم سے ڈر گئے تھے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: ہاں!

خارجی: آپ ڈریئے نہیں آپ ہم سے وہ حدیث بیان کیجیے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہے۔ اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شاید اللہ تعالیٰ اس حدیث کے ذریعہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: مجھ سے میرے والد نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جس میں انسانوں کے قلوب ایسے ہی مردہ ہو جائیں گے جیسا کہ اس فتنہ میں انسانوں کے اجسام ختم ہو جائیں گے ایک شخص شام کے وقت مومن ہو لیکن اس فتنہ کی وجہ سے صبح کو کافر بن جائے گا اور اگر وہ اس فتنہ میں صبح کو مومن ہے تو شام کو کافر ہو جائے گا۔

خارجی: ہم تم سے یہی حدیث معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان دونوں حضرات کی تعریف کی۔

خارجی: اچھا عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی اور آخری دور کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: وہ شروع دور میں بھی حق پر تھے اور آخری دور میں بھی حق پر تھے۔

خارجی: اچھا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ تحکیم سے قبل وہ کیسے تھے اور تحکیم کے بعد ان کے دین کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہو۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ: وہ اللہ کو تم سے زیادہ جانتے' تم سے زیادہ دین میں پرہیزگار اور تم سے زیادہ بصیرت کے مالک ہیں۔

خارجی: تو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور مشہور لوگوں کے ناموں کو دیکھ کر ان سے محبت کرتا ہے ان کے افعال کو نہیں دیکھتا۔ خدا کی قسم! ہم تجھے اس بری طرح قتل کریں گے کہ آج تک کسی کو قتل نہ کیا ہوگا۔ پھر ان خارجیوں نے انہیں پکڑ کر باندھا اور انہیں اور ان کی عورت کو جس کے عنقریب بچہ ہونے والا تھا پکڑ کر لے گئے۔

## مذہبی ڈھونگ:

چلتے چلتے یہ ایک پھلدار درخت کے نیچے جا کر ٹھہرے۔ اوپر درخت سے ایک کھجور ٹوٹ کر گری ایک خارجی نے اسے اٹھا کر منہ میں ڈال لیا دوسرے نے اعتراض کیا کہ بلا اجازت اور قیمت ادا کیے بغیر کیسے کھا رہے ہو۔ اس خارجی نے وہ کھجور منہ سے تھوک دی پھر اس غلطی کی سزا میں تلوار سے اپنا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

## خنزیر کو قتل کرنا فساد میں داخل ہے:

یہ جماعت آگے بڑھی تو ایک ذمی کا سور پھرتا ہوا نظر آیا کسی نے اسے اپنی تلوار سے قتل کر دیا اس پر بقیہ خارجیوں نے کہا یہ زمین میں فساد ہے یہ سن کر وہ خارجی اس ذمی کے پاس گیا اور اسے راضی کیا اور اپنی غلطی کی معافی مانگی۔

عبداللہ بن خباب رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کا یہ مذہبی ڈھونگ دیکھا تو فرمایا جو کچھ میں اپنی آنکھوں سے تمہارے حالات دیکھ رہا ہوں اگر واقعتاً تم دین میں ایسے ہی سچے اور پختہ ہو تو تم سے مجھے بھی کوئی تکلیف نہ پہنچنی چاہیے اور خصوصاً اس حالت میں جب کہ تم مجھے امان دے چکے ہو کیونکہ تم نے ابھی کہا تھا کہ تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں میں ایک مسلم ہوں میں نے اسلام میں کوئی بدعت بھی ایجاد نہیں کی۔

اس پر ان خارجیوں نے انہیں پکڑ کر زمین پر لٹایا اور انہیں ذبح کر دیا۔ ان کا خون پانی میں بہہ رہا تھا اس کے بعد ان کی عورت کو پکڑا۔ وہ عورت بولی کہ میں تو ایک عورت ہوں کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ان لوگوں نے اس کا پیٹ چاک کر ڈالا اس کے بعد انہوں نے بنو طے کی تین عورتوں کو قتل کیا اور ام سنان الصیداویہ کو بھی قتل کیا۔

## خارجیوں کے مقابلہ کی تیاریاں:

جب حضرت عبداللہ بن خباب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کی خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے حامیوں کو پہنچی اور دیگر وہ حالات بھی ان تک پہنچے جو یہ خارجی فتنہ و فساد پھیلا رہے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حارث بن مرۃ العبدی کو یہ حالات معلوم کرنے کے لیے روانہ کیا انہیں جو حالات معلوم ہوئے وہ انہوں نے مکمل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحریر کر دیئے اور ان میں سے کوئی بات نہ چھپائی۔ پھر حارث نہر کی طرف گئے تا کہ خارجیوں سے اس کا سوال کریں خارجیوں نے جب انہیں دیکھا تو انہیں پکڑ کر فوراً قتل کر دیا۔ یہ اطلاع بھی حضرت

علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو پہنچ گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی ان کے پاس جمع ہوئے اور بولے اے امیر المومنین کیا ایسے لوگوں کو آپ ہمارے اہل وعیال اور ہمارے مالوں پر پیچھے چھوڑ کر شامیوں کی طرف جانا چاہتے ہیں کہ بعد میں یہ لوگ خوب غارت گری کر سکیں بہتر یہ ہے کہ اولاً آپ ہمیں اس جماعت کے مقابلہ پر لے کر چلئے جب ہم ان سے فارغ ہو لیں تو ہمیں ہمارے شامی دشمنوں کے مقابلے پر لے جایئے اشعث بن قیس نے بھی کھڑے ہو کر ان لوگوں کی رائے کی تائید کی حالانکہ عام لوگوں کا خیال یہ تھا کہ اشعث بھی خارجیوں کا ہمنوا ہے اس لیے کہ صفین کے روز اس نے کہا تھا ان شامیوں نے ہم سے بہت انصاف کی بات کی ہے کہ یہ ہمیں کتاب اللہ پر چلنے کی دعوت دے رہے لیکن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کے مقابلے کے لیے روانگی کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ اشعث خارجیوں کا ہم خیال نہیں۔

الغرض خارجیوں کے مقابلہ پر اتفاق رائے ہو گیا اور کوچ کا اعلان ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ لشکر لے کر نکلے اور دریا کے پل کو عبور کیا اور پل پر دو رکعت نماز ادا فرمائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے چل کر دیر عبدالرحمٰن میں پہلی منزل کی پھر دوسری منزل دیر ابی موسیٰ میں کی پھر قریہ شاہی پر پھر دباپر اور اس کے بعد فرات کے کنارے۔

## نجومی کی مخالفت:

راہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک نجومی سے ملاقات ہوئی اس نے بتایا کہ اس وقت تمہارا کوچ بہت بہتر ہے لیکن اگر تم فلاں وقت سفر کرو گے تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو سخت نقصان پہنچے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نجومی کی مخالفت کی اور اس وقت کوچ کیا جس وقت کے لیے اس نے منع کیا تھا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ نہروان سے فارغ ہو چکے تو اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا اگر ہم اس ساعت میں چلتے جس ساعت کے لیے نجومی نے کہا تھا تو جاہل اور لاعلم لوگ یہی کہتے کہ علی رضی اللہ عنہ نے چونکہ اس وقت کوچ کیا تھا جس کا نجومی نے حکم دیا تھا اس لیے کامیاب ہو گئے۔

## خون مسلم کی اباحت:

ابومخنف نے یوسف بن یزید کے ذریعہ عبداللہ بن عوف کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابنار کی نہر کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو آگے روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ اولاً مدائن جاؤ اور وہاں پہنچ کر اہل مدائن کو جنگ کا حکم دو اور انہیں ساتھ لے کر آؤ الغرض قیس بن سعد رضی اللہ عنہما اور سعد بن مسعود الثقفی نہر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آ کر مل گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہر کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارے جن آدمیوں نے ہمارے آدمیوں کو قتل کیا ہے انہیں ہمارے پاس بھیج دو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور تم سے درگزر کر کے شامیوں کے مقابلہ پر چلا جاؤں گا شاید اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو تبدیل کر دے اور تمہیں تمہاری اس حالت سے بھلائی کی جانب پھیر دے۔ انہوں نے جواب دیا ہم سب نے ان آدمیوں کو قتل کیا ہے اور ہم سب ان لوگوں کا اور تم لوگوں کا خون حلال سمجھتے ہیں۔

## قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کی خارجیوں سے گفتگو:

ابومخنف نے حارث بن حصیرہ کے ذریعہ عبدالرحمٰن بن عبید ابوالکنود کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ قیس ابن سعد رضی اللہ عنہما نے ان

خارجیوں سے کہا اے اللہ کے بندو تم میں جو ہمارے قاتل موجود ہیں انہیں ہمارے پاس بھیج دو اور جس راہ اور دین کو چھوڑ کر تم نے بے راہ روی اختیار کی ہے اس دین اور جماعت میں واپس آ جاؤ اور ہمارے ساتھ مل جاؤ اور ہمارے دشمنوں کے مقابلے پر چلو جو تمہارے بھی دشمن ہیں تم نے ایک زبردست جرم کیا ہے اور تم ہمارے شرک کی گواہی دیتے ہو حالانکہ شرک ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ تم مسلمانوں کو مشرک سمجھ کر ان کا خون بہاتے ہو۔

اس بن عبداللہ بن شجرۃ السلمی نے جواب دیا اب تو حق ہم پر واضح ہو چکا ہم ہرگز تمہاری اس وقت تک اتباع نہیں کریں گے جب تک تم عمر رضی اللہ عنہ جیسا کوئی دوسرا شخص ہمارے سامنے پیش نہ کرو۔

قیس بن سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہمیں تو اپنے امیر کے علاوہ کوئی شخص عمر رضی اللہ عنہ جیسا نظر نہیں آتا۔ کیا تم اپنے لوگوں میں کسی شخص کو عمر رضی اللہ عنہ جیسا سمجھتے ہو؟ میں خدا کی قسم! کھا کر کہتا ہوں کہ تم ہلاکت میں مبتلا ہو گے کیونکہ تم پر فتنہ نے غلبہ پا لیا ہے۔

## حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے خطاب:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ خالد بن زید نے ان خارجیوں کو خطبہ دیا۔ جس میں فرمایا:

''اے اللہ کے بندو! ہم اور تم اب اس پہلی حالت میں پہنچ چکے ہیں جس پر ہم دونوں پہلے موجود تھے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی تفریق نہیں تو پھر کس بنا پر ہم سے جنگ کرتے ہو''۔

خارجیوں نے جواب دیا کہ اگر آج ہم تمہارے امیر کی بیعت بھی کر لیں تو کل تم پھر حکم بنا لو گے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم! دیتا ہوں کہ تم آئندہ پیش آنے والے خطرہ کے پیش آنے سے قبل فتنہ میں مبتلا نہ ہو۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خارجیوں سے خطاب:

ابومخنف نے مالک بن اعین کے ذریعہ زید بن وہب سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نہر کی جانب تشریف لے گئے اور خارجیوں کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے فرمایا:

''اے وہ جماعت جسے دھوکہ دہی اور فریب کی عداوت نے جماعت مسلمین سے نکال دیا ہے اور جسے خواہشات نے حق سے بے راہ کر دیا جو اختلاط اور لاعلمی میں مبتلا ہو چکی۔ میں تمہیں اس بات سے ڈرانے آیا ہوں کہ کہیں امت مسلمہ تمہیں کل اس نہر کے درمیان بچھڑا ہوا نہ پائے کہیں تم اپنے پروردگار کی دلیل و حجت کے بغیر اس پاخانہ کو ہضم نہ کر جاؤ اس حال میں کہ تمہارے پاس اس کی کوئی واضح دلیل موجود نہ ہو کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہیں تحکیم اور ثالثی سے منع کیا تھا۔ میں نے تم سے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ شامیوں کا مقصد تمہیں دھوکہ میں مبتلا کرنا ہے اور تمہاری قوت کو پارہ پارہ کرنا ہے کیا میں نے تم سے یہ نہ کہا تھا کہ یہ لوگ دین اور قرآن کے عامل نہیں۔ میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں میں ان کے بچپن سے بھی واقف ہوں اور ان کی جوانی سے بھی واقف ہوں۔ اور غدار لوگ ہیں اور اگر تم نے میری رائے کو قبول نہ کیا تو تم سے پختگی اور ہمت ختم ہو جائے گی لیکن اس کے باوجود تم نے میری نافرمانی کی حتی کہ مجبوراً میں نے بھی ثالثی کو منظور کر لیا۔ لیکن میں نے اس میں کچھ شرائط کا اضافہ کیا اور کچھ عہد و پیمان لیے۔ میں نے حکمین پر یہ شرط قائم کی کہ جس

کا قرآن حکم دے گا وہ اس پر عمل پیرا ہوں گے اور جس کی قرآن ممانعت کرے گا اسے ختم کریں گے اور ان دونوں ثالثوں نے باہم اختلاف کیا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے حکم کی مخالفت کی۔ اسی لیے ہم نے ان کا حکم قبول نہیں کیا اور جو فیصلہ ہمارا اس تحکیم سے قبل تھا ہم فوراً اسی فیصلہ پر پہنچ گئے۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے اور تم یہ باتیں کہاں سے کرنے لگے؟''۔

خارجی: چونکہ ہم نے ثالثی کو قبول کیا اس لیے ہم گناہ گار ہوئے اور اس گناہ کی وجہ سے کافر ہو گئے (خارجیوں کے نزدیک ہر گناہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے) ہم نے اپنے اس کفر سے توبہ کی تو اگر تو بھی جیسے ہم نے توبہ کی ہے توبہ کر لے تو ہم بھی تیرے ساتھ شامل ہونے کے لیے تیار ہیں اور اگر تجھے توبہ سے انکار ہے تو ہم تجھ سے برابر کا مقابلہ کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ خائنوں کو پسند نہیں فرماتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: تمہیں اس فتنہ کے طوفان نے کھالیا ہے تم میں کوئی شخص اب ایسا باقی نہیں ہے جو رسول ﷺ پر مجھ سے قبل ایمان لایا ہو۔ میں نے آپؐ کے ساتھ ہجرت کی۔ آپؐ کے ساتھ جہاد فی سبیل اللہ میں شریک رہا تو اگر اس صورت میں بھی میں اپنے کفر کی گواہی دوں گا تو اس وقت تو میں واقعتاً گمراہ ہو جاؤں گا اور میرا ہرگز ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار نہ ہو گا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس چلے آئے۔

## دعوت ثانیہ:

ابومخنف نے ابوسلمۃ الزہری سے نقل کیا ہے اور ابوسلمہ کی والدہ حضرت انس بن مالک کی صاحبزادی تھیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہر کو دعوت دی اور فرمایا:

''اے لوگو! تمہیں اس تحکیم کے مسئلہ نے دھوکے میں مبتلا کر دیا۔ حالانکہ تم نے خود اس کی ابتداء کی تھی اور تم ہی نے ثالثی کا سوال کیا تھا۔ میں نے تو اسے مجبوراً قبول کیا تھا میں نے تم سے یہ بیان کر دیا تھا کہ ان لوگوں نے تمہیں دھوکہ و فریب دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن تم نے مخالفین کی مخالفت کرنے سے انکار کر دیا۔ تم نے نافرمانوں کی طرح میری بات قبول نہیں کی مجبوراً میں نے اپنی رائے تبدیل کی اور تمہاری رائے سے موافقت کی' خدا کی قسم تم ایک ایسی جماعت ہو جن کی کھوپڑیوں میں دماغ نہیں جن کی عقلیں خراب ہو چکی ہیں۔ میں تمہاری خاطر کوئی حرام کام نہیں کر سکتا۔ خدا کی قسم! میں تمہاری ان باتوں سے درگزر نہیں کر سکتا اور نہ تم سے میں اس خلافت کی کوئی بات چھپانا چاہتا ہوں نہ تم پر لشکر کشی کرنا چاہتا ہوں اور نہ تمہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ ہمارا معاملہ تمام مسلمانوں پر عیاں تھا میں نے تم لوگوں سے اس پر اتفاق کیا کہ دو شخص ثالث منتخب کیے جائیں ہم نے ان حکمین سے یہ عہد لیا کہ وہ قرآن کے مطابق فیصلہ کریں گے اور اس سے تجاوز نہ کریں گے۔ ان حکمین نے حق کو سامنے رکھ کر بھی چھوڑ دیا اور اپنی خواہشات پر عمل کیا۔ حالانکہ ہمارا ان سے عہد یہ تھا کہ وہ انصاف کے مطابق فیصلہ کریں گے اور حق کی موجودگی میں اپنی رائے اور خواہشات کو دخل نہ دیں گے لیکن جب انہوں نے حق کی مخالفت کی اور ایسا فیصلہ دیا جو کسی صورت میں قابل قبول نہیں ہو سکتا تھا تو ہم پر حقیقت حال واضح ہو گئی''۔

ان تمام امور سے واقف اور شریک کار ہونے کے باوجود پھر تم ہم سے کس طرح قتال کو حلال سمجھتے ہو اور کس دلیل سے تم نے ہماری جماعت سے بغاوت کو جائز سمجھا اگر بالفرض والمحال حکمین یہ فیصلہ کر دیتے کہ تم لوگ تلواریں کھینچ لو۔ ایک دوسرے کی گردنیں مارو اور خوب لوگوں کا خون بہاؤ تو یہ ایک کھلا نقصان ہوتا۔ خدا کی قسم! اس صورت میں اگر تم ایک مرغی کو بھی قتل کر دیتے تو ان کے نزدیک اس مرغی کا قتل بھی ایک بہت بڑا گناہ ہوتا۔ تو پھر اس جان کو ختم کرنا جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے کیسے حلال ہوگا''۔

اس تقریر پر خارجیوں نے ایک دوسرے سے چلا کر کہا۔ ان لوگوں سے کسی قسم کی گفتگو نہ کرو بلکہ خدا تعالیٰ سے ملاقات اور جنت میں جانے کی تیاری کرو۔

باب ۱۷

# جنگِ نہروان

## فوجی دستوں کی تقسیم:

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو مختلف دستوں پر تقسیم فرمایا۔ میمنہ پر حجر بن عدی' میسرہ پر شبث بن ربعی یا معقل بن یسار کو' سواروں پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور پیدل فوج پر حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کو امیر کیا۔ اہل مدینہ جن کی تعداد سات سو یا آٹھ سو تھی قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کی ماتحتی میں تھے۔

راوی کہتا ہے۔ اور خوارج نے اپنے دستوں کی تقسیم اس طرح کی کہ میمنہ پر زید بن حصین الطائی کو معین کیا۔ میسرہ شریح بن ہانی العبسی کی ماتحتی میں دیا گیا۔ سواروں پر حمزة بن سنان الاسدی کو مامور کیا گیا۔ اور پیدل فوج پر ہرقوص بن زہیر السعدی کو مامور کیا گیا۔

## اعلان امان:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو ہزار سوار دے کر اسود بن المرادی کو حمزة بن سنان کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ اس کے ساتھ تین سو سوار تھے اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو امان کا جھنڈا دیا۔ انھوں نے وہ جھنڈا لے کر اعلان کیا کہ تم لوگوں میں سے جو شخص جنگ کیے اور کسی سے معترض ہوئے بغیر اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اس کے لیے امان ہے۔ اسی طرح جو شخص کوفہ یا مدائن چلا جائے گا یا اس جماعت سے جدا ہو کر کسی اور جگہ چلا جائے گا اس کے لیے بھی امان ہے۔ باوجودیکہ تم میں سے کچھ نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے۔ لیکن تب بھی ہمیں تمہارا خون بہانے کی چنداں حاجت نہیں۔

یہ سن کر فروة بن نوفل الاشجعی نے کہا خدا کی قسم میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم آخر کس جرم پر علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کریں میں تو یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ میدانِ جنگ سے واپس چلا جاؤں اور اس وقت تک ہر قسم فتنہ انگیزی سے علیحدہ رہوں۔ جب تک میری عقل و بصیرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال کی یا اس کی اتباع کی شہادت نہ دے دے یہ کہہ کر فروہ پانچ سو سواروں کے ساتھ جدا ہو گیا اور یہ لوگ بندنیجین اور دسکرہ میں جا کر مقیم ہو گئے۔ اس اعلان پر ایک اور جماعت متفرق طور پر خارجیوں کا ساتھ چھوڑ کر چلی اور کوفہ آ کر مقیم ہو گئی اور تقریباً سو آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو گئے۔

## ابتدائے جنگ:

خارجیوں کی کل تعداد چار ہزار تھی جن میں سے اب صرف دو ہزار آٹھ سو آدمی عبداللہ بن وہب کے ساتھ باقی رہ گئے تھے ان بقیہ خارجیوں نے حملہ کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب لشکر بڑھایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی سوار فوج کو آگے کیا اور پیدل فوج کو سوار فوج کے پیچھے دو صفوں پر تقسیم کیا اور پہلی صف کے آگے مرامیہ کی صف کھڑی کی اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لشکر سے

مخاطب ہو کر فرمایا:

''تم اس وقت تک جنگ سے ہاتھ روکے رہو جب تک دشمن جنگ کی ابتداء نہ کرے اگر انہوں نے تم پر سخت حملہ بھی کیا تب بھی کوئی حرج نہیں اس لیے کہ ان کے ساتھ زیادہ تر پیدل فوج ہے وہ تم تک اسی وقت پہنچ سکتے ہیں جب کہ اپنا اکثر لشکر تباہ کر دیں اور تم پلٹ کر بھی حملہ کر سکتے ہو اور ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہو''۔

خارجی لشکر آگے بڑھا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے قریب پہنچا تو انہوں نے یزید بن قیس سے پکار کر کہا۔ یہ یزید اصبہان کے عامل تھے۔ اے یزید اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں خواہ اصبہانی اس بات کو برا سمجھیں۔ اس پر عباس بن شریک اور قبیصۃ بن ضبیعۃ العبسیان نے جواب دیا اے اللہ کے دشمنوں کیا تم میں شریح بن اوفی جیسا بدکار شخص نہیں ہے۔ اور کیا تم سب اسی جیسے نہیں ہو خارجیوں نے جواب دیا تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے کہ تم ایک ایسے شخص کا ساتھ دو جو فتنہ میں مبتلا ہے اور ہم نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔

اس کے بعد خارجیوں نے چیخنا شروع کیا۔ چلو جلدی سے جنت کی طرف چلو یہ آواز سنتے ہی تمام خارجیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوار دستوں اور ان لوگوں پر سخت ترین حملہ کیا جو پیدل فوج کے آگے تھے حملہ کی شدت کی وجہ سے سوار فوج کے گھوڑے اپنی جگہ نہ ٹھہر سکے اور دو حصوں میں بٹ گئے کچھ داہنی طرف چلے گئے اور کچھ بائیں طرف جسے خارجیوں کو آگے بڑھنے کا موقع مل گیا اور وہ پیدل فوج کی طرف بڑھے مرامیہ نے ان کا نیزوں سے استقبال کیا اور سوار فوج بھی دائیں اور بائیں سے واپس لوٹی اور خارجیوں کو گھیرے میں لے لیا اور پیدل فوج نے نیزوں اور تلواروں سے حملہ کیا خدا کی قسم کچھ دیر بھی نہ لگی تھی کہ ان لوگوں نے خارجیوں کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔

حمزۃ بن سنان جو خارجی سوار دستوں کا امیر تھا اس نے جب اپنے لشکر کو تباہ ہوتے دیکھا تو ساتھیوں سے للکار کر کہا کہ گھوڑوں سے نیچے اتر جاؤ ان سب نے گھوڑوں سے اترنے کا ارادہ کیا لیکن اسود بن قیس المرادی نے انہیں اتنی مہلت نہ دی اور ان پر سخت حملہ کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے مزید سوار دستے اسود کی امداد کے لیے پہنچ گئے اور چند ہی لمحات میں خارجی سوار جہنم رسید ہو گئے۔

ابو مخنف نے عبدالملک بن مسلم بن سلام بن ثمامۃ الحنفی کے ذریعہ حکیم بن سعد سے نقل کیا ہے راوی کہتا ہے کہ خارجی ابھی اہل بصرہ ہی سے ٹکرائے تھے اور اس ٹکراؤ کو ابھی کچھ دیر بھی نہ گزری تھی کہ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی ان سے یہ کہہ رہا ہے کہ مر جاؤ اور انہوں نے اس آواز پر فوراً لبیک کہا اور اپنی شان و شوکت طاقت وقوت پیدا ہونے سے قبل ہی وہ سب موت کے منہ میں پہنچ گئے۔

## زید بن حصین طائی کا قتل:

ابو مخنف نے ابو خباب سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا اے امیر المومنین میں نے زید بن حصین کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کیا تم دونوں میں کوئی گفتگو بھی ہوئی تھی حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کے سینے پر ایسا نیزہ مارا جو اس کی پشت سے نکل گیا اور نیزہ مار کر اس سے کہا اے اللہ کے دشمن

تجھے دوزخ کی بشارت ہو اس نے جواب دیا عنقریب تجھے معلوم ہو جائے گا کہ کون دوزخ میں گرنے کے زیادہ لائق ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ جواب سن کر خاموش رہے' ابو مخنف نے ابو خباب سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا وہی دوزخ میں جانے کے زیادہ لائق ہے۔

## عبداللہ بن وہب الراسبی کا قتل:

ابو خباب کہتا ہے کہ عائذ بن حملۃ التمیمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھاگتا ہوا پہنچا اور بولا میں نے کلاب کو قتل کر دیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے بہت اچھا کام کیا تو حق پر تھا اور تو نے ایک باطل پرست کو قتل کیا ہے۔

اس کے بعد ہانی بن خطاب الارجی اور زیاد بن خصفہ جھگڑتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے دونوں کا دعویٰ یہ تھا کہ اس نے عبداللہ بن وہب الراسبی کو قتل کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا' تم دونوں نے آخر کیا کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب ہم نے عبداللہ کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا۔ ہم دونوں اس کی طرف لپکے اور ہم دونوں نے نیزے مارے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر تم آپس میں نہ جھگڑو اس لیے کہ تم دونوں اس کے قاتل ہو۔

جیش بن ربیعہ الوالمعتمر الکنانی نے حرقوص بن زہیر پر حملہ کر کے اسے قتل کیا اور عبداللہ بن زحرالخولانی نے عبداللہ بن شجرۃ السلمی پر حملہ کر کے اسے قتل کیا۔

## شریح بن اوفی کا قتل:

شریح بن اوفی نے ایک دیوار کی اوٹ میں پناہ لی اور اس کی اوٹ میں دن چڑھے تک وہ جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے تین ہمدانیوں کو قتل کیا۔ وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

قَدْ عَلِمَتْ جَارِيَةٌ عَبْسِيَّهْ ۔۔۔ نَاعِمَةٌ فِي اَهْلِهَا مَكْفِيَّهْ

اِنِّيْ سَاَحْمِيْ ثُلْمَتِيَ الْعَشِيَّهْ

ترجمہ: ''عبسی لونڈیا نے جو اپنے گھر میں بہت کفایت شعار ہے یہ بات جان لی ہے کہ میں اپنی اس اوٹ میں شام تک پناہ لے سکتا ہوں''۔

اس پر قیس ابن معاویۃ الدہنی نے اس پر سخت حملہ کیا اور اس کا ایک پاؤں کاٹ ڈالا زخمی ہونے کے بعد وہ اور بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگا قیس بن معاویہ نے اس پر دوسری بار سخت حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اس پر لوگوں نے یہ اشعار پڑھے۔

اِقْتَتَلَتْ هَمْدَانُ يَوْمًا وَّ رَجُلٌ ۔۔۔ اِقْتَتَلُوْا مِنْ غُدْوَةٍ حَتّٰى الْاَصَلْ

فَفَتَحَ اللّٰهُ لِهَمْدَانَ الرَّجُلُ

ترجمہ: ''ہمدانی اس شخص سے اس دن صبح سے دوپہر تک جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے ہمدانیوں کو اس شخص پر فتح دی''۔

شریح ایک شعر یہ بھی پڑھ رہا تھا۔

اَضْرِبُهُمْ وَلَوْ اَرٰى اَبَا حَسَنْ ۔۔۔ ضَرَبْتُهٗ بِالسَّيْفِ حَتّٰى يَطْمَئِنّْ

ترجمہ: ''میں لوگوں کو مارتا رہا کاش میں ابوالحسن رضی اللہ عنہ (علی رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لیتا تو اسے تلوار سے ایسا مارتا کہ مجھے اطمینان ہو جاتا''۔

یہ بھی اسی کا شعر ہے ۔

اَضْــرِبُھُـمْ وَ لَـوْ اَرٰی عَـلِیًّـا اَبْسَتُـہٗ اَبْیَـضَ مُشْـرِفِیًّـا

ترجمہ: ''میں لوگوں کو مارتا رہا کاش میں علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لیتا تو میں اسے اپنی سفید چمکدار تلوار میں ڈھانپ لیتا''۔

## ذوالثدیہ کی تلاش:

ابومخنف نے عبدالملک بن ابی حرہ سے نقل کیا ہے کہ جب جنگ ختم ہوگئی تو علی رضی اللہ عنہ ذوالثدیہ کی تلاش میں نکلے آپ کے ساتھ سلیمان بن ثمامۃ الحنفی ابو جبرہ اور ریان بن صبرۃ بن ہوذہ تھے ریان بن صبرۃ بن ہوذۃ نے اسے نہر کے کنارے ایک گڑھے میں چالیس پچاس مقتولوں کے ساتھ پڑا ہوا پایا۔ راوی کہتا ہے کہ جب وہ اس گڑھے سے نکالا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا مونڈھا دیکھا تو مونڈھے پر گوشت اس طرح جمع ہو کر ابھرا ہوا تھا۔ جیسے عورت کے پستان ہوں۔ اور اس کی باریک سی گھنڈی نکلی ہوئی تھی جس پر سیاہ بال تھے جب اسے کھینچا جاتا تو وہ اتنی کھینچی چلی آتی کہ دوسرے ہاتھ کی لمبائی تک پہنچ جاتی اور جب اسے چھوڑ دیا جاتا تو پھر وہ مونڈھے پر پہنچ کر پستان کی صورت اختیار کر لیتی جب ذوالثدیہ کو گڑھے سے باہر نکالا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم نہ تو میں نے جھوٹ بولا تھا اور نہ میں جھٹلایا جا سکا خدا کی قسم! اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم عمل چھوڑ بیٹھو گے تو میں تمہیں وہ فیصلہ سناتا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کے ذریعہ ان لوگوں کے حق میں سنایا گیا ہے جو ان خارجیوں سے جنگ کریں اور ان سے جنگ کو حق سمجھیں اور اس حق کو پہچانیں جس پر ہم قائم ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گزر خارجیوں کی لاشوں پر سے ہوا انھیں دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا برا ہو تمہیں اس شخص نے بہت نقصان پہنچایا جس نے تمہیں دھوکہ دیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اے امیر المومنینؓ ان لوگوں کو کس نے دھوکہ دیا فرمایا شیطان اور ان کے نفس امارہ نے۔ انہوں نے ان لوگوں کو آرزوئیں دلا کر دھوکہ میں مبتلا کیا اور ان کے لیے گناہوں کو خوبصورت بنایا اور انہیں یہ سبق پڑھایا کہ یہ لوگ غالب آئیں گے۔

## زخمیوں کے لیے امان اور ان کی مرہم پٹی:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان زخمیوں کو طلب کیا جن میں تاہنوز جان باقی تھی وہ چار سو اشخاص نکلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ انہیں ان کے قبیلہ والوں کے پاس پہنچا دیا جائے اور ان کے قبیلہ والوں نے فرمایا انہیں ساتھ لے جاؤ ان کی دوا دارو کرو جب یہ اچھے ہو جائیں تو انہیں کوفہ پہنچا دو اور ان کے لشکر گاہ میں ان کی جو چیزیں موجود ہیں ان کے ساتھ لے جاؤ۔

## مقتولین کی تدفین اور مال غنیمت کی تقسیم:

راوی کہتا ہے کہ سامان حرب سواریاں اور وہ سامان جو جنگ کی حالت میں خارجیوں کے ساتھ موجود تھا اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا بقیہ سامان' غلام اور باندیوں کو جب ان کے رشتہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے انہیں واپس کر دیا۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے طرفہ کو تلاش کیا ت تو اسے مقتولین میں پڑا پایا حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے اسے دفن کرنے کے بعد فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے آج کے دن تیرے ذریعہ آزمائش میں ڈالا حالانکہ مجھے تیری

حاجت تھی لوگوں نے اپنے اپنے مقتولین کو دفن کیا جب یہ لوگ دفن سے فارغ ہو چکے اور اس کی اطلاع امیر المومنین کو دے چکے تو انہوں نے فرمایا اب کوچ کرو۔ کیونکہ تم قتال اور تدفین دونوں سے فارغ ہو چکے ہو لوگوں نے واپسی کے لیے کوچ کیا۔

## عیزار بن اخنس کی قید:

ابومخنف نے مجاہد کے ذریعہ محل بن خلیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ بنوسدوس کا ایک شخص جس کا نام عیزار بن الاخنس تھا خارجیوں کا ہمنوا تھا' وہ بھاگ کر خارجیوں کے پاس چلا گیا راہ میں اسے مدائن کے قریب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ملے۔ ان کے ساتھ اسود بن قیس اور اسود بن یزید المرادی تھے عیزار نے انہیں دیکھ کر کہا کیا دین سالم لے کر اور غنیمت کے ساتھ واپس آئے ہو یا ظالم اور گناہ گار بن کر۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں سالم اور غنیمت کے ساتھ واپس آئے ہیں اس پر بقیہ دونوں ساتھیوں نے عیزار نے کہا تو نے یہ جملہ اپنے اس شیطانی خیال کے باعث کہا ہے جو تو اپنے دل میں چھپائے ہے اور ہم اے عیزار! خوب جانتے ہیں کہ تو خارجیوں کا ہم خیال ہے ہم تجھے امیر المومنینؓ کے پاس لے جائے بغیر نہ چھوڑیں گے ان سے تیرا حال بیان کریں گے الغرض یہ لوگ عیزار کو پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور ان سے تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کیا یہ شخص خارجیوں کا ہم خیال ہے ہم اس سے خوب واقف ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا خون ہمارے لیے حلال نہیں کیونکہ خارجی مرتدین میں شمار نہیں اور نہ یہ کافر حربی ہے ہاں ہم اسے قید ضرور کریں گے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المومنین اسے مجھے دے دیجیے میں اس کا ضامن ہوں اس کی جانب سے کوئی برائی ظاہر نہ ہوگی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے حضرت عدی رضی اللہ عنہ کو سونپ دیا۔

ابومخنف نے عمران بن حدیر اور ابومجلز کی سند سے عبدالرحمٰن بن جندب بن عبداللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کیا ہے کہ اس جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے صرف سات آدمی قتل ہوئے۔

## شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کا فریب:

ابومخنف نے نمیر بن دعلۃ النیاعی کے ذریعہ ابودرداء کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ نہروان سے فارغ ہو چکے تو انہوں نے اولاً اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر لوگوں سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر بہت احسان کیا اور تمہاری امداد فرمائی۔ اس لیے اب تم فوراً اپنے شامی دشمنوں کے مقابلہ پر چلو۔

شیعانِ علی رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنینؓ! ہمارے پاس تیر ختم ہو چکے تلواریں کند ہو گئیں اور نیزوں کی سنانیں مڑ گئی ہیں اور ہم میں سے اکثر لوگ زخمی ہیں اس لیے آپ شہر واپس چلئے تاکہ ہم دوبارہ اچھی طرح تیاری کر سکیں اور اے امیر المومنینؓ شاید ہماری تعداد میں اور اضافہ ہو جائے اور ہم میں سے جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں ان کی کمی پوری ہو جائے۔ (حالانکہ اس جنگ میں صرف سات آدمی مارے گئے تھے) اگر ایسا ہوا تو یہ چیز ہمارے لیے ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں زیادہ تقویت کا باعث ہوگی اور یہ بات سب سے پہلے اشعث بن قیس نے کہی تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس چلے اور نخیلہ میں قیام فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ سب لوگ لشکر گاہ میں رہیں اور جہاد کے لیے تیار رہیں عورتوں اور اپنے بچوں کے پاس کم آئیں جائیں تاوقتیکہ ہم دشمن کے مقابلہ پر نہ جائیں۔

ان لوگوں نے چند روز لشکر گاہ میں قیام کیا پھر لشکر گاہ سے آہستہ آہستہ کھسکنا شروع ہو گئے حتی کہ چند بڑے رؤساء کے علاوہ

سب لشکر گاہ خالی چھوڑ کر چلے گئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ حال دیکھا تو کوفہ واپس چلے آئے اور شامیوں پر حملہ کی رائے مجبوراً ملتوی کرنی پڑی۔

## ترغیبِ جنگ:

ابومخنف نے ایک نامعلوم شخص کے ذریعہ زید بن وہب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ نہروان کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ لوگوں کو دیا اس کے الفاظ یہ تھے:

''اے لوگو! دشمن سے جہاد کے لیے چلنے کے لیے تیار ہو جاؤ جو اللہ کی قربت کا ایک ذریعہ اور وسیلہ ہے یہ لوگ حق کے مخالف۔ کتاب اللہ کے نافرمان' دین سے بے راہ ہیں اور اپنی سرکشی میں اندھے ہو چکے ہیں اور گمراہی کے گڑھے میں اندھے بن کر گر چکے ہیں تم جتنی قوت ممکن ہو سکے دشمن کے مقابلہ کے لیے جمع کرو اور زیادہ سے زیادہ گھوڑے جمع کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو' اللہ اچھا کارساز اور اچھا مددگار ہے''۔

## شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کا جنگ سے فرار:

راوی کہتا ہے کہ ایک شخص بھی نہ تو جنگ کے لیے آمادہ ہوا اور نہ اس نے کوئی تیاری کی۔ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی جانب سے مایوس ہو گئے مجبوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے رؤسا اور سرداروں کو جمع کیا اور ان سے ان کی رائے معلوم کی ان میں سے کچھ تو جواب سے گریز کر رہے تھے کچھ صاف طور پر منکر تھے کچھ زبردستی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے اور ایسے شاذ و نادر ہی لوگ تھے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ خوشی سے جنگ پر جانے کے لیے آمادہ ہوں۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

مجبوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب بھی تمہیں جہاد کے لیے چلنے کا حکم دیا جاتا ہے تو تم زمین سے چمٹ کر رہ جاتے ہو کیا تم نے آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی کو پسند کر لیا ہے کیا تمہیں عزت کے مقابلے میں ذلت وخواری زیادہ محبوب ہے یہ کیا بات ہے کہ جب بھی میں تمہیں جنگ کی دعوت دیتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح پتھرا جاتی ہیں جیسے ان پر موت کا نشہ طاری ہو گیا ہو گویا ان کے دماغوں سے عقل سلب کر لی گئی ہے اب تم ذرہ برابر بھی عقل نہیں رکھتے گویا تمہاری آنکھیں بند ہو چکی جس کے باعث تم دیکھ نہیں سکتے واللہ کچھ تو بتاؤ تمہیں کیا ہو گیا تم امن کے زمانے میں جنگل کے شیر ہو جن کی نظر میں ہر وقت برائی ہو تمہاری مثال ان لومڑیوں کی طرح ہے کہ جب انھیں جنگ کے لیے بلایا جاتا ہے تو وہ دم دبا کر بھاگتی ہے کیا تمام زندگی میں تم میں کوئی ایسا شخص بھی نہ پایا گیا جس پر میں اعتماد کر سکوں تم ایسے سوار نہیں ہو جن کے پاس پناہ ڈھونڈی جا سکے۔ تم ایسے عزت دار نہیں ہو جن کے پاس پہنچ کر کوئی شخص اپنی عزت بچا سکے۔ تم ایسے عزت دار نہیں ہو جن کے پاس پہنچ کر کوئی شخص اپنی عزت بچا سکے۔ خدا کی قسم! تم میدان جنگ کا بدترین کوڑا کرکٹ ہو تم کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتے لیکن دھوکہ کھانا خوب جانتے ہو تمہارے ہتھیار بیکار ہو چکے ہیں اور تم خود گھبراہٹ میں مبتلا ہو تم غفلت میں مبتلا ہو اور تمہیں اس غفلت میں چھوڑ کر سو یا بھی

نہیں جا سکتا' یاد رکھو جنگ جو شخص تو ہر وقت بیدار رہتا ہے اور اس کی عقل بھی بیدار رہتی ہے جو شخص بے فکر ہو کر سو جائے گا وہ ضرور ذلیل ہوگا اور حملہ آور غالب آ جائیں گے اور مغلوب شخص پر قہر توڑا جائے گا اور اس سے سب کچھ چھین لیا جائے گا۔

میرا تم پر ایک حق ہے اور تمہارا بھی مجھ پر ایک حق ہے تمہارا وہ حق جو مجھ پر لازم ہے وہ یہ کہ جب تک میں تمہارے ساتھ رہوں' تمہیں نصیحت کرتا رہوں' تمہارا حصہ تمہیں دیتا رہوں اور تمہیں تعلیم دیتا رہوں تاکہ تم جاہل نہ بن جاؤ تمہیں ادب سکھاتا رہوں تاکہ تم تعلیم حاصل کر سکو۔ میرا تم پر حق یہ ہے کہ تم میری بیعت کو پورا کرو اور میری موجودگی اور عدم موجودگی میں میرے خیر خواہ رہو جب میں تمہیں دعوت دوں تو اسے قبول کرو میں جو تمہیں حکم دوں اسے بجا لاؤ اگر اللہ کو تمہارے ساتھ کچھ بھلائی مقصود ہے تو تمہیں چاہیے کہ جس کام کو میں برا سمجھوں اسے چھوڑ دو اور جسے میں پسند کروں اسے اختیار کرو تو تم جس شئے کے طلب گار ہوا سے پالو گے اور جو تم سوچتے ہوا سے حاصل کر لو گے''۔

ابومخنف کے علاوہ دیگر راوی یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل نہر کے درمیان جنگ ۳۸ھ میں ہوئی اور یہی اکثر اہل سیر کا قول ہے۔

## خارجیوں کی قاصد کے ساتھ بدسلوکی:

صحیح واقعات میں سے ایک واقعہ وہ بھی ہے جو عمارۃ الاسدی نے عبداللہ بن موسیٰ اور نعیم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ شبث بن ربعی اور ابن الکواء نے کوفہ سے بھاگ کر حروراء جا کر قیام کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ ہتھیار لگا کر آئیں لوگ ہتھیار لگا کر آئے اور مسجد میں جمع ہو گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس آدمی بھیج کر کہلوایا یہ تم نے اچھا نہیں کیا کہ مسجد میں ہتھیار لے کر پہنچ گئے تم لوگ جبانۃ المراد جا کر ٹھہرو تاوقتیکہ میرا دوسرا حکم تمہارے پاس پہنچ جائے۔

ابومریم کہتا ہے کہ ہم سب لوگ جبانۃ المراد پہنچ گئے ابھی وہاں پہنچے زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ یہ اطلاع ملی کہ خارجی جنگ کے لیے دوبارہ واپس آ رہے ہیں ابومریم کہتا ہے میں نے دل میں سوچا کہ میں ان لوگوں کے حالات جا کر معلوم کروں۔ میں ان لوگوں کے حالات جا کر معلوم کروں۔ میں ان خارجیوں کی طرف گیا اور ان کی صفوں میں داخل ہو گیا حتیٰ کہ میں شبث بن ربعی اور ابن الکواء کے پاس پہنچ گیا یہ دونوں اپنی سواریوں پر سوار کھڑے تھے اور ان کے قریب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاصد کھڑے تھے اور وہ انہیں اللہ کی قسم دے رہے تھے تاکہ یہ دونوں لوگوں کو لے کر واپس آ جائیں قاصدین کہہ رہے تھے کہ ہم تمہیں اس سے اللہ کی پناہ میں دیتے ہیں کہ تم آئندہ پیش آنے والے فتنہ کے خوف سے ابھی سے خود فتنہ میں مبتلا نہ ہو جاؤ خارجیوں میں سے ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاصدوں میں سے ایک شخص کی جانب بڑھا اور اس کی سواری کی کونچیں کاٹ ڈالیں وہ قاصد انا للہ پڑھتے ہوئے نیچے اترا اس نے اپنی سواری کی زین اٹھائی اور اسے لے کر واپس ہوا۔ خارجیوں نے جواب دیا ہم سوائے جنگ کے کچھ نہیں چاہتے قاصد انہیں برابر اللہ کی قسمیں دیتے رہے ہم لوگ کچھ دیر وہاں ٹھہرے پھر کوفہ واپس آ گئے کوفہ میں ایسا محسوس ہوتا تھا جیسا کہ آج عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن ہے۔

## خوارج کے بارے میں حضورؐ کی پیشین گوئی:

راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے قبل ہم سے بسا اوقات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک قوم ہوگی جو اسلام اور دین سے اس طرح نکل جائے گی جیسے شکار تیر سے نکل جاتا ہے ان کی علامت ایک شخص ہوگا جس کا ہاتھ بے کار ہوگا۔ ابو مریم کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بار ہا سنی اور نافع المخدوج نے بھی اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بار ہا سنا۔ حتیٰ کہ میں نے نافع کو دیکھا وہ کھانا بھی بڑی بے اطمینانی کے ساتھ کھاتا کیونکہ وہ اکثر یہ حدیث سنتا اور دل ہی دل میں کڑھتا اور نافع دن میں تو ہمارے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا اور رات مسجد ہی میں گزارتا میں نے ایک روز اسے ایک ٹوپی دی جب اگلے روز میں اس سے ملا تو میں نے اس سے سوال کیا کیا تو بھی ان لوگوں کے ساتھ گیا تھا جو حروراء گئے ہیں اس نے جواب دیا میں اس غرض سے گیا تھا کہ ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں لیکن جب میرا ابو سعد پر گزر ہوا تو چند بچے مجھے راہ میں ملے انہوں نے میرے ہتھیار اتار لیے اور میرے ساتھ مذاق کرنے لگے۔ میں واپس چلا آیا۔

جب ایک سال یا اس کے قریب گزر گیا اور اہل نہر نے بغاوت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر گئے تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں شامل نہ ہو سکا۔ میرا بھائی ابو عبداللہ ان کے ساتھ گیا تھا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خارجیوں کی طرف بڑھے جب نہروان کے کنارے پر ان کے عین مقابلہ پر پہنچے تو انہیں اللہ کی قسمیں دیں اور انہیں واپس لوٹنے کا حکم دیا اور پے در پے ان کے پاس قاصد بھیجتے رہے حتیٰ کہ ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قاصد کو قتل کر دیا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو ان پر حملہ آور ہوئے اور ان سے جنگ کی اور انہیں ختم کیا پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ مخدوج کو تلاش کرو۔ لوگوں نے اسے تلاش کیا لیکن اس کی لاش نہ ملی حتیٰ کہ بعض لوگوں نے کہا کہ مخدوج ان میں موجود نہیں کچھ دیر بعد ایک شخص آیا اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنائی کہ اے امیر المومنینؓ ہم نے دو مقتولوں کے نیچے پڑا ہوا دیکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا بیکار ہاتھ میرے پاس کاٹ کر لاؤ۔ لوگ اس کا ہاتھ کاٹ کر آپ کے پاس لائے آپ نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر اوپر اٹھایا اور فرمایا خدا کی قسم! میں نے جھوٹ نہیں بولا تھا اور نہ میں جھٹلایا جا سکتا ہوں۔

## جنگ نہروان کی تاریخ:

ابو جعفر طبری کہتے ہیں ابو مریم نے جو یہ بیان کیا ہے اس واقعہ کو ایک سال یا تقریباً اتنی ہی مدت گزر چکی تھی کہ اہل نہر نے بغاوت کی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل حروراء کے درمیان واقعہ تحکیم اور حروریوں کے انکار کے ایک سال بعد جنگ ہوئی اور یہ پہلے ثابت ہو چکا کہ واقعہ تحکیم ۳۷ھ میں پیش آیا تھا تو اس صورت میں ابو مریم کی روایت سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور خارجیوں کے درمیان ۳۸ھ میں جنگ ہوئی۔

## اہل خراسان سے مصالحت:

علی بن محمد نے عبداللہ بن میمون، عمرو بن شجرہ، جابر بن یزید الجعفی کی سند سے شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین سے لوٹے تو جعدہ بن ہبیرۃ المخزومی کو خراسان روانہ کیا اور جعدہ کی ماں ام ہانی بنت ابی طالب تھیں جعدہ ابر شہر پہنچے لیکن اہل خراسان کافر ہو چکے تھے انہوں نے آگے بڑھنے سے روک دیا جعدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

خلید ابن قرۃ الیربوعی کو بھیجا اس نے وہاں پہنچ کر نیشا پور کا محاصرہ کر لیا تھا انہوں نے محاصرہ سے تنگ آ کر صلح کر لی اور اہل مرو نے بھی خلید سے صلح کر لی۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال:

اس سن میں یعنی ۳۷ھ میں لوگوں کو عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حج کرایا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے یمن کے عامل تھے مکہ اور طائف پر قثم بن العباس رضی اللہ عنہما امیر تھے مدینہ پر سہل بن حنیف الانصاری رضی اللہ عنہ کو معین کیا تھا اور ایک روایت یہ ہے کہ مدینہ کے عاقل تمام ابن العباس رضی اللہ عنہما اور بصرہ پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور بصرہ کے قاضی ابو الاسود الدؤلی تھے مصر پر محمد بن ابی بکر کو مامور کیا گیا تھا اور خراسان پر خلید بن قرۃ یربوعی کو۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ میدان صفین کی جانب تشریف لے گئے تو کوفہ پر ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ انصاری کو اپنا جانشین بنایا۔

مجھ سے احمد بن ابراہیم الدروقی نے بیان کیا ہے وہ اپنی سند کے ذریعہ عبد العزیز بن رفیع سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صفین گئے تو کوفہ پر ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ عقبۃ بن عمرو کو اپنا جانشین متعین کیا اور شام پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قابض تھے۔

باب ۱۸

# مصر کی چپقلش اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کا قتل

اس سنہ میں مصر میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے قتل کا واقعہ پیش آیا محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما مصر کا عامل تھا یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اسے کس طرح مصر کا عامل بنایا گیا اور کس طرح قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کو معزول کیا گیا۔

یہاں ہم محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے قتل کا سبب اور قتل کا واقعہ بیان کرنا چاہتے ہیں اور تتمہ کے طور پر زہری کی وہ روایت نقل کرتے ہیں جو ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں زہری کی یہ روایت عبداللہ المبارک نے یونس کے ذریعہ زہری سے نقل کی ہے۔

زہری کہتے ہیں کہ جب قیس بن سعد محمد رضی اللہ عنہم سے راہ میں آ کر ملے اور ان سے تخلیہ میں گفتگو کی اور کہا تم ایک ایسے شخص کی جانب سے امیر بن کر آئے ہو جس کی اپنی کوئی رائے نہیں (یعنی مجبور محض ہے) اور میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں تمہاری معزولی میں کوئی نقصان نہیں اور میں تم سے زیادہ ان کاموں کو سمجھتا ہوں کیونکہ میں معاویہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اور خربتا کے باشندوں کو دھوکہ میں مبتلا رکھتا ہوں تم بھی اسی تدبیر پر عمل کرنا اگر اس کے علاوہ تم نے اور تدبیر اختیار کی تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ پھر قیس ابن سعد رضی اللہ عنہما نے اپنی تمام تدابیر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو بتائیں لیکن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما دل میں قیس رضی اللہ عنہ سے کینہ رکھتا تھا اس لیے اس نے قیس رضی اللہ عنہ کی ہر تدبیر کی مخالفت کی۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی غلطی:

جب محمد مصر میں داخل ہوا اور قیس رضی اللہ عنہ مصر چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تو محمد نے مصریوں کو خربتا کے باشندوں سے جنگ کے لیے روانہ کیا مصریوں نے ان سے جنگ کی لیکن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو شکست ہوئی اور امیر معاویہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو اس کی اطلاع پہنچی انہوں نے مصر پر شامی لشکر بھیج دیا جس نے مصر فتح کر لیا اور محمد کو قتل کر دیا اس کے بعد مصر ہمیشہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں رہا حتیٰ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہر جگہ غالب آ گئے۔

## قیس بن سعد رضی اللہ عنہما کا مدینہ سے اخراج:

قیس بن سعد رضی اللہ عنہما مصر چھوڑنے کے بعد مدینہ چلے گئے تھے لیکن مدینہ میں انہیں مروان اور اسود بن ابی البختری نے ڈرایا دھمکایا جس سے انہیں یہ خوف پیدا ہوا کہ یا تو وہ گرفتار کر لیے جائیں گے یا قتل کیے جائیں گے۔ اس خوف سے وہ سواری پر سوار ہوئے اور مدینہ چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔

اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان اور اسود بن ابی البختری کو ڈانٹ کا خط تحریر کیا اور ان دونوں کو برا بھلا لکھا نیز تحریر کیا کہ تم نے قیس رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے نکال کر علی رضی اللہ عنہ کی بہت زبردست امداد کی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم نے قیس رضی اللہ عنہ جیسا ہوشیار اور چالاک آدمی علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا خدا کی قسم تم دونوں علی رضی اللہ عنہ کی ایک لاکھ سواروں سے مدد کرتے تو مجھے اتنا ناگوار نہ گزرتا جیسا کہ تمہارا یہ عمل ناگوار گزرا ہے کہ تم نے قیس رضی اللہ عنہ جیسے شخص کو مدینہ سے نکال دیا۔

قیس رضی اللہ عنہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مصر کی تمام حالت بیان کی کچھ روز بعد ہی محمد کے قتل کی خبر آ گئی اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ قیس رضی اللہ عنہ کتنے ہوشیار شخص ہیں اور اہم امور کو انجام دینا ان کے لیے معمولی بات ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس وقت احساس ہوا کہ جس شخص نے مجھے قیس رضی اللہ عنہ کی معزولی کا مشورہ دیا تھا اس نے میرے ساتھ خیر خواہی نہیں کی۔

## اشتر کی طلبی:

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مصر جانے اور وہاں کی حکومت پر اس کی ماموری کا ذکر ابومخنف کی روایت سے ہم پہلے کر چکے ہیں اب ہم اس کی بقیہ روایت نقل کرنا چاہتے ہیں جو اس نے یزید بن ظبیان الہمدانی سے نقل کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب خربتا کے باشندوں نے ابن مضاہم الکلبی کو جسے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلہ پر بھیجا تھا قتل کر دیا اس واقعہ کے بعد معاویہ بن خدیج الکندی السکونی رضی اللہ عنہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو خون عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کی دعوت دی بہت سے لوگ معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے اور پورے مصر میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ اہل مصر محمد کے خلاف ہو گئے ہیں اور انھیں اس پر اعتماد نہیں۔ اس وقت انھوں نے فرمایا مصر کی حکومت کے لیے دو ہی شخص لائق ہیں ایک تو قیس بن سعد رحمۃ اللہ علیہ جسے ہم نے معزول کیا ہے اور دوسرا مالک بن الحارث یعنی اشتر۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب صفین سے لوٹے تھے تو اشتر کو جزیرہ اس کی گورنری پر واپس بھیج دیا تھا اور جب قیس رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تم اس وقت تک میرے ساتھ رہو جب تک ہم حکومت کے معاملات سے فارغ نہیں ہو لیتے تم اس وقت تک پولیس آفیسر رہو گے الغرض قیس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پولیس آفیسری کے عہدے پر کوفہ میں مقیم رہے جب مصر کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مالک بن الحارث الاشتر کو خط تحریر کیا وہ اس وقت نصیبین میں مقیم تھا اس خط میں تحریر کیا:

> ''امابعد! تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے ذریعہ میں اقامت دین کی خدمت انجام دیتا اور گناہ گاروں کی نخوت کا قلع قمع کرتا ہوں اور تجھ جیسے شخص کے ذریعہ میں خوفناک سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں میں نے محمد کو مصر کا عامل بنایا تھا اس کے خلاف باغیوں نے بغاوت کر دی ہے ابھی وہ ایک نوجوان لڑکا ہے جسے جنگ کا کوئی تجربہ نہیں اور نہ دیگر امور کا کوئی تجربہ رکھتا ہے تم میرے پاس چلے آؤ تاکہ مصر کے معاملہ میں مناسب طور پر غور کر سکیں اور اپنی جگہ پر اپنے ساتھیوں میں سے کسی ایسے شخص کو چھوڑ آؤ جس پر تمہیں اعتماد ہو اور جو تمہارے ساتھیوں کے ساتھ بہتر سلوک کر سکے''۔

## اشتر کی مصر کو روانگی:

مالک اشتر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مصر کی تمام حالت بیان کی اور وہاں کے باشندوں کی بغاوت کا بھی اظہار کیا اور فرمایا تیرے علاوہ کوئی شخص وہاں کی حکومت کا اہل نہیں تجھ پر اللہ رحم کرے تو فوراً مصر چلا جا تجھے کسی نصیحت کی بھی ضرورت نہیں اس لیے کہ مجھے تیری رائے پر بھروسہ ہے اہم امور میں اللہ سے مدد طلب کرنا اور اہل مصر پر سختی کے ساتھ نرمی بھی

کرنا اور جہاں تک ممکن ہو ان پر مہربانی کرنا اور اگر سختی کے بغیر کام نہ چلے تو خوب سختی کرنا۔

## اشتر کی ہلاکت:

راوی کہتا ہے کہ اشتر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے واپس آ کر مصر روانگی کی تیاری کی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جاسوسوں نے انھیں جا کر اس کی اطلاع دی کہ علی رضی اللہ عنہ نے مصر کی حکومت اشتر کو دی ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چونکہ مصر پر نگاہیں لگائے ہوئے تھے اس لیے انھیں اشتر کی امارت بہت شاق گزری وہ جانتے تھے کہ اگر اشتر مصر پہنچ گیا تو وہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سخت ثابت ہوگا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ذمیوں میں سے ایک افسر خراج نے اس کا استقبال کیا اور کہا آپ کے ٹھہرنے کے لیے یہ جگہ حاضر ہے اور کھانا اور چارہ سب کچھ حاضر ہے میں ایک ذمی شخص ہوں اشتر نے اس کے یہاں قیام کیا ایک دہقان اشتر کی سواری کے لیے چارہ اور اشتر کے لیے کھانا لے کر آیا جب یہ کھانے سے فارغ ہو گیا تو وہ ایک شہد کا گلاس لے کر آیا جس میں اس نے زہر ملا رکھا تھا اس دہقان نے وہ گلاس پینے کے لیے اشتر کو دیا اشتر نے وہ گلاس لے کر پیا اور پیتے ہی جان دے دی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامیوں سے کہا کرتے تھے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو مصر روانہ کیا ہے تم اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تمہیں اس سے بچائے شامی روزانہ اللہ سے اشتر کے لیے بددعا کرتے چند روز بعد جس شخص نے اشتر کو زہر دیا تھا وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انھیں اشتر کی ہلاکت کی خبر سنائی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس خوشی میں لوگوں کو خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا علی رضی اللہ عنہ کے دو داہنے ہاتھ تھے جس میں سے ایک ہاتھ صفین کے روز کاٹ دیا گیا تھا یعنی عمار رضی اللہ عنہ اور دوسرا ہاتھ آج کاٹ دیا گیا ہے یعنی اشتر۔

## مصریوں کے نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط:

ابو مخنف نے فضیل بن خدیج کے ذریعہ اشتر کے غلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اشتر ہلاک ہو گیا تو ہمیں اس کے سامان میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک خط ملا جو مصریوں کے نام تھا۔ اس میں تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب سے اس مسلمان جماعت کی جانب جس نے زمین میں اللہ کی نافرمانی کر کے اللہ کا غضب مول لیا اور نیک و بد ہر قسم کے لوگوں پر ظلم کو عام کیا اب ایسا کوئی حق باقی نہیں ہے جس کے ذریعہ آرام حاصل کیا جاتا ہو اور منکرات کا یہ حال ہے کہ اس سے قطعاً روکا نہیں جاتا تم پر سلام ہو۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ امابعد! میں تمہارے پاس اللہ کے بندوں میں ایک ایسا بندہ بھیج رہا ہوں جو خوف کے زمانے میں راتوں کو قطعاً نہیں سوتا اور جو دشمنوں سے قطعاً نہیں گھبراتا جو کفار کے لیے آگ کی جلن سے بھی زیادہ سخت ہے اور وہ مذحج کا بھائی مالک بن الحارث ہے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں سے ایک تلوار ہے نہ تو اس کی مار کمزور ہے اور نہ اس کی دھار کند ہے اگر وہ تمہیں آگے بڑھنے کا حکم دے تو تم آگے بڑھو اور پیچھے ہٹنے کا حکم دے تو پیچھے ہٹو کیونکہ وہ میرے حکم کے بغیر نہ آگے بڑھتا ہے اور نہ پیچھے ہٹتا ہے میں نے تمہاری بھلائی کے لیے تمہارے پاس اسے بھیج کر اپنے اوپر ترجیح دی ہے اور تمہارے دشمنوں

کے مقابلہ میں ایک سخت جان کو روانہ کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت کے ذریعہ برائی سے محفوظ رکھے اور تمہیں ایمان ویقین پر ثابت قدم رکھے''۔ والسلام

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام مراسلہ:

جب محمد کو اس کی اطلاع ملی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اشتر کو روانہ کیا ہے تو یہ محمد کو بہت ناگوار گزرا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مراسلہ تحریر کیا اور یہ اس وقت تحریر کیا گیا جب اشتر ہلاک ہوا لیکن اس کی ہلاکت کی اطلاع ابھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہیں پہنچی تھی اور اس مراسلہ کے تحریر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ محمد اشتر کے بھیجنے کی وجہ سے ناراض ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے لکھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام۔ تجھ پر سلام ہو۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تیری جگہ جو میں نے اشتر کو روانہ کیا ہے تم اس پر ناراض ہو اور اگر تو جنگ میں جلدی نہ کرتا تو میں اشتر کو نہ بھیجتا اور نہ میں تیری اس کوشش میں تجھ پر کوئی زیادتی کرتا۔ اگر میں نے تجھے تیرے عہدے سے معزول کر دیا ہے تو گھبرانے کی بات نہیں میں تجھے ایسی جگہ کی حکومت دوں گا جس میں تجھے مشقت زیادہ نہ ہو اور مصر سے زیادہ وہاں کی حکومت تجھے پسند ہو جس شخص کو میں نے اب مصر کا گورنر بنایا ہے وہ ہمارا مخلص دوست ہے اور ہمارے دشمنوں کے مقابلہ میں بہت سخت ہے اس نے زمانہ کو خوب دیکھا ہے وہ اپنے مقامات کی خوب حفاظت کر سکتا ہے ہم اس سے راضی ہیں اللہ بھی اس سے راضی ہو اور اللہ اس کے ثواب میں اضافہ فرمائے اور اسے اچھا ٹھکانا عطا فرمائے تو اپنے دشمن کے مقابلہ پر ثابت قدم رہ اور ہر طرح جنگ کے لیے تیار ہو جا انہیں اپنے رب کے حکم کی جانب حکمت اور اچھے طریقہ پر دعوت دے اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کر اسی سے امداد طلب کر اور ہر وقت اس سے ڈرتا رہ وہ تیرے اہم کاموں میں تجھے کفایت کرے گا اور تیری حکومت میں تیری مدد فرمائے گا اللہ ہماری اور تمہاری اپنی رحمت سے ان امور میں مدد فرمائے جنہیں ہم نے ابھی حاصل نہیں کیا ہے''۔ والسلام

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا جواب:

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط ملا تو اس نے خط پڑھ کر یہ جواب تحریر کیا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی جانب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے۔ آپ پر سلام ہو۔ میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

میرے پاس امیر المومنین رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا میں نے اسے خوب غور سے پڑھا اور جو کچھ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا تھا اسے خوب سمجھ لیا اور لوگوں میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے حکم پر مجھ سے زیادہ خوشی سے چلنے والا کوئی نہیں نہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے دشمنوں کے مقابلہ میں مجھ سے زیادہ کوئی سخت ہے اور نہ ان کی حکومت میں مجھ سے زیادہ مہربان۔

میں لشکر لے کر دشمن کے مقابلہ پر نکلا اور ان لوگوں کے علاوہ جو ہم سے جنگ آزما ہیں یا ان کی دشمنی ظاہر ہے میں نے سب کو امان دی ہے میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے حکم کا متبع اور اس پر عامل ہوں میں امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے حکم کا متلاشی اور

اس کا سختی سے پابند ہوں اور ہر حال میں اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے"۔ والسلام

## فتح مصر کے لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی کوششیں:

ابومخنف نے ابوجہضم الازدی کے ذریعہ عبداللہ بن حوالۃ الازدی کا یہ بیان نقل کیا ہے شامی جب مقام صفین سے لوٹے تو پہلے تو وہ اس بات کا انتظار کرتے رہے کہ حکمین کیا فیصلہ دیتے ہیں جب حکمین اپنا اختلافی فیصلہ سنا کر واپس ہو گئے تو اہل شام نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کر لی جس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی قوت میں روز بروز اضافہ ہوتا رہا اور عراقیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف کیا جس سے علی رضی اللہ عنہ کی قوت میں روز بروز کمی ہوتی گئی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں مصر سے زیادہ کسی ملک کی حیثیت نہ تھی اسی وجہ سے وہ وہاں کے باشندوں کو ہر وقت ڈراتے رہتے تھے کیونکہ مصران کے قریب واقع تھا وہ یہ بھی جانتے تھے کہ مصریوں کی اکثریت شدت سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کی حامی ہے اور وہاں ایک جماعت ایسی موجود ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کو برا سمجھتی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالف ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ مصر پر غالب آ گئے تو علی رضی اللہ عنہ پر غلبہ حاصل کرنا آسان ہے کیونکہ مصر کا خراج اور اس کی آمدنی بہت زیادہ ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان تمام قریشیوں کو جمع کیا جو ان کے ساتھ تھے یعنی عمرو بن العاص، حبیب بن مسلمہ، بسر بن ابی ارطاۃ، ضحاک بن قیس، عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید رضی اللہ عنہم۔ قریشیوں کے علاوہ ابوالاعور رضی اللہ عنہ عمرو بن سفیان السلمی، حمزۃ بن مالک الہمدانی اور شرجیل بن السمط الکندی کو بھی طلب کیا گیا جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے تمہیں کس کام کے لیے بلایا ہے۔ میں نے تمہیں ایک ایسے کام کے طلب کیا ہے جس کے لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ اس کام میں میری امداد فرمائے۔

ان سب لوگوں نے یا کسی ایک خاص شخص نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا۔ ہمیں کیا معلوم کہ آپ کا کیا ارادہ ہے۔

**عمرو رضی اللہ عنہ:** خدا کی قسم! میں جانتا ہوں کہ ان بہت سے شہروں کے خراج نے امیر کو پریشان کر رکھا ہے یہ شہر وہ ہیں جن کا خراج بھی بہت زیادہ ہے جن کی آبادی بھی بکثرت ہے آپ کا سب سے اہم کام یہی ہے اور اسی لیے آپ نے ہمیں جمع کیا ہے تو پھر جلد ارادہ کیجئے اور آگے بڑھیے اس میں بہترین وہی رائے ہے جو آپ کی رائے ہو۔ جنگ شروع کرنے میں آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی عزت ہے اس طرح دشمن اور آپ کے مخالفین ذلیل وخوار ہوں گے۔

**معاویہ رضی اللہ عنہ:** اے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تو جس کام کو اہم سمجھتا ہے میں بھی اسی کام کو اہم سمجھتا ہوں اور عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ اس کام کو اس لیے اہم سمجھتے تھے کہ جب انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کی بیعت کی تھی تو اسی شرط پر بیعت کی تھی کہ مصر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو دیا جائے گا اور جب تک عمرو رضی اللہ عنہ تک زندہ رہیں گے مصران کی حکومت میں شامل ہو گا۔

**معاویہ رضی اللہ عنہ:** عمرو رضی اللہ عنہ نے ایک خیال ظاہر کیا اور اسے ثابت کر دکھایا۔

**اصحاب معاویہؓ:** لیکن ہم اس ارادے سے واقف نہیں ہیں۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ نے جو کہا ہے معاملہ وہی ہے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: میں ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ ہوں اور سب سے بہتر گمان وہ ہوتا ہے جو یقین کے قریب ہو۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا:

''تم نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمنوں کے مقابلہ پر جنگ کے دروان تمہاری کس طرح مدد فرمائی یہ لوگ یہ خیال لے کر آئے تھے کہ ذرا سی دیر میں تمہاری گردنیں اتار لیں گے اور تمہارے شہر ویران کر دیں گے ان کا خیال یہ تھا کہ تم ان کے ہاتھوں میں آسانی سے آ جاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کے غصہ میں لوٹا دیا اور جو وہ چاہتے تھے اس میں سے ذرا سی بھی بھلائی انھیں حاصل نہیں ہوئی پھر ہم نے ان سے اللہ کی طرف فیصلہ طلب کیا حکم نے ان کے مقابلہ میں ہماری موافقت میں فیصلہ دیا پھر اللہ نے ہماری قوت کو جمع فرمایا اور ہمارے درمیان اصلاح اور محبت پیدا فرمائی اور مخالفین کو آپس میں ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا وہ باہم متفرق ہو گئے اور ایک دوسرے کے کفر کی گواہی دینے لگے اور باہم ایک دوسرے کا خون بہانے لگے خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ یہ خلافت میرے لیے مکمل ہو کر رہے گی میرا خیال ہے کہ میں اہل مصر سے کسی قسم کا حیلہ کروں تم لوگوں کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟''۔

عمرو رضی اللہ عنہ: آپ نے جو مجھ سے سوال کیا تھا میں نے اس کا جواب دے دیا اور جو کچھ آپ سے میں نے سنا اس کی جانب اشارہ بھی کر دیا ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: عمرو رضی اللہ عنہ نے ایک پختہ بات تو بتا دی ہے لیکن اسے کھول کر بیان نہیں کیا یہ بتاؤ کہ میں اس کام کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کروں۔

عمرو رضی اللہ عنہ: میں یہ اشارتاً پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ آپ کو کیا کرنا چاہیے میرا خیال یہ ہے کہ آپ ایک زبردست لشکر روانہ فرمائیں اس پر ایک ایسا امیر معین کریں جو پختہ عقل کا مالک ہو اور جنگ میں ماہر ہوتا کہ لوگ اس کے پاس آ کر پناہ لے سکیں اور اس پر بھروسہ کر سکیں وہ مصر پہنچ کر اس کی حدود میں داخل ہو جائے اس کے پاس وہ تمام لوگ جمع ہو جائیں گے جو مصر میں ہمارے ہم خیال ہیں اس طرح ہم وہاں اپنے دشمنوں پر غالب آ جائیں گے جب آپ کا یہ لشکر اور آپ کے وہ جنگ کے لائق شیعہ جو مصر میں موجود ہیں یکجا جمع ہو جائیں گے تو مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امداد فرمائے گا اور آپ کے لشکر کو غالب کرے گا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ: کیا اس کے علاوہ تمہارے نزدیک اور کوئی تدبیر نہیں جس پر عمل کیا جا سکے۔

عمرو رضی اللہ عنہ: نہیں میرے نزدیک کوئی اور تدبیر نہیں۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگی تدبیر:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے نزدیک تو اور ہی تدبیر ہے وہ یہ کہ مصر میں جتنے بھی ہمارے شیعہ موجود ہیں ہم انھیں خطوط تحریر کریں کہ تم اپنی بات پر ثابت قدم رہو اور انھیں یہ امید دلائی جائے کہ ہم عنقریب تمہاری مدد کے لیے آنے والے ہیں اور دشمنوں

کو صلح کی دعوت دی جائے اور انہیں انعامات کی تمنائیں دلائی جائیں اور جنگ سے ڈرایا جائے گا ۔ یہ لوگ جنگ کے بغیر اسی طرح ہم سے صلح کر لیتے ہیں تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں ورنہ آخر میں مجبوراً جنگ تو کرنی پڑے گی ۔ اے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تو فیصلہ میں بہت جلد باز ہے اور میں فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کرتا ہوں ۔

عمرو رضی اللہ عنہ: تو پھر اللہ نے آپ کے دل میں جو رائے قائم کی ہے اسی پر عمل کیجیے ۔ خدا کی قسم! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ایک نہ ایک روز مصریوں سے جنگ کرنی ہوگی ۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مسلمہ رضی اللہ عنہ اور معاویۃ بن خدیج رضی اللہ عنہ کے نام خط:

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسلمۃ بن مخلد الانصاری رضی اللہ عنہ اور معاویۃ بن خدیج رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا ۔ یہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھے ۔ خط کے الفاظ یہ تھے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک بڑے کام کے لیے کھڑا کیا ہے جس کا اجر بھی بہت بڑا ہے جس سے تمہارا نام بھی روشن ہوگا اور تم اس کے ذریعہ مسلمانوں میں عزت حاصل کر سکو گے اور وہ خلیفہ مظلوم کے خون کا بدلہ لینا ہے اور تمہارا اللہ کی خاطر اس پر غصہ ہونا کہ کتاب اللہ کے حکم کو کیسے ترک کیا گیا اور تمہارا باغیوں اور سرکشوں سے جہاد کرنا یہ وہ افعال ہیں جن پر تمہیں رضائے خداوندی کی بشارت ہو اللہ کے دوستوں کی مدد میں جلدی کرو جہاں تک دنیا اور حکومت کا تعلق ہے اس میں تم دونوں ہمارے شریک کار رہو گے اور جو شئے تم پسند کرو گے وہ تمہیں دی جائے گی اور تمہارے فیصلہ کے مطابق تمہارا پورا پورا حق ادا کیا جائے گا تم اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر ثابت قدم رہو اور ساتھیوں کو بھی ثابت قدمی کی تلقین کرو ۔ اور پشت پھیرنے والے کو اپنی حفاظت اور اپنے خیالات کی دعوت دو ۔ عنقریب تمہاری مدد کے لیے لشکر روانہ کیا جائے گا تم دونوں ہر شئے کو ختم کر کے پھینک دو جسے تم برا خیال کرو اور ہر اس شئے کو مٹا دو جسے تم ذلت کے قابل سمجھو'' ۔ والسلام

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ خط تحریر کر کے اسے اپنے ایک غلام سبیع نامی کے ہاتھ مصر روانہ کیا ۔ سبیع یہ خط لے مصر روانہ ہوا اور وہاں مسلمہ رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اس وقت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ مصر کا امیر تھا اور ان لوگوں نے اس سے جنگ کے انتظامات کر رکھے تھے لیکن جس روز قاصد وہاں پہنچا اس وقت تک جنگ شروع نہ ہوئی تھی قاصد نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دونوں خط مسلمۃ بن مخلد رضی اللہ عنہ کو دیئے مسلمہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کا خط قاصد کو دے کر کہا اسے ابن خدیج کے پاس لے جاؤ تاکہ وہ بھی پڑھ لے پھر میرے پاس آنا میں تمہیں اپنی جانب سے بھی اس خط کا جواب دوں گا اور ابن خدیج رضی اللہ عنہ کی جانب سے بھی جواب دوں گا قاصد یہ خط لے کر ابن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ابن خدیج رضی اللہ عنہ نے خط پڑھا جب وہ خط پڑھ کر فارغ ہو چکا تو قاصد نے کہا کہ مسلمۃ بن مخلد رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ یہ خط میں اس کے پاس آپ کے پڑھنے کے بعد واپس لے آؤں تاکہ وہ اپنی جانب سے اور آپ کی جانب سے اس کا جواب دے سکے ابن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ خط واپس دے دیا اور کہا مسلمہ رضی اللہ عنہ سے جا کر کہو کہ اس کا جواب دے دے ۔ قاصد خط لے کر مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا ۔

## مسلمہ رضی اللہ عنہ کا جواب:

مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ نے اپنی اور معاویہ بن خدیج کی جانب سے یہ جواب تحریر کیا:

''یہ ایسا کام ہے جس پر ہم نے اپنی جانیں لگا دی ہیں اور اس میں اللہ کے حکم کی اتباع کی ہے یہ ایک ایسا کام ہے جس میں ہم اپنے پروردگار سے ثواب کے امیدوار ہیں ہمیں خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہمارے مخالفوں کے مقابلہ پر ہماری مدد فرمائے گا اور ان لوگوں پر اپنا عذاب نازل کرے گا جنہوں نے ہمارے امام کے قتل میں کسی قسم کا حصہ لیا ہے اور 5 ہمارے جہاں فی سبیل اللہ میں رکاوٹ ڈالی ہے ہمارا تو فیصلہ یہ ہے کہ جتنے بھی باغی ہماری سرزمین میں موجود ہیں ہم ان سب کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کریں اور ان کی جگہ عادل و منصف لوگوں کو یہاں آباد کیا جائے آپ نے جو اپنی حکومت و دنیا میں برابری کی امید دلائی ہے تو خدا کی قسم! یہ ایک ایسا کام ہے جس کا کوئی صلہ نہیں اور نہ ہم کسی صلہ کے خواستگار ہیں پس ہماری تو صرف اتنی تمنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا مطلوب پورا فرمائے اور ہماری آرزوئیں ہمیں عطا فرمائے کیونکہ دنیا و آخرت اللہ رب العالمین کے لیے ہے اور وہ اپنی مخلوقات میں سے ایک بڑے عالم کو دنیا و آخرت بیک وقت عطا فرماتا ہے جیسا کہ اس نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں فرماتا' ارشاد ہے:

﴿ فَاٰتٰهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾

''پس اللہ انہیں دنیا و آخرت کی بھلائی عطا کرے گا اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے''۔

آپ فوراً اپنی سوار اور پیدل فوج روانہ کیجیے کیونکہ دشمن نے ہم سے جنگ شروع کر دی ہے اور ہماری تعداد بہت قلیل ہے اب وہ کل صبح ہمیں ڈرائیں گے اور ہم ان سے ٹکرائیں گے۔ اللہ نے آپ کے پاس سے مدد بھیج دی تو اللہ تعالیٰ ہمیں فتح دے گا اور اللہ کے علاوہ کسی میں کسی قسم کی طاقت و قوت نہیں اور ہمارے لیے اللہ کافی ہے''۔

## عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مصر کو روانگی:

راوی کہتا ہے کہ یہ خط امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ وہ فلسطین میں مقیم تھے انہوں نے ان لوگوں کو بلایا جو پہلے مشورہ میں شریک تھے سب نے یہی رائے دی کہ آپ فوراً ایک لشکر روانہ کیجیے شاید اللہ تعالیٰ آپ کو فتح عطا فرمائے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوعبداللہ یعنی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تیاری کرو۔ راوی کہتا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کے ساتھ چھ ہزار لشکر روانہ کیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں رخصت کرنے کے لیے کچھ دور تک ساتھ گئے۔ اور انھیں رخصت کرتے وقت فرمایا۔

اے عمرو رضی اللہ عنہ میں تجھے اللہ سے ڈرنے اور لوگوں پر نرمی کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ اس میں برکت ہے اور درگزر کرنے اور فیصلہ میں جلدی نہ کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ جلد بازی شیطان کی جانب سے ہوتی ہے جو شخص تم سے عذر کرے تم اس کا عذر قبول کرو اور جو پشت پھیر کر بھاگے اس سے درگزر کرو اگر دشمن اس بات کو قبول کرے گا تو بہت اچھا کرے گا اور اس کے لیے بہتر ہوگا اگر تب بھی وہ اطاعت سے انکار کرے تو یاد رکھو کہ اپنا رعب و داب اس وقت دکھایا جاتا ہے جب کہ کوئی عذر باقی نہ رہے انہیں دلیل سے سمجھاؤ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور لوگوں کو صلح اور جماعت کے اتحاد کی دعوت دو کیونکہ جب تو غالب آ جائے گا تو یہی لوگ تیرے مددگار رہوں گے تیرے پاس جو کچھ بھی مال و دولت ہو وہ لوگوں پر قربان کر دے اور تمام لوگوں سے نیک سلوک کرو''۔

روای کہتا ہے کہ اس کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ نے کوچ کیا حتی کہ ادنائے مصر میں جا کر ٹھہرے مصر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جتنے بھی

حامی تھے وہ سب ان کے پاس جمع ہو گئے ۔عمرو رضی اللہ عنہ انہیں لیے ٹھہرے رہے۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے نام عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا خط:

اس کے بعد عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے محمد کے نام ایک خط تحریر کیا:

''امابعد! اے ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ بہتر یہ ہے کہ تم مجھ سے اپنی جان بچالو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے ہاتھ سے ایک ناخن بھی لگے ان شہروں کے باشندے تمہارے خلاف مجتمع ہو چکے ہیں انہوں نے تمہارے حکم کو چھوڑ دیا ہے اور تمہاری اتباع پر نادم ہیں اگر وہ بظاہر تم سے اپنی تابعداری کا اظہار بھی کرتے ہیں تو ان کے پیٹ میں کچھ اور ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم مصر چھوڑ کر چلے جاؤ۔ میں تمہارا ناصح ہوں بدخواہ نہیں''۔ والسلام

## محمد کے نام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط:

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے پاس وہ خط بھی روانہ کر دیا جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے محمد کے نام تحریر کیا تھا۔ اس میں تحریر تھا۔

باغی کی کینہ پروری اور ظلم کا ایک بہت بڑا وبال نازل ہوتا ہے۔ یاد رکھو کہ حرام خون کو بہانے والا دنیا میں ہرگز سزا سے محفوظ نہیں رہ سکتا اور انجام کار آخرت میں بھی اس کے لیے سزا باقی رہتی ہے ہم دنیا میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتے جو تجھ سے زیادہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا باغی ان کی برائیاں کرنے والا اور تجھ سے زیادہ ان کا مخالف ہو تو نے دوسروں کے ساتھ مل کر ان کے خلاف بغاوت کی اور دیگر قاتلین کے ساتھ مل کر ان کا خون بہایا کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ میں تیری جانب سے سویا ہوا ہوں یا تیری جانب سے قطعاً غافل ہوں کہ تو آ کر ان شہروں پر اپنی حکومت چلاتا ہے جہاں کہ میرا حکم نافذ ہوتا ہے اور جہاں کے اکثر باشندے میرے مددگار رہیں یہ لوگ میری رائے سے متفق اور میرے اشارے کے منتظر ہیں مجھے تیرے مقابلہ میں مدد کے لیے پکارتے ہیں میں نے تیرے مقابلے کے لیے ایک جماعت بھیج دی ہے جو تیرا گلا گھونٹ دے گی اور تیرا خون پی لے گی وہ تجھ سے جنگ کرنا اللہ کی رضامندی کا سبب سمجھتے ہیں ان لوگوں نے اللہ سے یہ عہد کیا ہے کہ وہ تیرا مثلہ کریں گے (یعنی تیرے ناک کان ہاتھ پاؤں کاٹیں گے) اور اگر اہل مصر میں سے تیرے قتل کے علاوہ کوئی اور معاملہ درپیش نہ ہوتا تو میں تجھے ہرگز خوف میں مبتلا نہ کرتا اگرچہ میں پسند تو یہی کرتا ہوں کہ یہ لوگ تیرے ظلم اور عثمان رضی اللہ عنہ کی عداوت اور اس روز کے جرم میں جس روز تو نے اپنی تلوار سے عثمان رضی اللہ عنہ کی گدی اور گردن کے درمیان وار کیا تھا تجھے قتل کر دیں لیکن میں کسی قریشی کا مثلہ کرنا بہتر نہیں سمجھتا اور تو خواہ کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ تجھ سے بدلہ لیے بغیر تجھے نہ چھوڑے گا''۔ والسلام۔

## ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام خط:

محمد نے یہ دونوں خط لپیٹ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کر دیئے اور ایک خط اپنی جانب سے تحریر کر کے ساتھ میں روانہ کیا:

''امابعد! ابن العاص رضی اللہ عنہ مصر کی سرزمین میں داخل ہو چکا ہے اور مصر میں جو لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہم خیال تھے ان میں سے اکثر لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں وہ لشکر لیے ہوئے جب خراب میں مقیم ہے میرے ساتھیوں میں سے بعض

لوگ پھسل چکے ہیں اگر آپ کو سرزمین مصر کی کوئی حاجت ہے تو فوراً سوار دستوں اور مال سے میری مدد کیجیے''۔

والسلام علیک

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس خط کا یہ جواب تحریر فرمایا:

''امابعد! مجھے تیرا خط موصول ہوا جس میں تو نے یہ ذکر کیا ہے کہ ابن العاص مصر کی سرزمین میں داخل ہو چکا ہے اور خراب میں لشکر لیے ہوئے ٹھہرا ہوا ہے اور جو لوگ مصر میں اس کے ہم خیال تھے وہ اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں اور وہ لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں جو تجھے بہتر سمجھتے تھے اور جو لوگ تیری رائے کے حامی تھے ان میں سے کچھ پھسل گئے ہیں لیکن تو ہرگز نہ پھسلنا خواہ تیرے شہر کے محافظ بھی کیوں نہ پھسل جائیں اپنے پاس اپنے حامیوں کو جمع کر لے اور اپنے ساتھ کنانۃ بن بشر کو ملا لے جو نیکی' سخاوت اور جنگ میں مشہور ہے میں تیری مدد کے لیے ہر گھاٹی سے آدمی بھیج رہا ہوں اپنے دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدم رہ اور اپنی رائے پر قائم رہ اور ان سے جنگ کر اور ان کے مقابلہ میں ثابت قدم رہ کر اور ثواب کا امیدوار بن کر جہاد کر اگرچہ تیری جماعت تھوڑی ہے لیکن اللہ تعالیٰ تھوڑوں کو عزت دیتا اور زیادہ کو ذلیل کرتا ہے میں نے فاجر بن فاجر معاویہ رضی اللہ عنہ اور فاجر ابن الکافر یعنی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ (عیاذاً باللہ) کا خط پڑھا یہ دونوں خدا کی نافرمانی کو محبوب رکھتے ہیں اور حکومت میں رشوت قبول کرنے والوں کو اپنے ساتھ ملاتے اور دنیا میں منکر کام کرتے ہیں انہوں نے اپنی فطرت کے مطابق دنیا سے فائدہ حاصل کیا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اپنی فطرت کے مطابق دنیا سے فائدہ حاصل کیا تھا تو ان کی دھمکیوں اور ان کی لالچ سے اپنے آپ کو ہلاک نہ کر لینا تو ان کو اچھی طرح جواب دے اگرچہ تو ان کو پورے طور پر جواب نہیں دے سکتا لیکن تو خود جو مناسب سمجھتا ہو وہ جواب دے دے''۔ والسلام

## ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب:

ابومخنف نے محمد بن یوسف بن ثابت الانصاری کے ذریعہ مدینہ کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خط کا جواب ان الفاظ میں تحریر کیا۔

''امابعد! تمہارا خط مجھے ملا جس میں تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملہ کا ذکر کیا ہے میں قتل عثمان رضی اللہ عنہ کا تم سے کوئی عذر نہیں کرتا تم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے مقابلے سے گریز کروں گویا تم مجھے نصیحت کرنا چاہتے ہو اور تم نے مجھے مثلہ کرنے سے خوف دلایا ہے گویا تم مجھ پر بہت مہربان ہو میری آرزو تو یہ ہے کہ میں تم پر لشکر کشی کروں اور تمہیں مصیبت میں مبتلا کر دوں اگرچہ تمہاری کتنی ہی امداد کیوں نہ کی جائے اور خواہ تمام دنیا میں تمہاری حکومت کیوں نہ ہو میری عمر کی قسم کتنے ظالم اشخاص ہیں جن کی تم نے مدد کی ہے اور کتنے مومن ہیں جنہیں تم نے قتل کیا ہے اور جن کا تم نے مثلہ کیا ہے اور اللہ ہی کے پاس تم بھی لوٹ کر جاؤ گے اور یہ لوگ بھی لوٹ کر جائیں گے اور تمام کام اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جائیں گے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور جو کچھ تم کہتے ہو اس پر اللہ ہی سے مدد طلب کی جا سکتی ہے''۔ والسلام

## ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے نام [illegible]

محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے خط کا جواب ان الفاظ میں تحریر کیا:

''اے ابن العاص رضی اللہ عنہ تم نے اپنے خط میں جو کچھ ذکر کیا ہے میں نے اسے خوب سمجھ لیا ہے تو اپنے خیال میں یہ برا سمجھتا ہے کہ تیرے ہاتھوں مجھے ایک زخم بھی نہ لگے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو باطل پرست ہے تیرا یہ کہنا کہ تو میرا ناصح ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تجھ سے کینہ رکھتا ہوں تیرا یہ قول کہ اہل مصر نے میرا حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے اور میری اتباع پر نادم ہیں تو دراصل ایسے لوگ تیرے اور شیطان رجیم کے دوست ہیں ہمیں اللہ رب العالمین کافی ہے اور ہم اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں جو عرش عظیم کا پروردگار ہے''۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی تقریر:

یہ خط پڑھ کر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لشکر لے کر آگے بڑھے اور انہوں نے مصر پر حملہ کا ارادہ کیا تو محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اولاً خدا کی حمد و ثنا کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر کہا:

''اے مسلمانوں اور مومنو! وہ قوم جو ہر حرمت کو توڑتی رہتی اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالتی رہتی ہے اور فتنہ کی آگ بھڑکاتی رہتی ہے اور زبردستی حکومت پر قبضہ کرنا چاہتی ہے اس نے لوگوں میں تمہاری عداوت پیدا کر دی ہے اور تمہارے مقابلہ پر لشکر روانہ کیے ہیں اے اللہ کے بندو جو شخص مغفرت اور جنت کا طلب گار ہے تو وہ فوراً ان لوگوں کے مقابلہ پر چلے اور اللہ کی راہ میں ان سے جہاد کرے تم فوراً کنانۃ بن بشر کے ساتھ ان کے مقابلہ پر جاؤ۔ اللہ تم پر رحم کرے''۔

## فریقین کی جنگ:

راوی کہتا ہے کہ بشر بن کنانہ کے ساتھ دو ہزار آدمی جنگ کے لیے نکلے اور محمد بھی دو ہزار کا لشکر لے کر نکلا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کنانہ کے مقابلہ پر آئے اور کنانہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مقدمۃ الجیش پر مامور تھا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کنانہ کی طرف بڑھے۔ جب کنانہ کے لشکر کے قریب پہنچے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو بہت سے دستوں پر تقسیم کیا اور کنانہ کے مقابلہ میں یکے بعد دیگرے ایک ایک دستہ روانہ کرنا شروع کیا شامیوں کا جو دستہ بھی کنانہ کے سامنے آتا کنانہ اس پر اتنا سخت حملہ کرتا کہ اسے پیچھے دھکیلتا ہوا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیتا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو معاویۃ بن خدیج السکونی رضی اللہ عنہ کو طلب کیا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر آیا جو کثرت کے باعث سیاہ آندھی کی طرح معلوم ہوتا تھا انہوں نے کنانہ اور اس کے ساتھیوں کو گھیر لیا اور شامیوں نے بھی ہر جانب سے اس پر حملے شروع کر دیئے جب کنانہ نے یہ دیکھا کہ وہ اور اس کے ساتھی گھر چکے ہیں تو گھوڑے سے نیچے اتر گیا اس کے ساتھیوں نے بھی گھوڑے چھوڑ دیئے کنانہ اس وقت یہ آیت پڑھ رہا تھا:

﴿ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا وَّ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ سَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴾

''کسی جان میں یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے وہ بھی وقت معینہ پر اور جو شخص دنیا کا اجر چاہتا ہے ہم اسے دنیا کا اجر دیتے ہیں اور جو شخص آخرت کا اجر چاہتا ہے ہم اسے آخرت کا اجر دیتے ہیں اور شکر گزاروں کو اچھا بدلہ دیتے ہیں''۔

وہ بہت دیر تک مخالفوں سے جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ مارا گیا۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا فرار:

جب کنانہ مارا گیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لشکر لے کر محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی جانب بڑھے لیکن محمد کے ساتھیوں کو کنانہ کے قتل کی خبر ملی تو سب ساتھ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور محمد کے ساتھ اس کے ساتھیوں میں سے چند آدمی باقی رہ گئے۔ جب محمد نے عمرو رضی اللہ عنہ کو سامنے آتا دیکھا تو میدان سے بھاگا اور شہر کی گلیوں میں جان بچانے کے لیے بھاگتا رہا حتیٰ کہ ایک گلی کے نکڑ پر ایک ٹوٹا ہوا مکان نظر آیا اس میں جا کر چھپ گیا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فسطاط شہر میں داخل ہو گئے۔

## محمد کی تلاش اور اس کی گرفتاری:

معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف محمد کو تلاش کرنا شروع کیا حتیٰ کہ بازار میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا اور ان سے سوال کیا۔ تمہارے سامنے سے کوئی ایسا شخص گزرا ہے جسے تم برا سمجھتے ہو ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا۔ نہیں خدا کی قسم یہاں سے کوئی شخص نہیں گزرا مگر ہاں میں اس ویرانے میں اندر گیا تھا تو میں نے اس میں ایک شخص بیٹھا ہوا دیکھا اس پر ابن خدیج رضی اللہ عنہ نے کہا پروردگار کعبہ کی قسم یہ وہی شخص ہے یہ سب لوگ اس کی تلاش میں چلے اور اس ٹوٹے ہوئے مکان میں پہنچے اور وہاں سے محمد کو پکڑ کر باہر لائے۔ وہ پیاس سے مر رہا تھا۔ یہ لوگ اسے پکڑ کر فسطاط لے کر آئے۔

## عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی سفارش:

جب عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی کو گرفتار دیکھا تو وہ بھاگ کر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے عمرو رضی اللہ عنہ اس وقت لشکر میں تھے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا کیا میرا بھائی اسی طرح بندھا ہوا قتل کر دیا جائے گا تم معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیج کر اس کے قتل سے روک دو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فوراً آدمی بھیجا کہ محمد کو میرے پاس لے کر آ جاؤ۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہلوایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم کنانہ کو قتل کر دو اور میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دوں۔ افسوس:

اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ.

''کیا تمہارے منکر ان سے بہتر ہیں یا تمہارے لیے صحیفوں میں برأت لکھ دی گئی ہے''۔

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قاتل عثمان رضی اللہ عنہ کا حشر:

محمد نے لوگوں سے کہا مجھے پانی پلا دو معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ تعالیٰ مجھے کبھی ایک قطرہ پانی نہ پلائے اگر میں تجھے پانی پلاؤں تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی پینے سے روک دیا تھا اور تم نے عثمان رضی اللہ عنہ کو روزے کی حالت میں جب کہ ان کا خون حرام تھا شہید کیا اللہ نے انہیں مہر لگا ہوا سونٹھ کا پانی پلایا خدا کی قسم! اے ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا تجھے اللہ کھولتا ہوا پانی اور جہنمیوں کی پیپ پلائے' محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے جلاہن یہودیہ کے بچے تیری آرزو ہرگز پوری نہ ہوگی یہ تو اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے دوستوں کو پانی پلائے گا اور اپنے دشمنوں کو پیاسا مارے گا مثلاً تو اور تجھ جیسے اشخاص اور جو عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہوں خدا کی قسم! اگر میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو تم سے میں یہ بات نہ سنتا۔

معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ نے محمد سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہوں میں تجھے گدھے کی کھال میں

سیوں گا پھر اسے آگ میں جلاؤں گا۔ محمد نے جواب دیا اگر تم میرے ساتھ یہ سلوک کرو گے تو ہمیشہ سے اللہ کے دوستوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا آیا ہے اور مجھے امید ہے کہ جو آگ تو مجھ پر جلائے گا اللہ اسے میرے لیے ٹھنڈی کر دے گا اور اسے سلامتی کا ذریعہ بنا دے گا جیسا کہ اس نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور اس آگ کو تجھ پر اور تیرے دوستوں پر اسی طرح دہکا دے گا جیسا کہ نمرود اور اس کے ساتھیوں پر دہکا دی تھی اللہ تجھے بھی آگ میں جلائے گا جس کا تو نے ابھی ذکر کیا تھا (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) اور تیرا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی آگ میں جلائے گا اور اسے بھی آگ میں جلائے گا اور اس سے اشارہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ تمہیں ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جو تم پر ہر وقت بھڑکتی رہے گی اور جب بھی وہ ہلکی ہوگی اللہ اسے اور بھڑکا دے گا۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو میں تجھے عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص میں قتل کر رہا ہوں۔

محمد نے جواب دیا تیرا عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا تعلق۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے ظلم پر عمل کیا اور قرآن کے حکم کو پس پشت ڈال دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾

''اور جو لوگ اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں''۔

ہم نے اسے اس جرم کی سزا دی اور اسے قتل کر دیا تو اور تجھ جیسے اشخاص جو اس کی تعریف کرتے ہیں تو اللہ نے چاہا تو وہ ہمیں اس کے قتل کے گناہ سے پاک رکھے گا اور تو اس کے گناہ میں اس کا شریک ہوگا اور تیرا انجام بھی اللہ وہی کرے گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اس نے آگے بڑھ کر محمد کو قتل کر دیا پھر اسے گدھے کی کھال میں لپیٹ کر آگ میں جلا دیا۔

## حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا افسوس:

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو محمد کے قتل کی خبر ملی تو انہیں اس کا بہت افسوس ہوا اس واقعہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہر نماز کے بعد معاویہ اور عمرو رضی اللہ عنہما کے لیے بددعا کرتیں۔ محمد کے قتل کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی اولاد کو اپنے پاس رکھا اس طرح قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس پرورش پائی (جو تمام تابعین میں مدینہ کے سب سے بڑے عالم ہیں)۔

## واقدی کی روایت:

واقدی نے سوید بن عبدالعزیز' ثابت ابن عجلان کے ذریعہ قاسم بن عبدالرحمٰن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ چار ہزار لشکر لے کر گئے تھے جس میں ابوالاعور السلمی رضی اللہ عنہ اور معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے مسناۃ میں ان کا دشمن سے آمنا سامنا ہوا اور سخت قسم کی جنگ ہوئی اور کنانۃ بن بشر بن عتاب التجیبی مارا گیا جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی جنگ کرنے والا باقی نہ رہا تو وہ بھاگ کھڑا ہوا اور ابن مسروق کی پہاڑی کے قریب پناہ لی معاویۃ بن خدیج رضی اللہ عنہ کو اس کا پتہ چل گیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے محمد کو جا کر گھیر لیا محمد نے اس سے جنگ کی اور لڑتا لڑتا مارا گیا۔

واقدی کہتا ہے مسنات کی جنگ صفر ۳۸ھ میں ہوئی اور جنگ اذرح شعبان میں اسی سال ہوئی۔

## عمرو بن العاص کا معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام خط:

ہم پھر ابو مخنف کی روایت نقل کرتے ہیں وہ کہتا ہے کہ جب محمد بن ابی بکر اور کنانۃ بن بشر قتل کر دیے گئے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ میں خط تحریر کیا:

''امابعد! ہم محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور کنانۃ بن بشر سے ملے ان کے ساتھ اہل مصر کے کئی بڑے لشکر تھے ہم نے انہیں کتاب اللہ کے حکم سنت رسول اللہ پر چلنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے حق کو چھوڑا اور گمراہی میں مبتلا رہے ہم نے ان سے جہاد کی اور اللہ نے ان کے مقابلہ پر ہماری امداد فرمائی اللہ نے ان کے چہروں اور پشتوں پر مارا ہم نے ان کے بازو توڑ دیئے اللہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ' کنانۃ بن بشر اور اس قوم کے بڑے بڑے لوگوں کو قتل فرما دیا اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔ والسلام علیک''۔

## محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قتل:

اسی سنہ میں محمد بن ابی حذیفۃ رضی اللہ عنہ بن عتبۃ بن ربیعہ بن عبد شمس قتل کیا گیا اہل سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ اس کے قتل کا واقعہ کب پیش آیا۔ واقدی کی رائے یہ ہے کہ وہ ۳۶ ھ میں قتل کیا گیا ہے۔

اس کے قتل کی وجہ یہ ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کی جانب گئے تو محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مصر پر قبضہ کر لیا تھا یہ دونوں عین شمس جا کر ٹھہرے اور مصر میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن محمد کی وجہ سے مصر میں داخل نہ ہو سکے ان دونوں نے محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چال چلی کہ تم ایک ہزار آدمی لے کر عریش آ ؤ' محمد نے اپنی جگہ حکم ابن الصلت کو مصر پر متعین کیا اور ایک ہزار آدمی لے کر چلا جب محمد عریش پہنچا تو ان لوگوں نے اسے گھیر لیا اور عمرو رضی اللہ عنہ نے آ کر ہر طرف منجنیقیں نصب کر دیں۔ مجبوراً محمد تیس آدمیوں کے ساتھ باہر آیا اور خود کو ان کے ہاتھوں میں سونپ دیا ان لوگوں نے انہیں پکڑ کر قتل کر دیا اور یہ واقعہ قیس ابن سعد رضی اللہ عنہ کے مصر پہنچنے سے قبل پیش آیا تھا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قیس رضی اللہ عنہ کو وہاں امیر بنا کر بھیجا تھا۔

## ہشام بن محمد کی روایت:

ہشام ابن محمد الکلبی کا قول یہ ہے کہ جب محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قتل کر دیا گیا اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر میں داخل ہو کر اس پر غلبہ حاصل کر لیا تو محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ہشام بن محمد کا خیال یہ ہے کہ جب عمرو رضی اللہ عنہ اور ان کا لشکر مصر میں داخل ہو چکا تو محمد بن ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کی گرفتاری عمل میں آئی ان لوگوں نے اسے گرفتار کر کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اس وقت وہ فلسطین میں مقیم تھے انہوں نے اسے قید خانے میں بند کر دیا کچھ مدت تک یہ قید خانہ میں بند رہا پھر قید خانہ سے چھوٹ کر بھاگ گیا محمد چونکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ماموں زاد بھائی تھا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگوں کو اس کا فرار برا معلوم ہوا ہے انہوں نے یہ دیکھ کر شامیوں سے فرمایا اسے کون تلاش کر کے لائے گا۔ ہشام کہتا ہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دل سے یہ چاہتے تھے کہ وہ بچ کر نکل جائے بنو خثعم کے ایک شخص نے جس کا نام عبداللہ بن عمرو بن ظلام تھا اور جو بہت بہادر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حامی تھا کہا میں اسے تلاش کر کے لاؤں گا وہ محمد کی تلاش میں چلا اور حوران کے علاقہ بلقاء میں اسے جا لیا وہاں وہ ایک غار میں چھپا ہوا تھا اچانک کچھ گدھے اس غار میں گھسے اور وہ غار میں بارش سے بچنے کے لیے گھسے تھے۔ گدھوں نے جب غار میں آدمی دیکھا تو گھبرا کر باہر نکلے غار کے قریب

جو کاشت کار کھڑے ہوئے تھے وہ آپس میں بولے غار سے گدھوں کا گھبرا کر بھاگنا بہت تعجب خیز ہے ضرور کوئی بات ہے وہ اصل معاملہ کا پتہ چلانے کے لیے غار میں داخل ہوئے تو اس میں محمد بیٹھا ہوا نظر آیا وہ باہر نکلے۔ اتفاقاً اسی وقت عبداللہ بن عمرو بن ظلام وہاں پہنچا اور اس نے ان لوگوں سے محمد کا پتہ پوچھا اور اس کا حلیہ بیان کیا انہوں نے جواب دیا اس حلیہ کا شخص اس غار میں موجود ہے راوی کہتا ہے کہ عبداللہ غار میں داخل ہوا اور محمد کو کھینچ کر باہر لایا اور اس نے یہ بہتر نہیں سمجھا کہ محمد کو معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے جایا جائے کہیں وہ اسے چھوڑ نہ دیں اس لیے عبداللہ نے وہیں محمد کی گردن ماردی۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خطبہ جنگ:

ہشام نے ابومخنف' حارث بن کعب بن فقیم' جندب کی سند سے عبداللہ بن فقیم کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ یہ عبداللہ بن فقیم عبداللہ حارث ابن کعب کا چچا تھا اور اسے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس امداد کی طلب کے لئے بھیجا تھا اور جس وقت اسے بھیجا گیا مصر کا امیر محمد تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دینے کا ارادہ کیا اور منادیوں کو حکم دیا کہ لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دو جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اوّلاً اللہ کی حمد وثنا کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ پھر فرمایا:

یہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور تمہارے مصری بھائیوں کے چیخنے کی آوازیں آ رہی ہیں۔ ان لوگوں کی جانب ابن النابغہ لشکر لے کر چلا ہے وہ ابن النابغہ جو اللہ کا دشمن ہے اور اس شخص کا دوست ہے جو اللہ سے عداوت رکھتا ہے۔ کہیں گمراہ اپنے باطل پر اور کہیں شیطان کی راہ پر چلنے والے تمہارے اس حق پر ہونے کے باوجود تم سے زیادہ مجتمع اور متحد ثابت نہ ہوں انھوں نے تم سے جنگ کی ابتداء کی ہے اور تمہارے بھائی جہاد میں مشغول ہیں تم بہت جلد ان کی حمایت اور نصرت کے لئے پہنچو۔

اے اللہ کے بندو! مصر کا علاقہ شام سے زیادہ وسیع ہے وہاں کی آمدنی بھی کثیر ہے۔ وہاں کے باشندے بھی بہتر ہیں کہیں تم مصر میں مغلوب نہ ہو جانا کیونکہ مصر کا تمھارے ہاتھوں میں باقی رہنا تمہاری عزت اور تمہارے دشمن کی ذلت کا سبب ہے تم فوراً جرعہ پہنچ جاؤ جو حیرہ اور کوفہ کے درمیان ہے اور تم سب علی الصباح مجھ سے جرعہ میں ملو۔ ان شاءاللہ۔''

## شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کی بزدلی:

راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اگلے روز عین صبح کوفہ سے نکلے اور سورج نکلنے کے وقت جرعہ پہنچ گئے زوال کے بعد تک وہاں مقیم رہے اور اپنے شیعوں کا انتظار کرتے رہے لیکن ان میں سے ایک شخص بھی وہاں نہیں پہنچا (جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں خاص کوفیوں کی تعداد ترسیٹھ ہزار تھی اور دیگر جگہوں کے لوگ اس کے علاوہ تھے) مجبوراً حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس آ گئے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنے شیعوں سے بیزاری:

جب شام ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شرفاء و رؤسا کو طلب کیا جب یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ غمگین اور پریشان بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے لئے یہ کام مقدر فرمایا۔ اور میرے لئے میرا یہ فعل مقدر کیا۔''

اے ایسی جماعت کہ جسے جب میں حکم دوں تو وہ اطاعت نہ کرے اور جب میں پکاروں تو میری بات کا جواب نہ دے مجھے خدا نے آزمائش میں ڈالا ہے۔ تمہارے غیر کا باپ نہ ہو آخر تم اپنے اس صبر سے کس شئے کے منتظر ہو اور اپنے حق پر ہونے کے باوجود

جہاد سے کیوں متنفر ہو اس دنیا میں تمہارے لئے موت اور ذلت اس وقت ہے جبکہ تم باطل پر ہو خدا کی قسم اگر موت آ جائے گی اور وہ ایک نہ ایک روز مجھے ضرور آئے گی تو مجھ میں اور تم میں خود تفریق پیدا کر دے گی حالانکہ میں اس وقت تمہارے ساتھ بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا ہوں کتنے وہ لوگ ہیں جن کے دل میں کینہ نہیں ۔ اللہ کچھ تو بتاؤ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا دین بھی تمہیں جمع نہیں کر سکتا؟ کیا حمیت تمہیں ابھار نہیں سکتی؟ حالانکہ تم یہ سن رہے ہو کہ تمھارا دشمن تمہارے شہروں میں گھس آیا ہے اور اس نے تمہارے بھائیوں پر غارت گری شروع کر دی ہے کیا یہ تعجب خیز بات نہیں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ظالموں اور سرکشوں کو دعوت دیتا ہے اور یہ سرکش اور ظالم لوگ کسی بخشش اور مالی مدد کے بغیر اس کی اتباع کرتے ہیں؟ اور سال میں دو تین مرتبہ بلکہ جتنی بار وہ چاہتا ہے اس آواز پر لبیک کہہ کر میدان میں نکل آتے ہیں ایک تم ہو کہ میں تمہیں مدد کے لئے پکارتا ہوں ۔ حالانکہ تم سب سمجھدار لوگ ہو اور بقیہ لوگ تمہارے پیچھے چلنے والے اور تمہاری بخششوں پر گزر اوقات کرنے والے ہیں لیکن تم میری آواز سن کر میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہو ۔ میری نافرمانی کرتے اور مجھ سے اختلاف کرتے ہو۔

## مالک بن کعب کی تقریر اور لشکر کی روانگی:

مالک بن کعب الہمدانی الارجی نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ آپ لوگوں کو تیار کیجئے کیونکہ دلہن کے چلے جانے کے بعد عطر کی کوئی ضرورت نہیں میں نے اسی قسم کے دن کے لئے اپنے آپ کو ذخیرہ بنا رکھا تھا اور اجر بغیر تکلیف کے حاصل نہیں ہوتا اس کے بعد اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

اے لوگو! اللہ سے ڈرو اپنے امام کا حکم قبول کرو اس کی دعوت کی مدد کرو اور اس کے دشمنوں سے جنگ کرو ۔ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ میں مصر جاؤں گا ۔

پھر مالک بن کعب مصر جانے کے ارادے سے نکلا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اسے رخصت کرنے کے لیے ساتھ چلے ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر نظر ڈالی تو دو ہزار کے قریب آدمی جانے کے ارادے سے جمع ہوئے تھے وہ انہیں لے کر چلا ۔

## محمد کے قتل پر شام میں خوشی کے شادیانے:

ابھی کعب پانچ میل گیا ہو گا کہ مصر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حجاج بن غزیہ البخاری الانصاری آیا اور اسی وقت عبدالرحمٰن بن شعیب الفزاری بھی آیا یہ فزاری شام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جاسوس تھا اور انصاری محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھا ۔ انصاری نے مصر میں جو حالات دیکھے تھے وہ بیان کیے اور محمد کے قتل کے واقعہ بیان کیا اور فزاری نے بیان کیا کہ اس کے شام سے چلنے سے قبل عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جانب سے پے در پے خوش خبریاں آئی تھیں اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر بھی آئی تھی حتی کہ اس کے قتل کا منبر پر اعلان کیا گیا ۔ فزاری نے بیان کیا اے امیر المومنین میں نے کسی قوم کو آج تک اتنا خوش نہیں دیکھا جتنی محمد کے قتل سے شامیوں کو خوشی حاصل ہوئی تھی ۔ وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے ۔

## محمد کے قتل پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رنج و غم:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں اس کے قتل کا اتنا ہی غم ہے جتنی شامیوں کو اس کے قتل سے خوشی ہے بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ ۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن شریح الشبامی کو مالک بن کعب کے پاس بھیج کر اسے راہ سے واپس بلوالیا ۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محمد کے قتل کا اتنا غم تھا کہ اس کے آثار ان کے چہرے پر صاف نظر آتے تھے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بے چارگی:

محمد کے قتل پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اللہ کی حمد وثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا:

''خبردار! مصر کو فاجروں اور ظالموں نے چھین لیا ہے جو اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے اور اسلام میں خدا کی نافرمانی کر کے ٹیڑھی چال چلتے ہیں۔ خبردار محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ خدا اس پر رحم کرے شہید کر دیے گئے۔ ہم اس کے قتل پر اللہ سے ثواب کے امیدوار ہیں خدا کی قسم اگر میں یہ جانتا کہ کون شخص قضا کا منتظر ہے۔ کون جزا کے لیے عمل کرتا' کون فاجر کی طرح بغض رکھتا ہے اور کون مومن کی ہدایت کو پسند کرتا ہے تو اگر مجھے ان امور کا علم ہوتا تو میں اپنے آپ کو اپنی غلطیوں پر کبھی ملامت نہ کرتا میں تو ایک خبردار انسان کی طرح جنگ کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ایک کام کا اقدام کرتا ہوں۔ تمہیں چیخ چیخ کر پکارتا ہوں اور ایک مدد طلب کرنے والے کی طرح گھبرا کر مدد کے لیے تمہیں آوازیں دیتا ہوں لیکن تم میری کوئی بات نہیں سنتے نہ میرے کسی حکم کی اطاعت کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تمام کام مجھے برے انجام پر پہنچا دیتے ہیں تم ایک ایسی قوم ہو کہ تمہارے ذریعہ کسی کا بدلہ نہیں لیا جا سکتا۔ تمہارے بھروسہ پر خیموں کی رسیاں نہیں توڑی جاسکتیں۔ پچاس راتوں سے زیادہ گزر چکی ہیں کہ میں تمہیں پکار رہا ہوں۔ لیکن تم اونٹ کی طرح منہ کھول کر زمین پر پھیل جاتے ہو اور تم زمین پر اس شخص کی طرح چپٹ جاتے ہو جس کا دشمن سے جنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہ ہو اور نہ تم کسی قسم کا ثواب کمانا چاہتے ہو پھر تم میں سے میرے پاس میری حمایت کے لیے چھوٹے سے لشکر نکل کر آتے ہیں جن کی صورتوں سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا انہیں موت کے منہ میں دھکیلا جا رہا ہے اور وہ سامنے موت کو منہ پھیلائے دیکھ رہے ہیں۔ تم پر افسوس ہو''۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اتر آئے۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام تعزیت کا خط:

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نام خط تحریر فرمایا وہ اس وقت بصرہ میں تھے۔ خط کا مضمون یہ تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! اللہ کے بندے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نام۔ سلام علیک میں اولاً آپ کے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اما بعد! مصر فتح ہو گیا ہے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں ہم اللہ کے پاس اسے اجر کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور اپنے لیے نیک اجر کا ذخیرہ خیال کرتے ہیں میں نے ابتداء ہی میں لوگوں کو آمادہ کیا تھا اور یہ واقعہ پیش آنے سے قبل ہی لوگوں کو اس کی امداد کا حکم دیا تھا۔ میں نے چھپ چھپ کر اور اعلانیہ ہر طرح انہیں مدد کی دعوت دی ابتداء میں بھی اور بعد میں بھی ان میں سے بعض لوگ تو مجبور ہو کر جنگ کے لیے نکلے اور بعض جھوٹ اور دھوکہ دہی کے لیے اور بہت سے اپنی حالت پر پہلے کی طرح بیٹھے ہوئے ہیں میرا تو اللہ سے یہی سوال ہے کہ وہ مجھے کسی طرح ان لوگوں سے چھٹکارا دے دے اور ان سے علیحدگی کا کوئی ذریعہ پیدا فرما دے اور مجھے ان سے چھٹکارا دے کر جلد آرام دے' خدا کی قسم! اگر میری یہ آرزو نہ ہوتی کہ میں دشمن سے

مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوں تو میں یہ پسند کرتا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ ایک دن بھی نہ گزاروں اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں خیر اور ہدایت وتقویٰ پر قائم رکھے۔ یقیناً وہ ہر شے پر قادر ہے''۔ والسلام

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا جواب تحریر فرمایا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی جانب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف سے۔ اے امیر المومنین آپ پر سلام۔ اللہ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں۔ امابعد! میرے پاس آپ کا خط پہنچا جس میں آپ نے مصر کے فتح ہونے اور محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی ہلاکت کی خبر دی ہے تو ہر حال میں اللہ ہی سے مدد طلب کی جاتی ہے اللہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے اور اے امیر المومنین آپ کو اس کا اجر دے آپ نے اللہ سے جو یہ دعا مانگی ہے کہ آپ کے لیے وہ آپ کی اس رعیت سے چھٹکارے کا کوئی ذریعہ پیدا فرما دے جس رعیت کی آزمائش میں آپ مبتلا ہیں اور فرشتوں کے ذریعہ جلد از جلد آپ کی امداد کر کے آپ کو عزت بخشے تو اللہ آپ کے ساتھ ایسا ضرور کرے گا۔ وہ آپ کو عزت دے گا اور آپ کی دعا قبول فرمائے گا آپ کے دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے گا۔ اے امیر المومنینؓ! میرا مشورہ یہ ہے کہ لوگوں کی عادت ہے کہ بسا اوقات وہ سست بن جاتے ہیں اور پھر خود بخود خوش ہو جاتے ہیں آپ اے امیر المومنینؓ! ان کے ساتھ نرمی کیجیے ان کے ساتھ سلوک بھی کیجیے اور ان پر احسانات کیجیے اور ان کے مقابلہ میں اللہ سے مدد طلب کیجیے اللہ تعالیٰ ہر مہم میں آپ کی کفایت فرمائے گا''۔ والسلام

## محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی امارت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ندامت:

ابو مخنف نے فضیل بن خدیج کے ذریعہ مالک بن الحور کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ محمد پر رحم کرے وہ ایک نوجوان لڑکا تھا خدا کی قسم! کاش! میں مصر پر ہاشم ابن عتبۃ المرقال کو امیر بنا دیتا۔ خدا کی قسم! اگر میں اسے مصر کا امیر بنا دیتا تو وہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اور اس کے فاجر مددگاروں کے لیے میدان خالی نہ چھوڑتا وہ اگر قتل بھی ہوتا تو اس حالت میں قتل ہوتا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار ہوتی۔ وہ محمد کی طرح بلاخون بہائے قتل نہ ہو جاتا۔ اللہ محمد پر رحم کرے اس نے اپنی کوشش تو بہت کی لیکن جو اس کی تقدیر میں لکھا تھا وہ پورا ہوا۔

باب ۱۹

# بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف سازش

## ابن الحضرمی کا زندہ آگ میں جلایا جانا

اسی سنہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد عبداللہ بن عمرو بن الحضرمی کو بصرہ روانہ کیا تا کہ وہ بصرہ والوں کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو قبول کرنے پر آمادہ کرے۔

اسی سنہ میں اعین بن ضبعیۃ المجاشعی قتل کیا گیا۔ اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے ابن الحضرمی کو نکالنے کے لیے روانہ کیا تھا۔

### بصرہ میں ابن الحضرمی کی آمد:

عمرو بن شعبہ نے محمد اور ابوالذیال کی سند سے ابولغامہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب مصر میں محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ قتل کیا جا چکا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بصرہ چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ تشریف لے آئے اور اپنی جگہ زیاد کو قائم مقام بنا دیا ان کے جانے کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ابن الحضرمی بصرہ آیا اور اس نے بنو تمیم میں آ کر قیام کیا۔

زیاد نے حصین ابن المنذر اور مالک بن مسمع کو طلب کیا اور ان سے کہا اے بکر بن وائل تم امیر المومنین کے دوست ہو اور انہیں تم پر بھروسہ ہے یہاں ابن الحضرمی آیا ہوا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور اس کے پاس لوگ جمع ہو رہے ہیں تم میری اس وقت تک حمایت کرو جب تک میرے پاس امیر المومنین کا حکم نہ آ جائے اس پر حصین نے تو حامی بھر لی لیکن مالک بن مسمع بنو امیہ کی جانب مائل تھا اور جنگ جمل کے روز مروان نے اسی کے گھر پناہ لی تھی اس نے جواب دیا یہ میرا کام ہے اور اس میں بہت سے لوگ شریک ہیں میں اس معاملہ پر غور کروں گا اور لوگوں سے مشورہ کروں گے۔

### زیاد کا صبرہ کے گھر پناہ لینا:

جب زیاد نے دیکھا کہ مالک کو یہ بات ناگوار گزری ہے اسے خوف پیدا ہوا کہ کہیں قبیلہ ربیعہ اختلاف نہ کر بیٹھے اس نے نافع کے پاس پیغام بھیجا کے مجھے مشورہ دو نافع نے صبرۃ بن شیمان الحدانی سے مدد طلب کرنے کا مشورہ دیا زیاد نے اسے بلوایا اور اس سے کہا تو مجھے پناہ نہ دے گا اور کیا تو بیت المال کی حفاظت نہ کرے گا کیونکہ وہ تمہارا ہی مال ہے اور میں امیر المومنین کا ایک امین ہوں۔

صبرہ نے جواب دیا ہاں میں ذمہ داری ایک شرط سے قبول کر سکتا ہوں وہ یہ کہ تم میرے گھر آ کر قیام کرو۔ اور خزانہ میرے گھر اٹھا لاؤ زیاد نے جواب دیا میں اس کے لیے تیار ہوں زیاد نے خزانہ اٹھایا اور دارالامارت سے نکل کر حدان چلا گیا اور صبرۃ بن

شیبان کے گھر پناہ لی اور بیت المال اور منبر بھی ساتھ لے گیا اور منبر کو مسجد الحدان میں لے جا کر رکھ دیا زیاد کے ساتھ پچاس آدمی اور بھی صبرہ کی پناہ میں گئے تھے جن ابو حاضر کا باپ بھی تھا زیادہ مسجد حدان میں جمعہ پڑھاتا اور وہیں کھانا کھاتا تھا۔

## قبیلہ ازد سے امداد طلبی:

ایک دن زیاد نے جابر بن وہب الراسبی سے کہا: اے ابو محمد میرا خیال ہے کہ ابن الحضرمی اسی طرح ہاتھ باندھے نہ بیٹھا رہے گا بلکہ وہ تم سے ضرور جنگ کرے گا۔ میری رائے تو یہ ہے کہ تم اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرو اور انہیں تیاری کا حکم دو۔ اس مشورہ کے بعد جب نماز کا وقت آیا تو زیاد نے نماز پڑھائی اور مسجد میں بیٹھ گیا۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تو جابر نے کھڑے ہو کہا:

''اے ازدیو! تمیم کا خیال ہے کہ دنیا میں صرف وہی بہادر ہیں اور جنگ کے وقت تم سے زیادہ ثابت قدمی دکھا سکتے ہیں اور مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ تم پر حملہ کر کے تم سے اس شخص کو چھیننا چاہتے ہیں جسے تم نے پناہ دی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اسے شہر سے باہر نکال پھینکیں اگر انہوں نے ایسا کیا تو تم کیا کرو گے حالانکہ تم نے اس شخص کو پناہ دی ہے اور مسلمانوں کے بیت المال کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے''۔

اس پر صبرۃ بن شیمان نے جواب دیا اور وہ ذرا موٹی عقل کا آدمی تھا اگر احنف مدد کے لیے آیا تو میں بھی آ جاؤں گا اگر عتات آیا تو میں بھی آ جاؤں گا اور اگر شبان آیا تو شبان ہم ہی لوگوں میں سے ہے۔

زیاد کہا کرتا تھا مجھے اس کی اس بات پر اتنی ہنسی آئی کہ میں لوٹ پوٹ ہو گیا اور میں نے اپنی زندگی میں کوئی اتنا سخت دھوکہ نہ کھایا تھا جتنا کہ اس دن کھایا اور اتنا کبھی رسوا نہ ہوا تھا جتنا کہ اس دن رسوا ہوا اور یہ سب میری ہنسی کے باعث ہوا۔

## زیاد کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امداد طلبی:

یہ حالات دیکھ کر زیاد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا کہ:

''ابن الحضرمی شام سے آیا ہوا ہے اور بنو تمیم کے گھر میں قیام پذیر ہے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہے اور لوگوں کو جنگ کی دعوت دے رہا ہے قبیلہ تمیم اور بصرہ کے اکثر باشندوں نے اس کی بیعت کر لی ہے اور میرے ساتھ ایسے لوگ باقی نہیں رہے جو اسے روک سکیں میں نے صبرۃ بن شیمان سے پناہ طلب کی ہے اور بیت المال اس کی حفاظت میں دے دیا ہے اور میں دارالامارہ سے منتقل ہو کر اس کے پاس آ گیا ہوں۔ شیعانِ عثمان رضی اللہ عنہ ابن الحضرمی کے پاس آ جا رہے ہیں''۔

## اعین بن ضبیعہ مجاشعی کا قتل:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعین بن ضبیعہ المجاشعیکو روانہ فرمایا تا کہ وہ جا کر اپنی قوم کو ابن الحضرمی سے ہٹا دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا تم وہاں جا کر ابن الحضرمی کے معاملہ پر غور کرنا اگر ابن الحضرمی کی جماعت اس سے جدا ہو جاتی ہے تو یہی تیرا مقصود اصلی ہے لیکن اگر اس کا معاملہ سرکشی اور نافرمانی تک پہنچ جاتا ہے تو ان پر ٹوٹ پڑ اور ان سے جہاد کر اگر تجھے اپنے ساتھیوں کی طرف سے جنگ میں ڈھیل نظر آئے اور تجھے یہ خوف ہو کہ تو اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتا تو ان سے مدارات سے پیش آ اور انہیں ڈھیل

دے پھر خوب غور سے ان کی بات سن اور تمام حالات پر گہری نظر رکھ تو اس طرح اللہ کے لشکر تجھ پر سایہ کر لیں گے اور تو ظالموں کو قتل کر سکے گا۔

اعین بصرہ پہنچ کر زیاد سے ملا اور اس کے پاس قیام کیا پھر اپنی قوم کے پاس آ کر کچھ آدمیوں کو جمع کیا اور انھیں لے کر ابن الحضرمی کے پاس گیا انھوں نے اسے دیکھ کر گالیاں دیں اور اور برا بھلا کہا یہ ان کے پاس سے واپس چلا آیا جب یہ وہاں سے واپس آ گیا تو خود اس کی قوم نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

جب اعین قتل ہو گیا تو زیاد نے ان لوگوں سے جنگ کا ارادہ کیا تو بنو تمیم نے ازد کے پاس پیغام بھیجا تم نے جس شخص کو پناہ دی ہے ہم اس سے کوئی تعرض نہیں کرتے اور نہ اس کے کسی ساتھی پر ہم ہاتھ اٹھاتے ہیں تو تمہیں ہمارے پناہ گیر اور ہمارے دشمن سے کیا واسطہ' جب ازدیوں کے پاس یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے جنگ کو برا سمجھا اور بولے کہ اگر یہ لوگ ہمارے پناہ گیر پر حملہ کریں گے تو ہم بھی مقابلہ کریں گے لیکن اگر وہ ہمارے پناہ گیر پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تو ہم بھی ان کے پناہ گیر پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے انہوں نے یہ فیصلہ کر کے جنگ سے ہاتھ روک لیا۔

## زیاد کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام دوسرا خط :

یہ واقعات پیش آنے کے بعد زیاد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دوسرا خط تحریر کیا کہ:

''اعین بن ضبیعہ بصرہ آیا اور اپنے قبیلہ میں سے ان لوگوں کو جمع کیا جنہوں نے اس کی اطاعت کی پھر وہ ان لوگوں کو لے کر نہایت خلوص اور صدق نیت کے ساتھ ابن الحضرمی کے پاس گیا انہیں اطاعت پر ابھارا اور انہیں اختلافات ختم کرنے اور فتنہ انگیزی سے روکا اس پر اس کی قوم کے اکثر لوگوں نے اس کی حمایت کی اور اس کے گرد جمع ہو گئے اور اکثر لوگوں نے ابن حضرمی کا ساتھ چھوڑ دیا اور اس کی نصرت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ لیکن اس طرح اس کی قوم میں اختلاف پیدا ہو گیا اور جب اعین گھر واپس آیا تو اس کی قوم نے اسے دھوکہ دے کر قتل کر دیا اللہ اعین پر رحم کرے میں نے اس بات پر ان لوگوں سے جنگ کا ارادہ کیا لیکن میرے ساتھ کوئی ایسا شخص میدان میں نہ نکلا جو ان پر بھاری ہوتا۔ پھر دونوں قبیلوں نے ایک دوسرے کے پاس پیغامات بھیجے اور ہر ایک نے دوسرے سے جنگ کرنے سے ہاتھ روک لیا''۔

## جاریہ رضی اللہ عنہ کا ابن حضرمی کو زندہ آگ میں جلانا :

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھا تو جاریۃ بن قدامۃ السعدی رضی اللہ عنہ کو بنو تمیم کے پچاس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ اس کے ساتھ پانچ سو آدمی روانہ کیے گئے اور زیاد کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں اس کی رائے اور اس کے طریقہ کی تصویب کی تھی اور اس خط میں زیاد کو جاریہ رضی اللہ عنہ کی امداد کرنے کا حکم دیا تھا۔ جاریۃ ابن قدامہ رضی اللہ عنہ بصرہ پہنچا اور زیاد سے جا کر ملا اور اس سے کہا تیار ہو جا کہیں تیرا بھی وہی حشر نہ ہو جو تیرے ساتھی اعین کا ہو چکا ہے اور اپنی قوم میں سے کسی شخص پر بھروسہ نہ کر۔

اس کے بعد جاریہ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے پاس واپس گیا اور انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا اور بہت سے وعدے کیے اس

کی قوم کے اکثر افراد نے اس کی بات کو قبول کیا اور اس کے ساتھ ہو کر ابن حضرمی کی طرف گئے اور اس کا دار سنبل میں محاصرہ کر لیا پھر جاریہ رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر کو آگ لگا کر ابن الحضرمی اور اس کے ستر آدمیوں کو جلا دیا' ایک روایت یہ ہے کہ اس کے ساتھ چالیس افراد تھے یہ دیکھ کر لوگ منتشر ہو گئے اور زیاد دارالامارہ واپس چلا آیا اور ایک خط تحریر کر کے ظبیان بن عمارہ کے ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا یہ ظبیان جاریہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ سے آیا تھا خط میں تحریر تھا:

''کہ جاریہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس پہنچا پھر وہ ابن الحضرمی کی طرف گیا۔ اس سے جنگ کی حتی کہ ابن الحضرمی نے مجبور ہو کر بنو تمیم کے گھروں میں سے ایک گھر میں پناہ لی اور اس کے ساتھ اس کے کچھ آدمی تھے ان لوگوں کے سامنے عذر بھی پیش کیا گیا انہیں ڈرایا بھی گیا اور انہیں اطاعت کی دعوت بھی دی گئی لیکن انہوں نے کوئی بات قبول نہیں کی اور نہ اپنے خیالات سے باز آئے اس لیے جاریہ رضی اللہ عنہ نے اس کے گھر کو آگ دکھا کر ان سب آدمیوں کو اس میں جلا دیا پھر اوپر سے ان پر مکان گرا دیا گیا جو شخص سرکشی اور نافرمانی کرے اس کے لیے تباہی ہو''۔

## عمرو بن عرندس کے فخریہ اشعار:

اس واقعہ پر عمرو بن عرندس عودی نے یہ فخریہ اشعار پڑھے۔

رُدَ دُنَا زِیَادَ اِلٰی دَارِہٖ      وَجَارُ تَمِیْمٍ دُخَانًا ذَھَبُ

**ترجمہ:** ''ہم لوگوں نے زیاد کو اس کے گھر تک پہنچا دیا۔ اور تمیم کا پڑوسی دھواں بن کر اڑ گیا۔

لَحَی اللّٰہُ قَوْمًا شَوُّوْا جَارَھُمْ      وَلِلشَّاءَ بِالدِّرْھَمَیْنِ الشَّصَبُ

**ترجمہ:** اللہ اس قوم کو تباہ کرے جو اپنے پناہ گیر کو بھون دیتی ہو جیسے وہ دو درہم میں چھلی ہوئی بکری ہو۔

یُنَادِی الْخِنَاقُ وَ خُمَّانُھَا      وَقَدْ سَمَطُوْا رَأْسَہٗ بِاللَّھَبُ

**ترجمہ:** جس کا گلا گھونٹنے کے لیے رسی اور خادم بلائے جا رہے ہیں اور ان کے سر شعلوں سے جھلس رہے ہیں۔

وَ نَحْنُ اُنَاسٌ لَّنَا عَادَۃً      فُحَامِیُ عَنِ الْجَارِ اَنْ یُغْتَصِبُ

**ترجمہ:** اور ہم لوگ ہیں جن کی ہمیشہ سے یہ عادت ہے کہ اپنی پناہ میں آنے والے کی ہر طرح حفاظت کریں۔

حَمِیْنَاہُ اِذْ حَلَّ اَبْیَاتَنَا      وَلَا یُمْنَعُ الْجَارِ اِلَّا الْحَسَبُ

**ترجمہ:** ہم نے زیاد کی حفاظت کی جب وہ ہمارے گھر میں آیا اور خاندانی حسب والا ہی اپنے پڑوسی کی حفاظت کر سکتا ہے۔

وَلَمْ یَعْرِفُوْا حُرْمَۃً لِلْجِوَارِ      اِذَ اَعْظَمَ الْجَارَ قَوْمٌ نُجُبُ

**ترجمہ:** ان لوگوں نے پڑوسی کی حرمت تک نہ پہچانی حالانکہ شریف قوم کی نظر میں پڑوسی کی بڑی اہمیت ہے۔

کَفِعْلِھِمْ قَبْلَنَا بِالزُّبَیْرِ      عَشِیَّۃَ اِذْ بَزَّہٗ یُسْتَلَبُ

**ترجمہ:** اس سے قبل حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب کہ ان کا شام کے وقت سامان لوٹا جا رہا تھا جو کچھ کیا تھا وہی آج کر رہے ہیں''۔

## ازد کی مدح میں جریر کے اشعار:

کچھ زمانہ بعد جریر بن عطیہ بن الخطفی نے فرزوق کے ممدوح مجاشع کی ہجو میں یہ اشعار کہے۔

غَدَرْتُمْ بِالزُّبَيْرِ فَمَا وَفَيْتُمْ وَفَاءَ الْاَزْدِ اِذْ مَنَعُوْا زِيَادَا

ترجمہ: ''تم نے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی غداری کی اور تم نے ازد کی طرح وفا نہ کی جیسے انہوں نے زیاد کی حفاظت کی تھی۔

فَاَصْبَحَ جَارُهُمْ بِنَجَاةِ عِزٍّ وَجَارُ مُجَاشِعٍ اَمْسٰى رَمَادَا

ترجمہ: ازد کا پڑوسی باعزت رہا۔ اور مجاشع کا پڑوسی راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔

فَلَوْ عَاقَدْتَّ حَبْلَ اَبِيْ سَعِيْدٍ لَذَادَ الْقَوْمَ مَا حَمَلَ النِّجَادَا

وَ اَدْنَى الْخَيْلِ مِنْ رَهْجِ الْمَنَايَا وَاَغْشَاهَا الْاَسِنَّةُ وَ الصِّعَادَا

ترجمہ: اور گھوڑوں کو موت کے شور سے قریب کر دیتی ہے اور نیزوں سے اسے ڈھانپ لیتی ہے''۔

باب ۲۰

# حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ملکی شورش

5

## خریت ابن راشد کی بغاوت

ہشام ابن محمد نے ابومخنف' حارث الازدی کی سند سے عبداللہ بن فقیم سے روایت کیا ہے کہ خریت بن راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور خریت کے ساتھ بنوناجیہ کے تین سو آدمی تھے جو کوفہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مقیم تھے اور یہ لوگ بصرہ سے آئے تھے اور جنگ جمل' صفین اور نہروان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔

الغرض خریت تیس سواروں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ یہ اپنے سواروں کے درمیان میں تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ کر یہ سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور بولا: اے علی رضی اللہ عنہ! نہ تو آئندہ میں تیرے حکم کی اطاعت کروں گا اور نہ تیرے پیچھے نماز پڑھوں گا اور میں کل تیرا ساتھ چھوڑ دوں گا۔ یہ واقعہ حکمین کی تحکیم کے بعد پیش آیا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیری ماں تجھے روئے۔ اُس وقت تو اپنے پروردگار کی نافرمانی کرے گا اپنے عہد کو توڑے گا اور اپنے علاوہ کسی کا نقصان نہ کرے گا۔ لیکن آخر یہ بتا تو ایسی حرکت کیوں کر رہا ہے۔

خریت نے جواب دیا اس لیے کہ تو نے کتاب اللہ میں حکم کو قبول کیا اور تو نے حق کے معاملہ میں کمزوری دکھائی جب کہ کوشش پوری ہو چکی تھی اور تو نے ایک ظالم قوم پر بھروسہ کیا۔ اس وقت میں تجھے دیکھنے اور لوگوں پر نکتہ چینی کرنے آیا ہوں اور تم سب کا ساتھ چھوڑ رہا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آ میں تجھے کتاب اللہ کا درس دوں' تیرے سامنے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیش کروں اور تجھے حق کی وہ باتیں بتاؤں جنہیں میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ شاید اس طرح جس چیز سے تو انکار کر رہا ہے اسے سمجھ جائے اور جس چیز سے تو اس وقت جاہل ہے وہ تجھے معلوم ہو جائے۔

خریت: اچھا میں تمہارے پاس پھر کبھی آؤں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تجھے دھوکے میں مبتلا کر دے تو اپنی جہالت کو معمولی نہ سمجھ۔ خدا کی قسم! اگر تو میرے پاس نصیحت لینے اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے آئے گا تو میں تجھے ہدایت کا راستہ دکھاؤں گا۔

### مصالحت کی کوشش:

اس کے بعد خریت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے اپنے گھر واپس چلا گیا۔ عبداللہ بن فقیم کہتا ہے میں اس کے پیچھے پیچھے گیا کیونکہ اس کا ایک چچا زاد بھائی میرا دوست تھا۔ میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میں اپنے دوست کے پاس جاؤں اور اس سے اس کا تمام حال بیان کروں اور اسے امیر المومنین کی اطاعت اور فرماں برداری کا حکم دوں اور اسے یہ بتاؤں کہ امیر کی اطاعت اس کے لیے دنیا

وآخرت دونوں کے لیے بہتر ہے یہ سوچ کر میں اس کے گھر کی طرف چلا اور وہ مجھ سے آگے بڑھ گیا تھا۔ میں اس کے گھر کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس وقت اس کے گھر میں اس کے بہت سے ایسے ساتھی موجود تھے جو اس وقت جب کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تھا اس کے ساتھ نہ آئے تھے۔

خریت نے اندر پہنچنے کے بعد ساتھیوں سے کہا: خدا کی قسم! علی رضی اللہ عنہ نے تو کوئی پختہ بات نہیں کی اور نہ کسی بات کا پختہ جواب دیا میرا خیال تو یہ ہے کہ میں اس شخص کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤں اگرچہ میں اس سے یہ کہہ کر آیا ہوں کہ میں تجھ سے کل ملوں گا لیکن اب میری رائے یہ ہے کہ اس سے کل قطعاً جدائی اختیار کرلوں۔

اس کے اکثر ساتھیوں نے جواب دیا: تم جب تک اس کے پاس نہ جاؤ کوئی فیصلہ نہ کرو اگر وہ تجھ سے ایسی بات کرے جو تیرے لیے قابل قبول ہو تو قبول کر لینا اور اگر وہ بات قابل قبول نہ ہو اس کا ساتھ چھوڑنا تو تیرے بس میں ہے اس پر خریت نے جواب دیا کہ تم لوگوں کی رائے مناسب ہے اسی پر عمل کیا جائے۔

راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے ان لوگوں سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ جب اجازت مل گئی تو میں اندر گیا۔ اور خریت سے کہا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر تو امیر المومنین اور جماعت مسلمین کا ساتھ چھوڑ دے گا تو تجھ پر دست اندازی کا حق حاصل ہو جائے گا اور اس صورت میں تو خود بھی قتل ہوگا اور تیرے اہل قبیلہ بھی یاد رکھ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر ہیں۔

خریت نے جواب دیا اچھا میں صبح علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں گا۔ اس کے دلائل سنوں گا اور جو کچھ وہ کہے گا اور جو نصیحت کرے گا اس پر غور بھی کروں گا اگر میں اسے حق اور اپنے لیے بہتر خیال کروں گا تو اس پر عمل کروں گا اور اگر میرے نزدیک ان کی رائے گمراہی اور ظلم پر مبنی ہوگی تو ان کا ساتھ چھوڑ دوں گا۔

اس گفتگو کے بعد میں اس کے چچا زاد بھائی کے پاس گیا وہ اس کے خاص مقرب لوگوں میں سے تھا اس کا نام مدرک بن الریان تھا یہ عرب کے مشہور بہادروں میں شمار ہوتا تھا۔ میں نے اس سے جا کر کہا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اور علی الخصوص تیری دوستی اور بھائی چارہ کا جو مجھ پر حق ہے میں اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تیرے چچا زاد بھائی نے جو رائے قائم کی ہے جس کا تجھے بھی علم ہے تو اسے اس کی برائی سمجھا اور اس کی رائے تبدیل کرنے کی کوشش کر کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس نے امیر المومنین کا ساتھ ترک کر دیا تو خود بھی وہ اپنے آپ کو تباہ کرے گا اور اہل قبیلہ کو بھی مروائے گا۔

مدرک ابن ریان نے جواب دیا اللہ تجھے جزائے خیر دے تو نے بھائی چارے کا حق ادا کر دیا ہے تو نے اچھی نصیحت بھی کی اور پیش آئندہ خطرات کو بھی پیش کر دیا۔ اگر یہ میرا بھائی امیر المومنین کا ساتھ چھوڑنا چاہے گا تو میں خود اس کا ساتھ چھوڑ دوں گا اور اس بات پر اس کی مخالفت کروں گا میں اس کے لیے تمام لوگوں سے زیادہ سخت ہوں میں تنہائی میں اس کے پاس جاؤں گا اور اسے مشورہ دوں گا کہ وہ امیر المومنین کا مطیع رہے اور ان کا ساتھ ترک نہ کرے کیونکہ اس میں اسی کی فلاح ہے۔

اس گفتگو کے بعد میں مدرک ابن ریان کے پاس واپس آیا اور امیر المومنین کے پاس جانے کا ارادہ کیا تاکہ میں انہیں اس تمام گفتگو سے مطلع کروں۔ لیکن چونکہ مدرک کی گفتگو سے میرا دل مطمئن ہو چکا تھا اس لیے میں اپنے گھر جا کر سو گیا اور اگلے روز چاشت کے وقت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں ان کی خدمت میں کچھ دیر بیٹھا رہا اور میں یہ چاہ رہا تھا کہ امیر المومنین

سے اس کے متعلق خلوت میں گفتگو کروں لیکن مجلس لمبی ہو چکی تھی اور لوگوں کی کثرت میں برابر اضافہ ہو رہا تھا اس لیے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے قریب گیا اور پس پشت جا کر بیٹھ گیا امیر المومنین نے بات سننے کے لیے اپنے کان میری جانب کیے میں نے ان سے خریت بن راشد کے تمام واقعات' گفتگو اور اس کا جواب بیان کیا اور خریت کے چچا زاد بھائی سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ بھی بیان کی۔

امیر المومنینؓ نے فرمایا: اس کا تذکرہ ہی چھوڑ دو اور اگر اس نے حق کو سمجھ کر اسے قبول کیا تو ہم بھی اس کا عذر قبول کر لیں گے اور اگر اس نے اس سے انکار کیا تو پھر ہم بھی اس سے اس کا مؤاخذہ کریں گے۔

میں نے عرض کیا کیوں نہ امیر المومنین اسے اسی وقت پکڑ کر قید کر دیں۔

امیر المومنینؓ نے جواب دیا اس صورت میں تو یہ ہوگا کہ جتنے افراد بھی اس نافرمانی اور بغاوت میں متہم ہیں ہم سب کو قید خانہ میں بھر دیں اور میں اتنے لاتعداد لوگوں کو قید کرنا یا انہیں سزا دینا اس وقت تک مناسب نہیں سمجھتا جب تک وہ کھلم کھلا ہمارے خلاف بغاوت نہ کر دیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ جواب سن کر ان کے پاس سے اٹھ آیا اور مجلس میں اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا۔ لیکن کچھ دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوبارہ مجھے اپنے قریب بلایا۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو فرمایا: اس شخص کے گھر جاؤ اور جا کر دیکھو وہ کیا کر رہا ہے کیونکہ وہ روزانہ اس وقت سے پہلے میرے پاس آ جایا کرتا تھا۔ میں اس کے گھر پہنچا جہاں کوئی شخص موجود نہ تھا اس کے بعد میں ان لوگوں کے دوسرے مکانات پر گیا جہاں اس کے ساتھی جمع ہوتے تھے لیکن وہاں کوئی جواب دینے والا تک نہ تھا۔ میں مجبوراً واپس لوٹ آیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھ کر فرمایا: کیا وہ لوگ اپنی جگہ پر امن و امان سے مقیم ہیں یا علیحدگی اختیار کر کے کوچ کر چکے ہیں۔
میں نے عرض کیا نہیں وہ یہاں سے کوچ کر گئے ہیں اور اس طرح انہوں نے کھلم کھلا بغاوت کی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر انہوں نے ایسا کیا ہے تو ان پر ایسی بربادی نازل ہو جیسے قوم ثمود پر نازل ہوئی تھی۔ اگر انہیں نیزوں سے چھیدا جاتا اور تلواروں سے ان کی گردنیں اتاری جاتیں تو شاید یہ نادم ہو جاتے انہیں آج شیطان نے ورغلا کر گمراہ کر دیا ہے اور وہ کل ان سے جدا ہو کر ان کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائے گا۔

## خریت کا تعاقب:

زیاد ابن خصفہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا ان کے جانے سے کچھ زیادہ نقصان نہیں۔ کیونکہ اگر وہ ہمارے ساتھ مقیم رہتے تو لوگوں کو توڑتے رہتے اور اس طرح ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا اور ان کے چلے جانے سے ہماری تعداد میں کوئی خاص کمی واقع نہ ہوگی۔ لیکن ہمیں اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ آپ کے پاس آنے جانے والوں میں سے اکثر لوگوں کو خراب نہ کر دے۔ اس لیے مجھے ان کے تعاقب کی اجازت دیجیے۔ تاکہ میں ان لوگوں کو پکڑ کر آپ کے پاس لے آؤں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال فرمایا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ لوگ کدھر گئے ہیں؟

زیاد: مجھے معلوم نہیں۔ لیکن میں انہیں تلاش کروں گا اور نقش قدم پر ان کی ٹوہ لگاؤں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: اچھا جاؤ۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ یہاں سے چل کر تم دیرابی موسیٰ رضی اللہ عنہ جا کر ٹھہرو اور جب تک میرا دوسرا حکم نہ پہنچ جائے آگے کوچ نہ کرنا۔ کیونکہ اگر وہ جماعت کے ساتھ اعلانیہ نکلے ہیں تو عنقریب مجھے میرے عامل اس کی اطلاع دیں گے اور اگر وہ متفرق طور پر چھپ کر گئے ہیں تو یہ بات عمال سے مخفی ہوگی میں ان کی تلاش کا عمال کو حکم نامہ بھیجوں گا۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمال کے نام حکم نامہ تحریر کیا۔

## عمال کو ہدایت:

''کچھ لوگ یہاں سے بھاگ کر چلے گئے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ وہ بصرہ کے علاقہ کی طرف گئے ہیں تم اپنے شہر کے باشندوں سے ان کے بارے میں معلومات کرو اور اپنے علاقہ میں چاروں جانب جاسوس پھیلا دو اور ان کے بارے میں جو کچھ معلومات حاصل ہوں وہ مجھے تحریر کرو۔

## زیاد بن خصفہ کی تقریر:

زیاد بن خصفہ کوفہ سے چل کر دیرابی موسیٰ رضی اللہ عنہ پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور خدا کی حمد وثنا کی اور پھر کہا:

''اے بکر بن وائل! امیر المومنین نے مجھے ایک ایسے کام پر روانہ کیا جو ان کے نزدیک انتہائی اہم ہے اور مجھے اس سلسلہ میں اس کی تاکید کی ہے کہ جہاں تک ہو سکے میں اس میں اپنی کوشش سے کسی طرح دریغ نہ کروں۔ تم لوگ ان کی جماعت میں داخل اور ان کے معین و مددگار رہو اور ان کے نزدیک تمام قبائل میں سب سے زیادہ باعتماد قبیلہ تمہارا ہی ہے تم اس وقت میرے ساتھ جنگ کے لیے چلو اور اس میں انتہائی عجلت سے کام لو''۔

راوی کہتا ہے کہ اس تقریر پر اسی وقت ایک سو بیس یا ایک سو تیس آدمی تیار ہو گئے۔ اس پر زیاد نے کہا اتنے ہی لوگ کافی ہیں اس سے زیادہ کی کوئی حاجت نہیں یہ دستہ چلا اور پل پار کر کے دیرابی موسیٰ رضی اللہ عنہ جا کر ٹھہرا اور وہاں باقی تمام دن امیر المومنین کے حکم کے انتظار میں مقیم رہا۔

## قرظۃ بن کعب کا خط:

ابو مخنف نے ابوالصلت الاعور التیمی اور ابو سعید عقیلی کے ذریعہ عبداللہ بن وائل التیمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا۔ اچانک قرظۃ بن کعب الانصاری کی جانب سے ایک قاصد آیا جس کے ہاتھ میں خط تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! میں امیر المومنین کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ کچھ سوار کوفہ کی جانب سے آتے نظر آئے ان کا رخ نضر کی جانب تھا۔ یہ لوگ فرات کے نشیبی علاقہ کی جانب سے گزرے وہاں ایک دہقان جس کا نام زاذان فروخ تھا نماز پڑھ رہا تھا اس کے ننہال بنو ناجیہ کی ایک جماعت اس کے پاس گئی اور اس سے سوال کیا کہ وہ مسلم ہے یا کافر اس نے جواب دیا نہیں بلکہ میں مسلمان ہوں انہوں نے اس سے سوال کیا تم علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا کہتے ہو اس شخص نے جواب دیا میں تو ان کی تعریف کرتا ہوں اور میرے نزدیک وہ امیر المومنین اور سید البشر ہیں ان لوگوں نے جواب دیا اے اللہ کے دشمن تو نے کفر کیا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک جماعت نے اس پر حملہ کر کے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اس شخص مذکور کے ساتھ ایک اور بھی شخص تھا جو ذمی تھا ان لوگوں نے اس ذمی سے سوال کیا تم کون ہو۔ اس نے جواب

دیا میں ذمی ہوں اس پر یہ جماعت بولی کہ ذمیوں کا قتل ہمارے لیے جائز نہیں۔ اس ذمی نے ہمارے پاس آ کر ہمیں ان تمام حالات سے مطلع کیا۔ میں نے ہر شخص سے اس جماعت کا حال دریافت کیا۔ لیکن اس ذمی کے علاوہ کسی نے کوئی بات بیان نہیں کی۔ امیر المومنینؓ اس معاملہ میں مجھے اپنی رائے سے مطلع فرمائیں میں آپ کے حکم کا منتظر ہوں''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب تحریر فرمایا:

''تم نے ایک جماعت کا ذکر کیا ہے جس نے ایک مسلمان کو قتل کیا اور کافر ومخالف کو قتل نہ کیا تو یہ ایک ایسی جماعت ہے جسے شیطان نے ورغلا کر گمراہ کر دیا ہے اور یہ لوگ ان لوگوں کی طرح بن گئے ہیں جو اپنے زعم میں یہ سمجھتے ہیں کہ کہیں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو جائے اور خود اس فتنہ میں اندھے اور بہرے بن چکے ہیں تو ان کی باتیں بھی سن لے اور ان کے اعمال بھی دیکھ لے۔ قیامت کے روز ان کے اعمال کا ان پر حال کھل جائے گا۔ تو اپنے عمل پر ثابت قدم رہ اور اپنا خراج پیش کرتا رہ اس صورت میں تو اپنی اطاعت پر قائم رہے گا''۔ والسلام

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زیاد بن خصفہ کے نام خط:

ابو مخنف نے ابو الصلت الاعور التیمی اور ابو سعید العقیلی کی سند سے عبداللہ بن وال کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن خصفہ کے نام ایک خط تحریر کیا اور مجھے پہنچانے کے لیے دیا عبداللہ بن وال کہتا ہے کہ میں اس وقت بالکل نوجوان تھا۔ خط میں تحریر تھا:

''امابعد! میں نے تمہیں یہ حکم دیا تھا کہ جب تک تمہارے پاس میرا حکم نہ پہنچے تم دیر ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ میں قیام کرنا اور میں نے یہ حکم اس لیے دیا تھا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ لشکر کو کس جانب کوچ کرنا چاہیے۔ مجھے ابھی ابھی یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ نضر نامی گاؤں کی جانب گئے ہیں تم ان کے پیچھے جاؤ اور ان سے سوال کرو کیونکہ ان لوگوں نے اہل سواد میں سے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے قتل کر دیا ہے۔ جب تو ان کے پاس پہنچ جائے تو انہیں میرے پاس واپس لانے کی کوشش کر اگر وہ واپس آنے سے انکار کریں تو ان سے مقابلہ کر اور ان کے مقابلہ میں اللہ سے مدد طلب کر کیونکہ ان لوگوں نے حق کو ترک کر دیا ہے اور حرام خون کو بہایا اور راہوں کو پرخطر بنا دیا ہے''۔ والسلام

عبداللہ بن وال کہتا ہے میں یہ خط لے کر چلا لیکن کچھ دور چل کر واپس لوٹا۔ اور عرض کیا اے امیر المومنین کیا میں زیاد کو آپ کا خط پہنچانے کے بعد اسی کے ساتھ آپ کے دشمن کے مقابلہ پر نہ چلا جاؤں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اے بھتیجے تم جا سکتے ہو خدا کی قسم میری آرزو یہی ہے کہ تو حق پر میرا مددگار اور ظالم قوم کے مقابلہ میں میرا معین ہو۔ میں نے عرض کیا خدا کی قسم! اے امیر المومنین ایسا ہی ہوگا اور آپ کی خواہش پوری ہوگی۔

ابن وال کہتا ہے خدا کی قسم! مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔

ابن وال کہتا ہے میں یہ خط لے کر اپنے شریف اور بہترین چال کے گھوڑے پر سوار ہو کر زیاد بن خصفہ کی طرف چلا اور میں نے جنگ کے ارادے سے ہتھیار پہن لیے تھے جب میں زیاد کے پاس پہنچا تو زیاد نے مجھ سے کہا۔ میں تجھ سے بے پرواہ نہیں ہوں

میری طبیعت یہ چاہتی ہے کہ اس مہم میں تو بھی میرے پاس شریک ہو۔ میں نے جواب دیا میں پہلے ہی امیر المومنین سے اس کی اجازت طلب کر چکا ہوں زیاد کو یہ سن کر بہت مسرت ہوئی۔

## خریت کی تلاش:

راوی کہتا ہے کہ ہم لوگ دیرابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کوچ کر کے نضر پہنچے اور وہاں لوگوں سے اس خارجی جماعت کا حال معلوم کیا پتہ چلا کہ وہ جرجرایا کی جانب گئے ہیں۔ ہم جرجرایا پہنچے وہاں لوگوں سے معلوم ہوا کہ وہ مذار کی طرف چلے گئے ہیں ہم مذار پہنچے۔ اس وقت یہ جماعت وہیں مقیم تھی اس جماعت نے وہاں ایک دن رات قیام کر کے آرام لیا تھا اور چارہ وغیرہ جمع کیا تھا ہم ان کے سروں پر پہنچ گئے انہوں نے جب ان لوگوں کو آتے دیکھا تو فوراً اپنے گھوڑوں کو کسا اور ان پر سوار ہو گئے اتنے میں ہم ان کے قریب پہنچ گئے۔

یہ دیکھ کر خریت ابن راشد نے ہم لوگوں کو للکار کر کہا۔ اے دلوں اور آنکھوں کے اندھو یہ بتاؤ کیا تم اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کا ساتھ دیتے ہو یا تم ظالم لوگوں کے ساتھ ہو۔

زیاد نے جواب دیا بلکہ ہم اللہ کے ساتھ ہیں اور اس کے احکام کے پیروکار ہیں جو اللہ کی جانب سے نازل ہوئی اس کی کتاب اور اس کے رسول کی اتباع میں اس کے پاس اس سے بھی زیادہ اجر ہے کہ جس روز سے تو پیدا ہوا ہے اور تیرے مرنے تک جو کچھ دنیا میں وجود میں آئے گا۔ اے آنکھوں کے اندھو اور کانوں کے بہرو۔

خریت نے سوال کیا آخر تم کیا چاہتے ہو؟

زیاد ایک تجربہ کار شخص تھا اس نے جواب دیا جو بھوک اور آفت ہم پر نازل ہوئی ہے اسے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور اب ہم اس حال پر پہنچ چکے ہیں کہ اب میں اپنے اور تیرے ساتھیوں کے روبرو کوئی گفتگو کرنا نہیں چاہتا مناسب یہ ہے کہ میں بھی سواری سے اتروں اور تو بھی سواری سے اتر جائے۔ پھر ہم دونوں علیحدگی میں گفتگو کریں اور تمام معاملات پر غور کریں اگر تجھے میری بات میں اپنا فائدہ نظر آئے تو اسے قبول کر لینا اور اگر میں تیرے رائے میں اپنی اور تیری عافیت دیکھوں گا تو میں تیری بات کو ہرگز رد نہ کروں گا اس پر خریت نے جواب دیا تو اچھا تم یہاں قیام کرو۔

راوی کہتا ہے کہ زیاد ہمارے پاس واپس آیا اور کہا تم سب لوگ اس پانی پر قیام کرو ہم نے پانی کے کنارے اتر کر قیام کیا اور ہم سب مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے۔ دس دس' نونو' آٹھ آٹھ اور سات سات کی ٹولیاں بن گئیں اور ان تمام ٹولیوں نے حلقے بنا کر کھانا کھایا اور کھانے کے بعد چشمے پر جا کر پانی پیا۔

## زیاد کی جنگی تدبیر:

اس کے بعد زیاد نے ہم سے کہا اپنے گھوڑوں پر زینیں ڈالو۔ ہم نے ان پر زینیں ڈالیں اس کے بعد زیاد ہمارے اور دشمنوں کے درمیان کھڑا ہو گیا دشمن بھی ایک کونے پر جا کر اتر گیا۔ اس کے بعد زیاد دوبارہ ہمارے پاس آیا اور ہمیں متفکر اور منتشر دیکھ کر بولا تم اچھے جنجو ہو؟ خدا کی قسم! اگر یہ لوگ تم پر اس حالت میں حملہ کر دیں تو اس کا انجام کیا ہوگا۔ اگر ان کا مدمقابل کوئی اور ہوتا تو وہ تم سے زیادہ چوکنا رہتا' فوراً اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ ہم نے فوراً حرکت کی اور ضروریات سے فارغ ہونے لگے کچھ نے وضو کیا کچھ نے

خود پانی پیا اور کچھ نے اپنے گھوڑوں کو پانی پلایا اور ہم اپنے تمام کاموں سے فارغ ہو گئے۔

کچھ دیر بعد زیاد پھر ہمارے پاس آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی جسے منہ سے نوچ رہا تھا۔ دو تین بار اسے نوچا اور پھر اس نے پانی پیا اور ہڈی اپنے ہاتھ سے پھینک دی۔ پھر ہم سے مخاطب ہو کر بولا:

''اے لوگو! ہم دشمنوں کے سروں پر پہنچ گئے ہیں۔ ہماری اور ان کی تعداد برابر ہے۔ میں نے تمہیں بھی ڈرایا ہے اور انہیں بھی ڈرایا میرا خیال ہے کہ گفتگو کے وقت ہر دو فریق کے پانچ آدمیوں سے زیادہ نہ رہیں لیکن انجام کار یہی نظر آتا ہے کہ تمہاری اور ان کی جنگ ہوگی اگر ایسا ہوا جیسا کہ ان کے اور تمہارے حالات سے ظاہر ہے کہ ایسا ضرور ہوگا۔ تو تم دونوں فریقوں میں سے کمزور فریق ثابت نہ ہونا اس کے بعد زیاد نے ہم سے کہا تم اپنے گھوڑوں کی لگامیں تھامے رکھو۔ حتی کہ میں ان کے قریب پہنچ کر ان کے امیر کو بلاؤں اور اس سے گفتگو کروں اگر اس نے میری بیعت کر لی تو فبہا ورنہ جس وقت میں تمہیں پکاروں تم گھوڑوں پر سوار ہو کر میرے پاس پہنچ جانا اور سب ساتھ آنا متفرق طور پر مت آنا''۔

## زیاد سے خریت کی گفتگو:

راوی کہتا ہے اس کے بعد زیاد آگے بڑھا اور میں بھی اس کے قریب پہنچا تو زیاد نے ایک شخص کو کہتے سنا جو اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا تمہارے پاس ایک بیدار جماعت آئی ہے اور تم سب آرام میں مبتلا ہو۔ تم نے انہیں اتنا موقع دے دیا کہ وہ اتر کر کھا پی کر سیراب ہو چکے اور آرام کر کے تکان دور کر چکے اور یہ شخص (یعنی زیاد) تمہارے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتا خدا کی قسم! تم میں اور ان میں جنگ ضرور ہوگی۔ ہمیں دیکھ کر وہ خاموش ہو گئے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو زیاد نے ان کے امیر کو آواز دی اس نے کہا تم علیحدہ آؤ تو ہم تم سے کچھ گفتگو کریں۔ تم تو پانچ آدمی اپنے ساتھ لے کر آئے ہو۔ میں نے زیاد سے کہا تم اپنے ساتھ تین آدمی رکھو اور ان سے کہو کہ وہ بھی تین آدمی لے کر آئیں اور باہم گفتگو کریں۔ زیاد نے مجھ سے کہا جو آدمی تم پسند کرو انھیں بلا لو۔ اس طرح دونوں جانب سے پانچ پانچ افراد آئے۔

زیاد نے خریت سے سوال کیا۔ تم نے امیر المومنین اور ہم میں ایسی کیا خامی دیکھی جس کی وجہ سے تم نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔

خریت: میں تمہارے امیر اور تم لوگوں کی سیرت سے خوش نہیں ہوں اس لیے میں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا ہوں کہ لوگوں کے مشورہ سے کوئی خلیفہ مقرر ہونا چاہیے۔ جب تمام امت ایک شخص واحد پر جمع ہو جائے گی تو میں بھی لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاؤں گا۔

زیاد: افسوس! کیا امت کسی ایسے شخص کو متفقہ طور پر خلیفہ بنا سکتی ہے جو درجہ میں تیرے امیر کے برابر ہو جسے تو نے چھوڑ دیا ہے۔ علم خداوندی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ کا علم ان کے برابر کسے حاصل ہے اس کے ساتھ ساتھ انھیں رسول اللہ ﷺ کی قرابت داری بھی حاصل ہے اور اسلام میں سبقت بھی حاصل ہے۔

خریت: مجھے تو جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ چکا۔

زیاد: تم نے اس مسلمان کو کیوں قتل کیا تھا؟

خریت: میں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ میری جماعت کے کچھ افراد نے اسے قتل کر دیا تھا۔

زیاد: اچھا تو ان قاتلوں کو ہمارے حوالے کردو۔

خریت: مجھے اس کا اختیار حاصل نہیں۔

زیاد: ایسا کیسے ہوسکتا ہے حالانکہ سب کچھ کرنے والے تم ہی ہو۔

خریت: جواب وہی ہے جو تم ابھی ابھی سن چکے ہو۔

راوی کہتا ہے کہ اس پر ہم نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور خریت نے اپنے ساتھیوں کو پکارا۔ پھر ہم نے آگے بڑھ کر حملہ کیا خدا کی قسم! جب سے مجھے اللہ نے پیدا کیا ہے اتنی شدید جنگ میں نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ پہلے تو ہم نے نیزے استعمال کیے لیکن لڑتے لڑتے وہ ٹوٹ کر بیکار ہو گئے تو ہم نے تلواریں کھینچ لیں جب وہ بھی لڑتے لڑتے ٹیڑھی ہوگئیں اور ہمارے اور ان کے اکثر گھوڑے بیکار ہو گئے اور طرفین کے اکثر لوگ زخمی ہو گئے۔ ہم میں سے دو شخص مقتول ہوئے ایک زیاد کا غلام جس کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اور جسے سوید کہا جاتا تھا اور ایک لڑکا جس کا نام وافد بن بکر تھا۔ ہم نے ان کے پانچ شخص قتل کیے۔ لڑتے لڑتے رات ہوگئی جس کی وجہ سے جنگ بند ہوگئی زیاد بھی زخمی ہوئے اور میں بھی زخمی ہوا اور دونوں طرف برابر کی نفرت ابھی باقی تھی۔

## خریت کا فرار:

راوی کہتا ہے کہ رات ہو جانے کے بعد فریقین ایک دوسرے سے جدا ہو گئے میدان کے ایک جانب ہم نے قیام کیا وہ لوگ بھی کچھ رات تک دوسری جانب ٹھہرے رہے لیکن کچھ رات گزر جانے کے بعد انہوں نے راہ فرار اختیار کی ہم نے ان کا پیچھا کیا ان کی تلاش میں ہم بصرہ تک پہنچ گئے وہاں پہنچ کر ہمیں معلوم ہوا کہ وہ اہواز کی جانب نکل گئے ہیں۔ انہوں نے اہواز پہنچ کر اس کی ایک جانب قیام کیا کوفہ میں خریت کے ساتھ جو لوگ تھے ان میں سے تقریباً دو سو آدمی اس کے ساتھ آ کر مل گئے کیونکہ کوفہ میں رہتے ہوئے ان کی کوئی قوت نہ تھی اس لیے وہ کوفہ سے فرار ہو کر خریت کی تلاش میں نکلے اور اہواز پہنچ کر اس کی جماعت میں شامل ہو گئے اور وہیں اس کے ساتھ قیام کیا۔

## زیاد کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام خط:

ان حالات کی اطلاع کے لیے زیاد بن خصفہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک خط تحریر کیا:

''اللہ کے دشمن بنو ناجیہ سے ہماری مذار کے علاقہ میں ملاقات ہوئی ہم نے انھیں ہدایت اور کلمہ حق کی دعوت دی اور انھیں جماعت کے اتحاد پر توجہ دلائی۔ لیکن انہوں نے حق کو قبول نہیں کیا اور گناہ کے ذریعہ عزت حاصل کرنے کو بہتر تصور کیا۔ شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لیے اچھا بنا کر دکھایا اور اس طرح انھیں راہ حق سے روکا انہوں نے ہمارے مقابلہ کا ارادہ کیا۔ ہم بھی ان کی گھات میں لگے رہے۔ سورج ڈھلنے کے بعد ظہر کے وقت ہماری اور ان کی شدید ترین جنگ ہوئی ہم میں سے دو نیک آدمی شہید ہوئے اور دشمن کے پانچ آدمی مارے گئے جب جنگ بند ہوئی تو ہمارے اور ان کے لاتعداد لوگ زخمی ہو چکے تھے۔ جب رات ہوئی تو دشمن اہواز کی جانب بھاگ گیا۔ ہم بصرہ پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ دشمن اہواز کی ایک جانب میں قیام پذیر ہے اور ہم بصرہ میں زخمیوں کی مرہم پٹی میں مشغول ہیں اور آپ کے حکم کے منتظر ہیں''۔ والسلام

## امدادی فوج کی روانگی:

جب میں یہ خط لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے وہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا۔ خط سن کر معقل ابن قیس نے کھڑے ہو کر عرض کیا:

''اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ کی بہتری فرمائے جن لوگوں کی تلاش میں آپ نے یہ دستہ روانہ کیا ہے کم از کم ان لوگوں کے مقابلہ میں دس گنا لشکر ہونا چاہیے ایک شخص کے مقابلہ میں دس مسلمان ہوں تا کہ جب ان سے مقابلہ ہو تو یہ ان کی جڑیں اکھاڑ کر پھینک دیں اور اگر برابر کی فوج ہوگی تو برابر کا ٹکراؤ رہے گا۔ وہ بھی آخر عرب ہیں اور جب برابر کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو دونوں فریق ثابت قدمی دکھاتے ہیں اور جنگ کا انجام بھی کچھ نہیں نکلتا ہر دو فریق برابر چھوٹ جاتے ہیں''۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معقل سے مخاطب ہو کر کہا اچھا تم خود اس جماعت کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کرو۔ معقل ابن قیس کوفہ کے دو ہزار آدمی لے کر چلے ان کے ساتھ یزید بن المعقل بھی تھا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام حکم نامہ:

اس فیصلہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ایک خط تحریر فرمایا:

''تم اپنی جانب سے ایک آزمودہ کار بہادر شخص جو نیکی میں مشہور ہو روانہ کرو اور اس کے ساتھ دو ہزار لشکر بھیجو اور اسے حکم دو کہ وہ معقل کے لشکر سے جا کر مل جائے جب تک یہ شخص بصرہ کے علاقہ میں رہے گا اپنی فوج کا امیر ہوگا اور جب معقل کے پاس پہنچ جائے گا تو ہر دو لشکروں کا امیر معقل ہوگا اس شخص پر لازم ہوگا کہ وہ معقل کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے اور کسی بات میں اس کی مخالفت نہ کرے نیز زیاد بن خصفہ کو حکم دیجیے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں آ جائے زیاد ایک اچھا آدمی ہے اور اس کے مقتول بھی اچھے آدمی تھے''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا زیاد کے نام خط:

ابومخنف نے ابوالصلت الاعور کے ذریعہ ابوسعید العقیلی کا یہ بین نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زیاد بن خصفہ کو بھی ایک خط تحریر فرمایا:

''اما بعد! تمہارا خط مجھے موصول ہوا تم نے ناجی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جو تحریر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے اور شیطان ان کے اعمال کو ان کے سامنے مزین کر کے پیش کرتا ہے اور وہ اس میں اندھے بنے ہوئے ہیں اور پھر یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کوئی بہتر کام کر رہے ہیں تو نے جو خریت اور اس کے ساتھیوں کا وہ حال بیان کیا ہے جو تجھے معلوم ہیں تو تیری اور تیرے تمام ساتھیوں کی کوشش اللہ کے لیے ہے اور اس کا بدلہ بھی اللہ کے ذمہ ہے کیونکہ تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا اور ہم ان لوگوں کو جو صبر سے کام لیتے ہیں ان کے اچھے اعمال کی بہترین جزا دیں گے تمہارا وہ دشمن جس سے تمہارا مقابلہ ہوا ہے ان کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہدایت سے نکل کر گمراہی میں جا گرے ہیں اور پے در پے گمراہی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ ان کا

کام حق کو رد کرنا اور اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالنا ہے تو انہیں ان کی خود فریبی میں مبتلا رہنے دے اور انہیں ان کی سرکشی میں اندھا رہنے دے تو خود غور سے سن اور گہری نظر سے دیکھ تو تجھے یہ معلوم ہوگا کہ تو اس قلیل جماعت میں شامل ہے جو قیدیوں اور مقتولوں پر مشتمل ہے تو خود اپنے ساتھیوں کو لے کر ہمارے پاس آ جا۔ تم لوگوں نے اپنا اجر حاصل کر لیا ہے کیونکہ تم نے بات بھی سنی اور اطاعت بھی کی اور اچھا امتحان بھی دیا''۔ والسلام

### بنوناجیہ کا خراج سے انکار:

ناجی یعنی خریت بن راشد نے اہواز کے ایک جانب قیام کیا اس کے خاندان کے بہت سے کاشت کار اس کے پاس جمع ہو گئے اور ان سب نے خراج دینے سے انکار کر دیا ان کاشتکاروں کے علاوہ بہت سے چور اور وہ لوگ بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے جو خارجیوں کے ہم خیال تھے۔

### حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف عام انتشار:

عمر ابن شعبہ نے ابوالحسن، علی بن مجاہد کی سند سے شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہروان کو قتل کیا تو ایک بہت بڑی جماعت ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگئی اور گرد و نواح میں ہر جانب بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ بنوناجیہ بھی مخالف بن گئے۔ اہل اہواز نے بھی بغاوت کر دی اور بصرہ میں ابن الحضرمی نے پہنچ کر ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور ذمیوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا۔ فارسیوں نے فارس سے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو جو وہاں کے عامل تھے نکال باہر کیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ رائے پیش کی کہ آپ فارس زیاد کو بھیج دیجیے وہ وہاں کے لیے کافی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ تم زیاد کو فارس روانہ کر دو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کوفہ سے بصرہ تشریف لائے اور زیاد کو ایک بڑا لشکر دے کر فارس روانہ کیا زیاد نے اہل فارس کو خوب روندا حتیٰ کہ انہوں نے خراج ادا کیا۔

### معقل ابن قیس کی روانگی:

ابومخنف نے حارث بن کعب کے ذریعہ عبداللہ بن فقیم کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں اور میرا بھائی کعب معقل ابن قیس کے لشکر میں شامل تھے۔ جب معقل نے لشکر لے کر چلنے کا ارادہ کیا تو معقل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس رخصت طلب کرنے کے لیے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ نصیحت فرمائی:

''اے معقل! جہاں تک تجھ میں طاقت ہو اللہ سے ڈر۔ کیونکہ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔ اہل قبلہ پر دست درازی کے لیے بہانے تلاش نہ کر اور نہ اہل ذمہ پر ظلم کر۔ تکبر ہرگز نہ کیا کر کیونکہ اللہ تعالیٰ متکبرین کو پسند نہیں فرماتا''۔

اس پر معقل نے کہا اللہ مددگار رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ سب سے بہتر مددگار ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد معقل لشکر لے کر چلے۔ ہم بھی ان کے ساتھ تھے انہوں نے اہواز پہنچ کر قیام کیا اور بصرہ کے لشکر کا انتظار کرنے لگے۔ بصرہ کے لشکر کو پہنچنے میں بہت تاخیر ہوگئی۔ مجبوراً معقل ابن قیس نے اہل بصرہ سے ناامید ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا:

''اے لوگو! ہم نے اہل بصرہ کا بہت انتظار کیا لیکن وہ ابھی تک نہیں پہنچ سکے۔ بحمداللہ ہم لوگوں میں کوئی خوف نہیں پایا

جاتا اور نہ ہم واپسی کا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے تم فوراً ان ذلیل دشمنوں کے مقام پر چلو اور ویسے بھی ان کی تعداد بہت معمولی ہے مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ تمہیں کامیاب کرے گا اور انہیں تباہ کرے گا''۔

اس پر میرے بھائی کعب ابن فقیم نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر اللہ آپ کو ہدایت کرے آپ کی رائے نہایت صائب ہے اور مجھے اللہ سے امید ہے کہ اللہ ان کے مقابلہ میں ہماری امداد فرمائے گا اور اگر خدانخواستہ شکست ہوئی تو حق پر موت دنیا سے جدائی کا نام ہے۔

اس کے بعد معقل نے ہمیں چلنے کا حکم دیا اور فرمایا اللہ کی برکت پر چلو۔ ہم لوگوں نے کوچ کیا۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم معقل میرے ساتھ نہایت عزت اور محبت سے پیش آتا رہا اور تمام لشکر میں کسی کو میرے برابر نہ سمجھتا تھا وہ گھڑی گھڑی مجھ سے کہتا تھا تو نے کتنی بہتر بات کہی ہے کہ حق پر موت دنیا سے جدائی کا نام ہے خدا کی قسم تو نے سچ کہا اور بہت عمدہ بات کہی۔ یہ بھی تیرے ساتھ توفیق خداوندی تھی۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کا معقل کے نام خط:

راوی کہتا ہے کہ ابھی ہم نے ایک ہی روز کا سفر کیا تھا کہ ہمارے پاس قاصد پہنچا جو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا خط لے کر آیا تھا۔ اس میں تحریر تھا:

''امابعد! اگر میرا قاصد تمہارے پاس اس منزل پر پہنچے جہاں تم مقیم ہو۔ اگر وہاں سے کوچ کر چکے ہو تو جس جگہ میں بھی میرا قاصد تمہارے پاس پہنچے تو اس سے آگے نہ بڑھو اور وہیں قیام کرو تاوقتیکہ وہ لشکر تمہارے پاس نہ پہنچ جائے جو میں نے یہاں سے روانہ کیا ہے میں نے تمہارے مدد کے لیے خالد بن معدان الطائی کو لشکر دے کر بھیجا ہے اور وہ نیک اور دیندار لوگوں میں سے ہے اور اچھا ماہر جنگ اور انتہائی بہادر شخص ہے تم اس کی بات نہایت توجہ سے سنو اور اس سے اچھی طرح پیش آنا''۔ والسلام

## جنگ کی تیاریاں:

معقل نے یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور اللہ کی حمد و ثنا کی کیونکہ لوگ اسی باعث پریشان بھی تھے پھر ہم لوگوں نے اسی جگہ قیام کیا حتیٰ کہ خالد بن معدان طائی اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا اور ہمارے امیر کے پاس آ کر حاکمانہ طور پر سلام کیا۔ دونوں لشکر ایک جگہ جمع ہو گئے۔

پھر ہم لوگ خریت کی تلاش میں گئے وہ لوگ رامہرمز کے پہاڑوں پر چڑھ گئے تھے وہ وہاں ایک قلعہ میں محفوظ ہونا چاہتے تھے کہ اہل شہر نے ہمارے پاس آ کر ان کی نقل و حرکت اور ارادوں سے ہمیں مطلع کیا ہم ان کے پیچھے پیچھے چلے جب ہم ان کے قریب پہنچے تو وہ پہاڑ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ہم نے صف بندی کی اور ان کی جانب بڑھے اور معقل نے اپنی فوج کو ترتیب دیا میمنہ پر یزید بن المعقل اور میسرہ پر منجاب بن راشد الضبی کو امیر بنایا یہ منجاب بصرہ کے لشکر میں شامل تھا۔

خریت بن راشد الناجی نے عربوں اور اپنے ساتھیوں کو میمنہ میں رکھا' شہریوں کاشتکاروں اور کردوں وغیرہ میں سے خراج کے منکرین جو اس کے ساتھ تھے انھیں میسرہ میں متعین کیا۔

## معقل کا خطبہ:

راوی کہتا ہے کہ جب فوجوں کو ترتیب دیا جا چکا تو معقل نے ادھر سے ادھر تک ایک چکر لگایا۔ اس نے لشکریوں سے مخاطب ہو کر کہا:

''اے اللہ کے بندو! تم دشمن کی جانب اپنی نگاہیں نہ اٹھاؤ بلکہ نگاہیں نیچی رکھو۔ بات کم کرو اور نیزہ زنی اور شمشیر زنی کو اپنا مقصد عین سمجھو۔ ان سے جنگ کرنے میں تم اپنے لیے بشارت عظمیٰ سمجھو کیونکہ تم ان لوگوں سے جنگ کر رہے ہو جو دین سے خارج ہو چکے ہیں۔ تمہارے مدمقابل وہ باغی کاشتکار اور کردی ہیں جنہوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا ہے۔ تم میری جانب دیکھتے رہو جب میں حملہ کروں تو تم بھی ایک فرد واحد کی طرح سخت حملہ کرو''۔

## فریقین کی جنگ:

معقل ہر صف کے سامنے پہنچ کر یہی تقریر کرتا حتیٰ کہ جب تمام لوگوں کو اپنا پیغام پہنچا چکا تو قلب لشکر میں درمیان لشکر میں آ کر کھڑا ہو گیا اور ہم یہ دیکھتے رہے کہ وہ کیا کرتا ہے اس نے اپنی سواری کو دوبارہ حرکت دی خدا کی قسم ابھی کچھ دیر بھی نہ گزری تھی کہ دشمن پشت پھیر کر بھاگا۔ ہم نے دشمن کے لشکر میں سے بنو ناجیہ کے ستر آدمیوں کو چھید ڈالا تھا اور تین سو کے قریب کاشتکاروں اور کردوں کو قتل کیا تھا۔

کعب ابن فقیم کہتا ہے کہ اس جنگ میں جو عرب مارے گئے تھے انھی میں میرا دوست مدرک الریان بھی شامل تھا۔ اور خریت بن راشد شکست کھا کر ساحل سمندر کی جانب بھاگ گیا تھا۔ وہاں اس کی قوم کے بہت سے لوگ رہتے تھے وہ ان کے پاس پہنچ کر مقیم ہو گیا اور انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف ابھارتا رہا۔ وہ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑنے پر اکساتا رہا اور انہیں یہ سمجھاتا کہ اصل ہدایت یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کی جائے جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ اس کی قوم کے بہت سے لوگ اس کے متبع ہو گئے۔

## فتح کی خوشخبری:

معقل بن قیس نے اس فتح کے بعد اہواز میں قیام کیا اور فتح کی خوشخبری لکھ کر میرے ہاتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کی اور میں ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط لے کر معقل کے پاس آیا تھا۔ خط میں تحریر تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے نام معقل ابن قیس کی جانب سے آپ پر سلام ہو۔ میں اولاً آپ کے سامنے اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں امابعد! ہم بے دین لوگوں سے ملے وہ ہمارے مقابلے میں مشرکین کو بھی ساتھ لے کر آئے تھے ہم نے انہیں عاد و ارم کی طرح قتل کیا۔ اور اس قتل میں ہم نے آپ کی عادت و طریقہ سے تجاوز نہیں کیا۔ نہ تو کسی بھاگتے ہوئے کو قتل کیا اور نہ قیدی کو اور نہ ہم نے ان کے کسی زخمی پر ہاتھ ڈالا اللہ تعالیٰ آپ کی اور مسلمانوں کی مدد فرمائے اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں''۔

کعب بن فقیم کہتا ہے کہ میں یہ خط لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یہ خط پڑھ کر سنایا اور ان سے مشورہ طلب کیا تمام لوگ اس پر متفق ہوئے کہ آپ معقل ابن قیس کو تحریر فرمائیں کہ وہ اس فاسق کا پیچھا ہرگز نہ چھوڑے تاوقتیکہ اسے قتل نہ کر دیا جائے یا اسے ملک بدر کر دیا جائے کیونکہ جب تک یہ زندہ موجود رہے گا لوگوں کو آپ کے خلاف

ابھارتا رہے گا اور ہم بھی اس وقت تک بے خوف نہیں رہ سکتے۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معقل کو جواب تحریر فرمایا اور میرے ہاتھ وہ خط روانہ کیا خط کا مضمون یہ تھا:

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے دوستوں کی امداد فرمائی۔ اپنے دشمنوں کو ذلیل کیا اللہ تعالیٰ تجھے اور تمام مسلمانوں کو نیک جزا عطا فرمائے تم نے اچھا امتحان دیا اور تم پر جو کچھ حق تھا تم نے اسے پورا کیا تو اپنے ناجی بھائی کی معلومات کر اور جس شہر میں وہ مقیم ہو وہاں پہنچ کر اسے قتل کر یا اسے ملک بدر کر دے کیونکہ وہ جب تک زندہ ہے ہمیشہ مسلمانوں کا دشمن اور نافرمانوں کا دوست رہے گا''۔ والسلام علیک

## سرکشوں کا اجتماع:

یہ خط پہنچے کے بعد معقل نے خریت کے متعلق چھان بین شروع کی کہ وہ آج کل کس جگہ مقیم ہے معلوم ہوا کہ وہ ساحل پر ٹھہرا ہوا ہے اور اس نے اپنی قوم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مخالف بنا دیا ہے اور اس کی قوم کی وجہ سے بنو عبدالقیس اور جو قبائل ان قبیلوں کے دوست تھے انہیں بھی اس نے اپنا ہم نوا بنالیا ہے۔

خریت کی قوم نے صفین کی جنگ کے دروان بھی زکوٰۃ روک لی تھی اور اس دفعہ بھی انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس طرح ان پر دو سال کی زکوٰۃ واجب تھی۔

معقل کوفیوں اور بصریوں کا لشکر لے کر ان کے مقابلہ پر چلے اور فارس کے علاقہ میں سے گزرتے ہوئے سمندر کے ساحل کے قریب پہنچے جب خریت بن راشد کو اس لشکر کشی کا حال معلوم ہوا تو اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا جو خارجی عقیدہ رکھتے تھے۔ ان سے مشورہ طلب کیا کہ میں اس معاملہ میں تمہاری رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں کیونکہ علی رضی اللہ عنہ کے لیے یہ ہرگز مناسب نہ تھا کہ وہ اللہ کے حکم میں لوگوں کو ثالث بنائیں یہ بات اس نے اپنے ہم خیال لوگوں سے نہایت آہستہ رازدارانہ طور پر کہی۔

اس کے بعد بقیہ لوگوں سے بلند آواز سے کہا۔ علی رضی اللہ عنہ نے حکم بنایا اور اس پر رضامندی ظاہر کی پھر جو حکم اس نے اپنے لیے بہتر سمجھا خود ہی اسے ختم کر دیا۔ اب جو اس نے اپنے لیے فیصلہ کیا ہے اور جس حکم کو اس نے اپنے لیے پسند کیا ہے میں اس پر راضی ہوں۔ کوفہ سے جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے ان کی یہی رائے تھی۔

پھر خریت نے ان لوگوں سے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی تھے آہستہ سے کہا۔ خدا کی قسم میں تمہاری رائے کا حامی ہوں اور خدا کی قسم عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کیے گئے اس طرح اس نے ہر جماعت کو راضی کیا۔ اور ہر جماعت کے دل میں اس نے یہ ذہن نشین کرادیا کہ فی الواقع خریت ان کے ساتھ ہے۔

جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا ان سے کہا اپنے صدقات کو اپنے قبضہ میں رکھو اور اپنے رشتہ داروں پر خرچ کر کے صلہ رحمی کا حق ادا کرو۔ اور تم پسند کرو تو اپنے فقراء پر خرچ کرو۔

## اسلام کے بارے میں عیسائیوں کی رائے:

ان لوگوں میں بہت سے عیسائی تھے جو اسلام لا چکے تھے۔ لیکن جب انہوں نے مسلمانوں میں یہ اختلافی صورت دیکھی تو

کہنے لگے اس سے بہتر تو وہ دین تھا جس کو ہم نے چھوڑا تھا اور جس دین پر یہ لوگ ہیں اس سے زیادہ ہدایت تو ہمارے دین میں پائی جاتی تھی یہ کیسا دین ہے جو آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانے سے بھی انھیں نہیں روکتا اس دین میں نہ تو راہیں محفوظ ہیں اور نہ یہ دین ایک دوسرے کا مال چھیننے سے روکتا ہے۔ اس بات پر ان لوگوں نے دوبارہ دین عیسوی اختیار کر لیا۔

خریت نے ان مرتدین سے کہا۔ تمہیں معلوم ہے کہ جو نصرانیت چھوڑ کر اسلام لاتا اور پھر دوبارہ نصرانی بن جاتا ہے علی رضی اللہ عنہ کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ خدا کی قسم علی رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کی نہ کوئی بات سنے گا اور نہ کوئی عذر قبول کرے گا۔ نہ ان کی توبہ قبول کرے گا اور نہ دوبارہ اسلام کی دعوت دے گا بلکہ اس کا حکم تو یہ ہوگا کہ ایسے لوگوں کو اسی وقت قتل کر دیا جائے۔

اس طرح خریت ہر ایک فریق کو دھوکہ دے کر اپنے ساتھ ملاتا رہا اور بنو ناجیہ اور جتنے لوگ ان کے گرد و نواح میں آباد تھے سب اس کے ساتھ ہو گئے۔ اور اس کے جھنڈے کے نیچے لاتعداد لوگ جمع ہو گئے۔

## سرکشوں کا باہمی اختلاف:

علی رضی اللہ عنہ ابن الحسن الازدی نے عبدالرحمٰن ابن سلیمان، عبدالملک ابن سعید بن عاب، حز، عمار الدہنی کی سند سے ابوالطفیل کا یہ بیان ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں بھی اس لشکر میں شامل تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو بنو ناجیہ کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا وہ کہتے ہیں کہ جب ہم بنو ناجیہ کے پاس پہنچے تو ہم نے انھیں تین ٹولیوں میں بٹا ہوا پایا۔

ہمارے امیر یعنی معقل نے ان میں سے ایک جماعت سے سوال کیا۔ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم نصاریٰ ہیں۔ ہم اپنے دین سے کسی دین کو افضل نہیں سمجھتے اس لیے اپنے دین پر قائم ہیں معقل نے انہیں جواب دیا اچھا تو تم علیحدہ رہو۔

معقل نے دوسرے فریق سے سوال کیا۔ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم پہلے عیسائی تھے بعد میں اسلام لائے اور اب اسلام ہی پر قائم ہیں۔ معقل نے ان سے کہا اچھا تم بھی علیحدہ ہو جاؤ۔

## مرتدین کا قتل:

تیسرے فریق سے سوال کیا گیا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اولاً عیسائی تھے پھر اسلام لائے لیکن اب ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے پہلے دین سے افضل کوئی دین نہیں اس لیے ہم پھر عیسائی بن گئے ہیں۔ معقل نے ان سے کہا اچھا اب تم اسلام لے آؤ انہوں نے انکار کیا معقل نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب میں اپنے سر پر تین بار ہاتھ پھیروں تو تم اس تیسرے مرتد فریق پر فوراً سختی سے حملہ کر دو ان میں سے ان لوگوں کو قتل کر دو جو لڑنے کے قابل ہیں اور بچوں کو قید کر لو الغرض جنگ کے بعد بچے قید کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیے گئے، جنہیں مصقلہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دو لاکھ درہم میں خرید لیا اس کے بعد مصقلہ نے ایک لاکھ درہم پیش کیے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آدمی رقم لینے سے انکار کر دیا مصقلہ ان تمام لڑکوں کو آزاد کر کے اور درہم لے کر بھاگ گیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شامل ہو گیا۔ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ان غلاموں کو کیوں نہیں پکڑ لیتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار فرمایا اور ان لڑکوں سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا معقل کے نام خط:

ابو مخنف نے حارث بن کعب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب مرتدین کی جنگ سے فارغ ہو کر معقل ہمارے پاس پہنچے تو انہوں

نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا۔ اس میں تحریر تھا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! اللہ کے بندے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے ان تمام لوگوں کے نام جنہیں میرا خط پڑھ کر سنایا جائے خواہ وہ مومن مسلمان ہوں یا نصاریٰ اور مرتد ہوں۔ تم پر اور ان لوگوں پر جو ہدایت کی اتباع کریں' اللہ! اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم' اس کی کتاب اور بعثت بعد الموت پر ایمان لائیں اور اللہ کے عہد کو پورا کریں اور خیانت نہ کریں ان سب پر سلام ہو۔

امابعد! میں تمہیں کتاب اللہ' سنت رسول اللہ عمل بالحق اور ان احکام کی دعوت دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمائے ہیں تم میں سے جو شخص اس چیز کی جانب رجوع کرے گا اور اپنے ہاتھ کو روکے رکھے گا اور اس لڑاکو دشمن سے علیحدہ رہے گا جو اللہ' اس کے رسول اور مسلمانوں سے لڑ رہا ہے اور زمین میں فساد پھیلا رہا ہے تو ان لوگوں کو جو گزشتہ احکام کی پیروی کریں گے ان کی جانوں اور مالوں کے لیے امان ہوگی اور جو لوگ لڑائی میں اس دشمن کا ساتھ دیں گے اور ہماری اطاعت سے خارج ہوں گے تو ہم اس کے مقابلہ میں اللہ سے مدد کے طالب ہوں گے اور ہمارے اور ان کے درمیان اللہ ہے اور اللہ ہی اچھا مددگار ہے''۔

## خریت کے لشکریوں کی اس سے علیحدگی:

اس کے بعد معقل نے امان کا جھنڈا نصب کیا اور اعلان کیا جو شخص اس جھنڈے کے نیچے آ جائے گا اس کے لیے امان ہے۔ سوائے خریت اور اس کے ان ساتھیوں کے جنہوں نے ہم سے جنگ کی ابتداء کی اس اعلان کے بعد بہت سے وہ لوگ جو دیگر قوموں کے خریت کے ساتھ شامل ہو گئے تھے اسے چھوڑ کر چلے آئے۔

جب یہ لوگ علیحدہ ہو گئے تو معقل نے اپنی فوج کو جنگ کے لیے تیار کیا میمنہ پر یزید بن مغفل ازدی اور میسرہ پر منجاب بن راشد الضبی کو متعین کیا اور لشکر لے کر خریت کی جانب بڑھا خریت کے ساتھ اس کی پوری قوم تھی خواہ وہ مسلمان ہوں یا نصاریٰ یا زکوۃ کے منکرین۔

ابومخنف نے حارث ابن کعب کے ذریعہ ابوالصدیق الناجی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ خریت اس روز اپنی قوم سے کہہ رہا تھا۔ اپنی عزتوں کا پاس کرو اور اپنی عورتوں اور اولاد کی جانب سے جنگ کرو خدا کی قسم یہ لوگ تم پر غالب آ گئے تو وہ تمہیں خوب قتل کریں گے اور تمہیں غلام بنائیں گے۔

اس پر اس کی قوم کے ایک شخص نے کہا خدا کی قسم ہم پر جو یہ مصیبت نازل ہوئی وہ تیرے ہاتھ اور زبان کی وجہ سے نازل ہوئی ہے۔

خریت نے جواب دیا اچھا اب تو جنگ کرو کیونکہ اب تو تلوار باہر نکل چکی ہے خدا کی قسم! اب میری قوم پر بہت بڑی مصیبت نازل ہونے والی ہے۔

## معقل کی تقریر:

ابومخنف نے حارث بن کعب کے ذریعہ عبداللہ بن فقیم کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ معقل نے صف بندی کے بعد میمنہ سے میسرہ

تک چکر لگایا اور ہر صف کے سامنے کھڑے ہو کر کہتا:

''اے مسلمانو! آج سے زیادہ تم فضیلت اور اجرعظیم کبھی حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ آج تمہارا مقابلہ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے زکوٰۃ سے انکار کیا ہے یا اسلام چھوڑ کر مرتد ہو گئے ہیں یا پھر تمہارے مقابلہ پر وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ظلم و سرکشی کے باعث بیعت کو توڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میں سے آج کے روز جو بھی قتل ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور جو زندہ بچے گا اللہ اس کی آنکھوں کو فتح اور مال غنیمت سے ٹھنڈا کرے گا''۔

معقل ہر صف کے سامنے یہی تقریر کرتا حتیٰ کہ تمام لوگوں نے اس کی یہ تقریر سن لی پھر معقل قلب لشکر میں اپنی جگہ جھنڈا لے کر کھڑا ہو گیا۔

## جنگ کی ابتداء اور اس کا انجام:

پھر اس نے یزید بن معقل کے پاس پیغام بھیجا جو میمنہ پر امیر تھا کہ میمنہ کو لے کر دشمن پر حملہ کرو۔ یزید نے دشمن پر حملہ کیا اور بہت دیر تک نہایت ثابت قدمی سے ان سے جنگ کرتا رہا۔ پھر اپنے میمنہ کے ساتھ واپس ہو کر اپنی جگہ آ کر ٹھہر گیا اس کے بعد معقل نے منجاب بن راشد الضبی کو حکم دیا کہ اپنے میسرہ کو لے کر دشمن پر حملہ کرو منجاب نے ان پر حملہ کیا اور بہت دیر تک ان سے سخت جنگ کی پھر واپس لوٹ کر اپنی جگہ پر آ کر ٹھہر گیا۔ اس کے بعد معقل نے میمنہ اور میسرہ دونوں کو کہلا کر بھیجا کہ جب میں حملہ کروں تو تم بھی فوراً حملہ کرنا پھر معقل نے اپنے جھنڈے کو حرکت دی اور دشمن پر حملہ کیا اس کے ساتھیوں نے بھی فوراً حملہ کیا۔ دشمن ان کے مقابلہ پر زیادہ دیر نہ ٹھہر سکا۔

## خریت کا قتل:

نعمان بن صہبان الراسبی نے جو بنی جرم سے تعلق رکھتا تھا خریت کو دیکھ کر اس پر حملہ کیا اس کے نیزہ کھینچ کر مارا اور اسے سواری سے گرا دیا اس کے بعد نعمان نیچے اترا۔ اور خریت زخمی ہو چکا تھا اور اس کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ لیکن نعمان کے نیچے اترتے ہی وہ تلوار لے کر اس پر ٹوٹ پڑا ابھی آپس میں دو دو ہاتھ ہی چلے تھے کہ نعمان نے خریت کو قتل کر دیا اس جنگ میں خریت کے ایک سو ستر آدمی مارے گئے اور باقی دائیں بائیں بھاگ گئے۔

معقل نے ان کے خیموں کو لوٹنے کا حکم دیا۔ خیموں میں جتنے آدمی ملے وہ سب قید کر لیے گئے اس طرح معقل نے بہت سے مردوں، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا قید ہونے کے بعد جو شخص مسلمان نظر آیا اس سے بیعت لے کر اسے اور اس کے گھر والوں کو رہا کر دیا گیا اسی طرح جو لوگ مرتد ہو گئے تھے ان پر اسلام پیش کیا وہ دوبارہ اسلام لائے معقل نے انہیں اور ان کی اولاد کو بھی چھوڑ دیا۔

## رماجس کا قتل:

ان میں سے صرف ایک بوڑھے نصرانی نے اسلام لانے سے انکار کیا جس کا نام رماجس ابن منصور تھا۔ اس نے جواب دیا مجھے جب سے عقل آئی ہے تب سے میں نے ایسی غلطی نہیں کی ہے کہ میں اپنے سچے دین کو چھوڑ کر تمہارا برا دین اختیار کروں اس پر معقل نے آگے بڑھ کر اس کی گردن اتار لی۔ اس کے بعد معقل نے تمام لوگوں کو جمع کر کے کہا ان سالوں میں جو زکوٰۃ تم پر واجب ہوئی ہے وہ ادا کرو اس نے مسلمانوں سے دو سال کی زکوٰۃ لی اس کے بعد وہ عیسائیوں اور ان کی اولاد کی جانب متوجہ ہوا اور ان سے

خراج وصول کیا جب یہ واپس ہونے لگا تو اس علاقہ کے مسلمان اسے رخصت کرنے کے لیے ان کے پیچھے پیچھے چلے معقل نے انھیں واپس جانے کا حکم دیا جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو ان سب نے معقل سے مصافحہ کیا اور رونے لگے۔ وہاں کے تمام مرد و عورت ان مسلمانوں کی واپسی پر رو رہے تھے۔ معقل کا قول ہے خدا کی قسم! جتنی مہربانی آج میں نے ان پر کی ہے اس سے قبل اتنی مہربانی کسی پر نہ کی تھی اور نہ ان کے بعد کسی پر کی۔

## فتح کی خوشخبری:

اس کے بعد معقل بن قیس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فتح کی خوشخبری تحریر کر کے بھیجی:

''میں امیر المومنین کو ان کے لشکر اور ان کے دشمنوں کے بارے میں مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر ساحل سمندر پر پہنچے دشمن مختلف قبائل پر مشتمل تھے ان کی تعداد بھی کافی سے زیادہ تھی اور یہ سب لڑنے پر آمادہ تھے اور یہ سب لوگ ہمارے مقابلہ پر متفق تھے اور ہمارے خلاف تخریبی کارروائیاں کر رہے تھے ہم نے انھیں امیر کی اطاعت اور جماعت کا ساتھ دینے کی دعوت دی اور انھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی جانب بلایا میں نے انھیں امیر المومنین کا خط پڑھ کر سنایا اور ان کے لیے امان کا جھنڈا بلند کیا ان میں سے ایک جماعت نے ہماری بات کو قبول کیا اور دوسری جماعت مقابلہ پر قائم رہی جو جماعت ہمارے پاس آ گئی تھی ہم نے اس کا عذر قبول کیا اور جو مقابلہ پر آمادہ تھی ہم نے اسے پیس کر رکھ دیا' اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور ہماری مدد فرمائی ان میں سے جو مسلمان تھے ہم نے ان پر احسان کیا۔ امیر المومنین کی ان سے بیعت لی اور جو زکوۃ ان کے ذمہ تھی وہ وصول کی اور جو لوگ مرتد ہو گئے تھے ان پر دوبارہ اسلام پیش کیا گیا نصاریٰ کو ہم نے قید کیا اور اس شرط پر رہا کیا کہ وہ آئندہ ہمیشہ ذمی رہیں گے اور جزیہ سے کبھی انکار نہ کریں گے اور نہ کبھی اہل قبلہ سے قتال کریں گے یہ سب معمولی اور نیچے درجہ کے لوگ تھے۔ اے امیر المومنینؓ اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے اور آپ کے لیے جنت نعیم کو واجب کرے''۔ والسلام علیک

## مصقلہ کے مظالم اور غداری:

پھر معقل اپنے ساتھیوں کو واپس لے کر چلا راہ میں اس کا گزر مصقلۃ بن ہبیرۃ الشیبانی کے پاس سے ہوا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے اردشیر خرہ کا عامل تھا۔ یہ قیدی صرف پانچ سو آدمی تھے اور مصقلہ کی قوم سے تھے اس لیے ان قیدیوں کی عورتیں اور بچے روتے ہوئے اور مرد چلاتے ہوئے مصقلہ سے بولے اے صاحب فضل! اے انسانوں کے مددگار! اے غلاموں کے آزاد کرنے والے ہم پر آپ یہ احسان کریں کہ ہمیں آپ خرید کر آزاد کر دیں۔

مصقلہ نے کہا تھا خدا کی قسم! میں ان لوگوں پر صدقہ کروں گا کیونکہ اللہ صدقہ کرنے والے کو اچھی جزا دیتا ہے مصقلہ کے یہ تمام حالات معقل کو معلوم ہوئے اس پر معقل نے کہا خدا کی قسم! اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ یہ بات مصقلہ نے ان لوگوں کی ہمدردی اور انہیں چھڑانے کے لیے کہی ہے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا۔ کاش! ان لوگوں میں تمیم اور بکر بن وائل کے لوگ ہوتے۔

اس کے بعد مصقلہ نے ذہل بن الحارث الذہلی کو معقل بن قیس کے پاس بھیجا اور کہلوایا تمہارے پاس بنو ناجیہ کے کچھ لوگ قید ہیں انہیں ایک لاکھ میں خریدتا ہوں معقل نے اسے قبول کیا اور یہ قیدی اس کے پاس بھیج دیئے گئے اور کہلوایا یہ مال فوراً

امیر المومنینؓ کے پاس روانہ کر دو۔ اس نے جواب دیا میں کچھ روپیہ ابھی روانہ کر دوں گا اور کچھ بعد میں روانہ کروں گا اور ان شاء اللہ میرے ذمہ کچھ باقی نہ رہے گا۔

اس کے بعد معقل ابن قیس امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور جو کچھ حالات معقل کے ساتھ پیش آئے تھے وہ سب امیر المومنینؓ سے بیان کیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے بہت عمدہ اور بہتر کام کیا۔ کافی دن تک حضرت علی رضی اللہ عنہ مصقلہ کے مال کا انتظار کرتے رہے بعد میں انہیں یہ اطلاع ملی کہ مصقلہ نے تمام قیدیوں کو چھوڑ دیا ہے اور ان سے ان کی آزادی پر اس نے کوئی مالی مدد بھی طلب نہیں کی۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال یہ ہے کہ مصقلہ نے اپنی طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھا لیا ہے میرا خیال ہے عنقریب تم لوگ اسے نافرمانوں میں دیکھو گے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے ایک خط تحریر فرمایا:

''سب سے بڑی خیانت امت کی خیانت ہے اور سب سے بڑا کینہ یہ ہے کہ حاکم اپنی رعایا اور اہل شہر سے کینہ رکھتا ہو۔ تیرے ذمہ مسلمانوں کے مال میں سے پانچ لاکھ کا حق باقی ہے یہ رقم یا تو تم فوراً میرے قاصد کے ساتھ روانہ کر دو ورنہ میرا خط پڑھتے ہی میرے پاس پہنچ جاؤ کیونکہ میں نے اپنے قاصد کو یہی حکم دے کر بھیجا ہے کہ یا تو وہ تمہیں اپنے ساتھ لے کر آئے یا تم فوراً مال بھیج دو''۔ والسلام علیک

## مصقلہ کا مال کی ادائیگی سے گریز:

یہ قاصد جس کا نام ابو جرۃ الحنفی تھا جب مصقلہ کے پاس پہنچا تو اس نے مصقلہ سے کہا کہ یا تو اسی وقت مال ادا کر دو ورنہ میرے ساتھ امیر المومنینؓ کے پاس چلو مصقلہ خط پڑھ کر چلا اور بصرہ آ کر ٹھہر گیا اور کوفہ نہیں آیا ابھی اسے وہاں قیام کیے چند ہی روز گزرے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے مال کا مطالبہ کیا اور دستور یہ تھا کہ بصرہ کے علاقہ کے تمام حکام وہاں کی آمدنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا کرتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجتے جب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے مال کا مطالبہ کیا تو اس نے کچھ روز کی مہلت مانگی جب وہ مہلت پوری ہو گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور ان سے کچھ اور دن کی مہلت طلب کر لی لیکن جب یہ مہلت بھی گزر گئی تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے پھر مال کا مطالبہ کیا اس نے مجبور ہو کر دو لاکھ درہم ادا کیے بقیہ کے ادا کرنے سے یہ عاجز آ گیا۔

## مصقلہ کا فرار:

ابو مخنف نے ابو الصلت الاعور کے ذریعہ ذہل ابن الحارث کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مصقلہ نے اپنی قیام گاہ پر مجھے مطلب کیا اس وقت اس کے سامنے رات کا کھانا چنا گیا تھا ہم نے بھی اس کے ساتھ کھانا کھایا کھانے سے فراغت کے بعد اس نے ہم لوگوں سے کہا خدا کی قسم! امیر المومنینؓ مجھ سے اس مال کا مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ مجھ میں اس کے ادا کرنے کی قدرت تک نہیں۔

میں نے اس پر جواب دیا خدا کی قسم! اگر تو ادا کرنا چاہتا تو ایک ہفتہ بھی نہ گزرتا کہ تو یہ مال جمع کر لیتا۔

قبیصہ: میں اس کا بوجھ اپنی قوم پر ہرگز نہ ڈالوں گا اور نہ ان میں سے کسی سے بھی ایک پیسہ کا مطالبہ کروں گا۔ خدا کی قسم! اگر ہند کا بیٹا معاویہ رضی اللہ عنہ یا عثمان رضی اللہ عنہ کا بیٹا عثمان رضی اللہ عنہ مجھ سے یہ مطالبہ کرتا تو وہ میری حالت دیکھ کر روپیہ چھوڑ دیتا۔ کیا تم نے ابن عفان رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے ہر سال اشعث کو آذربائیجان کا ایک لاکھ کا خراج کھلایا۔

ذہل: لیکن یہ امیر اس رائے کا حامی نہیں ہے اور نہ خدا کی قسم! تو نے کچھ روک رکھا ہے اس میں سے کچھ چھوڑنے والا ہے۔

میرے اس جواب سے وہ خاموش ہو گیا اور میں بھی خاموش رہا لیکن اس گفتگو کو ابھی ایک رات بھی نہ گزری تھی کہ وہ بھاگ کر شام چلا گیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مل گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب یہ اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا اللہ اسے خوش نہ کرے کہ اس نے کام تو سرداروں جیسا کیا تھا لیکن غلاموں کی طرح بھاگ گیا اور فاجروں کی طرح خیانت کی خدا کی قسم! اگر وہ یہاں مقیم رہتا اور مال کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا تو ہم اس سے زیادہ کچھ نہ کرتے کہ ہمیں جو کچھ اس کے پاس نظر آتا لے لیتے اور اگر اس کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تو اسے چھوڑ دیتے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے گھر کی طرف گئے اور اسے تڑوا کر زمین کے برابر کر دیا۔

## حکومت کی رشوت:

مصقلہ کا ایک بھائی نعیم ابن ہبیرہ نامی تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا شیعہ اور خاص ہمدرد تھا مصقلہ نے شام سے ایک خط لکھا اور بنو تغلب کے ایک عیسائی کے ہاتھ جس کا نام حلوان تھا اس کے پاس روانہ کیا۔ خط میں تحریر تھا:

''میں نے تمہارے لیے معاویہ رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی تھی انہوں نے تیرے لیے حکومت وعزت وتکریم کا وعدہ کیا۔ تم میرا قاصد پہنچتے ہی میرے پاس پہنچ جاؤ''۔ والسلام

اس قاصد کو راہ میں مالک بن کعب الارجی نے پکڑ لیا اور اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر چلا اور اس سے خط وصول کیا اور خط پڑھ کر اس عیسائی کا ہاتھ کاٹ ڈالا جس سے یہ مر گیا۔

## نعیم کا جواب:

نعیم نے اپنے بھائی مصقلہ کو جواب میں یہ اشعار تحریر کیے۔

لَا تَـرْمِيَـنَّ هَـدَاكَ الـلّٰـهُ مُعْتَـرِضًـا بِـالـظَّـنِّ مِنْكَ فَمَـا بَـالِيُ وَ حَـلْـوَانَـا

ترجمہ: ''خدا تجھے ہدایت دے تو بے خوف ہو کر حلوان جیسے شخص کو نہ بھیجا کر۔

ذَاكَ الْـحَـرِيْـصُ عَـلَـى مَـا نَـالَ من طَمَعٍ وَ هُـوَ الْـبَـعِيْـدُ فَلَا يُـحْـزِنْكَ اِذْ خَـانَـا

ترجمہ: اسے جو بھی مال حاصل ہو سکتا ہے وہ ہر وقت اس کا حریص رہتا ہے اگر وہ دور پہنچ گیا تو تو اس کی خیانت سے غمگین نہ ہو۔

مَـاذَا اَرَدْتَّ اِلَـى اَرْسَـالِـهٖ سَفَهًـا تَـرْجُـوْ سِقَـاطَ امْـرِئٍ لَّـمْ يَـلُفَ وَ سُنَانَا

ترجمہ: تم نے اسے بھیج کر جو بیوقوفی کی ہے اس سے تمہارا کیا مقصد تھا تم کو ایک ایسے شخص سے گراوٹ کی امید تھی جو خائن نہیں۔

عَـرَضْتَـهٗ لِـعَـلِـيٍّ اَنَّـهٗ اَسَـدٌ يَـمْشِـى الْـعُـرْضَـنَةَ مِنْ اَسَـادٍ خِفَـانَـا

ترجمہ: تو نے اسے علی رضی اللہ عنہ کے بالمقابل بھیجا وہ تو نرم پتھروں کے شیروں میں سے ایک شیر ہیں جو میدان میں چلتے ہیں۔

قَـدْ كُـنْـتَ فِـىْ مَـنْـظَـرٍ عَـنْ ذَاوَ مُسْتَمِعٍ تَـحْـمِـى الْـعِـرَاقَ وَ تُـدْعَـى خَيْرَ شَيْبَـانَـا

ترجمہ: تو عراق آتے انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور کانوں سے سنتا ہے وہ تو شیبان کے بہترین بزرگ ہیں۔

حَتّٰـى تَـقَـحَّـمْـتَ اَمْـرًا كُـنْـتَ تَـكْـرَهُـهٗ لِـلـرَّاكِـبِـيْـنَ لَـهٗ سِـرًّا وَّ اِعْلَانَـا

ترجمہ: تو نے ایک ایسا کام کیا جسے تو خود برا سمجھتا تھا سواروں کے لیے چھپ کر بھی اور اعلانیہ بھی۔

لَوْ كُنْتَ اَدَّيْتَ مَالَ الْقَوْمِ مُصْطَبِرًا    لِلْحَقِّ اَحْيَيْتَ اَحْيَانَا وَّ مَوْتَانَا

ترجمہ: اگر تو حق سمجھ کر قوم کا مال پیش کر دیتا تو ہمارے زندوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا۔

لٰكِنْ لَحِقْتَ بِاَهْلِ الشَّامِ مُلْتَمِسًا    فَضْلَ ابْنِ هِنْدٍ وَ ذَاكَ الرَّأْيُ اَشْجَانَا

ترجمہ: لیکن تم معاویہ رضی اللہ عنہ کی مہربانیوں کو دیکھ کر شامیوں سے مل گئے اور یہ بات ہمیں رنجیدہ کرتی ہے۔

فَالْيَوْمَ تَقْرَعُ سِنَّ الْغُرْمِ مِنْ نَدَمٍ    مَاذَا تَقُوْلُ وَ قَدْ كَانَ الَّذِيْ كَانَا

ترجمہ: اب تم ندامت میں دانت پیس رہے ہو اور جو کچھ ہونا تھا سو ہو چکا۔

اَصْبَحْتَ تُبْغِضُكَ الْاَحْيَاءُ قَاطِبَةً    لَمْ يَرْفَعِ اللّٰهُ بِالْبَغْضَاءِ اِنْسَانَا

ترجمہ: اب تمام قبائل تم سے نفرت کریں گے اور اللہ نے نفرت و بغض کے ذریعہ کسی کا سر بلند نہیں کیا''۔

## قاصد کا زرفدیہ:

جب یہ خط مصقلہ کو ملا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کا قاصد ہلاک ہو گیا ہے اور چند تغلبیوں کے علاوہ سب کو ان کے آدمی کی ہلاکت کی اطلاع مل گئی۔ یہ سب جمع ہو کر مصقلہ کے پاس پہنچے اور بولے کہ ہمارے آدمی کو تم نے روانہ کیا تھا یا تو تم اسے زندہ کر دیا اس کا زرفدیہ ادا کرو مصقلہ نے جواب دیا زندہ کرنے پر تو میں قادر نہیں لیکن ہاں میں ان کا زرفدیہ ادا کروں گا اس کے بعد مصقلہ نے زرفدیہ ادا کیا۔

## خریت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے:

ابومخنف نے عبدالرحمٰن ابن جندب کا یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بنو ناجیہ اور ان کے امیر خریت کے قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا۔ اس کی ماں گڑھے میں گرے یہ شخص کتنا ناقص العقل انسان اور خدا تعالیٰ کا کتنا نافرمان اور اس کے مقابلہ میں کتنا جری تھا اس نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ آپ کے ساتھیوں میں کچھ ایسے افراد موجود ہیں جن کے بارے میں مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ آپ کو چھوڑ دیں گے آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے۔

میں نے اسے جواب دیا میں تہمت پر کسی سے مؤاخذہ نہیں کرتا اور نہ بدگمانی پر کسی کو سزا دیتا ہوں اور نہ اس وقت تک کسی سے جنگ کرتا ہوں جب تک وہ میری مخالفت نہ کرے اور مجھ سے کھلم کھلا بغاوت اور عداوت کا اظہار نہ کرے۔ میں اس وقت بھی اس سے جنگ نہ کروں گا تاوقتیکہ اسے جماعت کے اتحاد کی دعوت نہ دوں اور اس کے لیے عذر کی کوئی صورت باقی نہ رہے اگر اس نے اپنی غلطی سے توبہ کی اور اپنی بات سے رجوع کیا تو ہم اس کی توبہ قبول کریں گے اور وہ ہمارا بھائی ہوگا اور اگر وہ ہماری کوئی بات قبول نہ کرے گا اور ہم سے جنگ پر آمادہ ہوگا تو ہم اس کے مقابلے میں اللہ سے مدد طلب کریں گے اور اسے اس مخالفت کا بدلہ چکھائیں گے۔

اس کے بعد خریت نے مجھ سے کچھ دن تک گفتگو نہیں کی اور چند روز بعد دوبارہ وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا مجھے ڈر ہے کہ عبداللہ بن وہب الراسبی اور زید بن حصین الطائی آپ کے خلاف ضرور کوئی فتنہ اٹھائیں گے۔ کیونکہ میں نے انھیں ایسی باتیں کرتے

سنا ہے کہ اگر آپ خود وہ باتیں سن لیں تو آپ انہیں ایک لمحہ بھی نہ چھوڑیں بلکہ یا تو آپ انہیں قتل کر دیں گے یا ان کی جڑیں اکھاڑ دیں گے بہتر یہ ہے کہ آپ انہیں ایک لمحہ کے لیے بھی نہ چھوڑیئے۔

میں نے اس سے سوال کیا۔ میں ان دونوں کے معاملے میں تجھ سے مشورہ کرتا ہوں آخر تیری کیا رائے ہے۔

خریت: میری رائے تو یہ ہے کہ آپ ان دونوں کو اسی وقت بلائیں اور ان کی گردنیں اڑا دیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اس شخص میں نام کو بھی عقل و سمجھ نہیں۔ میں نے اسے جواب دیا خدا کی قسم! میں یہ سمجھتا ہوں کہ تو عقل سے کورا ہے خدا کی قسم! اگر میں ان لوگوں کو قتل کروں گا تو تو ہی مجھ سے آ کر کہے گا۔ اے علی رضی اللہ عنہ! اللہ سے ڈر ان کا قتل تو کسی صورت میں حلال نہیں اس لیے کہ انہوں نے کسی کو قتل نہیں کیا نہ تم سے جنگ کی اور نہ تمہاری اطاعت سے انہوں نے انکار کیا۔

## قثم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی امارت میں حج:

اس سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے قثم ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو حج کرایا جیسا کہ احمد بن ثابت نے اسحق بن عیسیٰ کے ذریعہ ابو معشر سے نقل کیا ہے اور قثم اور زمانے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مکہ کے عامل تھے یمن کی گورنری ان کے دوسرے بھائی عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھی اور تیسرے بھائی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ کے گورنر تھے۔

خراسان پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عامل ایک روایت کے مطابق خلید ابن قرۃ الیربوعی تھے اور دوسری روایت کے مطابق عبد الرحمٰن ابن ابزیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ شام و مصر میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی جانب سے متعین کردہ حکام تھے۔

باب ۲۱

# حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقبوضات پر شامی لشکروں کے حملے

## ۳۹ھ کے واقعات

### نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کا عین التمر پر حملہ:

علی بن محمد بن عوانہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو دو ہزار لشکر دے کر عین التمر کی جانب بھیجا یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے مالک بن کعب امیر تھے اور ان کے ساتھ ایک ہزار لشکر تھا۔ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اسلحہ خانہ تھا۔ مالک ابن کعب نے اپنے ساتھیوں کو اجازت دے دی کہ تم جانا چاہو تو جا سکتے ہو اس پر اس کے سب ساتھی اسے چھوڑ کر کوفہ بھاگ آئے اور اس کے ساتھ صرف سو آدمی باقی رہ گئے۔

مالک نے یہ تمام حالات حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھ کر روانہ کیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں جنگ پر جانے کا حکم دیا لیکن ان حامیان علی رضی اللہ عنہ میں سے ایک شخص بھی جنگ پر جانے پر آمادہ نہ ہوا۔

ادھر مالک بن کعب اپنے سو آدمیوں کو لے کر نعمان رضی اللہ عنہ کے مدمقابل ہوا۔ نعمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو ہزار کا لشکر تھا مالک نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ شہر کی دیواروں کو اپنے پس پشت کر کے جنگ کرو اس کے علاوہ مالک ابن کعب نے مخنف بن سلیم کو اپنی امداد کے لیے لکھا مخنف وہیں قریب میں تھا۔

الغرض مالک نے اپنے سو سواروں کے ساتھ نہایت سخت جنگ کی ادھر مخنف نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو پچاس سواروں کے ساتھ اس کی امداد کے لیے روانہ کیا۔ جب یہ لوگ مالک اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور جنگ کی یہ خطرناک حالت دیکھی تو ان لوگوں نے اپنی تلواروں کی نیامیں توڑ ڈالیں اور میدان جنگ میں کود پڑے۔

جس وقت یہ دستہ پہنچا تو شام کا وقت تھا جب اہل شام نے انہیں آتے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ امدادی فوج آ گئی ہے اس لیے وہ پیچھے ہٹ گئے اور جدھر سے آئے تھے ادھر ہی واپس ہو گئے مالک نے موقعہ غنیمت جان کر کچھ دور ان کا پیچھا کر کے ان میں سے تین آدمیوں کو قتل کر دیا۔

### حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کی حیثیت:

عبداللہ بن احمد بن شبویہ المروزی نے اپنے باپ سلیمان، عبداللہ، عبداللہ بن معاویہ اور عمرو بن حسان کی سند سے بنو فزارہ کے ایک بوڑھے کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہ کو دو ہزار لشکر دے کر روانہ کیا نعمان رضی اللہ عنہ عین التمر پہنچے اور اسے لوٹا۔ وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک حاکم معین تھا جسے ابن فلاں الارجبی کہا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ تین سو آدمی تھے اس حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدد کے لیے خط روانہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جنگ پر جانے اور اس کی مدد کرنے کا حکم دیا۔ آپ منبر پر چڑھے۔ میں آپ کے قریب پہنچ گیا تھا۔ آپ نے فرمایا:

''اے اہل کوفہ جب تم یہ سنتے ہو کہ شام کے ہراول دستوں میں سے کسی دستہ نے حملہ کر دیا اور فلاں شہر کا دروازہ بند کر دیا ہے تو تم میں سے ہر شخص خوف کے مارے گھر میں اس طرح گھس جاتا ہے جیسے گوہ خطرے کے وقت اپنے بھٹ میں گھس جاتی ہے یا بجھ اپنی جائے پناہ میں چھپ جاتا ہے دراصل دھوکہ میں تو وہ شخص مبتلا ہے جسے تم نے دھوکہ دیا اور جو شخص تمہارے ذریعہ کامیاب ہوا جیسے کوئی ٹوٹے تیر سے کامیابی حاصل کرے تم میں ایسے آزاد آدمی موجود نہیں جو کسی کے چیخنے چلانے کی آواز سن لیں اور نہ تم میں ایسے معتبر بھائی ہیں جن کی اعانت پر بھروسہ کیا جا سکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون''۔

## فتح انبار و مدائن:

علی بن محمد ابن عوانہ کا بیان ہے کہ اسی سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سفیان ابن عوف کو چھ ہزار لشکر دے کر روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ اولاً ہیت پر حملہ کر کے اسے اپنے مقبوضات میں شامل کر لو اور وہاں جو کچھ سامان ملے لوٹ لو۔ پھر آگے بڑھ کر انبار و مدائن پر قبضہ کرو۔

سفیان ابن عوف لشکر لے کر آگے بڑھا اور ہیت پہنچا اسے وہاں ایک شخص بھی نظر نہ آیا (وہاں سے تمام حامیانِ علی رضی اللہ عنہ اس کے خوف سے فرار ہو چکے تھے) اس نے ہیت پر قبضہ کیا پھر انبار کی جانب بڑھا یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اسلحہ رہتا تھا اور اس کی حفاظت کے لیے پانچ سو آدمی معین تھے لیکن حملہ ہوتے ہی ان میں سے چار سو آدمی فرار ہو گئے صرف سو آدمی باقی رہ گئے۔ سفیان کے لشکر نے ان پر حملہ کیا ان سو افراد نے اپنی قلت کے باوجود ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ سفیان نے اپنے سواروں اور پیدلوں کو حکم دیا کہ ان پر ایک عام حملہ کر کے انہیں ختم کر دو ان لوگوں نے اسلحہ خانہ کے امیر کو قتل کر دیا جس کا نام اشرس بن حسان البکری تھا اس کے ساتھ تیس آدمی اور مقتول ہوئے۔ سفیان نے انبار کے اسلحہ خانہ پر قبضہ کیا اور لوگوں کے مال بھی اپنے قبضہ میں لے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس لوٹ گیا۔

جب یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ کوفہ سے چل کر نخیلہ آئے۔ حامیانِ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ہم آپ کی جانب سے ان لوگوں کے مقابلہ کے لیے کافی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے لیے تو کیا کافی ہوتے تو اپنی جانوں کے لیے بھی کافی نہیں۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سعید بن قیس کو سفیان اور اس کے لشکر کے تعاقب میں روانہ کیا سعید اسکی تلاش میں ہیت تک پہنچا لیکن سفیان واپس جا چکا تھا اس لیے وہ اور اس کے لشکر کا کہیں نام و نشان نظر نہیں آیا۔

## عبداللہ فزاری کا تیما پر حملہ:

راوی کہتا ہے کہ اسی سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعدۃ الفزاری کو سترہ سو آدمیوں کے ساتھ تیما کی جانب روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ جن جن دیہات سے اس کا گزر ہو وہاں کے لوگوں سے زکوٰۃ وصول کرے اور جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے اسے قتل کر دے۔ پھر مکہ۔ و مدینہ اور حجاز پہنچ کر وہاں بھی زکوٰۃ وصول کرے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اسے قتل کر دے عبداللہ فزاری کے پاس اس لشکر کے علاوہ اس کی قوم کے لاتعداد لوگ بھی جمع ہو گئے۔

## مسیّب کا فزاری سے مقابلہ:

یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انھوں نے عبداللہ فزاری کے مقابلہ پر مسیّب بن نخبۃ الفزاری کو روانہ کیا (اس کے ساتھ ایک ہزار لشکر تھا) مسیّب آگے بڑھ کر تیما پہنچا وہاں دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا اور دونوں لشکروں میں زوال کے بعد تک سخت جنگ ہوتی رہی۔

مسیب نے عبداللہ بن مسعدہ فزاری پر حملہ کیا اور اس پر تین وار کیے لیکن ہر بار ہاتھ کو خالی واپس کھینچ لیا۔ دراصل مسیب اسے قتل کرنا نہ چاہتا تھا۔ مسیب ہر دفعہ اپنے وار کا اشارہ کر کے کہتا اب بھی نجات مانگ لو۔ ابن مسعدہ اپنے ساتھیوں کو لے کر قلعہ میں داخل ہو گیا اور باقی جو لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے تھے وہ شام بھاگ گئے عبداللہ بن مسعدہ کے ساتھ جو زکوٰۃ کے اونٹ تھے انہیں دیہاتی لے کر فرار ہو گئے۔

## مسیّب کا شامیوں کو زندہ آگ میں جلانا:

مسیب نے عبداللہ اور اس کے ساتھیوں کا محاصرہ کر لیا لیکن جب محاصرہ کو تین روز گزر گئے اور اس کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تو اس نے لکڑیاں جمع کرائیں اور انہیں قلعہ کے دروازہ پر چن کر ان میں آگ دکھا دی اور قلعہ میں آگ لگ گئی۔

جب شامیوں نے یہ دیکھا کہ اب ان کی ہلاکت قریب آ پہنچی ہے تو انہوں نے قلعہ کی دیواروں پر سے پکار کر کہا اے مسیّب یہ تیری ہی قوم ہے۔

اس بات پر مسیب اپنے لشکر کو لے کر پیچھے ہٹ گیا اور اسے یہ ناگوار معلوم ہوا کہ اس کی قوم تباہ و برباد ہو اس لیے اس نے آگ بجھانے کا حکم دیا۔ جس پر آگ بجھا دی گئی۔

## مسیّب کی غداری:

آگ بجھ جانے کے بعد مسیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے ابھی ابھی مخبروں نے خبر دی ہے کہ شام سے تمہارے مقابلے کے لیے اور لشکر آ رہے ہیں لہٰذا تم سب ایک مکان میں جمع ہو جاؤ یہ لوگ سب ایک مکان میں جمع ہو گئے جب رات ہوئی تو سعدہ اپنے ساتھیوں کو لے کر آرام سے قلعہ سے نکلا اور شام کا رخ کیا یہ دیکھ کر عبدالرحمٰن بن شبیب نے مسیب سے کہا تم ہمیں ساتھ لے کر ان کے تعاقب میں چلو مسیب نے عبداللہ کے تعاقب سے انکار کر دیا جس پر عبدالرحمٰن بن شبیب نے کہا تو نے امیر المومنین سے دھوکہ دہی کی اور ان کے حکم میں مداہنت کی ہے۔

## ثعلبیہ اور واقصہ پر حملہ:

اسی سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک بن قیس کو لشکر دے کر روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ واقصہ کے نشیبی علاقہ سے گزرو اور اس علاقہ میں جتنے بھی ایسے دیہاتی نظر آئیں جو علی رضی اللہ عنہ کے مطیع ہوں انہیں لوٹ لو۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ضحاک کے ساتھ تین ہزار لشکر روانہ کیا یہ جدھر سے گزرتا لوگوں کے مال چھین لیتا اور جو اعراب علی رضی اللہ عنہ کے حامی ہوتے انہیں قتل کر دیتا۔

ضحاک واقصہ سے آگے بڑھ کر ثعلبیہ پہنچا اور وہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اسلحہ خانہ اور لوگوں کا مال لوٹ لیا۔ اسی طرح وہ لوٹ مار کرتا ہوا مقطانہ تک پہنچا۔ وہاں اسے عمرو بن عمیس ابن مسعود نظر آیا یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سواروں میں شمار ہوتا تھا اس کے ساتھ اس

کے گھر والے بھی تھے یہ لوگ حج کو جا رہے تھے۔ ضحاک نے ان سب کو لوٹ لیا اور آگے کوچ کرنے سے روک دیا۔

## ضحاک کا فرار:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ واقعات معلوم ہوئے تو انہوں نے حجر بن عدی الکندی کو چار ہزار لشکر دے کر ضحاک کے مقابلہ پر روانہ کیا اور انہیں پچاس پچاس درہم دیئے حجر نے تدمر پہنچ کر ضحاک سے مقابلہ کیا اور اس کے انیس آدمی قتل کیے اور حجر کے دو آدمی مارے گئے جب رات ہوئی تو ضحاک اور اس کے ساتھی بھاگ گئے اور حجر اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس ہوا۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساحل دجلہ پر حملہ:

اسی سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بذاتِ خود دجلہ کے ساحل پر حملہ کیا اور پورے ساحل کا چکر لگا کر واپس ہوئے۔ یہ ابن سعد کا بیان ہے جو اس نے محمد بن عمر اور ابن جریج کے ذریعہ ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا ہے ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ ۳۹ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریائے دجلہ کے ساحل کا ایک چکر لگایا۔ احمد بن ثابت نے ابومعشر سے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔

## امارت حج پر فریقین کا اختلاف:

اس میں اختلاف ہے کہ اس سال لوگوں کو کس نے حج کرایا۔ بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ اس سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے لوگوں کو حج کرانے پر عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مامور کیے گئے تھے اور بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مامور کیا گیا تھا۔

عمرو بن شعبہ کا بیان ہے کہ ۳۹ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو روانہ کیا تاکہ وہ لوگوں کو حج کرائیں اور نماز پڑھائیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے معاویۃ بن یزید بن شجرۃ الرہادی کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا۔

ابوالحسن کا بیان ہے کہ یہ سب غلط ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک اپنی امارت کے زمانہ میں کسی سال بھی امیر حج ہو کر نہیں آئے۔ اور امارت حج پر معاویۃ بن یزید بن شجرہ نے جس سے جھگڑا کیا تھا وہ قثم ابن العباس رضی اللہ عنہما تھے ان دونوں امیروں میں اس پر فیصلہ ہوا کہ سب حاجیوں کو شیبۃ بن عثمان نماز پڑھائیں۔

ابوالحسن کا یہ قول ان سے ابوزید نے نقل کیا ہے اور احمد بن ثابت الرازی نے اسحاق بن عیسیٰ کے ذریعہ ابومعشر کا بھی یہی قول بیان کیا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ۳۹ھ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے معاویۃ بن یزید بن شجرۃ الرہادی کو امیر حج بنایا تھا۔ جب یہ دونوں امیر مکہ پہنچے تو دونوں نے ایک دوسرے کی امارت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا پھر دونوں کا شیبۃ بن عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی امارت پر فیصلہ ہوا۔

اس سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے وہی لوگ تمام علاقوں پر حاکم رہے جو ۳۸ھ میں حاکم تھے سوائے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ وہ اس سال بصرہ کی امارت چھوڑ کر کوفہ چلے گئے تھے زیاد کو جسے زیاد بن ربیہ بھی کہتے ہیں اپنی جگہ خراج پر متعین کر کے گئے تھے اور ابوالاسود دئلی کو قضا پر مامور کیا تھا۔

باب ۲۲

# زیاد کی فارس و کرمان کی جانب روانگی

اس سال جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے بصرہ واپس آئے تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے زیاد کو فارس و کرمان کی جانب روانہ کیا۔

اس کی وجہ یہ پیش آئی تھی کہ جب ابن الحضرمی قتل کر دیا گیا اور لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کھلم کھلا مخالفت شروع کر دی تو اہل فارس اور اہل کرمان نے بھی خراج ادا کرنا بند کر دیا اور اپنے قرب و جوار کے تمام علاقوں پر ان لوگوں نے قبضہ کر لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال کو وہاں سے نکال باہر کیا۔

## زیاد کا فارس و کرمان پر تسلط:

عمرو نے ابوالقاسم اور سلمۃ بن عثمان کے حوالے سے علی بن کثیر سے نقل کیا ہے کہ جب اہل فارس نے خراج کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ کس شخص کو فارس کی ولایت سونپی جائے تاکہ اسے قبضہ میں رکھا جا سکے۔

جاریۃ بن قدامۃ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کیا میں آپ کو ایسا شخص بتاؤں جو نہایت صائب الرائے' ماہر سیاست اور ان تمام امور کو بہتر طور پر سنبھالنے والا ہو جو اس کے سپرد کیے جائیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سوال کیا ایسا کون شخص ہے؟

جاریہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ زیاد ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں زیاد اسی قابل ہے۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے فارس و کرمان کی حکومت سونپی اور چار ہزار لشکر دے کر اسے روانہ کیا۔ اس نے ان تمام علاقوں کو ہلا کر رکھ دیا حتیٰ کہ سب فارسی اور کرمانی سیدھے ہو گئے۔

عمرو نے ابوالحسن' علی بن مجاہد کی سند سے امام شعبی کا قول بیان کیا ہے کہ جب اہل جبال نے عہد توڑ دیا اور خراج دینے سے انکار کر دیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عامل سہل بن حنیف کو فارس سے نکال دیا۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا آپ کی جانب سے فارس کا انتظام میں کروں گا اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ آئے اور زیاد کو ایک بڑا لشکر دے کر فارس روانہ کیا زیاد نے فارسیوں کو اچھی طرح پامال کیا حتیٰ کہ ان سب نے خراج ادا کیا۔

## زیاد کی سخاوت:

عمرو نے ابوالحسن' ایوب بن موسیٰ کے ذریعہ اصطخر کے ایک بوڑھے سے نقل کیا ہے۔ وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ زیاد جب فارس کا گورنر تھا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ ہر وقت آگ جلائے رکھتا اور لوگوں کی خاطر و مدارات کرتا رہتا۔ حتیٰ کہ تمام لوگوں

نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس پر مستقیم ہو ہو گئے وہ کسی وقت بھی جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اہل فارس کہا کرتے تھے ہم نے آج تک کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو نرمی اور مدارات میں کسریٰ نوشیروان کے مانند ہو۔ سوائے اس عرابی نوجوان کے۔

## زیاد کی سیاست:

زیاد جب فارس پہنچا تو اس نے وہاں کے رؤسا کو بلایا۔ جن لوگوں نے اس کی مدد کی ان سے بہت سے وعدے کیے۔ اور ان پر بہت سے احسانات کیے اور مخالفین کو ڈرایا دھمکایا۔ اس نے فارسیوں کو فارسیوں ہی کے ذریعہ ختم کیا اور ایک کے دوسرے پر عیوب ظاہر کر کے انہیں باہم لڑایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک جماعت تو بھاگ گئی دوسری جماعت جو وہاں مقیم رہی انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کیا اس طرح وہ پورے فارس پر قابض ہو گیا اور اسے کسی جگہ بھی لشکر کشی اور جنگ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی' کرمان میں بھی اس نے یہی طریقہ اختیار کیا جب وہ کرمان سے واپس آیا تو فارس کے اکثر علاقہ کا دورہ کیا اور لوگوں پر احسانات کیے لوگ اس سے مطمئن ہو گئے اور تمام شہر اور علاقے اس کے قبضہ میں آ گئے اس کے بعد وہ اصطخر گیا اور اصطخر اور بیضاء کے درمیان ایک قلعہ بنایا جس کا نام قلعہ زیاد تھا اور تمام خزانہ یہاں اٹھا لایا۔

زیادہ کے بعد منصور الیشکری نے اس قلعہ میں کچھ ترمیم کی اس کے بعد یہ قلعہ منصور کے نام سے مشورہ ہو گیا۔

باب ۲۳

# امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا حجاز و یمن پر حملہ

## بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی حجاز کی جانب روانگی:

اس سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کی ماتحتی میں تین ہزار جنگجو حجاز کی جانب روانہ کیے۔

زیاد بن عبداللہ البکائی نے عوانہ سے نقل کیا ہے کہ ثالثوں کے فیصلہ کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ کو لشکر دے کر حجاز کی جانب روانہ کیا۔ یہ بسر رضی اللہ عنہ بنو عامر بن لوی میں سے تھا۔ یہ لشکر لے کر شام سے نکلا اور مدینہ پہنچا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے اس وقت مدینہ کے گورنر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے ابوایوب رضی اللہ عنہ ڈر کر بھاگ گئے اور کوفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ لشکر لیے ہوئے مدینہ میں داخل ہوا۔

راوی کہتا ہے کہ مدینہ میں ایک شخص نے بھی اس کا مقابلہ نہیں کیا وہ منبر پر چڑھ کر اور چلا چلا کر بولا: اے دینار' اے بخار' اے زریق' میرا امام کہاں ہے میرا امام کہاں گیا جس سے تم نے کل عہد کیا تھا۔ وہ کہاں ہے؟ یعنی عثمان رضی اللہ عنہ۔

اس کے بعد کہا: اے اہل مدینہ اگر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا تو میں مدینہ کے ایک ایک بالغ کو قتل کر ڈالتا۔ پھر اس نے اہل مدینہ سے بیعت لی اور بنوسلمہ خاندان کے پاس کہلا کر بھیجا کہ تمہارے لیے میرے پاس کوئی امان نہیں۔ اور نہ میں تم سے اس وقت تک بیعت لوں گا جب تک تم جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حاضر نہ کرو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ام المومنین زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے عرض کیا اے ام المومنین رضی اللہ عنہا آپ کی کیا رائے ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ مجھے قتل کر دیا جائے گا اور یہ ظاہر ہے کہ یہ گمراہی کی بیعت ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میری رائے تو یہ ہے کہ تم اس کی بیعت کر لو۔ میں نے اپنے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اس کی بیعت کا حکم دیا ہے میں نے اپنے داماد عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کو اس کی بیعت کا حکم دیا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد تھیں عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ جواب سن کر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مسجد آئے اور بسر بن ابی ارطاۃ رضی اللہ عنہ سے بیعت کی۔

بسر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں کئی مکانات گروائے اس کے بعد اس نے مکہ کا رخ کیا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں یہ مجھے قتل نہ کر دے لیکن بسر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہلوا کر بھیجا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر سکتا اس نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے درگزر کیا۔

اس سے قبل حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے یمن لکھا تھا کہ یہاں معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ایک لشکر بھیجا گیا ہے اور جو شخص اس کی حکومت کا انکار کرتا ہے اسے قتل کر دیتا ہے۔

## بسر رضی اللہ عنہ کا یمن پر حملہ اور شیعانِ علی رضی اللہ عنہ کا قتل:

اس کے بعد بسر رضی اللہ عنہ نے یمن کا رخ کیا۔ اس وقت یمن پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے جب انہیں بسر رضی اللہ عنہ کی آمد کا علم ہوا تو وہ بھاگ کر کوفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے اور اپنی جگہ یمن پر عبداللہ بن عبدالمدان الحارثی کو اپنا جانشین کر آئے بسر رضی اللہ عنہ نے یمن پہنچ کر عبداللہ بن عبدالمدان اور اس کے لڑکے کو قتل کر دیا راہ میں بسر رضی اللہ عنہ کو عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر والے ملے جن میں عبیداللہ کے دو بچے بھی تھے اس نے ان دونوں بچوں کو ذبح کر دیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسے یہ دونوں بے بنو کنانہ کے ایک شخص کے پاس ملے جب اس نے ان دونوں کو قتل کرنا چاہا تو کنانی نے کہا ان بچوں کا کیا قصور ہے جوان دونوں کو تو قتل کرنا چاہتا ہے اگر تو انہیں واقعتاً قتل کرنے پر آمادہ ہے تو پہلے مجھے قتل کر دے بسر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ اس نے پہلے کنانی کو قتل کیا پھر ان بچوں کو قتل کیا اور اس کے بعد شام کی جانب لوٹ گئے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کنانی نے مقابلہ کیا حتیٰ کہ لڑتا لڑتا مارا گیا اور یہ دو بچے جو بسر رضی اللہ عنہ نے قتل کیے تھے ان میں سے ایک کا نام عبدالرحمٰن اور دوسرے کا قثم تھا۔ بسر رضی اللہ عنہ نے یمن میں شیعانِ علی رضی اللہ عنہ میں سے ایک بڑی جماعت کو قتل کیا۔

## جاریہ رضی اللہ عنہ کا نجران کو آگ لگانا اور عثمانیوں کا قتل عام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب بسر رضی اللہ عنہ کے حملہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے جاریہ ابن قدامہ رضی اللہ عنہ اور وہب بن مسعود کو دو ہزار لشکر دے کر روانہ کیا۔ جاریہ رضی اللہ عنہ اپنا لشکر لے کر نجران پہنچا اور پورے شہر کو جلا کر خاک کر دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں سے بہت سے لوگوں کو پکڑ کر قتل کیا بسر رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی شام بھاگ گئے۔

## اہل مکہ سے زبردستی بیعت:

جاریہ رضی اللہ عنہ اس کی تلاش میں چلا اور یمن سے مکہ پہنچا اور انہیں حکم دیا کہ ہماری بیعت کرو اہل مکہ نے جواب دیا امیر المومنین تو ہلاک ہو چکے ہیں اب ہم کس کی بیعت کریں اس نے جواب دیا جس کی شیعانِ علی رضی اللہ عنہ بیعت کریں اسی کی تم نامعلوم بیعت کر لو یہ بات اہل مکہ کو بہت گراں گزری۔ لیکن مجبوراً انہوں نے بیعت کر لی۔

اس کے بعد جاریہ رضی اللہ عنہ مدینہ کی جانب بڑھا۔ وہاں لوگوں کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جاریہ رضی اللہ عنہ کے خوف سے مدینہ چھوڑ کر چلے گئے جب جاریہ رضی اللہ عنہ کو یہ معلوم ہوا تو کہنے لگا خدا کی قسم! اگر میں اس بلی والے کو پالیتا تو اس کی گردن اتار لیتا۔ پھر اہل جاریہ رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ سے کہا کہ حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کی بیعت کرو اہل مدینہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

جاریہ رضی اللہ عنہ اس روز مدینہ میں مقیم رہا پھر کوفہ لوٹا۔ جب یہ چلا گیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

## اسلامی حکومت کی دو حصوں میں تقسیم فریقین کا باہمی معاہدہ:

اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ بندی کا فیصلہ ہوا۔ باہمی طویل خط و کتابت رہی۔ کتاب کی

طوالت کے خوف سے ہم اس خط و کتابت کو نظر انداز کرتے ہیں۔ فیصلہ یہ قرار پایا کہ باہمی جنگ بندی کر دی جائے عراق علی رضی اللہ عنہ کی حکومت میں شمار ہوگا اور شام معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں' اور دونوں فریق ایک دوسرے کے علاقہ پر نہ لشکر کشی کریں گے اور نہ کسی قسم کی غارت گری مچائیں گے۔

زیاد بن عبداللہ نے ابو اسحاق سے نقل کیا ہے جب دونوں فریقین میں سے کسی نے بھی دوسرے کی اطاعت قبول نہیں کی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا اگر تم چاہو تو ایسا کر لو کہ عراق کی حکومت تمہارے حصہ میں ہو اور شام کی میرے حصہ میں تا کہ اس امت سے تلوار رک جائے اور مسلمانوں کے خون نہ بہیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ راضی ہو گئے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر شام اور اس کے گرد و نواح کی دیکھ بھال کرتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ملک عراق اور اس کے گرد و نواح کا انتظام کرتے۔

باب ۲۴

# حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اختلافات

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بصرہ سے مکہ روانگی

عام اہل سیر کہتے ہیں کہ اس سال یعنی ۴۰ھ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ چھوڑ کر مکہ چلے گئے لیکن بعض اہل سیر نے اس کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما برابر بصرہ کے عامل رہے حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ اس وقت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ چھوڑ کر مکہ چلے گئے۔

### بصرہ چھوڑنے کی وجوہات:

عمرو بن شعبہ نے ابومخنف اور سلیمان بن ابی راشد کے ذریعہ عبدالرحمٰن بن عبید ابوالکنود سے نقل کیا ہے کہ ایک بار عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ابوالاسود دئلی کے پاس گزرے اور اسے دیکھ کر فرمایا:

''اگر تو چوپایوں میں سے ہوتا تو اونٹ ہوتا۔ اور اگر چرواہا ہوتا تو چراگاہ کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا اور نہ تو اپنی رفتار اور طریقہ کار کو بہتر بنا سکتا تھا''۔

### ابوالاسود دئلی کی ابن عباس رضی اللہ عنہما پر الزام تراشی:

اس بات پر ابوالاسود دئلی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس مضمون کا ایک خط تحریر کیا:

''امابعد! اللہ تعالیٰ نے آپ کو نگران' ذمہ دار اور امانت دار حاکم بنایا ہے ہم نے آپ کا بارہا امتحان لیا اور آپ کو امت کا بزردست امین اور رعایا کا خیر خواہ پایا۔ آپ دنیا سے تو ہاتھ کھینچتے ہیں اور رعایا کو خوب دیتے ہیں نہ آپ رعایا کا مال کھاتے ہیں اور نہ آپ کا رشوت سے کوئی تعلق ہے۔ آپ کے بھائی اور گورنر آپ کی اطلاع کے بغیر وہ رقم کھا گئے ہیں جو ان کے پاس امانت تھی میں آپ سے یہ بات ہرگز مخفی نہیں رکھ سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے آپ جو رائے پسند فرمائیں وہ مجھے تحریر کریں''۔ والسلام

### حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب:

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوالاسود کو یہ جواب تحریر فرمایا:

''امابعد! تم جیسا آدمی امام اور امت دونوں کے لیے مجسمہ خیر خواہی ہے۔ تم نے امانت کا حق ادا کیا اور راہ حق دکھائی میں نے تمہارے امیر کو اس بارے میں لکھا ہے اور اس میں تمہارے خط کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ تمہاری نظر میں اگر ایسی باتیں آئیں جو امت کی بہبود کا سبب ہوں تو مجھے ضرور مطلع کرنا۔ تمہارا یہی فرض ہے اور تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیے''۔

والسلام

اس کے علاوہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی خط تحریر کیا۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جواب:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا ایک مختصر سا جواب تحریر فرمایا:

''امابعد! آپ کو جو اطلاعات پہنچی ہیں وہ سب غلط ہیں۔ میں اپنے زیر تصرف مال کا دیگر لوگوں سے زیادہ محافظ اور منتظم ہوں آپ بدگمانوں کی باتوں کی ہرگز تصدیق نہ کیجیے''۔ والسلام

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دوسرا مراسلہ:

یہ خط پڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دوسرا مراسلہ تحریر کیا:

''امابعد! تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے کتنا جزیہ وصول کیا' اور کہاں سے وصول کیا اور کہاں خرچ کیا؟''۔

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کا استعفاء:

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا جواب اس طرح تحریر فرمایا:

''میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ تک جو یہ بات پہنچی ہے کہ میں نے اس شہر کے لوگوں کے مال پر قبضہ کر لیا ہے تو آپ نے اس غلط اطلاع کو بہت اہمیت دے دی ہے۔ لہٰذا آپ جسے مناسب سمجھیں اسے یہاں کا حاکم بنا کر بھیج دیں میں اس حکومت کو چھوڑتا ہوں''۔ والسلام

## ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ردعمل:

اس کے بعد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ماموؤں بنو ہلال بن عامر کو بلایا۔ ضحاک بن عبداللہ ہلالی اور عبداللہ بن رزین ابن ابی عمرو الہلالی ان کے پاس آئے۔ پھر ان کی مدد کے لیے بنو قیس بھی جمع ہو گئے اور ان کی حمایت سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تمام خزانہ اٹھوالیا۔

ابو زید نے ابو عبیداللہ سے نقل کیا ہے کہ خزانہ میں مال کافی جمع ہو چکا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ تمام جمع شدہ مال اٹھا لیا اس طرح مال غنیمت کا تمام خمس لے کر چلے گئے۔ جب لوگوں کو مال پر قبضہ کرنے کی اطلاع ملی تو قیس بولا۔ خدا کی قسم! یہ مال اس کے پاس ہرگز نہ جانے دیا جائے گا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنی نگاہوں کے سامنے یہ مال جانے دیں۔

صبرۃ بن شیمان الحدانی نے ازدیوں سے کہا خدا کی قسم! قبیلہ قیس اسلام میں ہمارا بھائی' ہمارا پڑوسی اور دشمن کے مقابلہ میں ہمارا مددگار ہے جو مال اس وقت تمہارے بھائیوں کے ہاتھ میں جا رہا ہے اگر وہ ہمیں مل بھی جائے تب بھی وہ تھوڑا ہے اور یہ لوگ کل کو وقت پڑنے پر مال سے زیادہ بہتر ثابت ہوں گے۔

ازدیوں نے صبرہ سے سوال کیا تمہاری کیا رائے ہے؟

صبرہ نے جواب دیا تم ان کی مزاحمت نہ کرو اور ان کا پیچھا چھوڑ دو۔ اس پر ازدیوں نے اس کی اطاعت کی اور وہ واپس لوٹ گئے۔ قبیلہ بنی بکر اور بنی عبدالقیس نے بھی صبرہ کی رائے کی موافقت کی۔ انہوں نے آپس میں کہا صبرہ کی رائے بہت بہتر ہے۔ تم بھی اس میں مزاحم نہ ہو۔

قبیلہ تمیم بولا ہم انہیں ہرگز مال نہ لے جانے دیں گے اور ان سے جنگ کریں گے۔

اس پر احنف ابن قیس نے انہیں سمجھایا اور کہا جن لوگوں کا ان سے خونی رشتہ بہت دور کا ہے انہوں نے جنگ سے گریز کیا لیکن تمہارا ان سے رشتہ زیادہ قریبی ہے تمہیں ہرگز مزاحمت نہ کرنی چاہیے۔

بنوتمیم بولے خدا کی قسم! ہم تو ان سے ضرور جنگ کریں گے اور مال نہ لے جانے دیں گے۔

احنف نے جواب دیا تو پھر میں اس معاملہ میں تمہارا کوئی ساتھ نہیں دے سکتا۔ میں تو ان لوگوں کی راہ میں حائل نہ ہوں گا۔

راوی کہتا ہے کہ بنوتمیم میں سے ابن المجاعہ نے بنو ہلال کا راستہ روکا اور ان سے جنگ کی جس پر ضحاک ہلالی نے ابن مجاعہ پر حملہ کر کے اس کے نیزہ مارا۔ اور عبداللہ بن رزین مجاعہ کو چپٹ گیا اور دونوں گتھم گتھا ہو کر زمین پر گر پڑے اور بہت سے آدمی زخمی ہوئے لیکن کوئی مقتول نہیں ہوا۔

خمس میں جن لوگوں کا حصہ تھا وہ بولے ہم اس جنگ میں شریک نہ ہوں گے ہم نے انہیں اور لوگوں کو چھوڑ دیا ہے خواہ یہ باہم لڑیں یا ایک دوسرے کو ختم کر دیں۔ اس کے بعد یہ لوگ بنوتمیم سے بولے۔ ہم تم سے زیادہ سخی ہیں کہ ہم نے اپنا حق اپنے چچازاد بھائیوں کے لیے چھوڑ دیا ہے اور تم اس پر لڑ رہے ہیں۔ ان لوگوں نے مال بھی اٹھا لیا اور ان کے حامی بھی موجود ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ ان کی رائے پر چھوڑ دو اور اگر تم پسند کرو تو واپس ہو جاؤ۔ یہ لوگ واپس چلے گئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بیس آدمیوں کے ساتھ مکہ چلے گئے۔

ابوزید کہتا ہے کہ ابوعبیدہ کا یہ خیال تھا۔ اگرچہ اس کی یہ رائے میں نے اس سے خود نہیں سنی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک بصرہ میں رہے پھر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت تک رہے جب تک ان میں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں صلح نہیں ہوئی اس صلح کے بعد بصرہ واپس گئے وہاں ان کے گھر والے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما انہیں لے کر اور بیت المال سے کچھ تھوڑا سامان لے کر مکہ چلے گئے اور بولے یہ میرا روزینہ ہے۔

ابوزید کہتا ہے کہ ابوعبیدہ کے اس قول کا میں نے ابوالحسن سے ذکر کیا۔ اس نے انکار کیا اور کہا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما مکہ میں تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی صلح کے وقت عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے پاس تھے نہ کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما۔

باب ۲۵

# حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

## تاریخ شہادت کا اختلاف:

اسی سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت عمل میں آئی ان کی شہادت کی تاریخ میں اختلاف ہے احمد بن ثابت نے اسحاق ابن عیسیٰ کے ذریعہ ابومعشر سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز سترہ رمضان ۴۰ ھ میں شہید ہوئے۔ یہی واقدی کا قول ہے جیسا کہ حارث نے ابن سعد کے ذریعہ واقدی سے نقل کیا ہے۔

ابوزید نے علی بن محمد کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں جمعہ کے روز گیارہ رمضان کو شہید ہوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ رمضان ختم ہونے میں سترہ روز باقی تھے اور ایک قول یہ ہے کہ ربیع الآخر ۴۰ ھ میں شہید ہوئے۔

## قتل کے اسباب:

موسیٰ ابن عبدالرحمٰن المسروقی نے ابوعبدالرحمٰن الحرانی کے ذریعہ اسماعیل بن راسد کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ ابن ملجم' برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر التیمی نے ایک جگہ جمع ہو کر معاملات پر غور وفکر کیا اور ان تینوں نے حکام کے طرز عمل پر نکتہ چینی کی اس کے بعد نہروان کے لوگوں (خارجی) کا ذکر کیا اور ان کے لیے انہوں نے رحمت اور مغفرت کی دعا کی اور بولے ہم ان لوگوں کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ یہ لوگ ایسے بھائی تھے کہ جو لوگوں کو پروردگار کی طرف دعوت دیتے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کیا کرتے تھے۔ کیوں نہ ہم اپنی جانوں کو اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیں اور ان گمراہ اماموں کے پاس جائیں اور ان کے قتل کی کوشش کریں (گمراہ اماموں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مراد ہیں) اس طرح تمام علاقہ کے لوگوں کو ان سے چھٹکارا مل جائے گا اور ہم اپنے بھائیوں کا انتقام بھی لے لیں گے۔

اس پر ابن ملجم نے کہا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے تمہیں چھٹکارا میں دلاؤں گا۔ یہ ابن ملجم مصر کا باشندہ تھا۔ برک بن عبداللہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذمہ لیا اور عمرو بن بکر نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قتل کا۔ ان تینوں نے اللہ کو حاضر ناظر کر کے باہم معاہدہ کیا کہ ہم میں سے ہر ایک نے جس شخص کے قتل کا ذمہ لیا ہے وہ اپنے عہد سے پیچھے نہ ہٹے گا۔ یا تو اس شخص کو قتل کر دے گا یا خود قتل ہو جائے گا ان لوگوں نے اپنی تلواروں کو زہر میں بجھایا اور ان تینوں صحابہ کے قتل کے لیے سترہ رمضان متعین کی گئی اور اس کے بعد یہ تینوں ان تینوں صحابہ رضی اللہ عنہم کے قتل کے لیے روانہ ہو گئے۔

## مہر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سر:

ابن ملجم المرادی کا شمار بنو کندہ میں ہوتا تھا۔ یہ شخص کوفہ پہنچا اور وہاں اپنے ہم قوم اور دوست احباب سے ملا لیکن اس راز کو اس نے سینہ میں چھپائے رکھا اور اپنی قوم اور دوستوں سے بھی اس کا کہیں ذکر نہیں کیا تاکہ کہیں راز پہلے سے فاش نہ ہو جائے۔

ایک روز اس نے بنو تیم الرباب کے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے اپنے مقتولوں کا ذکر کر رہے ہیں جو حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے جنگ نہروان میں ان کے دس افراد قتل کیے تھے۔ اسی روز تیم الرباب کی ایک عورت سے ملا جس کا نام قطامہ ابنۃ الشجنہ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہروان کی جنگ میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔ یہ عورت حسن و جمال میں گانہ روزگار تھی ابن ملجم نے جب اسے دیکھا تو اپنی عقل کھو بیٹھا اور جس کام کے لیے آیا تھا وہ بھی بھول گیا۔ اور اسے پیغام نکاح دیا۔

قطامہ نے جواب دیا میں اس وقت تک تجھ سے شادی نہیں کر سکتی جب تک تو میرے کلیجے کی آگ نہ بجھا دے۔ ابن ملجم نے پوچھا: وہ کس طرح؟ قطامہ نے جواب دیا۔ تین ہزار درہم' ایک غلام اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قتل۔

ابن ملجم : کیا یہ تیرا مہر ہوگا؟

قطامہ: ہاں! یہ میرا مہر ہوگا۔ میں علی رضی اللہ عنہ کا سر چاہتی ہوں اگر تو نے ایسا کیا تو تو اپنا اور میرا دونوں کا دل ٹھنڈا کرے گا اور عیش سے زندگی گزارے گا اور اگر تو قتل ہو گیا تو اللہ کے پاس جو اجر ہے وہ دنیا اور دنیا کی زینت سے بہت بہتر ہے۔

ابن ملجم : خدا کی قسم! میں اس شہر میں علی رضی اللہ عنہ کے قتل ہی کے لیے آیا ہوں میں تیری ہر خواہش پوری کروں گا۔

قطامہ: میں یہ چاہتی ہوں کہ تیرے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو جو تیری پشت پناہی اور مدد کر سکے۔ اس کے بعد قطامہ نے اپنی قوم تیم الرباب کے ایک شخص کو جس کا نام وردان تھا طلب کیا اس کے سامنے یہ منصوبہ رکھا۔ اس نے اسے قبول کیا۔

## انتقامی کارروائی:

اس کے بعد ابن ملجم بنو اشجع کے ایک شخص کے پاس گیا جس کا نام شبیب بن بجرہ تھا اور اس سے کہا کیا تو دنیا اور آخرت کی عزت و کرامت کا طلب گار ہے؟

شبیب : وہ کس طرح؟

ابن ملجم : وہ عزت و شرافت علی رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے حاصل ہو سکتی ہے۔

شبیب : تیری ماں تجھے روئے تو نے بہت ہی بری بات زبان سے نکالی ہے۔ تو علی رضی اللہ عنہ پر کیسے قابو پا سکتا ہے؟

ابن ملجم : میں مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا جس وقت علی رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے لیے نکلے گا ہم اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیں گے اس کے بعد اگر ہم بچ گئے تو ہمارے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے اور ہم اپنے مقتولوں کا بدلہ بھی لے لیں گے اور اگر ہم قتل ہو جائیں گے تو اللہ کے پاس ہمارے لیے جو اجر وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

شبیب : تجھ پر افسوس اگر علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی اور شخص تیرا نشانہ ہوتا تو مجھے اتنا شاق نہ گزرتا تو یہ بھی جانتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خاطر کتنے مصائب برداشت کیے اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے میں انہوں نے سبقت کی ہے۔ میرا دل ان کے قتل پر مطمئن نہیں۔

ابن ملجم : تو یہ بات تو جانتا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے اہل نہروان کو قتل کیا تھا اور یہ سب نیک بندے تھے۔

شبیب : کیوں نہیں؟

ابن ملجم : تو ہم ان لوگوں کو ضرور قتل کریں گے جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے۔

اس بات پر شبیب نے بھی ابن ملجم کی حمایت کا وعدہ کیا۔ یہ سب مل کر قطامہ کے پاس پہنچے وہ جامع مسجد میں اعتکاف میں بیٹھی تھی ان سب نے اس سے جا کر کہا ہم سب نے علی رضی اللہ عنہ کے قتل پر اتفاق کر لیا ہے۔

قطامہ نے کہا جس روز تم قتل کرنا چاہو اس روز میرے پاس آنا۔

جب اس جمعہ کی شب آئی جس کی صبح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کا منصوبہ تیار کیا گیا تھا۔ ابن ملجم قطامہ کے پاس پہنچا اور بولا یہی وہ رات ہے جس کی صبح کو ہم لوگوں نے اپنے اپنے ساتھی کے قتل کا عہد کیا تھا۔

اس کے بعد قطامہ نے ریشم کی ایک پٹی منگائی اور ان لوگوں کے سروں پر باندھ دی ان لوگوں نے اپنی اپنی تلواریں لیں اور اس چوکھٹ کے قریب بیٹھ گئے جہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح کے وقت نماز کے لیے نکلے تو شبیب نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا' جو دروازے کی چوکھٹ یا طاق پر پڑا۔ ابن ملجم نے پیشانی پر وار کیا اور وردان بھاگ کر اپنے گھر میں گھس گیا۔ اسی کے باپ کی اولاد میں سے ایک شخص اس کے گھر اچانک پہنچ گیا۔ وہ اپنے سینہ سے ریشم کی پٹی اتار رہا تھا اس نے سوال کیا یہ تلوار اور ریشم کی پٹی کیسی ہے۔ وردان نے اس سے تمام واقعہ بیان کیا وہ شخص اپنے گھر گیا اور تلوار لے کر آیا اور وردان کو قتل کر دیا۔

شبیب اندھیرے میں بنو کندہ کے گھروں کی طرف چلا گیا۔ لوگ اس کے پیچھے چلائے راہ میں اسے حضر موت کا ایک شخص ملا جس کا نام عویمر تھا جب اس نے شبیب کے ہاتھ میں تلوار دیکھی تو اسے پکڑ لیا اور حضرمی نے اسے نیچے گرا دیا لیکن جب اس نے یہ دیکھا کہ لوگ ادھر اس شخص کی تلاش میں دوڑے ہوئے آ رہے ہیں۔ تو حضرمی کو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا اس نے شبیب کو چھوڑ دیا اور شبیب لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا اور اس طرح اس کی جان بچ گئی۔

ابن ملجم کو لوگوں نے گھیر کر پکڑ لیا اور ہمدان کے ایک شخص نے جس کی کنیت ابوادما تھی اپنی تلوار نکال کر ابن ملجم کے پاؤں پر ماری اور اس کا پاؤں کاٹ ڈالا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر پیچھے ہٹے اور اپنی جگہ جعدۃ بن ہبیرۃ ابن ابی وہب کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ انہوں نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔

نماز کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا قاتل کو میرے پاس لاؤ۔ قاتل حاضر کیا گیا آپ نے اس سے فرمایا اے اللہ کے دشمن کیا میں نے تجھ پر احسانات نہ کیے تھے؟

ابن ملجم : کیوں نہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ : پھر آخر وہ کیا شے ہے جس نے تجھے میرے قتل پر ابھارا۔

ابن ملجم : میں چالیس روز تک استخارہ کرتا رہا اور اللہ سے سوال کرتا رہا کہ اس کی مخلوق میں جو شخص بدترین خلائق ہو وہ قتل ہو جائے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ : تو میرا خیال ہے کہ وہ مقتول بھی تو ہی ہے اور تو ہی وہ بدترین خلائق ہے۔

## ابن ملجم کے خیالات:

لوگ بیان کرتے ہیں کہ اس واقعہ کے پیش آنے سے قبل ایک روز ابن ملجم بنو بکر بن وائل میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سامنے سے ایک جنازہ گزرا۔ یہ مرنے والا ابوحجار ابجر بن جارب العجلی تھا اور یہ شخص نصرانی تھا۔ عیسائی اس جنازے کے اردگرد تھے اور اس مرنے والے کی لوگوں کے دلوں میں نہایت عزت تھی۔ اس لیے سب لوگ ایک جنازے کے اردگرد تھے اور اس مرنے والے کی لوگوں کے دلوں میں نہایت عزت تھی۔ اس لیے سب لوگ ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے' انھی میں شقیق بن ثور بھی تھا۔ ابن ملجم نے سوال کیا یہ کون لوگ ہیں اور کیا بات ہے لوگوں نے اس سے تمام واقعہ بیان کیا اس پر ابن ملجم نے یہ اشعار پڑھے ۔

لَئِنْ كَانَ حَجَّارُ بْنُ اَبْجَرَ مُسْلِمًا لَقَدْ بُوعِدَتْ مِنْهُ جَنَازَةُ اَبْجَرِ

ترجمہ: ''اگر حجار بن ابجر مسلمان ہوتا تو اس کا جنازہ لوگوں سے دور رہتا۔

وَ اِنْ كَانَ حَجَّارُ بْنُ اَبْجَرَ كَافِرًا فَمَا مِثْلُ هٰذَا مِنْ كُفُوْرٍ بِمُنْكَرِ

ترجمہ: اگر یہ حجار بن ابجر کافر ہے تو اس سے بڑا کوئی کافر و منکر نہیں۔

اَتَرْضَوْنَ هٰذَا اِنَّ قَيْسًا وَ مُسْلِمًا جَمِيْعًا لَدٰى نَعْشٍ فَيَاقُبْحَ مَنْظَرِ

ترجمہ: کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ قیس اور دیگر مسلمان اس کی لاش کے گرد جمع ہوں۔ یہ کتنا برا منظر ہے۔

فَلَوْ لَا الَّذِىْ اَنْوِىْ تَفَرَّقَتْ جَمْعُهُمْ بِاَبْيَضَ مَصْقُوْلِ الدَّيَّاسِ مُشَهَّرِ

ترجمہ: اگر میں نے ایک ارادہ نہ کر لیا ہوتا تو میں ان کے مجمع کو ایک چمکتی اور کاٹنے والی تلوار سے متفرق کر دیتا۔

وَ لٰكِنَّنِىْ اَنْوِىْ بِذَاكَ وَسِيْلَةً اِلَى اللّٰهِ اَوْهٰذَا فَخُذْ ذَاكَ اَوْ ذَرْ

ترجمہ: اگر میں نے اس ارادہ کو اللہ کی قربت کا وسیلہ نہ بنایا ہوتا تو پھر میں اسے اختیار کر کے چھوڑ دیتا''۔

## محمد بن حنفیہ کا بیان:

محمد ابن حنفیہ کا بیان ہے کہ جس صبح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا میں اس رات جامع مسجد میں تمام رات نماز میں مشغول رہا اور دیگر لوگ بھی جو مصر کے باشندے تھے چوکھٹ کے قریب نمازوں میں مشغول رہے ان لوگوں نے تمام رات قیام و رکوع اور سجدوں میں گزاری۔ اور شروع رات سے آخر رات تک قطعاً نہیں سوئے۔

جب صبح کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز کے لیے نکلے تو ان لوگوں کو آواز دی نماز۔ نماز یعنی نماز کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ یہ مجھے معلوم نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات چوکھٹ سے نکل کر کہے تھے یا چوکھٹ کے اندر کہے تھے ہاں میں اتنا جانتا ہوں کہ میں نے ایک چمک دیکھی اور میں نے یہ الفاظ سنے اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں' اور حکم کا اے علی رضی اللہ عنہ! نہ تجھے اختیار ہے اور نہ تیرے ساتھیوں کو' میں نے ایک تلوار دیکھی۔ پھر دوسری تلوار دیکھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ تم سے یہ شخص بچ کر نہ نکل جائے اور لوگ اس پر ہر جانب سے ٹوٹ پڑے کچھ دیر نہ گزری تھی کہ ابن ملجم کو پکڑ لیا گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے روبرو پیش کیا گیا میں بھی لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے جان کے بدلے جان ہے اگر میں مر جاؤں تو تم بھی اسے اسی طرح قتل کر دینا جیسے اس نے مجھے قتل کیا ہے اور اگر میں زندہ باقی رہ گیا تو اس کے بارے میں خود فیصلہ کروں گا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خرید و فروخت:

راوی کہتا ہے کہ لوگ گھبرائے ہوئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے انہیں مطلع کیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جب کہ ابن ملجم کو باندھ کر لوگوں نے ان کے سامنے پیش کیا تو ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا نے روتے ہوئے ابن ملجم سے مخاطب ہو کر کہا اے اللہ کے دشمن! تو نے میرے باپ کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ اللہ تجھے رسوا کرے۔

ابن ملجم نے جواب دیا تم کس شخص پر روتی ہو کیا اس شخص پر جسے میں نے ایک ہزار میں خریدا ہے اور ایک ہزار میں زہر دیا ہے اگر یہ مار تمام شہر والوں پر بھی پڑ جاتی تو ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچتا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نصائح:

جندب بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ اگر آپ ہم سے روپوش ہو جائیں اور خدا نہ کرے کہ ایسا ہو تو کیا ہم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے روکتا ہوں تم لوگ زیادہ مناسب سمجھ سکتے ہو۔ جندب نے دوبارہ سوال کیا تو آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا:

''میں تم دونوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تم دونوں دنیا کو ہرگز تلاش نہ کرنا خواہ دنیا تم سے بغاوت کیوں نہ کرے اور جو شئے تم سے ہٹا دی جائے اس پر رونا نہیں ہمیشہ حق بات کہنا۔ یتیموں پر رحم کرنا۔ پریشان کی مدد کرنا۔ آخر کی تیاری میں مصروف رہنا۔ ہمیشہ ظالم کے دشمن اور مظلوم کے حامی رہنا اور کتاب اللہ کے احکامات پر عمل کرنا۔ اللہ کے دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبرانا''۔

پھر محمد بن حنفیہ کی جانب دیکھ کر فرمایا میں نے تیرے بھائیوں کو جو نصیحت کی ہے تو نے اسے سن کر محفوظ کر لیا۔ محمد نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے محمد سے مخاطب ہو کر کہا:

''میں تجھے بھی وہی نصیحت کرتا ہوں جو تیرے بھائیوں کو کی ہے اس کے علاوہ میں تجھے یہ وصیت کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کی عزت و توقیر کرنا اور ان دونوں کے اس اہم حق کو ملحوظ رکھنا جو ان کا تیرے ذمہ ہے ان دونوں کے حکم کی پیروی کرنا اور ان کے حکم کے بغیر کوئی کام نہ کرنا''۔

اس کے بعد حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

''میں تم دونوں کو بھی محمد کے ساتھ سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارا بھائی اور تمہارے باپ کا بیٹا ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ تمہارا باپ اس سے محبت کرتا ہے''۔

پھر خاص طور پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر انہیں نصیحت فرمائی:

''اے میرے بیٹے! تیرے لیے میری وصیت یہ ہے کہ تو اللہ سے ڈرنا۔ نماز وقت پر ادا کرنا۔ زکوٰۃ کو اس کے مصرف میں خرچ کرنا اور وضو اچھی طرح کرنا کیونکہ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ اور زکوٰۃ روکنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ ہر وقت گناہوں کی مغفرت طلب کرنا۔ غصہ پینا' صلہ رحمی کرنا' جاہلوں سے بردباری سے کام لینا' دین میں تفقہ حاصل

کرنا' ہر کام میں ثابت قدمی دکھانا' قرآن کو لازم پکڑے رہنا۔ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور برائیوں سے بچنا''۔

وصیت:

جب وفات کا وقت آیا تو لوگوں کو وصیت فرمائی:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ وہ وصیت ہے جو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔ وہ اس بات کی وصیت کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرما دیں خواہ یہ بات مشرکوں کو بری کیوں نہ معلوم ہو۔ یقیناً میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور موت سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ مجھے اسی کا حکم دیا گیا اور میں تابع فرمان لوگوں میں سے ہوں۔

اے حسن رضی اللہ عنہ! میں تجھے اور اپنی تمام اولاد اور اپنے تمام گھر والوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا پروردگار ہے اور اس بات کی کہ تم صرف اسلام کی حالت میں جان دینا ہے تم سب مل کر اللہ کے دین کو مضبوط تھام لو اور باہم متفرق نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ باہم ایک دوسرے سے تعلق رکھنا اور ان کی اصلاح کرنا۔ نفل نمازوں اور روزوں سے بہتر ہے تم اپنے تمام رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا اس سے اللہ تم پر حساب نرم فرما دے گا۔ یتیموں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرنا۔ نہ تو انھیں اتنا موقع دینا کہ وہ اپنی زبان سے تم سے مدد طلب کریں نہ تمہاری موجودگی میں پریشانی میں مبتلا ہوں۔ اللہ سے ڈرو اور اللہ سے پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں ڈرو۔ کیونکہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ہے۔ آپ ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں حضورؐ پڑوسیوں کو وارث بھی نہ بنا دیں۔ قرآن کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کہیں قرآن پر عمل کرنے میں تمہارے اغیار تم سے سبقت نہ لے جائیں' نماز کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ تمہارے دین کا ستون ہے تم اپنے پروردگار کے گھر (مسجد) کے معاملہ میں بھی اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو اور کسی وقت بھی جب تم زندہ رہو اسے خالی نہ چھوڑو کیونکہ اگر اسے خالی چھوڑ دیا گیا تو وہاں کوئی نظر نہ آئے گا اور جہاد کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو اور اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرو۔ زکوٰۃ کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ پروردگار کے غصہ کو بجھاتی ہے اپنے نبی کی ذمہ داری کے لیے بھی اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ تمہارے موجود ہوتے ہوئے کسی پر ظلم نہ کیا جائے۔ اپنے نبی کے صحابہ کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں وصیت فرمائی ہے۔ فقراء اور مساکین کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو انہیں اپنی روزیوں اور کھانے میں شریک کرو۔ اپنے غلاموں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ نماز ادا کرو نماز ادا کرو' دین کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کرنا اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہیے گا اور تمہارے خلاف بغاوت کرے گا تو اللہ تمہیں کافی ہو گا لوگوں سے نیک بات کہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے امر بالمعروف اور نہی

عن المنکر کو ترک نہ کرو اگر تم اسے ترک کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر برے لوگوں کو حاکم بنا دے گا پھر تم دعا کرو گے اور تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ صلہ رحمی کرو اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو۔ پشت دکھانے' قطع رحمی اور تفرقہ اندازی سے احتراز کرو۔ نیکی اور تقویٰ کے معاملے میں ایک دوسرے کی اعانت کرو اور نافرمانی اور سرکشی میں کسی کی اعانت نہ کرو اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری' تمہارے اہل بیت کی حفاظت کرے جیسے اس نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تم میں حفاظت کی تھی۔ میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت بھیجتا ہوں''۔

## شہادت اور تکفین و تدفین:

اس کے بعد آپ لا الہ الا اللہ پڑھنے میں مشغول رہے حتیٰ کہ طائر روح عالم بالا کو پرواز کر گیا آپ کی شہادت رمضان ۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ کو آپ کے بیٹوں حسن و حسین اور عبداللہ بن جعفر رحمہم اللہ نے غسل دیا تین کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا جس میں قمیض نہ تھی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ میں نو تکبیرات کہیں پھر چھ ماہ تک حضرت حسن رضی اللہ عنہ والی رہے۔

## قاتل کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو قاتل کے مثلہ سے منع فرمایا اور پھر فرمایا:

''اے بنی عبدالمطلب کہیں تم میری وجہ سے مسلمانوں کے خون نہ بہا دینا۔ اور یہ کہتے پھرو کہ امیر المومنین قتل کر دیئے گئے ہیں۔ سوائے میرے قاتل کے کسی کو قتل نہ کرنا' اے حسن رضی اللہ عنہ! اگر میں اس کے وار سے مر جاؤں تو تو بھی قاتل کو ایک ہی وار سے ختم کرنا کیونکہ ایک وار کے بدلے میں ایک وار ہونا چاہیے اور اس شخص کا مثلہ نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ تم لوگ مثلہ سے احتراز کرو خواہ وہ باؤلے کتے ہی کا کیوں نہ ہو''۔

## قاتل کا انجام اور وصیت کی خلاف ورزی:

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ابن ملجم کو طلب کیا ابن ملجم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تم ایک اچھا کام کرنے پر آمادہ ہو اور وہ یہ کہ میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ میں اسے ضرور پورا کروں گا وہ عہد میں نے حطیم کے قریب کیا تھا کہ میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو ضرور قتل کروں گا یا خود اس کوشش میں مارا جاؤں گا اگر تم یہ پسند کرو تو مجھے معاویہ رضی اللہ عنہ کو ختم کرنے کے لیے چھوڑ دو اور میں تجھ سے اللہ کے نام پر عہد کرتا ہوں کہ اگر میں اسے قتل نہ کروں یا اسے قتل کر کے زندہ بچ جاؤں تو تیرے پاس آ کر تیرے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دوں گا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کام کے لیے تجھے ہرگز نہیں چھوڑ سکتا کہ تو آگ کو اور بھڑکا دے اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اسے آگے بڑھ کر قتل کر دیا۔ پھر لوگ اس کی لاش کو چپٹ گئے اور اس کی بوٹیاں کر کے آگ میں ڈال دیا۔

## امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ:

جس رات حضرت علی رضی اللہ عنہ پر وار کیا گیا اسی رات برک بن عبداللہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے قتل کے لیے گھات میں بیٹھا تھا۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صبح کی نماز پڑھانے کے لیے نکلے تو ان پر تلوار سے حملہ کیا اس کا وار ان کے کولھوں پر پڑا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ہاتھ

بڑھا کر اسے پکڑ لیا قاتل نے کہا میرے پاس ایک ایسی خبر ہے جس کے سننے سے آپ خوش ہو جائیں گے اور اگر میں آپ سے وہ خبر بیان کر دوں گا تو آپ کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا وہ خبر بیان کرو۔

برک نے جواب دیا آج میرے بھائی نے علی رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا ہوگا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ: کاش! تیرا بھائی ان پر قدرت نہ پا سکے۔

برک: کیوں نہیں۔ اس لیے کہ علی رضی اللہ عنہ جب باہر نکلتے ہیں تو ان کے ساتھ کوئی محافظ نہیں ہوتا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ساعدی کو طلب کیا یہ ایک طبیب تھا اس نے جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زخم کو دیکھا تو کہا اے امیر تم دو باتوں میں سے ایک بات پسند کر لو یا تو میں لوہا جلا کر اس زخم کی جگہ پر لگا دیتا ہوں یا آپ اسے پسند کر لیں کہ میں آپ کو پینے کے لیے ایک ایسا شربت دوں جس سے آئندہ آپ کے کوئی اولاد نہ ہو۔ کیونکہ تلوار زہر آلود تھی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آگ تو میں برداشت نہیں کر سکتا۔ رہا اولاد نہ ہونا تو یزید اور عبداللہ انھی دونوں سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ طبیب نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ شربت پلا دیا جس سے وہ شفایاب ہو گئے لیکن آئندہ ان کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسجد میں محرابیں تعمیر کرنے کا حکم دیا راتوں کو پہرہ دار متعین کیے اور جس وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سجدے میں جاتے تو پولیس کے آدمی ننگی تلواریں لیے ہوئے ان کی حفاظت کرتے۔

## خارجۃ ابن حذافہ رضی اللہ عنہ کا قتل:

اسی رات عمرو بن بکر بھی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے گھات میں بیٹھا رہا۔ لیکن صبح کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے نہیں آئے کیونکہ ان کے پیٹ میں تکلیف تھی۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے خارجۃ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا یہ ان کے محافظ دستہ میں تھے اور بنو عامر بن لوی کے خاندان میں سے تھے یہ نماز پڑھانے کے لیے نکلے عمرو بن برک نے انھیں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سمجھ کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تمام لوگ عمرو رضی اللہ عنہ کو اس طرح سلام کر رہے تھے جیسے حاکم کو سلام کیا جاتا ہے۔ عمرو بن برک نے پوچھا یہ کون شخص ہیں لوگوں نے جواب دیا یہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں۔

عمرو بن برک: تو پھر میں نے کسے قتل کیا ہے۔

لوگ: خارجۃ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو۔

عمرو بن برک: اے فاسق (یعنی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) خدا کی قسم! میں نے تو تیرے علاوہ کسی کا ارادہ نہ کیا تھا۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ: ہاں تو نے میرا ارادہ ضرور کیا تھا لیکن اللہ نے تو خارجہ رضی اللہ عنہ کا ارادہ کیا تھا۔

اس کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اسے قتل کیا۔ جب اس واقعہ کی خبر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے عمرو بن

العاص رضی اللہ عنہ کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

وَ قَتلٌ وَّ اَسبَابُ المَنَایَا کَثِیرَۃٌ مَنِیَّۃُ شَیخٍ مِّنْ لُوَیِّ ابنِ غَالِبِ

ترجمہ: ''قتل تو ایک ہی ہوا ہے اگرچہ موت کے اسباب بہت سے ہیں موت تو صرف لوی بن غالب کے شیخ کی آئی ہے۔

فَیَا عَمْرُ مَهْلًا اِنَّمَا اَنتَ عَمُّهُ وَ صَاحِبُهُ دُوْنَ الرِّجَالِ الْاَقَارِبِ

ترجمہ: اے عمرو رضی اللہ عنہ ذرا ٹھہر جا تو بھی تو خارجہ رضی اللہ عنہ کا چچا ہے اور دیگر رشتہ داروں کو چھوڑ کر اس کا دوست ہے۔

نَجَوْتَ وَ قَدْ بَلَّ الْمُرَادِیُّ سَیْفَهُ مِنَ ابْنِ اَبِیْ شَیْخِ الْاَبَاطِحِ طَالِبِ

ترجمہ: تو نے تو قتل سے نجات پالی اور مرادی نے اپنی تلوار کو مکہ کے سردار ابو طالب کے بیٹے کے خون سے تر کر لیا ہے۔

وَ یَضْرِبُنِیْ بِالسَّیْفِ اٰخِرُ مِثْلَهُ فَکَانَتْ عَلَیْنَا تِلْكَ ضَرْبَةً لَا زِبِ

ترجمہ: اس کے دوسرے بھائی نے بھی تلوار ی ماری لیکن ہم پر یہ تلوار اچٹتی ہوئی پڑی۔

وَ اَنْتَ تُنَاغِیْ کُلَّ یَوْمٍ وَ لَیْلَةٍ بِمِصْرِكَ بِیْضًا کَالظِّبَاءِ السَّوَارِبِ

ترجمہ: لیکن تو دن رات مصر میں ہرنیوں کی طرح چوکڑیاں بھرتا پھرتا ہے''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا افسوس:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر ملی تو انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

فَاَلْقَتْ عَصَاهَا وَاسْتَقَرَّتْ بِهَا النَّوٰی کَمَا قَرَّعَیْنًا بِالْاِیَابِ الْمُسَافِرِ

ترجمہ: ''اس نے اپنی لاٹھی ٹیک دی ہے اور جدائی کو قرار مل گیا ہے جس طرح مسافر کی آنکھیں واپسی سے ٹھنڈی ہوتی ہیں''۔

اس کے بعد سوال کیا کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے لوگوں نے جواب دیا بنو مراد کے ایک شخص نے۔ انہوں نے اس پر دوسرا شعر کہا۔

فَاِنْ یَّكُ نَائِیًا فَلَقَدْ نَعَاهُ غُلَامٌ لَیْسَ فِیْ فِیْهِ التُّرَابُ

ترجمہ: ''وہ دور تھا اس کی موت کی خبر ایک لڑکا لے کر آیا۔ افسوس! کہ اس کے منہ میں مٹی کسی نے نہ بھری''۔

اس پر حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا آپ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا کہہ رہی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا میں تو (سب واقعات) بھول گئی تھی۔ لیکن جب میں بھول جایا کروں تو تم یاد دلا دیا کرو۔

ان کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر سفیان بن عبد شمس بن ابی وقاص الزہری لے کر گئے تھے۔

## ابن ابی میاس کا مرثیہ:

ابن ابی میاس مرادی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قتل پر یہ مرثیہ کہا:

وَ نَحْنُ ضَرَبْنَا لَكَ الْخَیْرَ حَیْدَرًا اَبَا حَسَنٍ مَّامُوْمَةٍ فَتَفَطَّرَا

ترجمہ: ''ہم نے تیرے لیے ایک بہتر شخص حیدر رضی اللہ عنہ کو مارا جس کی کنیت ابو حسن رضی اللہ عنہ ہے ہم نے اس کی کھوپڑی پر مارا جس سے اس کی کھوپڑی پھٹ گئی''۔

وَ نَحْنُ خَلَعْنَا مُلْكَهُ مِنْ نِظَامِهِ    بِضَرْبَةِ سَيْفٍ إِذْ عَلَا وَ تَجَبَّرَا

ترجمہ: ہم نے اس کے ہاتھ سے اس کا ملک چھین لیا۔ تلوار کی ایسی مار سے کہ جب وہ بلند ہوتی ہے تو کاٹ کر پھینک دیتی ہے۔

وَ نَحْنُ كِرَامٌ فِي الصَّبَاحِ أَعِزَّةٌ    إِذِ الْمَوْتُ بِالْمَوْتِ ارْتَدَى وَ تَأَزَّرَا

ترجمہ: اور ہم صبح کے وقت معزز و شریف تھے کیونکہ موت تو واپس جا چکی تھی''۔

## ابن ابی میاس کا دوسرا مرثیہ:

وَ لَمْ أَرَ مَهْرًا سَاقَهُ ذُوْ سَمَاحَةٍ!    كَمَهْرِ قِطَامٍ مِّنْ فَصِيحٍ وَّ أَعْجَمِ

ترجمہ: ''میں نے اتنا قیمتی مہر کسی عرب اور غیر عرب کا نہیں دیکھا جیسا کہ قطامہ کا مہر تھا۔

ثَلَاثَةُ الْآفٍ وَّ عَبْدٌ وَ قَيْنَةٌ    وَ ضَرْبُ عَلِيٍّ بِالْحُسَامِ الْمُصَمَّمِ

ترجمہ: تین ہزار درہم' ایک غلام' ایک باندی اور چمکتی تلوار سے علی رضی اللہ عنہ کی مار۔

فَلَا مَهْرَ اغْلَى مِنْ عَلِيٍّ وَّ إِنْ غَلَا    وَ لَا قَتْلَ إِلَّا دُوْنَ قَتْلِ ابْنِ مُلْجِمِ

ترجمہ: تیرا مہر خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو علی رضی اللہ عنہ سے نہیں بڑھ سکتا اور نہ کوئی قتل ابن ملجم کے قتل سے بڑھ سکتا ہے''۔

## ابوالاسود دئلی کا مرثیہ:

أَلَا أَبْلِغْ مُعَاوِيَةَ ابْنَ حَرْبٍ    فَلَا قَرَّتْ عُيُوْنُ الشَّامِتِيْنَا

ترجمہ: ''معاویہ بن حرب رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچا دو۔ خدا کرے شامیوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔

أَفِي شَهْرِ الصِّيَامِ فَجَعْتُمُوْنَا    بِخَيْرِ النَّاسِ طُرًّا أَجْمَعِيْنَا

ترجمہ: کیا تم نے ہمیں روزوں کے مہینے میں گھبراہٹ میں ڈالا ہے اس شخص کے ذریعہ جو تمام لوگوں میں سب سے بہتر تھا۔

قَتَلْتُمْ خَيْرَ مَنْ رَّكِبَ الْمَطَايَا    وَ رَحَّلَهَا وَ مَنْ رَّكِبَ السَّفِيْنَا

ترجمہ: جتنے لوگ سواریوں کے کجاووں اور کشتیوں پر سوار ہوئے تم نے ان میں سب سے بہتر شخص کو قتل کیا ہے

وَ مَنْ لَبِسَ النِّعَالَ وَ مَنْ حَذَاهَا    وَ مَنْ قَرَأَ الْمَثَانِيَ وَ الْمُبِيْنَا

ترجمہ: اب کون چپل پہنے گا اور کون انہیں ٹانکے گا اور کون مثانی اور مبین کی تلاوت کرے گا۔

إِذَا اسْتَقْبَلْتَ وَجْهَ أَبِيْ حُسَيْنٍ رضی اللہ عنہ    رَأَيْتَ الْبَدْرَ رَاعَ النَّاظِرِيْنَا

ترجمہ: جب تیرے سامنے ابوحسین رضی اللہ عنہ کا چہرہ آیا تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ چودھویں کا ایک چاند ہے جو دیکھنے والوں کو لبھا رہا ہے۔

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ حَيْثُ كَانَتْ    بِأَنَّكَ خَيْرُهَا حَسَبًا وَّ دِيْنًا

ترجمہ: قریش یہ خوب جانتے ہیں کہ تو ان میں حسب و نسب کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے''۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر:

اس میں اختلاف ہے کہ قتل کے وقت آپ کی عمر کیا تھی بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ آپ انسٹھ سال کی عمر میں قتل کیے گئے۔

مصعب ابن عبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد اٹھاون سال کی عمر میں شہید کیے گئے۔
بعض رواۃ کا بیان ہے کہ اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ سال کی تھی۔

ابوزید نے ابوالحسن' ایوب بن عمر بن ابی عمرو کے حوالے سے جعفر صادق کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال کی عمر میں شہید کیے گئے اور یہی سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔

عمرو نے یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی' شریک کی سند سے ابواسحاق کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال کی عمر میں شہید کیے گئے۔ (ایک قول ستر سال کا بھی ہے)

ہشام کا قول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو ان کی عمر اٹھاون سال کچھ ماہ تھی اور تین ماہ کم پانچ سال تک ان کی خلافت رہی۔ پھر انہیں ابن ملجم نے قتل کیا۔ اس کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو تھا۔ آپ کا قتل سترہ رمضان کو ہوا اور چار سال نو ماہ آپ نے خلافت کی اور ۴۰ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں شہید کیے گئے۔

حارث نے ابن سعد کے ذریعہ محمد بن عمر کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تریسٹھ سال کی عمر میں جمعہ کی صبح کو سترہ رمضان ۴۰ھ میں شہید کیے گئے اور دارالامارت میں جامع مسجد کے قریب دفن کیے گئے۔

حارث نے ابن سعد کے ذریعہ محمد بن عمرو کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شب جمعہ میں زخمی ہوئے۔ اور جمعہ اور ہفتہ کے دن حیات رہے اور یکشنبہ کی رات میں جب کہ رمضان ختم ہونے میں گیارہ راتیں باقی تھیں (یعنی ۱۹/ رمضان ۴۰ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی)

حارث نے ابن سعد' محمد بن عمر' علی بن عمر ابوبکر السبری' عبداللہ بن محمد بن عقیل کی سند سے محمد بن حنفیہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ انہوں نے سنۃ الجحاف میں فرمایا یہ ۸۱ھ شروع ہو چکا ہے اور اس وقت میری عمر پینسٹھ سال ہے۔ اس وقت میری عمر میرے والد کی عمر سے بڑھ گئی ہے لوگوں نے ان سے سوال کیا کہ ان کی قتل کے وقت کیا عمر تھی محمد بن حنفیہ نے جواب دیا تریسٹھ سال۔

حارث نے ابن سعد کے ذریعہ محمد بن عمر کا قول اسی طرح نقل کیا ہے اور یہی ہمارے نزدیک صحیح ہے۔

## مدتِ خلافت:

احمد ابن ثابت نے اسحاق ابن عیسیٰ کے ذریعہ ابومعشر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین ماہ کم پانچ سال خلافت فرمائی۔

ابوحارث نے ابن سعد کے ذریعہ محمد بن عمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت تین ماہ کم پانچ سال تھی۔

ابوزید نے ابوالحسن سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ ایک دن کم یا ایک روز زیادہ تھی۔

## حلیہ مبارک:

حارث ابن سعد' محمد ابن عمر' ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کی سند سے اسحاق ابن عبداللہ بن ابی فردہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی (امام باقر) سے سوال کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حلیہ کیا تھا۔ انہوں نے فرمایا درمیانہ قد تھا رنگ نہایت گندم گوں تھا آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ بڑا پیٹ تھا۔ لیکن قد ذرا پستگی کی طرف مائل تھا (داڑھی چوڑی تھی اور سر اور داڑھی کے

بال سپید ہو گئے تھے )

نسب وخاندان:

آپ کا اسم گرامی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھا آپ کے والد ابو طالب کا نام عبد مناف تھا۔ اور عبدالمطلب بن ہاشم ابن عبد مناف کے بیٹے تھے آپ کی والدہ کا نام فاطمہ تھا جو اسد بن ہاشم ابن عبد مناف کی صاحبزادی تھیں۔

ازواج واولاد:

۱۔ سب سے پہلے آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی فرمائی اور ان کی موجودگی میں کوئی دوسری شادی نہیں کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ایک لڑکا جس کا نام محسن تھا پیدا ہوئے محسن کم عمری میں انتقال کر گئے۔ دو صاحبزادیاں یعنی زینب الکبری اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما پیدا ہوئیں۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد ام البنین بنت حزام سے شادی فرمائی ام البنین ابو المحل بن خالد بن ربیعۃ بن الوحید بن کعب بن عامر بن کلاب کی والدہ تھیں ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے عباس کے علاوہ بقیہ تینوں لڑکے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید کیے گئے۔

۳۔ ایک شادی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی ابن سلمی بن جندل بن نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلۃ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم سے کی ان سے عبیداللہ اور ابوبکر پیدا ہوئے ہشام بن محمد کا قول ہے کہ یہ دونوں لڑکے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ طف میں مارے گئے۔ محمد بن عمر کا کہنا ہے کہ عبیداللہ بن علی رضی اللہ عنہ کو مختار ابن ابی عبید نے مذار میں قتل کیا تھا اور محمد بن عمر یہ بھی کہتا ہے کہ عبیداللہ اور ابوبکر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔

۴۔ ایک شادی اسماء بنت عمیس سے فرمائی بقول ہشام ابن محمد ان سے یحییٰ اور محمد الاصغر پیدا ہوئے۔ لیکن ان دونوں کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حارث نے ابن سعد کے ذریعہ واقدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہاں اسماء سے یحییٰ اور عون پیدا ہوئے اور محمد الاصغر بعض مؤرخین کے نزدیک ایک ام ولد سے پیدا ہوئے تھے یہی واقدی کا قول ہے نیز واقدی کہتا ہے کہ محمد الاصغر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ قتل کیے گئے۔

۵۔ ایک زوجہ صہبا تھیں جن کی کنیت ام حبیب تھی یہ ام حبیب ربیعۃ ابن بجیر ابن العبد بن علقمۃ بن الحارث بن عتبۃ ابن سعد بن زہیر بن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم ابن تغلب ابن وائل کی لڑکی تھیں یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی باندی تھیں (ام ولد) یہ ان قیدیوں میں سے تھیں کہ جب حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے عین التمر پر حملہ کیا اور بنو تغلب کو شکست دے کر انہیں قیدی بنایا۔ ان سے عمر اور رقیہ پیدا ہوئیں ان عمر بن علی رضی اللہ عنہ کی عمر پچیاسی سال ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آدھی میراث انہوں نے حاصل کی منبع میں ان کا انتقال ہوا۔

۶۔ آپ کی ایک زوجہ امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا بن الربیع بن عبد العزی بن عبد شمس ابن عبد مناف تھیں ان کی والدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں ان سے آپ کے یہاں محمد الاوسط پیدا ہوئے۔

۷۔ خولہ بنت جعفر ابن قیس ابن سلمۃ بن عبید ابن ثعلبۃ ابن بربوع ابن ثعلبۃ بن الدول بن حنیفۃ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل۔ ان سے محمد الاکبر پیدا ہوئے جنہیں محمد بن الحنفیہ کہا جاتا ہے انہوں نے طائف میں انتقال کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۸۔ ایک زوجہ ام سعید بنت عروۃ ابن مسعود ابن معتب بن مالک الثقفی تھیں ان سے ام الحسن اور رملۃ الکبریٰ پیدا ہوئیں۔

آپ کے اور بھی لڑکیاں مختلف ماؤں سے پیدا ہوئیں جن کی ماؤں کے نام ہمیں معلوم نہیں ہو سکے ان کے نام یہ ہیں ام ہانی' میمونہ زینب الصغریٰ' رملۃ الصغریٰ' ام کلثوم الصغریٰ' فاطمہ' امامہ' خدیجہ' ام الکرام' ام سلمہ' ام جعفر' جمانہ اور نفیسہ یہ لڑکیاں مختلف ماؤں سے پیدا ہوئیں۔

۹۔ ایک زوجہ محیات بنت امری القیس ابن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم تھیں جو بنی کلب سے تھیں ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن میں مرگئی واقدی کہتا ہے کہ جب وہ بچی تھی تو مسجد جایا کرتی تھیں لوگ اسے چھیڑنے کے لیے پوچھتے تیرے ماموں کون ہیں تو وہ جواب دیتی کہ وہ ہیں وہ ہیں یعنی کلب (اور کلب کتے کو کہتے ہیں اور ایک خاندان کا نام بھی ہے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پشت سے چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں ہوئیں۔

حارث نے ابن سعد کے ذریعہ واقدی سے سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پانچ لڑکوں سے اولاد چلی۔ حضرت حسن' حضرت حسین رضی اللہ عنہما محمد الحنفیہ' عباس بن الکلابیہ اور عمر بن التغلبیہ۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمال:

بصرہ پر آخری سال میں بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما عامل رہے۔ ہم یہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس میں رواۃ کا اختلاف ہے۔ الغرض تمام صدقات اور لشکروں کا انتظام انھی کے سپرد تھا اور یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آخری وقت تک معاون رہے جب ابن عباس رضی اللہ عنہما بصرہ سے کہیں اور تشریف لے جاتے تو اپنی جگہ پر کسی کو نائب کر جاتے جیسا کہ میں اس سے پہلے بیان کر چکا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے بصرہ کی قضا پر ابوالاسود دئلی تھے اور یہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ بصرہ کی گورنری زیاد کو کس طرح ملی اور کیوں اسے فارس کی جنگ اور خراج کی وصول یابی کے لیے روانہ کیا گیا زیاد وہیں فارس میں قتل کیا گیا اور آخر وقت تک وہ اپنی جگہ پر قائم رہا۔

بحرین' اس کے قرب وجوار کے علاقہ' یمن اور اس کے سامنے کے علاقہ پر عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مامور تھے حتیٰ کہ ان کا اور بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کا معاملہ پیش آیا جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

طائف و مکہ اور ان کے قرب وجوار کے علاقہ پر قثم بن العباس رضی اللہ عنہما عامل تھے۔

مدینہ پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے ایک قول یہ ہے کہ سہل بن حنیف تھے ابوایوب رضی اللہ عنہ اس وقت تک عامل رہے جب تک کہ بسر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچا۔

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ:

یونس بن عبدالاعلیٰ نے وہب ابن ابی ذئب' عباس ابن الفضل مولیٰ بنی ہاشم' فضل کے حوالہ سے ابن ابی رافع کا یہ قول نقل کیا

ہے کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے بیت المال کا خزانچی تھا کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے' اور ان کی ایک بیٹی بنی سنوری سامنے آئی تو اسے بیت المال کا ایک موتی پہنے دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے موتی کو پہچان لیا اور فرمایا اس کے پاس یہ کہاں سے آیا ہے خدا کی قسم اب مجھ پر اس کا ہاتھ کاٹنا لازم ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کا پختہ ارادہ کرلیا تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنین خدا کی قسم میں اس اپنی بھتیجی کو خود پہنایا تھا اگر میں نہ دیتا تو یہ کہاں سے حاصل کر لیتی تب حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش ہوئے۔

اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری نے عبدالسلام ابن حرب اور ناجیۃ القرشی کے اپنے چچا یزید بن عدی ابن عثمان کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قبیلہ ہمدان سے نکلتے دیکھا جب باہر نکلے تو دو جماعتیں باہم لڑ رہی تھیں حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں جماعتوں کے درمیان گھس گئے اور دونوں کو جدا کر دیا ابھی کچھ دور گئے تھے کہ انہوں نے یہ آواز سنی ''کوئی مددگار ہے' کوئی مددگار ہے''۔جلدی جلدی فوراً ادھر واپس چلے حتیٰ کہ میں آپ کے جوتوں کی آوازیں سن رہا تھا اور فرما رہے تھے تیرے پاس تیرا مددگار آ گیا وہاں جا کر دیکھا تو ایک شخص دوسرے کو چپٹا ہوا تھا آپ کو دیکھ کر ان میں سے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین میں نے اسے یہ کپڑا نو درہم میں فروخت کیا تھا اور یہ شرط کی تھی کہ مجھے بے کار اور کٹے ہوئے درہم نہ دے گا اور اس وقت لوگ یہی شرط لگایا کرتے تھے۔ میں اس کے پاس یہ درہم لے کر آیا تا کہ یہ انھیں تبدیل کر دے اس نے انکار کیا میں نے اس سے اصرار کیا تو اس نے میرے طمانچہ مارا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طمانچہ مارنے والے سے کہا اس کے درہم بدل دے اور دوسرے شخص سے کہا اس بات پر گواہ لاؤ کہ اس نے تمہارے طمانچہ مارا ہے وہ گواہ لے کر آیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طمانچہ مارنے والے کو بٹھا دیا اور مظلوم سے فرمایا اس سے قصاص لے لو مظلوم نے جواب دیا اے امیر المومنین میں نے اسے معاف کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تو تیرا حق پورا کرنے کا ارادہ کیا تھا پھر اس ظالم کے نو کوڑے مارے اور فرمایا یہ حاکم کی جانب سے سزا ہے۔

محمد بن عمارۃ الاسدی نے عثمان بن عبدالرحمٰن الاصبہانی' مسعودی' ناجیہ کو سند سے ناجیہ کے باپ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم محل کے دروازے پر مقیم تھے کہ ہمارے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہم نے جب انہیں آتے دیکھا تو ان کی ہیبت سے ان کے سامنے سے ہٹ گئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھ گئے تو ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلے وہ ابھی کچھ دور چلے تھے کہ انھوں نے آواز سنی ''ہے اللہ کے واسطہ کوئی مددگار'' آپ نے دیکھا کہ دو آدمی باہم لڑ رہے ہیں آپ نے دونوں کے سینوں پر ہاتھ مار کر پیچھے ہٹا دیا اور ان دونوں سے فرمایا ایک دوسرے سے جدا ہو جاؤ۔

ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا امیر المومنین اس نے مجھ سے ایک بکری خریدی تھی اور شرط یہ تھی کہ یہ مجھے خراب اور ردی درہم نہ دے گا لیکن اس نے مجھے ایک کھوٹا درہم دیا ہے میں نے اسے وہ درہم واپس کیا تو اس نے مجھے طمانچہ مارا۔

آپ نے دوسرے سے سوال کیا تم کیا کہتے ہو۔ اس نے جواب دیا امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے آپ نے اس سے فرمایا اچھا پہلے اپنی شرط پوری کرو۔ جب شرط پوری ہوگئی تو طمانچہ مارنے والے کو بٹھا دیا اور مظلوم سے کہا اس سے قصاص لے لو۔ مظلوم نے سوال کیا کیا قصاص لوں یا معاف کر دوں آپ نے فرمایا اس کا تجھے اختیار ہے الغرض اس ظالم کو معاف کر دیا گیا جب وہ وہاں سے کچھ دور چلا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے فرمایا اسے پکڑ کر یہاں لاؤ لوگ اسے پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے آپ نے

اس کی پشت پر اسی طرح کوئی چیز رکھ دی جیسے لکھنے پڑھنے والے بچوں کی پشت پر رکھی جاتی ہے (یعنی کان پکڑوا کر اوپر سے پشت پر کوئی چیز رکھ دی) پھر اس کو نو کوڑے مارے اور فرمایا یہ اس شخص کی ہتک عزت کی سزا ہے۔

## حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ:

ابن سنان القزاز نے ابو عاصم' سکین بن عبدالعزیز' حفص بن خالد کی سند سے ابو خالد بن جابر کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے۔

تم نے رات ایک شخص کو قتل کر دیا ہے ایسی رات جس میں قرآن نازل ہوا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے' جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت یوشع علیہ السلام ابن نون شہید کیے گئے خدا کی قسم جو لوگ پہلے گزرے ہیں وہ بھی علی رضی اللہ عنہ سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں لشکر دے کر روانہ فرماتے اور جبریل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام ان کے دائیں بائیں ہوتے خدا کی قسم نہ انھوں نے کچھ سونا چھوڑا ہے اور نہ کچھ چاندی چھوڑی ہے صرف آٹھ سو یا سات سو درہم اپنے خادم کے لیے چھوڑے ہیں۔

التماس سورہ فاتحہ برائے تمام مرحومین

۱) شیخ صدوقؒ
۲) علامہ مجلسیؒ
۳) علامہ اظہر حسین
۴) علامہ سید علی نقی
۵) بیگم و سید عابد علی رضوی
۶) بیگم و سید احمد علی رضوی
۷) بیگم و سید رضا امجد
۸) بیگم و سید علی حیدر رضوی
۹) بیگم و سید سبط حسن
۱۰) بیگم و سید مردان حسین جعفری
۱۱) بیگم و سید جار حسین
۱۲) بیگم و مرزا توحید علی
۱۳) سید حسین عباس فرحت
۱۴) بیگم و سید جعفر علی رضوی
۱۵) سید نظام حسین زیدی
۱۶) سیدہ ناز زہرہ
۱۷) سیدہ رضویہ خاتون
۱۸) سید نجم الحسن
۱۹) سید مبارک رضا
۲۰) سید تہنیت حیدر نقوی
۲۱) بیگم و مرزا محمد ہاشم
۲۲) سید باقر علی رضوی
۲۳) بیگم و سید باسط حسین
۲۴) سید عرفان حیدر رضوی
۲۵) بیگم و اخلاق حسین
۲۶) سید ممتاز حسین
۲۷) بیگم و سید اختر عباس
۲۸) سید محمد علی
۲۹) سیدہ رضیہ سلطان
۳۰) سید مظفر حسنین
۳۱) سید باسط حسین نقوی
۳۲) غلام محی الدین
۳۳) سید ناصر علی زیدی
۳۴) سید وزیر حیدر زیدی
۳۵) ریاض الحق
۳۶) خورشید بیگم
۳۷) محمد علی
۳۸) غلام سجاد بخش
۳۹) بیگم و سید شمشاد حسین